

# الخير السلي

في شريجات البخاري  
جلد ثالث

كتاب الصلوة، كتاب مواقيت الصلوة

افادات  
امامنا حضرت مولانا محمد عتيق صاحب دامت برکاتهم

مکتبہ اہل السنۃ

قزاقی سٹریٹ، کال روڈ، ملتان، پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

# الْخَيْرُ السَّارِي

فِي تَشْرِيحَاتِ الْبُخَارِيِّ

جلد ثالث

كتاب الصلوة، كتاب مواقيت الصلوة

افادات

أستاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

ترتیب و تخریج

مولانا خورشید احمد تونسوی مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ امدادیہ

بی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

فون: ۴۵۴۹۶۵

## جملہ حقوق کتابت و طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:.....	الخیر الساری فی تشریحات البخاری (جلد ثالث)
افادات:.....	استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ (صدر المدرسین جامعہ خیر المدارس، ملتان)
ترتیب و تخریج:.....	حضرت مولانا خورشید احمد صاحب تونسوی (فاضل و مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)
ترمیم و آرائش:.....	مولوی محمد یحییٰ انصاری (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)
کمپوزنگ:.....	مولوی محمد اسماعیل (معلم جامعہ خیر المدارس، ملتان)
ناشر:.....	مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

## ملنے کے پتے

.....:۱	مولانا میمون احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)
.....:۲	مولانا محفوظ احمد صاحب (خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی، صادق آباد)
.....:۳	مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور
.....:۴	قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی
.....:۵	دارالاشاعت اردو بازار، کراچی

## ضروری گزارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی معلوم ہو تو ناشر یا مصنف مدظلہ کو

ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس کی آئندہ اشاعت میں تصحیح کردی جائے (شکریہ)

# فہرست

صفحہ	مضامین
۲۳	پیش لفظ
۲۴	اظہار تشکر
۲۵	تقریظ
۲۷	عرض مرتب
۲۹	﴿کتاب الصلوٰۃ﴾
۲۹	ما قبل سے ربط
۲۹	صلوٰۃ کہ لغوی و اصطلاحی معنی
۳۰	لغوی اور اصطلاحی معنی میں ربط
۳۱	الفرق بین صلوٰۃ الانسان وغیرہ
۳۱	اصطلاحات شریعت حقیقت ہیں یا مجاز یا منقول؟
۳۳	باب کیف فرض الصلوٰۃ فی الاسراء
۳۴	معراج اور اسراء میں فرق
۳۴	معراج جسمانی یا روحانی یا منامی؟
۳۵	سب سے پہلی نماز کی فرضیت
۴۲	مسئلہ شق صدر
۴۳	ماء زمزم افضل ہے یا ماء جنت؟
۴۹	سدرة المنتہی

۵۱	اسراء و معراج سوال و جواب کی صورت میں
۶۰	قصر عزیمت ہمہ یار خست؟
۶۱	قصر کی اقسام
۶۲	ترتیب صلوات
۶۳	باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب و قول اللہ خذوا الخ
۶۳	غرض امام بخاری
۶۳	ستر عورت
۶۹	باب عقد الازار علی القفا فی الصلوٰۃ
۶۹	ترجمہ الباب کی غرض
۶۹	ما قبل سے ربط
۷۱	نماز میں کپڑا اوڑھنے کا طریقہ
۷۲	مسائل مستنبطہ
۷۳	باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحقاً بہ
۷۶	ایک کپڑا میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف
۸۱	باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ
۸۱	ترجمہ الباب کی غرض
۸۳	باب اذا کان الثوب ضیقاً
۸۳	غرض الباب اور ما قبل سے ربط
۸۷	باب الصلوٰۃ فی الجبۃ الشامیۃ
۸۷	کفار کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم
۸۹	دو مسئلے
۹۱	باب کراہیۃ التعری فی الصلوٰۃ وغیرہا
۹۲	ترجمہ الباب کی غرض

۹۴	باب الصلوة فی القميص والسراويل والتباني والقباء
۹۴	ترجمة الباب کی غرض
۹۶	ازار اور رداء میں فرق
۹۸	باب ما یستر من العورة
۹۸	ترجمة الباب کی غرض
۹۸	ستر کی فرض مقدار کے بارے میں اختلاف
۹۹	اقسام ستر عورت
۱۰۲	اللباس اور التبان کے ضبط تلفظ کا بیان
۱۰۵	باب الصلوة بغير رداء
۱۰۵	ترجمة الباب کی غرض
۱۰۶	باب ما ید کر فی الفخذ
۱۱۱	مسئلہ من عورة
۱۱۱	مسئلہ تکبیر
۱۱۴	ران کہ عورت ہونہ کے متعلق اختلاف
۱۲۱	باب فی کم تصلي المرأة من الثياب
۱۲۱	ترجمة الباب کی غرض
۱۲۲	قدم المرأة کہ عورت ہونہ میں اختلاف
۱۲۴	باب ان اذ صلی فی ثوب له اعلام ونظر الی علمها
۱۲۴	ترجمة الباب کی غرض
۱۲۷	باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر الخ
۱۲۹	ضمنی مسئلہ
۱۲۹	صورة اور تمثال میں فرق
۱۳۰	باب من صلی فی فروج حریر ثم نزعہ

۱۳۱	ترجمة الباب کی غرض
۱۳۲	باب فی الثوب الاحمر
۱۳۵	باب الصلوة فی السطوح والمنبر والخبث
۱۳۶	ترجمة الباب کی غرض
۱۳۶	منشاء باب
۱۳۷	مسجد کی چہت پر نماز پڑھنے کا حکم
۱۴۱	فائدہ اولیٰ
۱۴۱	فائدہ ثانیہ
۱۴۴	بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء
۱۴۵	باب اذا اصاب ثوب المصلی امراته اذا سجد
۱۴۵	ترجمة الباب کی غرض
۱۴۷	خمرہ اور حصیر میں فرق
۱۴۸	باب الصلوة علی الحصیر
۱۴۸	ترجمة الباب کی اغراض
۱۴۹	کشتی اور بحری جہاز پر نماز پڑھنے کا حکم
۱۵۱	مسائل مستنبطہ
۱۵۲	باب الصلوة علی الخمرہ
۱۵۲	ترجمة الباب کی غرض
۱۵۳	باب الصلوة علی الفراش
۱۵۵	ترجمة الباب کی غرض
۱۵۶	مسائل مستنبطہ
۱۵۷	باب السجود علی الثوب فی شدة الحر
۱۵۷	ترجمة الباب کی غرض

۱۵۸	باب الصلوة فی النعال
۱۵۹	ترجمة الباب کی غرض
۱۶۰	جوتی کونجاست سے پاک کرنے کا طریقہ
۱۶۰	باب الصلوة فی الخفاف
۱۶۲	باب اذا لم يتم السجود
۱۶۵	باب یدیں ضبعیہ ریحا فی جنبیہ فی السجود
۱۶۶	باب فضل استقبال القبلة
۱۶۷	ترجمة الباب کہ عنوان پر تین اشکالات
۱۶۹	قادیانیوں کا اشکال اور اس کا جواب
۱۷۲	باب قبلہ اهل المدينة و اهل الشام و المشرق
۱۷۳	ترجمة الباب کی اغراض
۱۷۳	اشکالات
۱۷۷	مسئلہ استقبال و استدبار
۱۷۸	باب قول اللہ تعالیٰ عزوجل و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى
۱۷۸	ترجمة الباب کی غرض
۱۷۸	آیت کاشان نزول
۱۸۳	باب التوجه نحو القبلة حيث كان
۱۸۳	ترجمة الباب کی غرض
۱۸۳	جہت کعبہ کہ خلاف پڑھی جائے والی نماز کا حکم
۱۸۶	سواری پر نفل نماز پڑھنے کا حکم
۱۸۸	اعلان بشریت
۱۸۸	نور و بشر
۱۹۰	واقعه

۱۹۰	عدد سہو صلوات
۱۹۰	تنبیہ
۱۹۰	مسئلہ تحرّی
۱۹۱	شک کالغوی معنی
۱۹۱	باب ماجاء فی القبلة ومن لم یر الاعادة الخ
۱۹۱	ترجمة الباب کی غرض
۱۹۲	بعد از تحرّی غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم
۱۹۷	باب حکم البزاق بالید من المسجد
۱۹۷	ترجمة الباب کی غرض اور ربط
۱۹۷	حکم البزاق ودفع تعارض فی الروایات
۱۹۸	روایات میں تطبیق
۱۹۸	اختلاف فی حکم البزاق فی المسجد
۲۰۲	باب حکم المخاط بالحصی من المسجد
۲۰۴	باب لا یبصق عن یمینہ فی الصلوۃ
۲۰۴	ترجمة الباب کی غرض
۲۰۶	باب لا یبصق عن یسارہ او تحت قدمہ الیسری
۲۰۸	باب کفارة البزاق فی المسجد
۲۰۸	ترجمة الباب کی غرض
۲۰۹	باب دفن النخامة فی المسجد
۲۰۹	ترجمة الباب کی اغراض
۲۱۰	باب ان ابدرہ البزاق فلیاخذ بطرف ثوبہ
۲۱۰	ترجمة الباب کی غرض
۲۱۲	باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلوۃ و ذکر القبلة

۲۱۲	ترجمة الباب کی غرض
۲۱۳	رؤیت و رآء الظہر
۲۱۵	باب هل یقال مسجد بنی فلان
۲۱۵	ترجمة الباب کی غرض
۲۱۶	اختلاف آئمہ
۲۱۷	تضمیر کا طریقہ
۲۱۸	باب القسمة وتعلیق القنوفی المسجد
۲۲۰	ترجمة الباب کی غرض
۲۲۱	فادیت نفسی و فادیت عقیلاً کامطلب
۲۲۲	اشکال
۲۲۳	باب من دعی لطعام فی المسجد ومن اجاب منه
۲۲۳	ترجمة الباب کی غرض
۲۲۴	باب القضا واللعان فی المسجد بین الرجال والنساء
۲۲۴	ترجمة الباب کی غرض
۲۲۵	اختلاف آئمہ
۲۲۷	باب اذا دخل بیتاً یصلی حیث شاء او حیث امر
۲۲۷	ترجمة الباب کی غرض
۲۲۸	اشکال
۲۲۹	باب المساجد فی البیوت
۲۲۹	ترجمة الباب کی غرض
۲۲۹	مسجد دار اور مسجد محلہ میں فرق
۲۳۲	مسئله صلوة النقل بالجماعة
۲۳۳	تداعی کی تعریف

۲۳۴	باب التیمن فی دخول المسجد وغیره
۲۳۶	باب هل ینبش قبور مشرکی الجاہلیة الخ
۲۳۹	قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم
۲۴۲	روایات مختلفہ کہ درمیان تطبیق
۲۴۴	جمعه فی القری
۲۴۵	روایت الباب کو ترجمہ الباب سے مناسبت
۲۴۵	کافر کو مسلمانوں کہ قبرستان میں دفن کا حکم
۲۴۵	قادیانی مردہ تکالنے کا واقعہ
۲۴۷	باب الصلوٰۃ فی مرابض الغنم
۲۴۷	ترجمہ الباب کی غرض
۲۴۸	باب الصلوٰۃ فی مواضع الابل
۲۴۸	ترجمہ الباب کی غرض
۲۴۸	اختلاف آئمہ
۲۴۹	مذہب امام بخاری
۲۵۰	مسائل مستنبطہ
۲۵۱	باب من صلی وقدامہ تنورا و نار او شی الخ
۲۵۱	ترجمہ الباب کی غرض
۲۵۳	مسائل مستنبطہ
۲۵۳	باب کراہیۃ الصلوٰۃ فی المقابر
۲۵۳	ترجمہ الباب کی غرض
۲۵۴	لاتخذوها قبورا کہ معانی
۲۵۵	باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف والعذاب
۲۵۵	ترجمہ الباب کی غرض

۲۵۷	باب الصلوٰۃ فی البیعة
۲۵۷	بیعہ اور کنیسہ کا فرق
۲۵۸	ترجمۃ الباب کی غرض
۲۵۸	بیعہ اور کنیسہ میں نماز پڑھنے کے بارے ائمہ کرام کا اختلاف
۲۵۹	﴿باب﴾
۲۶۰	باب کی غرض
۲۶۲	باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجد او ظہوراً
۲۶۲	ترجمۃ الباب کی غرض
۲۶۴	باب نوم المرأة فی المسجد
۲۶۴	ترجمۃ الباب کی غرض
۲۶۴	عورت کے مسجد میں سونہ کا حکم
۲۶۶	هوذا هو کی تراکیب
۲۶۷	مسائل مستنبطہ
۲۶۸	باب نوم الرجال فی المسجد
۲۶۸	ترجمۃ الباب کی غرض
۲۶۸	مرد کے مسجد میں سونہ کے بارے اختلاف آئمہ
۲۶۹	اہم فائدہ
۲۷۲	مسائل مستنبطہ
۲۷۴	باب الصلوٰۃ اذا قدم من سفر
۲۷۴	ترجمۃ الباب کی غرض
۲۷۶	باب اذا دخل احدکم المسجد فلیرکم رکعتین
۲۷۶	دخول فی المسجد کی اقسام
۲۷۶	اختلافات آئمہ

۲۷۹	باب الحدث فی المسجد
۲۷۹	ترجمة الباب کی غرض
۲۷۹	مسجد میں اخراج ریح کے متعلق اختلاف
۲۸۰	مغفرت اور رحمت میں فرق
۲۸۱	باب بنیان المسجد
۲۸۱	ترجمة الباب کی غرض
۲۸۱	مساجد کو پختہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟
۲۸۴	مساجد کے نقش و نگار کا بانی
۲۸۶	مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع
۲۸۷	باب التعاون فی بناء المسجد
۲۸۷	ترجمة الباب کی غرض
۲۸۷	حیلہ
۲۸۹	ویح اور ویل میں فرق
۲۸۹	قتلہ الفتنۃ الباغیۃ کا مصداق اور استدلال باطل
۲۹۰	اہل تشیع، منکرین حدیث پانچویں مجتہد کی دلیل کا جواب
۲۹۰	جملہ اولیٰ کے جوابات
۲۹۰	بغاوت
۲۹۲	جملہ ثانیہ کے جوابات
۲۹۳	باب الاستعانة بالنجار والصنائع فی احوال المنبر الخ
۲۹۳	ترجمة الباب کی اغراض
۲۹۴	منبر بنانے والے بڑھئی کا نام
۲۹۵	باب من بنی مسجداً
۲۹۵	ترجمة الباب کی غرض

۲۹۷	باب یاخذ بتصول النبیل اذا امر فی المسجد
۲۹۷	ترجمہ الباب کی غرض
۲۹۸	باب المرور فی المسجد
۲۹۸	ترجمہ الباب کی غرض
۲۹۸	مسجد میں گزرنے کے بارے اختلاف ائمہ
۳۰۰	باب الشعر فی المسجد
۳۰۰	ترجمہ الباب کی غرض
۳۰۱	حضرت حسان بن ثابت کے حالات
۳۰۲	باب اصحاب الحراب فی المسجد
۳۰۳	ترجمہ الباب کی غرض
۳۰۵	باب ذکر البیع و الشراء علی المنبر فی المسجد
۳۰۵	ترجمہ الباب کی غرض
۳۰۸	باب التقاضی و الملازمہ فی المسجد
۳۰۸	ترجمہ الباب کی غرض
۳۱۰	قصہ
۳۱۱	باب کنس المسجد و التقاط الخرق و القذی الخ
۳۱۱	ترجمہ الباب کی غرض
۳۱۴	باب تحريم تجارة الخمر فی المسجد
۳۱۴	ترجمہ الباب کی غرض
۳۱۵	باب الخدم للمسجد
۳۱۶	اشکال
۳۱۶	ترجمہ الباب کی غرض
۳۱۷	باب الاسیر و الغریم یربط فی المسجد

۳۱۷	ترجمة الباب کی غرض
۳۲۰	باب الاغتسال اذا اسلم وربط الاسير ايضاً في المسجد
۳۲۰	ما قبل والہ باب سے ربط
۳۲۰	مسئلہ اغتسال عند الاسلام
۳۲۱	حالت کفر کہ غسل کا حکم
۳۲۲	سرزمین عرب کہ پانچ حصہ اور ان کہ نام
۳۲۴	باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم
۳۲۴	ترجمة الباب کی غرض
۳۲۶	باب الدخال البعير في المسجد
۳۲۶	ترجمة الباب کی غرض
۳۲۹	﴿باب﴾
۳۳۱	باب الخوخه والممر في المسجد
۳۳۳	مقام خلت اعلى هه يامقام محبت
۳۳۳	الفرق بين الخلة والمودة
۳۳۷	باب الابواب والغلق للكعبة والمساجد
۳۳۷	ترجمة الباب کی غرض
۳۳۹	باب دخول المشرك في المسجد
۳۴۰	ترجمة الباب کی غرض
۳۴۰	مشرك كامسجد ميں دخول جائز هه يانهيں؟
۳۴۱	باب رفع الصوت في المسجد
۳۴۱	ترجمة الباب کی غرض
۳۴۱	مسجد ميں آواز بلند کرنے کہ بارہ اختلاف آئمہ
۳۴۴	باب الحلق والجلوس في المسجد

۳۴۴	وجوه تطبیق بین الروایات
۳۴۵	صلوة اللیل کہ بارے میں اختلاف آئمہ
۳۴۶	اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترأ کامطلب
۳۴۷	روایت الباب کاترجمۃ الباب سے انطباق
۳۴۹	باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل
۳۴۹	ترجمۃ الباب کی غرض
۳۵۱	باب المسجد یكون فی الطریق من غیر ضرر
۳۵۱	ترجمۃ الباب کی غرض
۳۵۱	راستہ پر مسجد بنانے کی دو صورتیں
۳۵۳	فابتنی مسجداً بفناء دارہ کامطلب
۳۵۴	باب الصلوة فی مسجد السوق
۳۵۴	ترجمۃ الباب کی اغراض
۳۵۸	باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیره
۳۵۸	ترجمۃ الباب کی غرض
۳۵۸	روایات میں تعارض اور اس کا جواب
۳۶۰	تشبیک الاصابع فی المسجد وفی الصلوة میں اختلاف
۳۶۳	مسئلہ کلام فی الصلوة
۳۶۷	مسائل مستنبطہ
۳۶۸	باب المساجد التي علی طرق المدينة والمواضع التي الخ
۳۶۸	ترجمۃ الباب کی غرض
۳۷۵	سات مقامات اور آٹھ مساجد
۳۷۷	باب سترة الامام سترة من خلفه
۳۷۷	ترجمۃ الباب کی غرض

۳۸۱	باب قدر کم ینبغی ان ینکون بین المصلی والسترة
۳۸۱	ترجمة الباب کی غرض
۳۸۲	لفظ مصلی میں مالکیہ اور جمہور کا اختلاف
۳۸۳	باب الصلوة الی الحربة
۳۸۳	ترجمة الباب کی غرض
۳۸۴	عکازہ، عصا، عنزہ، حربہ، رمح میں فرق
۳۸۵	باب الصلوة الی العنزة
۳۸۵	ترجمة الباب کی غرض
۳۸۷	باب السترة بمکة وغیرھا
۳۸۷	ترجمة الباب کی غرض
۳۸۷	مکة کا مصداق
۳۸۷	مکة المکرمہ میں نمازی کہ لثم ستره ھے یا نہیں؟
۳۸۹	باب الصلوة الی الاسطوانة
۳۸۹	ترجمة الباب کی غرض
۳۹۱	مغرب کی نماز سے پہلے نوافل کا حکم
۳۹۲	باب الصلوة بین السوازی فی غیر جماعۃ
۳۹۲	ترجمة الباب کی غرض
۳۹۲	صلوة بین السوازی کہ بارے اختلاف
۳۹۴	﴿باب﴾
۳۹۶	باب الصلوة الی الراحلة و البعیر و الشجر و الرحل الخ
۳۹۶	ترجمة الباب کی غرض
۳۹۶	حیوان کو سترہ بنانے کہ بارے اختلاف
۳۹۸	باب الصلوة الی السریر

۴۰۰	باب لیرد المصلی من مرین یدیه
۴۰۰	ترجمة الباب کی غرض
۴۰۱	حکم دفع المار
۴۰۱	روکنہ کہ طریقہ
۴۰۵	سترہ کہ بارے میں چند مسائل
۴۰۶	باب اثم المارین یدی المصلی
۴۰۶	ترجمة الباب کی غرض
۴۰۸	باب استقبال الرجل الرجل وهو یصلی
۴۰۸	ترجمة الباب کی غرض
۴۱۰	باب الصلوة خلف النائم
۴۱۲	باب التطوع خلف المرأة
۴۱۲	ترجمة الباب کی غرض
۴۱۳	باب من قال لا یقطع الصلوة شی
۴۱۴	تعارض بین الروایات
۴۱۵	دفع تعارض
۴۱۶	باب اذا حمل جارية صغيرة الي عنقیه فی الصلوة
۴۱۶	ترجمة الباب کی غرض
۴۱۶	المسئلة الاولى
۴۱۶	المسئلة الثانية
۴۱۷	مسئله ضمنیه
۴۱۹	باب اذا صلی الي فراش فی حائض
۴۱۹	ترجمة الباب کی غرض
۴۲۰	باب هل یغمر الرجل امراته عند السجود لکی یسجد

٤٢٠	ترجمة الباب كى عرض
٤٢٢	باب المرأة تطرح من المصلى شيئا من الازى
٤٢٤	﴿كتاب مو اقيت الصلوة﴾
٤٢٤	ما قبل سه ربط
٤٢٥	باب مو اقيت الصلوة وفضلها
٤٢٦	جند بحثين
٤٢٦	البحث الاول
٤٢٦	البحث الثانى
٤٢٧	تفصيل اوقات اختلافه خمسة
٤٢٧	انتهاء وقت عصر
٤٢٧	انتهاء وقت مغرب
٤٢٨	انتهاء وقت عشاء
٤٣١	باب قول الله عز وجل منيبين اليه واتقوه (الاية)
٤٣٣	باب البيعة على اقام الصلوة
٤٣٤	باب الصلوة كفاره
٤٣٨	باب فضل الصلوة لوقتها
٤٣٩	باب الصلوة الخمس كفارة للخطايا (الخ)
٤٤١	باب فى تضييع الصلوة عن وقتها
٤٤٣	باب المصلى يناجى ربه
٤٤٦	باب الابرار بالظهر فى شدة الحر
٤٤٧	ايك بحث
٤٥٣	باب الابرار بالظهر فى السفر
٤٥٤	حتى رأينا فى التلؤل كما مطلب

۴۵۵	باب وقت الظهر عند الزوال
۴۵۸	واحدنا يعرف جليسه كما يطلب
۴۶۰	باب تأخير الظهر إلى العصر
۴۶۱	اغراض بخاری
۴۶۳	باب وقت العصر
۴۶۹	باب اثم من فاتته العصر
۴۷۱	باب اثم من ترك العصر
۴۷۲	باب فضل صلوة العصر
۴۷۵	باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب
۴۷۶	اختلاف
۴۷۶	اشكال اور اس کے جوابات
۴۷۸	اصول الامام
۴۷۸	ایک ادب
۴۸۲	باب وقت المغرب
۴۸۷	باب من كره ان يقال للمغرب العشاء
۴۸۸	باب ذكر العشاء والعتمة ومن راه واسعا
۴۸۸	غرض بخاری
۴۹۲	باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تأخروا
۴۹۳	اغراض بخاری
۴۹۳	باب فضل العشاء

۴۹۶	مسئلہ مستنبطہ
۴۹۷	باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء
۴۹۸	باب النوم قبل العشاء الخ
۵۰۰	مسائل مستنبطہ
۵۰۱	باب وقت العشاء الی نصف اللیل
۵۰۳	باب صلوٰۃ الفجر والحديث
۵۰۶	باب وقت الفجر
۵۰۹	نماز فجر غلس میں اسفار میں؟
۵۱۰	باب من ادرك الفجر ركعة
۵۱۰	باب من ادرك من الصلوة ركعة
۵۱۱	باب الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس
۵۱۲	مسائل مستنبطہ
۵۱۲	تعارض
۵۱۳	اختلاف ائمه
۵۱۵	تابعه عبدة
۵۱۶	بیعتین اور لبستین کا مصداق
۵۱۷	باب لا تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس
۵۱۷	اشکال
۵۱۷	ائمہ کے نزدیک وجوہ ترجیح کے بارے اصول
۵۲۰	باب من لم یکره الصلوة الا بعد العصر والفجر

۵۲۱	باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها
۵۲۵	باب التکبیر بالصلوة فی یوم غیم
۵۲۶	نمازوں میں تعجیل افضل ہے یا تاخیر؟
۵۲۶	باب الاذان بعد ذهاب الوقت
۵۲۸	فائتہ نماز کہ لئے اذان کا حکم
۵۲۹	فجر کی ستوں کہ بارے میں ائمہ کا اختلاف
۵۲۹	مسائل مستنبطہ
۵۳۰	باب من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت
۵۳۲	وقتیہ اور فائتہ کہ درمیان ترتیب واجب ہے یا نہیں؟
۵۳۲	باب من نسی صلوة فلیصل اذا ذکر ولا یعیید الخ
۵۳۴	واقم الصلوة لذکرى
۵۳۵	باب قضاء الصلوة الاولى فالاولی
۵۳۶	فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی ترتیب
۵۳۷	باب ما یکره من السمر بعد العشاء
۵۳۷	غرض امام بخاری
۵۳۹	باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء
۵۴۱	باب السمر مع الہل والضعیف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى  
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

## پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اولاً: ..... تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہدایت انسانی کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کا شارح فرمایا اور حضور ﷺ کی اسوہ حسنہ کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

ثانیاً: ..... صلوٰۃ و سلام اُس ذات پر جس کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث پاک کا نام دیا گیا۔

ثالثاً: ..... اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن محدثین پر جنہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پاک کو محفوظ فرمایا اور صحیح اسناد کے ساتھ اُمت تک پہنچایا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر، جنہوں نے صحت حدیث کا اہتمام کیا اور اُمت نے اس (بخاری شریف) کو ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ“ کا لقب دیا۔

رابعاً: ..... ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اُستاد محترم مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ پر جنہوں نے محنت کر کے بخاری شریف کا چالیس سال تک درس دیا، آپ کے سامنے یہ حقیر ہدیہ ”الخیر الساری فی تشریحات البخاری“ استاذ موصوف کی تقریر ہے جس کو مدار بنا کر بندہ نے درس بخاری شریف جاری رکھا، اصولاً تمام مضامین حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس میں کچھ اضافے حالات حاضرہ کے پیش نظر کئے گئے اور کمی کوتاہی بندہ راقم الحروف کی بے مائیگی کی بناء پر ہوئی۔ طلبہ کے رجحان کو دیکھ کر ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو طبع کرا کے طلبہ و طالبات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور طلبہ و علماء سب کے لیے مفید بنائیں۔ (امین)

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس پر اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کرنی جائے۔

نقطہ

بندہ محمد صدیق غفرلہ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

# اظہار تشکر

بسم الله الرحمن الرحيم

حضور پاک ﷺ نے فرمایا (من لم يشكر الناس لم يشكر الله) اس حدیث پاک کے تقاضا سے بندہ ان بعض حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے ترتیب و تمییز میں حصہ لیا۔

اولاً:..... مولانا خورشید احمد صاحب مدظلہ جنہوں نے تخریج و ترتیب کا کام انتہائی محنت اور لگن سے کیا۔

ثانیاً:..... جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا شیر محمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا شبیر الحق صاحب مدظلہ جنہوں نے نظر ثانی کر کے مفید مشوروں سے نوازا۔

ثالثاً:..... عزیزم مولوی محمد یحییٰ سلمہ ( مدرس جامعہ ہذا ) و مولوی محمد اسمعیل سلمہ ( معلم جامعہ ہذا ) جنہوں نے کمپوزنگ کر کے کتاب کو حسین بنانے کی بھرپور کوشش کی۔

فقط

بندہ محمد صدیق غفرلہ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

## تقریظ

(یادگار اسلاف حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان)

الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی

جامعہ خیر المدارس، ملتان کے شیخ الحدیث استاذ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ”بارک اللہ فی حیاتہم الفیمہ“ کے دروس بخاری شریف المعنون ”بالخیر الساری“ کی تیسری جلد کے لئے کلمات فرحت و ابتہاج تحریر کرتے ہوئے احقر روحانی مسرت و سکون محسوس کر رہا ہے۔ حضرت استاذ محترم کا شمار میرے جد امجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ (بانی جامعہ خیر المدارس) کے مایہ ناز اور قابل فخر تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۹۴۴ء میں ایک طالب علم کی حیثیت سے خیر المدارس جالندھری میں آئے اور آج ۲۰۰۵ء تک خیر المدارس ہی سے وابستہ اور غالب کے اس مصرع کی عملی تصویر ہیں۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے

حضرت مولانا نے نہ صرف بیشتر کتب حضرت دادا جان سے پڑھیں بلکہ فارسی سے دورہ حدیث شریف تک اکثر کتب کی تدریس بھی حضرت دادا جان کی سرپرستی، رہنمائی اور نگرانی میں کی۔ جامع المعقول والمعقول حضرت مولانا محمد شریف کشمیری کی رحلت کے بعد تقریباً ۷۱ سال سے جامعہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے ”بخاری شریف“ کا درس دے رہے ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں کہ بخاری شریف کی تدریس ایک نعمت موہوبہ اور قابل صد تحکیر علمی اعزاز ہے جو دینی مدارس اور جامعات میں ہمیشہ علم و فضل میں ممتاز و یگانہ روزگار ہستیوں کو نصیب ہوا ہے۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب زید مجدہم تحقیق و تکتہ رسی اور تفہیم معانی و مطالب میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تفہیم و تدریس اور بیان کا جو سلیقہ اور صلاحیتیں آپ کو عطا فرمائی ہیں وہ عموماً مدرسین میں بہت کم ہوتی ہیں۔ مشکل اور پیچیدہ مسائل آپ کے حسن بیان، حسن ترتیب اور سلیس انداز بیان کی بدولت سہل و دلنشین بن جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نے جامع ترمذی اور ابوداؤد شریف جامع العلوم والفنون حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کامپوٹری کے پاس پڑھیں جبکہ صحیح بخاری استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری قدس سرہ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا نے زمانہ طالب علمی میں بخاری شریف کے درس کے دوران دادا جان کی اطاعت

تقاریر کو نہایت اہتمام سے قلمبند فرمایا۔ مولانا سرلیج القلم اور جید الفہم تھے۔ آپ کی جمع فرمودہ امالی کا مسودہ دیکھ کر حضرت مولانا عبداللہ صاحب (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ، ساہیوال و تلمیذ خاص حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری) نے فرمایا تھا کہ آپ نے حضرت الاستاذ کے افادات کو بلفظ محفوظ فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت دادا جان فانی العلم تھے۔ تعلیم و تعلم حضرت کی زندگی کا مقصد اولین تھا اور آپ کی پوری زندگی انما بعثت معلما کی عملی تصویر تھی۔ ورع و تقویٰ اور خوف و خشیت الہی آپ کے پُر نور چہرے سے نمایاں تھے۔ آپ کے ان باطنی اوصاف کے اثرات و انوار طلبہ پر بھی پڑتے۔ بخاری شریف کی تدریس کے دوران حدیث شریف کے انوار اور آپ کے اخلاص و تقویٰ کی بدولت دارالحدیث میں ایک نورانی فضا قائم ہو جاتی۔ خیر المدارس جالندھر میں ایک دفعہ آپ بخاری شریف پڑھا رہے تھے کہ چند راہ گیر راستہ بھولنے اور مدرسہ کی چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے درس گاہ کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ انہوں نے راستہ پوچھنے کے ارادے سے دارالحدیث کے اندر جھانکا، جونہی ان کی نظر حضرت اور طلبہ پر پڑی بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا کہ ”یہاں تو نور ہی نور ہے۔“

یہ حضرت کی نورانیت اور تقویٰ و روحانیت کی اضطراری شہادت تھی۔ حضرت دادا جان کی ان المائی تقاریر کو مدار بنا کر حضرت مولانا محمد صدیق صاحب زید مجدہم نے ان میں مفید اضافے فرمائے ہیں اور اسے ”الخیر الساری فی تشریحات البخاری“ کا نام دیا ہے۔ قبل ازیں اس کی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں اور بحمد اللہ اپنی افادیت و اہمیت اور نافعیت کی وجہ سے اہل علم و فضل سے غیر معمولی مقبولیت پا چکی ہیں۔ علمی حلقوں کی جانب سے اصرار تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس سلسلہ خیر کی تکمیل کی جائے۔

الحمد للہ اب اس سلسلہ کی تیسری جلد قارئین تک پہنچ رہی ہے۔ اس جلد پر بھی تخریج و مراجعت اور نظر ثانی کا کام جامعہ کے استاذ اور حضرت والا کے شاگرد مولانا خورشید احمد تونسوی نے انجام دیا۔ ”الخیر الساری“ کی اشاعت اہل علم حضرات اور طلبہ و اساتذہ حدیث کے لئے ایک علمی خزینہ اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یہ درسی افادات ان شاء اللہ اہل علم کو بہت سی شروح اور تعلیقات سے بے نیاز کر دیں گے۔

تیسری جلد کتاب الصلوٰۃ سے باب موافقت الصلوٰۃ ختم تک ہے۔ احادیث شریفہ کے ترجمہ و تشریح کے ساتھ مکمل متن حدیث بھی درج کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مراجعت میں سہولت ہو۔ اس کے علاوہ حل لغات، مطالب و مقاصد حدیث، مذاہب فقہیہ کی تحقیق، تنقیح اور تفصیل، ترجمہ الباب پر خصوصی کلام، امام بخاری کے استنباطات اور عصر حاضر کے متنازع مسائل (بین اہل السنۃ والبدعۃ) میں علمائے دیوبند کے مسلک و مزاج کی کافی و وافی وضاحت کی گئی ہے۔

ذعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث استاذ کرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم کے ان علمی افادات کو اہل علم و فضل اور طلبہ و اساتذہ حدیث کے لئے نافع اور ذریعہ حصول خیر بنائیں۔ آمین!

## ﴿ عرض مرتب ﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين

والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين.

اما بعد! شریعت اسلامیہ کے ماخذ چار ہیں پہلے ماخذ قرآن مجید ہے اور دوسرا ماخذ جناب نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں تیسرا ماخذ اجماع اور چوتھا ماخذ قیاس ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے قول و عمل، گفتار و کردار کو پوری امانت و دیانت اور صداقت کے ساتھ محفوظ فرمایا۔

پیغمبر خدا، خاتم الانبیاء ﷺ کے ہر ارشاد، قول و عمل کو ذمہ داری کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، علماء امت، فقہاء ملت اور محدثین عظام نے دینی علوم کی خوب آبیاری کی اور

احادیث مبارکہ کو بڑی احتیاط سے کتب میں جمع کیا۔

احادیث مبارکہ کا بہت بڑا ذخیرہ قلوب و اذہان میں موجود و محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ کتابی شکل میں

معرض وجود و منصب شہود میں آیا۔ ان کتابوں میں سے ایک مقدس کتاب امام بخاریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ”بخاری

شریف“ ہے جو بقول علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نو ہزار بیسی (۹۰۸۲) احادیث پر مشتمل ہے۔ علماء و محدثین نے اسے

”اصح الکتب بعد کتاب اللہ“ قرار دیا ہے۔ جامعات و مدارس اور دینی و تبلیغی مراکز اس کی تعلیم و تفہیم سے

آباد ہیں۔ دنیا بھر کے علماء و عالمان، طلبہ و طالبات بڑی محنت و محبت اور بڑے شوق و ذوق سے اس کو سمجھنے اور اس پر

عمل کرنے میں مصروف و مشغول ہیں۔

ملک عزیز پاکستان کے جامعات میں سے ایک جامعہ خیر المدارس ہے جس میں استاذ الاساتذہ بانی

جامعہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے تقریباً چالیس سال تک مسید حدیث پر فائز رہ کر درس بخاری

شریف دیا ہے۔ تشنگان علوم کی بہت بڑی تعداد آپ کے بحر بیکراں سے اپنی علمی پیاس بجھاتی رہی ہے۔ ان میں

سے آپ کے باوفا شاگرد استاذی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم ہیں جن کو ساہا سال

سے جامعہ خیر المدارس ملتان میں بخاری شریف پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت الاستاذ مدظلہ کے دروس بخاری کو بہت سارے ذہین و فطین اور سریع الاقلام طلبہ کرام نے اوراق پر محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے ایک مولوی ارشد ثنا صاحب ہیں جن کی بیاض اور بیاض صدیقی (تقریر مولانا خیر محمد صاحب) کو مدار بنا کر بندہ نے تیسری جلد ترتیب دی ہے جو چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے امید ہے آپ اس کو اسی طرح پسند فرمائیں گے جس طرح پہلی دو جلدوں کو پسند فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کے ترتیب دینے اور لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

تیسری جلد میں تقریباً ان تمام باتوں کو اوراق پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کا پہلی دو جلدوں میں اہتمام کیا گیا تھا۔ بندہ کی تدریسی خدمات اور دیگر مصروفیات کے باوجود تیسری جلد کا تیار ہو کر آپ تک پہنچنا اللہ پاک ہی کی مہربانی ہے۔ اس میں یقیناً آپ کی نیک دُعاؤں اور نیک تمناؤں کا اثر ہے، خصوصاً استاد محترم حضرت شیخ الحدیث کی شفقت، محبت، حوصلہ افزائی اور رازِ نبائی کا خاصہ دخل ہے اور ان کی مہربانیوں کا ثمرہ ہے۔

جلد ثالث کی ترتیب و تخریج کے ساتھ ساتھ تصحیح پر خاص توجہ دی گئی ہے امید وافی و کافی ہے کہ اغلاط سے مبرا و معزّی ہوگی انشاء اللہ، لیکن پھر بھی غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے ناظرین سے گزارش ہے کہ اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً آگاہ فرمائیں شکریہ کے ساتھ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں، میں اپنے اساتذہ عظام، طلباء کرام اور مولوی احسان صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ ڈالا اور راہنمائی فرمائی، مفید مشوروں سے نوازا اور اس کو بہتر سے بہتر بنا کر قارئین کے لئے جاذب نظر بنایا۔

دُعا ہے کہ خالق کل کائنات اس محنت کو شرف قبولیت بخشے اور زیادہ سے زیادہ علماء، طلبہ و طالبات اور خواص و عوام کے لئے مفید بنائے نیز والدین، اساتذہ، اعزہ اور بندہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (امین)

خورشید احمد

مدرس و فاضل جامعہ خیر المدارس، ملتان

۱۵/رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۴۲۶ھ

## ﴿کتاب الصلوٰۃ﴾ نماز کا بیان

تقدیری عبارت : ..... هذا کتاب فی بیان احکام الصلوٰۃ .

کتاب : ..... مبتدا محذوف کی خبر ہے جیسا کہ تقدیری عبارت سے ظاہر ہے۔ اس کو خبر محذوف کا مبتدا بھی بنایا جاسکتا ہے ای کتاب الصلوٰۃ هذا۔ لفظ کتاب کو منسوب پڑھنا بھی جائز ہے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی خذ کتاب الصلوٰۃ۔

ما قبل سے ربط : ..... امام بخاریؒ نے اس سے پہلے مقدمات صلوٰۃ کو بیان فرمایا اور یہاں سے مقصود بالعبادت (نماز) کو شروع فرما رہے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس سے پہلے نماز کی شرائط میں سے طہارت کو بیان فرمایا اور اب مشروط یعنی نماز کو بیان فرما رہے ہیں اس لئے کہ شرط شنی، شنی سے پہلے ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے کتاب الصلوٰۃ کو طہارت کے بعد لائے۔

کتاب کا لغوی معنی : ..... کتاب کا لغوی اور اصطلاحی معنی ”الخیر الساری فی تشریحات البخاری“ ج ۱ ص ۱۷۷ پر گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

صلوٰۃ کا لغوی معنی : ..... صلوٰۃ کے چھ لغوی معنی ہیں۔

اول : ..... ”دعا“ قرآن مجید میں ہے وَصَلَّ عَلَيْهِمْ ۝ ای ادع لهم اور حدیث پاک میں ہے وان کان صائما فلیصل ای فلیدع لهم بالخیر والبرکة ۝

صلوٰۃ کا اصطلاحی معنی : ..... اسم لعبادة مخصوصة بطریق مخصوص .

لغوی اور اصطلاحی معنی میں ربط: ..... یہ ہے کہ نماز، دعا کو متضمن ہے۔ نماز میں فاتحہ (الحمد للہ وغیرہ) پڑھی جاتی ہے اور وہ دعا کو شامل ہے اور رُو د شریف کے بعد بھی دعا پڑھی جاتی ہے۔  
ثانی: ..... صلوٰۃ کا دوسرا معنی رحمت ہے۔

ربط: ..... نماز چونکہ حصولِ رحمت کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کہتے ہیں۔

ثالث: ..... بعض نے کہا ہے یہ صلیت العود علی النار سے مشتق ہے۔ یعنی میں نے لکڑی کو آگ پر سیدھا کیا۔

ربط: ..... نماز میں آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے سیدھا کھڑا ہوتا ہے اس لئے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

رابع: ..... جوہری نے کہا ہے کہ لفظ صلوٰۃ، تحریک الصلوٰۃ سے لیا گیا ہے۔ صلوٰۃ سرین کے دو پاؤں کو کہتے ہیں۔

ربط: ..... نمازی رکوع اور جہدہ میں سرین کے دونوں حصوں کو حرکت دیتا ہے تحریک صلوٰۃ یا باجاتا ہے اس لئے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

خامس: ..... لفظ صلوٰۃ مصلیٰ سے ماخوذ ہے گھوڑوں میں دوم نمبر پر آنے والا جواول نمبر پر آنے والے سے متصل ہو۔

دس گھوڑوں کی جماعت میں مصلیٰ اسے کہتے ہیں جو پہلے سے متصل ہو یعنی دوسرے نمبر پر ہو۔

ربط: ..... اور شریعت مطہرہ میں اصل نماز جماعت کے ساتھ ہے۔ باجماعت نماز میں مقتدی امام کے پیچھے مصلیٰ

گھوڑے کی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ ۱۔

سادس: ..... بعض نے کہا ہے کہ صلوٰۃ کا اصل مقصد تعظیم ہے۔

ربط: ..... عبادت مخصوصہ کو صلوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں رب ذوالجلال کی تعظیم ہی مقصود ہوتی ہے ۲۔

سابع: ..... صلوٰۃ کا ایک عام مفہوم ہے اور وہ یہ ہے کل عبادۃ تکون خشیۃ للہ تعالیٰ (ہر وہ عبادت جس سے اللہ

تعالیٰ کے لئے خشیت ظاہر ہو) اب صلوٰۃ کا یہ عام مفہوم نماز کے ساتھ خاص نہیں ہوگا۔ جیسے خشیت انسان کے لئے ہے،

حیوان کے لئے بھی ہے الغرض ہر مخلوق اللہ تعالیٰ سے خشیت کھاتی ہے اور ہر مخلوق اپنی اپنی صلوٰۃ ادا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں

ہے ﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ﴾ الایۃ ﴿۳﴾

الفرق بین صلوٰۃ الانسان وغيره:.....

اللہ پاک نے حضرت انسان کو صلوٰۃ کا حکم فرمایا، خاص صلوٰۃ یعنی نماز کا۔ قرآن مجید میں متعدد بار فرمایا ﴿اقیموا الصلوٰۃ الایة﴾ حضرت انسان نماز اختیاری طور پر ادا کرتا ہے۔ جن وانس کے علاوہ باقی مخلوق کی صلوٰۃ اضطراری ہے۔ انسان کی ایک صلوٰۃ اضطراری بھی ہے وہ یہ کہ جس حالت میں پیدا کیا گیا ہے اس سے نہیں بدل سکتا۔ آپ نے بنا ہوگا بہت سارے فرشتے قیام میں ہیں۔ تمام مخلوق کے لئے عبادت کی جتنی صورتیں اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں ان کا حکم کر دیا کہ فلاں مخلوق یہ کرے فلاں یہ کرے۔ حضرت انسان جو کہ خلاصہ کائنات ہے مظہر صفات باری تعالیٰ ہے اسکی عبادت میں دیگر تمام مخلوقات کی عبادت کی تمام صورتیں رکھ دیں ہیں۔ مثلاً پہاڑ قعدے میں ہیں، ریٹگنے والے جانور سجدہ میں ہیں۔ درخت قیام میں ہیں، چوپائے، گائے، بھینس وغیرہ رکوع میں ہیں الغرض ساری مخلوق نماز کی کسی نہ کسی حالت میں ہے۔

انسان عالم اصغر ہے دیکھنے میں تو یہ چھوٹا سا نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر پہاڑ ہیں غاریں ہیں، نباتات ہیں، نہریں جاری ہیں تو تمام مخلوق کی عبادت بھی اس کے اندر جمع کر دیں۔

ایک بحث:..... شریعت کی اصطلاحات کے بارے میں علماء معانی و بلاغت کا کیا فیصلہ ہے؟ حقیقت میں یا مجاز، یا منقول؟ اس میں اختلاف ہوا ہے۔ اور تین مذہب ہیں۔

المذہب الاول:..... عندا الجمهور مجاز ہیں۔ مثلاً صلوٰۃ کا حقیقی معنی رحمت ہے اور مجازاً عبادت مقصودہ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ صوم کا حقیقی معنی رکنا، اور مجازاً صبح سے شام تک امساک عن المفطرات الثلاثہ کو کہتے ہیں، علی هذا القیاس۔

المذہب الثانی:..... قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اصطلاحات شرعیہ حقائق لغویہ ہی ہیں، زیادات شرائط کے درجہ میں ہیں۔

المذہب الثالث:..... علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ اصطلاحات شرعیہ نہ حقیقت ہیں اور نہ مجاز، بلکہ منقولات شرعیہ ہیں۔

تعریف منقول:..... ایک لفظ کو جب حقیقی معنی سے خالی کر کے دوسرے معنی کے لئے استعمال کیا جائے تو اس لفظ کو منقول کہتے ہیں۔

اقسام منقول:..... منقول کی مختلف اقسام ہیں جن کی تفصیل یہ ہے، نقل کرنے والے عام ہونگے یا خاص،

ناقلین اگر عام ہیں تو یہ منقول عربی ہے، جیسے آیت کہ اس کا اصل معنی ہر چلنے والی چیز۔ پھر چوپائے کے لئے خاص ہو گیا۔ اگر نقل کرنے والے خاص لوگ ہیں تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اہل شریعت ہونگے (۲) یا غیر اہل شریعت ہونگے

اگر وہ خاص لوگ اہل شرع ہیں تو منقول شرعی کہلاتا ہے اور اگر وہ خاص لوگ اہل شرع نہیں تو منقول اصطلاحی کہلاتا ہے۔

فائدہ ۱: ..... منقول شرعی اور منقول اصطلاحی ایک ہیں کوئی فرق نہیں، لیکن شریعت کی اہمیت کی وجہ سے اس کا علیحدہ نام رکھا گیا ہے۔

فائدہ ۲: ..... اب اگر شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی مراد لئے جائیں گے تو شریعت کی توہین ہوگی مثلاً کوئی کہے کہ اقموا الصلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ دعا مانگ لیا کرو، صوموا کا معنی تھوڑی دیر خاموش رہ لیا کرو، حج کے لغوی معنی ارادہ کے ہیں تو کسی کانفرس کا ارادہ کر کے چلے جاؤ تو حج ہے۔ آپ سے کوئی پوچھے حرف کس کو کہتے ہیں؟ آپ کہیں ”طرف“ کو، تو کیا وہ مطمئن ہو جائیگا؟ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اصطلاح میں حرف اس کلمہ کو کہتے ہیں جو نہ اسم ہو اور نہ فعل ہو۔ یاد رکھیں عربی سے نابلد اردو دانوں نے شریعت میں اپنا حق سمجھ کر مرضی کا مطلب لینا شروع کر دیا ہے۔ وہ اصطلاحات سے ناواقف ہیں فسادات ڈالتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنے فن میں اجارہ داری ہوتی ہے۔ اسی طرح دین میں علماء کرام کی اجارہ داری ہونی چاہیے ہر فن میں صاحب فن کی رائے کا ہی اعتبار ہوتا ہے تو شریعت میں علماء کرام کی رائے کا اعتبار کیوں نہیں؟ حالانکہ شریعت میں علماء کرام کی رائے کا ہی اعتبار ہونا چاہیے کسی اور کی رائے معتبر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہی حضرات شریعت سے زیادہ آگاہ و آشنا ہیں۔ آج یہ حال ہے کہ ہر شخص شریعت میں دخل دے رہا ہے ڈاکٹر اسرار مجتہد بن گیا۔ طاہر القادری وکالت کرتے کرتے مجتہد بن گیا ہے۔ ایک بھنگ پینے والا آتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے کہا ہے نماز قائم کرو ہم نے نماز دل میں قائم کر لی ہے دکھلاوا ٹھیک نہیں، بتائیے آپ کیا جواب دیں گے؟ جواب ظاہر ہے کہ نماز کے طریقہ کا عین شریعت کرے گی اور بتلائے گی کہ نماز عبادت بدنیہ ہے یا قلبیہ؟ اور پھر یہ کہ اقامت صلوٰۃ جماعت سے پڑھنے سے ہوگی، اور پھر اقامت صلوٰۃ کا مطلب اولمۃ صلوٰۃ ہے پہلے پارے میں ہے یقیمون الصلوٰۃ (ای یقیمون الصلوٰۃ) یاد رکھئے جو نماز پر دوام نہیں کرتے وہ بھی اقامت صلوٰۃ نہیں کرتے اور جو سنن کا لحاظ کر کے نماز نہیں پڑھتے وہ بھی اقامت صلوٰۃ نہیں کرتے۔

(۲۳۲)

## ﴿باب كيف فرضت الصلوة في الاسراء﴾

شب معراج میں نماز کس طرح فرض ہوئی تھی؟

وقال ابن عباسٌ حدثني ابو سفيان بن حرب في حديث هرقل

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم سے ابوسفیان بن حرب نے بیان کیا حدیث ہرقل کے سلسلہ میں (یعنی جب ہرقل بادشاہ روم نے ابوسفیانؓ اور دوسرے کفار قریش کو جو تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تھے، بلا کر آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے آپؐ کی خصوصیات کے ذکر میں)

فقال يأمرنا يعني النبي ﷺ بالصلوة والصدق والعفاف

پس کہا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ نماز، سچائی اور پاک دامنی کی ہمیں تعلیم دیتے ہیں

## ﴿تحقيق وتشریح﴾

ابن عباسؓ: ..... هو عبدالله حبر هذه الامة وترجمان القرآن

ابوسفیانؓ: ..... اسنمہ صحخربن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف. اسلم ليلة الفتح ومات

بالمدينة سنة احدى وثلاثين وهو ابن ثمان وثمانين سنة وصلى عليه عثمان بن عفان.

کیف: ..... کیف سے شروع ہونے والا یہ پانچواں باب ہے، امام بخاریؒ نے تیس باب کیف سے شروع فرمائے ہیں۔

اس عنوان کے تحت دو بحثیں ہیں۔

البحث الاول: ..... یہ تو متعین ہے کہ نماز معراج میں فرض ہوئی، رہی یہ بات کہ اسراء اور معراج ایک ہی سفر

کے دو نام ہیں یا ان میں فرق ہے؟ امام بخاریؒ نے اسراء اور معراج کے الگ الگ ابواب قائم کئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک دونوں میں فرق ہے اب وہ فرق کیا ہے؟ یاد رکھئے کہ دونوں میں دو طرح سے فرق ہے۔

۱..... حقیقی ۲..... شرعی

معراج اور اسراء میں فرق حقیقی:..... اسراء سفر کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کیا ہے۔ مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک جو سفر ہے، اس حصہ کو معراج کہتے ہیں۔ احادیث میں اتنی المعراج کے الفاظ آتے ہیں۔ معراج لغت میں سیڑھی کو کہتے ہیں لہذا جس سفر میں سیڑھی لائی گئی وہ معراج کہلائے گا اور معراج عروج سے ہے تو جہاں عروج پایا گیا ہے اس کو معراج کہیں گے۔

معراج اور اسراء میں فرق شرعی:..... ان دونوں میں حکم کے لحاظ سے بھی فرق ہے، اسراء قطعی ہے اور معراج ظنی ہے اسراء کا منکر کافر اور معراج کا منکر فاسق ہوگا۔

سوال:..... جب معراج اور اسراء میں اتنا فرق ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ نماز معراج میں فرض ہوئی تو امام بخاریؒ نے باب باندھتے وقت کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء کیسے کہہ دیا؟

جواب:..... جمہور کا اتفاق ہے کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں ہوئے جب یہ دونوں ایک ہی رات میں ہوئے تو سارے سفر کا نام اسراء رکھ دیتے ہیں اور معراج بھی۔ ۱

البحث الثانی:..... معراج کی تین اقسام ہیں۔ آپ ﷺ کو جو معراج ہوا تھا وہ جسمانی تھا؟ یا روحانی؟ یا منامی؟ جمہور کا اس پر اجماع ہے کہ وہ معراج جس کا پندرہویں پارے میں سورۃ الاسراء کے شروع میں ذکر ہے وہ جسمانی تھا۔ حالت بیداری میں ہوا۔ اس سے منامی اور روحانی کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ آپ ﷺ کو تینوں معراج حاصل تھے۔ تینوں میں سے ہر ایک کی تعریف یہ ہے۔

۱: معراج جسمانی تو ظاہر ہے۔ ۲: معراج منامی جو خواب میں ہو۔

۳: معراج روحانی یہ ہے کہ حالت بیداری میں روح، اللہ کی ذات میں مستغرق ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

سوال:..... لیکن بحث اور سوال یہ ہے کہ پندرہویں پارہ والی آیت میں اور حدیث معراج میں جس معراج کا ذکر ہے وہ ان تینوں قسموں میں سے کونسا ہے؟ جسمانی ہے؟ منامی ہے؟ یا روحانی؟

جواب: ..... جمہور معراج جسمانی کے قائل ہیں یہ یاد رکھئے جو معراج کے جسمانی اور حالت بیداری میں ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت معجزہ کے منکر ہیں۔

معراج جسمانی کے قرائن: .....

القرینۃ الاولیٰ: ..... قرآن مجید کی آیت لفظ سبحان سے شروع فرمائی عام طور پر یہ لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کوئی عجیب واقعہ یا بات پیش آئی ہو اور یہ عجیب واقعہ بنتا ہی تب ہے جبکہ حالت بیداری میں معراج ہو اور جسمانی ہو معراج روحانی تو کوئی عجیب واقعہ نہیں۔

القرینۃ الثانیہ: ..... عبدہ کا لفظ بھی معراج جسمانی پر قرینہ ہے کیونکہ لفظ عبد کا اطلاق جس دم مع الروح پر ہوتا ہے صرف روح پر نہیں ہوتا۔

القرینۃ الثالثہ: ..... مشرکین کا معراج سے انکار کرنا بھی قرینہ ہے کہ یہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ فرماتے کہ میں نے خواب دیکھا ہے اور خواب میں ہی یہ تمام واقعہ پیش آیا ہے تو کون انکار کرتا۔

سوال: ..... معراج کب نصیب ہوئی؟

جواب: ..... مختلف اقوال ہیں (۱) حافظ عبدالغنی بن سرور المقدسی نے اپنی سیرت کی کتاب میں ستائیس رجب کو راج قرار دیا ہے۔ ۱

معراج جسمانی کا منکر: ..... جو شخص آپ کے معراج جسمانی کا منکر ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے سب سے پہلی نماز کی فرضیت: ..... سب سے پہلے تہجد کی نماز فرض ہوئی۔ اس کے بعد فجر اور عصر اولاً قبل از معراج فرض ہوئیں۔ اور بہت سی آیات مکہ میں ان کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ ابن جریر نے یہی کہا ہے اور ان کی فرضیت سے پہلے تہجد کی فرضیت منسوخ ہو چکی تھی پھر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اور یہ ان دو کے سمیت تھیں۔ ۲

وقال ابن عباسؓ فی حدیث ہرقل :.....

امام بخاریؒ حدیث ہرقل کو بخاری شریف میں تیرہ جگہ ذکر فرمائیں گے اور علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۴۰ ج ۳ پر رقمطراز ہیں والبخاری اخرج هذا الحدیث فی اربعة عشر موضعاً انہی میں سے ایک مقام یہ بھی ہے اور یہاں یہ حدیث کا ٹکڑا اس وجہ سے ذکر فرمایا کہ ہرقل نے ابوسفیانؓ سے پوچھا کہ تم کو وہ نبی کیا حکم دیتے ہیں ابوسفیانؓ نے کہا کہ یا مرنابا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف!

یا مرنابا یعنی النبی ﷺ بالصلوٰۃ والصدق والعفاف :..... یہ تعلیقات بخاری میں سے ہے یہ اس طویل حدیث کا حصہ ہے جس کو امام بخاریؒ بخاری شریف کے شروع میں مسنداً لائے ہیں۔ ۲

سوال :..... اثر ابن عباسؓ کو ترجمۃ الباب کیساتھ کیا مناسبت ہے؟ ترجمۃ الباب میں کیف فرضت الصلوٰۃ ہے اور اثر میں یا مرنابا یعنی النبی ﷺ بالصلوٰۃ ہے۔

جواب اول :..... اصل مقصود قول ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ نماز مکہ میں ہجرت سے پہلے فرض ہوئی۔ تو اصل مقصود بیان فرضیت صلوٰۃ ہے کیفیت کا ذکر نہیں لیکن فرضیت مقدمہ کیفیت ہے۔ ۳

جواب ثانی :..... یا یوں کہیں گے کہ کیفیت فرضیت صلوٰۃ فرع ہے فرضیت صلوٰۃ کی۔ لہذا کسی نہ کسی درجہ میں مناسبت پائی جا رہی ہے۔ لہذا اثر ترجمۃ الباب کے مخالف نہ ہوا بلکہ مناسب و مطابق ہوا۔

(۳۴۰) حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن انس بن مالک

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے یونس کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے وہ حضرت انس بن مالک سے

قال کان ابوذر یحدث ان رسول اللہ ﷺ قال فرج عن سقف بیتی

انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوذرؓ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی

وانا بمكة فنزل جبرئیل ففرج صدری ثم غسله بماء زمزم

اس وقت میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا

ثم جاء بطست من ذهب ممتلئى حكمة وايمانا فا فرغه فى صدرى

پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا اس کو میرے سینے میں ڈال دیا

ثم اطبقه ثم اخذ بيدى ففرج بى الى السماء

اور سینے کو بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا پھر آسمان دنیا پر پہنچا

فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبرئیل عليه السلام لخازن السماء افتح قال من هذا قال هذا جبرئیل

جب میں آسمان دنیا تک آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے دروازے سے کہا کہ کھلو انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبرئیل

قال هل معك احد قال نعم معى محمد فقال

پھر انھوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں..... انہوں نے پوچھا

ء ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنيا فاذا رجل قاعد على يمينه

کہ کیا ان کے پاس آپ کو بھیجا گیا تھا کہا جی ہاں پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے وہاں ہم نے ایک شخص کو دیکھا

اسودة وعلی يساره اسودة اذانظر قبل يمينه ضحك

جو بیٹھے ہوئے تھے ان کی دائیں طرف کچھ اشخاص تھے اور کچھ اشخاص بائیں طرف تھے جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے

واذانظر قبل شماله بكى فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت لجبرئیل من هذا

اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے انہوں نے مجھ کو کہ فرمایا مرحبا بالصالح نبی اور صالح بیٹے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیوں ہیں

قال هذا آدم وهذه الاسودة عن يمينه وشماله نسمة بنیه

انہوں نے کہا یہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو اشخاص ہیں یہ بنی آدم کی روحیں ہیں

فاهل اليمين منهم اهل الجنة والاسودة التي عن شماله اهل النار فاذا نظر عن يمينه ضحك

جو اشخاص دائیں طرف ہیں وہ جنتی روئیں ہیں اور جو بائیں طرف ہیں وہ دوزخی روئیں ہیں اس لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں

واذا نظر قبل شماله بكي حتى عرج بي الى السماء الثانية فقال لخازنها

اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان تک تشریف لائے اور اس کے داروغہ سے کہا

افتح فقال له خازنها مثل ما قال الاول ففتح قال انس فذكرانه

کہ کھلو اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے داروغہ کی طرح پوچھا پھر کھول دیا حضرت انسؓ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ

وجد في السموات ادم وادريس وموسى وعيسى

آپ ﷺ نے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وابراهيم ولم يثبت كيف منازلهم غير انه ذكر انه

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موجود پایا اور حضرت ابو ذرؓ سے مجھے ان کے مدارج یاد نہیں رہے البتہ یہ بیان کیا کہ

وجد ادم في السماء الدنيا وابراهيم في السماء السادسة

آنحضرت ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا پر پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر

قال انس فلما مر جبرئيل عليه السلام بالنبي ﷺ بادريس

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لائے

قال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادريس

تو انہوں نے فرمایا کہ مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں

ثم مرت بموسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا

هذا موسى ثم مرتت بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح

یہ حضرت موسیٰ ہیں پھر حضرت عیسیٰ کے پاس سے گزرا فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی

قلت من هذا قال هذا عيسى ثم مرتت بابراهيم

میں نے کہا یہ کون ہیں کہا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا

فقال مرحباً بالنبي الصالح والابن الصالح

انہوں نے فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بیٹے

قلت من هذا قال هذا ابراهيم قال ابن شهاب

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جریر بن عبد اللہ نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ابن شہاب نے کہا کہ

فاخبرني ابن حزم ان ابن عباس واباحبة الانصاري كانا يقولان قال النبي ﷺ

مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو حبیہ الانصاری کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام

مجھے حضرت جریر بن عبد اللہ نے چلاب میں اس بلند مقام تک پہنچایا جہاں میں نے (لکھتے ہوئے فرشتوں کے قلم کی آواز سنی

قال ابن حزم وانس بن مالك قال النبي ﷺ

ابن حزم نے (اپنے شیخ) سے حدیث بیان کی اور حضرت انس بن مالک نے حضرت ابو ذر کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ففرض الله عزوجل على امتي خمسين صلوة فرجعت بذلك حتى مرتت على موسى

پس اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں انہیں لے کر واپس لوٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جب پہنچا

فقال ما فرض الله لك على امتك قلت فرض خمسين صلوة قال

تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے فرمایا

فارجمع الی ربک فان امتک لاتطبق فراجمت
آپ ﷺ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کا تحمل نہیں کر سکتی میں واپس بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا
فوضع شطرھا فرجمت الی موسیٰ قلت وضع شطرھا فقال راجع ربک
تو اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائے
فان امتک لاتطبق ذالک فراجمت فوضع شطرھا
کیونکہ آپ ﷺ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا پھر ایک حصہ کم ہوا
فراجمت الیہ فقال ارجع الی ربک فان امتک لاتطبق ذالک
پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائے کیونکہ آپ کی امت اس کا بھی تحمل نہیں کر سکتی
فراجعتہ فقال ہی خمس وہی خمسون لایبدل القول لدی
پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس کے برابر ”میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی“
فرجمت الی موسیٰ فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی
اب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہاں آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جائے لیکن میں نے کہا کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے
ثم انطلق بی حتی اُنْتھی بی الی السدرة المنتھی وغشیھا الوان لادری ماھی
پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے سدرة المنتھی تک لے گئے اس پر ایسے مختلف رنگ محیط تھے جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں؟
ثم ادخلت الجنة فاذا فیھا حبال اللؤلؤ واذاترابھا المسک (انظر ۱۶۳۶، ۳۳۴۲)
اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا میں نے دیکھا کہ اس میں موتی کے ہار تھے اور اس کی مٹی مشک کی طرح تھی

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

حدیثناحیی بن بکیر: ..... مطابقاً لحلیث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں کل چھ راوی ہیں۔

ابو ذرؓ:..... اسمہ جناب بن جنادی

فرج عن سقف بیٹی:..... اس جملہ کے تحت دو سوال ہیں۔

سوال اول:..... کثیر روایات میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو معراج کرایا گیا تو آپ ﷺ اپنی پھوپھی زاد بہن ام ہانیؓ کے گھر تھے اور یہاں فرج عن سقف بیٹی ہے۔ بیٹی کا معنی میرا گھر ہے تو بظاہر تعارض ہے۔

جواب:..... ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے اپنے گھر کی طرف نسبت کر دی ہے ورنہ درحقیقت آپ ﷺ ام ہانیؓ کے گھر ہی تھے۔!

سوال ثانی:..... فرشتے چھٹ پھاڑ کر کیوں آئے دروازے سے کیوں نہ آئے۔

جواب اول:..... چھٹ پھاڑ کر آنا چونکہ عجیب ہے لہذا آئندہ جو بھی واقعات پیش آئیں گے وہ بھی عجائب ہوں گے اسی طرح جو امور آج کی رات میں پیش آئیں گے وہ خارق عادت اور خلاف معمول ہوں گے۔

جواب ثانی:..... دوسرا جواب یہ ہے کہ شق صدر کا واقعہ پیش آنے والا تھا بہت ممکن تھا کہ شق صدر کے وقت حضور ﷺ کو یہ خیال گزرتا کہ میرا یہ سینہ شق ہونے کے بعد اب کیسے درست ہوگا تو سقف کو پھاڑ کر اشارہ کر دیا کہ جیسے یہ درست ہوگی اسی طرح آپ ﷺ کا صدر اطہر بھی درست ہو جائے گا۔

خلاصہ جواب:..... یہ ہے کہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے استعداد اور تحمل پیدا کرنا مقصود تھا کہ چھٹ پھاڑی اور فوراً بچو بھی گئی اور آئندہ سینہ چاک ہوگا تو جڑ جائے گا۔

جواب ثالث:..... والحکمة فی دخول الملائكة من وسط السقف ولم یدخلوا من الباب کون

ذالک اوقع صدقاً فی القلب فیما جاؤا بہ۔ ۳

## فَرَجِ صَدْرِي :

مسئلہ شقِ صدر :.....

سوال :..... شقِ صدر کتنی بار ہوا؟

جواب :..... راجح یہ ہے کہ تین بار یقیناً ہوا چوتھی اور پانچویں مرتبہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱) :..... بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی تربیت و پرورش کے زمانہ میں ہوا۔

(۲) :..... دس سال کی عمر میں۔ ۲

(۳) :..... غار حراء میں جب نزول وحی کا وقت آیا تو تحملِ وحی کے لئے شقِ صدر کیا گیا۔ ۳

(۴) :..... جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی تاکہ سیر آسمانی کا تحمل ہو جائے۔ ۴

(۵) :..... تقریباً بیس سال کی عمر میں شقِ صدر کیا گیا۔ ۵

دس اور پندرہ سال والے شقِ صدر میں اختلاف ہے۔ بلوغ سے کچھ پہلے والے میں تو شدید اختلاف ہے ان کے علاوہ باقی تینوں تقریباً یقینی ہیں۔ بچپن اور اسراء والے شقِ صدر میں تو بالکل اختلاف نہیں ہے نبوت سے پہلے والا غار حراء میں ہوا اس میں معمولی سا اختلاف ہے۔

حضرت استاذ محترم مدظلہم نے اس موقع پر فرمایا کہ جب ہم پڑھتے تھے تو اسوقت اس مسئلے کا سمجھنا اور سمجھانا بڑا مشکل تھا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ سینہ کو چیر کر دل نکالا جائے اور اسے دھویا جائے اور پھر اسی جگہ رکھ دیا جائے اور کام کرنے لگ جائے یہ تو مولویوں کی خوش فہمیاں ہیں سرجری عام نہ ہونے کی وجہ سے آج سے پچاس سال قبل اس کو سمجھانا اور منوانا بڑا مشکل تھا سرجری کے اس دور میں کوئی مشکل اور پیچیدہ بات ہی نہیں رہی آج کے دور میں کتنے آپریشن ہو رہے ہیں دل نکالے اور دہوائے جا رہے ہیں۔

۱ (عمدة القاری ص ۳۲ ج ۳ فتح الباری ص ۲۲۸ ج ۲) ۲ (عمدة القاری ص ۳۲ ج ۳) ۳ (عمدة القاری ص ۳۲ ج ۳) ۴ (بخاری شریف ص ۵۰ ج ۱) ۵ (سیرة

مصطفیٰ ج ۳ ص ۷ مکتبہ عثمانیہ لاہور)

ثم غسله بماء زمزم :.....

سوال :..... ماء زمزم افضل ہے یا ماء جنت افضل ہے؟

جواب :..... شق صدر کے موقع پر دل کی دھلائی کے لئے زمزم کا پانی استعمال کرنا اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب جنت سے طشت آسکتا تھا تو کیا پانی نہیں آسکتا تھا معلوم ہو ماء جنت سے ماء زمزم افضل ہے۔ ۱۔

طست :..... طاء کے فتح اور سین کے سکون کے ساتھ اور آخر میں تاء ہے اور فارسی میں اسے طشت شین کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ ۲۔

بطست من ذهب :.....

سوال :..... سونے کا تسلا، ٹرنے برتن استعمال کرنا تو جائز نہیں فرشتے کیوں لائے؟

جواب اول :..... فرشتوں نے استعمال کیا ہے وہ تو مکلف نہیں لہذا سوال درست نہیں۔ ۳۔

جواب ثانی :..... سونے کے برتن وغیرہ کے استعمال کی ممانعت یہ احکام بعد کے ہیں کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے سونے کے استعمال کی حرمت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ ۴۔

ممتلئ حکمة وایمانا :..... جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔

فافرغہ فی صدري :..... اس کو میرے سینے میں ڈال دیا۔

ثم اطبقه :..... پھر سیدہ کو بند کر دیا۔

فخرج بی الی السماء :..... پھر مجھے آسمان کی طرف لے چلے۔

اشکال :..... آسمان پر حضور ﷺ کیسے تشریف لے گئے حالانکہ بین السماء والارض تو کرۂ زمہریر حائل ہے آپ

ﷺ نے اس کو کس طرح پار کیا؟ یاد رکھیے معراج کا انکار کرنے کے لئے اس طرح کے اشکالات کئے گئے۔

جواب: ..... یہ قدیم اشکال ہے راکٹ وغیرہ سائنسی ایجادات کے زمانہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں آجکل اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ اگر انسانی حفاظت میں ان طبقات کو عبور کیا جاسکتا ہے تو خدائی حفاظت میں کیسے نہیں گذر سکتے۔  
اشکال: ..... اتنا طویل سفر معراج کا اتنی جلدی مختصر وقت میں کیسے ہو گیا؟

جواب: ..... اس اشکال کی بھی کوئی حیثیت نہیں کیوں کہ اب تو سائنس دانوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ سرعت کی کوئی حد نہیں ہے مختصر وقت میں طویل سفر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعے سے سفر کیا جا رہا ہے۔  
فقالت ارسلا الیہ: ..... اس جملہ کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں۔

(۱): ..... کیا ان کو نبوت رسالت دی گئی ہے؟ کیا وہ رسول ہیں؟ یہ تشریح کرنا مر جوح ہے کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت مخفی نہیں تھی۔ و لیس السؤال عن اصل رسالته لاشتہارها فی الملکوت۔  
(۲): ..... کیا آپ ﷺ کی طرف دعوت نامہ بھیجا گیا ہے۔

فاذا رجل قاعد: ..... رجل سے مراد حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام ہیں۔

علیٰ یمینہ اسودۃ وعلیٰ یسارہ اسودۃ: ..... کچھ دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف۔ جنتیوں کی روئیں دائیں طرف تھیں اور دوزخیوں کی بائیں طرف تھیں۔

سوال: ..... جنتیوں کی روئیں تو علیین میں ہیں اور دوزخیوں کی سجین میں۔ علیین عرش کے اوپر ہے اور سجین دوزخ کے نیچے ہے تو ایک کو اوپر ہونا چاہیے اور ایک کو نیچے نہ کہ دائیں اور بائیں۔

جواب اول: ..... کچھ روئیں ایسی ہیں کہ جو اس وقت تک جسموں میں نہیں آئیں تھیں یہ وہ روئیں تھیں اور علیین اور سجین میں جسموں میں آنے کے بعد ہوں گی۔

جواب ثانی: ..... وقتی طور پر حضور ﷺ کی آمد کے اہتمام میں استقبال و اعزاز کیلئے حاضر کر دیا۔

جواب ثالث : ..... وہ جہان برزخ کے مشابہ ہے جیسے برزخ میں پردے نہیں ایسے ہی وہاں بھی پردے نہیں  
نہیں و شمال سب اضافی چیزیں ہیں!

جواب رابع : ..... حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا یمن و شمال اور ہے اور ان کا اور  
ہے ان کا یمن و شمال فوق اور تحت ہے جیسے ایک آدمی پہلو کے بل لیٹا ہوا ہو سب چونکہ سامنے تھے تو جنتیوں کو اصحاب  
یمن کہہ دیا اور دوزخیوں کو اصحاب شمال کہہ دیا۔

اسودۃ : ..... سواد کی جمع ہے جیسے ازمنہ زمان کی جمع ہے۔ سواد کا معنی شخص جماعات، سواد الناس۔ عوام کو کہتے ہیں۔

اذانظر قبل یمنہ ضحک و اذانظر قبل شمالہ بکی : .....

سوال : ..... حضرت آدمؑ دائیں طرف دیکھ کر کیوں ہنسے؟ اور بائیں طرف دیکھ کر کیوں روئے؟

جواب : ..... یہ نعمت حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ اولاد کے اچھے کاموں پر خوشی اور برے کاموں پر رنج  
ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت آدمؑ اچھی اولاد کو دیکھ کر خوش ہوئے اور بری اولاد کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور روئے۔

والابن الصالح : ..... ابن صالح اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

قال انسؓ : ..... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس ﷺ نے انبیاء مذکورین کا ذکر فرمایا اور ان کے  
مراتب ساویہ بھی بیان فرمائے مگر مجھے یاد نہیں رہے۔ ہاں یہ یاد ہے کہ حضرت آدمؑ ساء اول پر اور حضرت ابراہیمؑ  
سادس پر تھے۔ علامہ یعنی لکھتے ہیں قال انس۔ ظاہرہ ان ہذہ القطعة لم یسمعہا انس من ابی ذرؓ  
اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ابو ذرؓ نے انبیاء کے منازل متعین نہیں فرمائے کہ کونسا نبی کس آسمان پر تھا۔

ہذا ادريسؑ : .....

سوال : ..... حضرت ادريسؑ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں یا نہیں؟ اور کیا الیاسؑ بھی انہی کا نام ہے؟

جواب : ..... حضرت ادريسؑ کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

(۱)..... بعض حضرات نے کہا کہ ادریسؑ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں حضرت نوح سے پہلے کے ہیں تو جیسے حضرت نوح اجداد میں سے ہیں ایسے ہی یہ بھی حضور ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔

(۲)..... بعض نے انکار کیا ہے کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو حضرت آدمؑ کی طرح الابن الصالح کہتے جب کہ الاخ الصالح کہا ہے۔ لیکن یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ بہت ساری روایتوں میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی الاخ الصالح کہا ہے۔

(۳)..... بعض نے کہا ہے کہ حضرت ادریسؑ اور حضرت الیاسؑ ایک ہی ہیں۔

راجح قول:..... لیکن راجح قول یہ ہے کہ حضرت ادریسؑ حضرت نوح سے پہلے تھے اور حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں سے ہیں اور بعد کے ہیں۔ یعنی پہلا قول راجح ہے۔

ثم مررت بموسى:..... صرف ترتیب بیانی کے لئے ہے نہ کہ ترتیب سماوی کے لئے۔  
 هذا ابراهيم:.....

اشکال:..... اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چھٹے آسمان پر ملے۔ حضرت انسؓ راوی ہیں فرماتے ہیں باقی انبیاء کرام کی ترتیب سماوی تو یاد نہیں رہی مگر حضرت آدمؑ علی نبینا علیہ السلام پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیمؑ ساتویں آسمان پر تھے۔ جبکہ صحیحین کی دیگر روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے انسؓ عن مالک بن صعصعة انه وجد في السماء الدنيا آدم..... وفي السابعة ابراهيمؑ کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام بیت معمور کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھے تھے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ بیت معمور ساتویں آسمان پر ہے اس سے تو حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کا ساتویں آسمان پر ہونا ثابت ہوا تو بظاہر احادیث میں تضاد ہے۔

جواب اول:..... راجح تو یہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے باقی اس روایت میں فی السماء السادسة آیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ استقبال کے لئے آئے ہوں۔

جواب ثانی:..... راوی نے خود تسلیم کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ ترتیب یاد نہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ یہ بھی بھول گئے ہوں۔

جواب ثالث : ..... اگر یہ کہا جائے کہ معراج کا واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا ہے تو اس صورت میں ان متضاد روایتوں سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا ہاں؟ یہ اشکال اس وقت پیدا ہوگا جب یہ کہا جائے کہ جسمانی معراج کا واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے تو پھر اس صورت میں اشکال و تضاد کا جواب یہ ہوگا کہ معراج کے بارے میں سب سے زیادہ قوی اور زیادہ صحیح روایت وہ ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا تو وہ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے اور یہ بات کسی اختلاف کے بغیر ثابت ہے کہ بیت معمور ساتویں آسمان پر ہے۔

خلاصہ جواب : ..... آسمانوں کا تعین اور انبیاء کرامؑ سے ملاقات کے بارے میں حدیثوں میں جو کچھ اختلاف پایا جاتا ہے وہ اختلاف راویوں کے اشتباہ کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان پر دیکھا ہو اور ساتویں پر بھی جیسے کہ جواب اول میں گزرا ہے۔

فائدہ : ..... کن کن انبیاء علی نبینا وعلیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور کس کس آسمان پر ہوئی؟ اس کو یاد رکھنے کے لئے اعیانہما کا لفظ ہے۔ اس لفظ کے حروف تہجی کی ترتیب پر یاد رکھیں پہلے ہمزہ سے مراد حضرت آدمؑ ہیں عین سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں یاء سے مراد حضرت یحییٰؑ ہیں دوسرے ہمزہ سے مراد ادریسؑ ہیں ہاء سے مراد حضرت ہارونؑ ہیں میم سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں آخری ہمزہ یعنی الف سے مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

قال ابن شہاب : ..... یہاں سے امام زہریؒ آگے کا واقعہ جو دوسری سند سے سنا ہے اس کو ذکر فرماتے ہیں۔  
اباحبہ الانصاریؒ : ..... ان کے نام میں اختلاف ہے ابو زرؒ نے عامرؒ بتایا ہے اور بعض نے عمر کہا ہے اور بعض نے ثابتؒ کہا ہے اور واقدیؒ نے مالک بتایا ہے۔

لمستوی : ..... اس کا نام مستوی العرش ہے (بفتح الواو قال الخطابی المراد به المصدوقیل هو المكان المستوی)

صریف الاقلام : ..... قلموں کے لکھنے سے پیدا ہونے والی آواز (وہو تصویبتھا حال الكتابة)۔

شطرہا : ..... ای جزء ہا

استحییت ربی : ..... مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

سوال : ..... کئی بار گئے جانے میں حیاء نہیں کیا تو اس مرتبہ کیوں حیاء کیا؟ اس کے دو جواب ہیں۔

جواب اول : ..... بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی خمس وہی خمسون لاییدل القول لدی اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں

(۱) : ..... یہ پانچ ہیں لیکن ثواب پچاس کا دوں گا۔ کم کروں تو فضل میں تخفیف لازم آئے گی۔

(۲) : ..... لاییدل القول لدی سے معلوم ہو گیا کہ رضاء اسی میں ہے تو رضاء میں تبدیلی کیوں کراؤں!

جواب ثانی : ..... پانچ پانچ کی تخفیف ہو رہی تھی اب پانچ باقی رہ گئی تھیں اس میں بھی تخفیف کا مطالبہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنا ظاہر ہوتا ہے کہ ہم عبادت کرنا ہی نہیں چاہتے اس لئے فرمایا استحییت ربی۔

سوال : ..... لاییدل القول۔ توجب پہلے ہی پانچ تھیں تو پچاس کیوں فرمایا؟ نسخ مرتین قبیح ہے اور یہ تو نسخ تسع مرات لازم آ رہا ہے۔

جواب : ..... یہ حقیقت میں نسخ کے قبیل سے نہیں ہے تو اس لئے نسخ مرتین لازم نہیں آتا بلکہ بلاغت کا ایک قاعدہ ہے القاء المراد دفعة دفعة یا بعد دفعة یعنی خبر روک روک کر دینا۔ خوشی اور غمی کی خبروں میں ایسا ہو ا کرتا ہے جیسے کوئی بے وطن ہو اور والدہ فوت ہو جائے تو پہلے کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ سخت بیمار ہیں۔ جب وہ مانوس ہو جاتا ہے تو والدہ کی موت کی خبر بھی دے دی جاتی ہے دنیا میں سب سے زیادہ موڈت و محبتت والارشتہ والدہ کا ہے آدمی بڑا ہو کر بیمار ہو جائے والدہ کو یاد کرتا ہے اور ہائے اماں؟ کہتا ہے۔ والدہ کی محبت کے دو واقعے تحریر کئے جاتے ہیں۔

واقعه نمبر (۱) : ..... ایک عورت سیلاب میں بہتی جا رہی تھی راستے میں ایک پل تھا رضا کار پل سے رستے

ڈال کر لوگوں کو نکال رہے تھے عورت کو نکالنے کے لئے انہوں نے رسی ڈالی عورت نے ایک ہاتھ سے رسی کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں اپنا بچہ پکڑے ہوئے تھی رسی کو پکڑ کر جب اوپر چڑھنے لگی تو بچہ ہاتھ سے گر گیا بچہ کی محبت میں ماں نے رسی کو چھوڑ دیا بچہ کے پیچھے پانی میں بہ گئی۔

واقعہ نمبر (۲): ..... ایک مرد کی کسی عورت سے محبت ہو گئی عورت نے پوچھا محبت سچی ہے یا جھوٹی! جواب دیا کہ سچی محبت ہے۔ عورت نے کہا میں سچی محبت تب جانوں اور مانوں گی جب اپنی ماں کو ذبح کر کے دل نکال کر لاؤ گے اس شقی القلب نے ایسے ہی کیا دل پلیٹ میں رکھ کر لے جا رہا تھا راستہ میں گر گیا دل سے آواز آئی چوٹ تو نہیں آئی۔

واقعہ نمبر (۳): ..... حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ نے اپنی ماں کا واقعہ سنایا فرمایا کہ میری والدہ جب بیمار ہوئیں تو میں دو دو ہفتے بعد گھر جایا کرتا تھا والدہ صاحبہ فرماتی بیٹے میں تو جمعہ کی رات کو انتظار کرتی رہتی ہوں اگر رات کو نہ آئے تو جمعہ کے دن نوبے تک انتظار کرتی ہوں ورنہ پھر اگلے جمعے پر ڈال دیتی ہوں۔

حتیٰ انتھیٰ بی الیٰ سدرۃ المنتھیٰ وغشیہا الوان: ..... حضرت جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتھیٰ تک لے گئے اور اسے مختلف رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔

سدرۃ کا معنی: ..... بیری کا درخت سدرۃ المنتھیٰ یہ ایک درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں اور شاخیں ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہیں۔

سوال: ..... اس کا نام سدرۃ المنتھیٰ کیوں رکھا گیا۔

جواب: ..... سدرۃ المنتھیٰ نام رکھنے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱)..... ملائکہ کی پرواز و علم وہیں تک ہے اس سے آگے نہیں۔

(۲)..... اوپر سے احکام یہاں تک آتے ہیں سدرۃ المنتہی سے فرشتے لیتے ہیں۔ میں اس کا نام ڈاکخانہ رکھتا ہوں یہ عام تحقیق ہے۔

(۳)..... حضرت انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرا جہاں تک گمان ہے کہ قرآن مجید میں سدرۃ المنتہی کے بارے میں ہے عند سدرۃ المنتہی عندھا جنت الماویٰ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنت کا علاقہ ہے اس سے ورے ورے دوزخ کا علاقہ ہے۔ اس درخت کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں اس کے اوپر جنت کا علاقہ ہے تو یہ علاقہ جہنم کی انتہاء ہے۔ اسی لئے اس کو سدرۃ المنتہی کہتے ہیں اور یہ علاقہ جنت کی ابتداء ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم علاقہ جہنم میں رہتے ہیں اس سے نکلنے کے لئے عروۃ الوثقیٰ کا تھا منا ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع کرنی ہوگی۔

وغشیہا الوان لا ادری ماہی :.....

سوال :..... سدرۃ المنتہیٰ کو کس چیز نے ڈھانپ رکھا تھا؟

جواب :..... اس بارے میں مختلف اقوال ہیں اور وہ یہ ہیں۔

قول اول :..... بے شمار فرشتے سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے ان کے پروں کی روشنی اور چمک نے گویا پورے درخت پر نور و جمال کی چادر ڈال دی تھی۔

قول ثانی :..... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے جلال و عظمت کا نور سونے کے پروانوں کی طرح اس پر گر رہا تھا جس کے نیچے پورا درخت چھپ گیا تھا۔

قول ثالث :..... بعض حضرات یوں فرماتے ہیں کہ سونے کے پتنگے اور پروانے اور دوسری رنگ برنگ کی عجیب و غریب چیزوں نے جن کی حقیقت و کیفیت کوئی نہیں جانتا سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھک دیا تھا۔

حیائل : ..... حبالہ کی جمع ہے رسی مراد ہے ایک روایت میں جنابذ اللؤلؤ ہے۔ جنابذ جنبذ کی جمع ہے اور یہ گنبد کا معرب ہے یعنی موتیوں کے گنبد۔

اسراء اور معراج مصطفیٰ ﷺ سوال و جواب کی صورت میں : .....

سوال : ..... اسراء اور معراج کس کو کہتے ہیں؟

جواب : ..... بیت اللہ سے بیت المقدس کی سیر کو اسراء کہتے ہیں۔ اور بیت المقدس سے آسمان وغیرہ کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔

سوال : ..... اسراء اور معراج کی تفصیل فقط قرآن میں ہے یا قرآن اور احادیث دونوں میں ہے؟ اور کہاں ہے۔

جواب : ..... اسراء اور معراج دونوں کو قرآن مجید میں اجمالاً بیان کیا گیا ہے اور ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ سے منقول ہے۔ اسراء کا بیان پندرہ پارہ کے آغاز میں ہے رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا سبحان الذی اسرا بعبدہ الایۃ اور معراج کی طرف اشارہ سورۃ نجم ستائیسویں پارہ میں ہے ارشاد ہے فکان قاب قوسین او ادنی الایۃ اسراء اور معراج کی تفصیل بخاری شریف ص ۵۰، ۵۱ ج ۱ پر ہے۔

سوال : ..... معراج مناماً نصیب ہوئی یا یقظۃ؟ اور کتنی بار ہوئی؟

جواب : ..... معراج جسمانی بیداری کی حالت میں کرائی گئی اور اس کی تعداد مختلف فیہ ہے۔

سوال : ..... یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو معراج کی نعمت سے کیوں نوازا؟

جواب : ..... جب آنحضرت ﷺ ابتلاء اور آزمائش کی تمام منزلیں طے کر چکے ذلت اور رسوائی کی کوئی نوع ایسی باقی نہیں رہی کہ جو خداوند ذوالجلال کی راہ میں نہ برداشت کی ہو اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذلت اور رسوائی کا انجام سوائے عزت اور رفعت اور سوائے معراج اور ترقی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسراء اور معراج کی عزت سے سرفراز فرمایا اور اتنے اونچے مقام تک لے گئے کہ افضل الملائکہ المقربین یعنی حضرت جبرئیل بھی پیچھے اور نیچے رہ گئے۔

سوال: ..... جسم اور روح کے ساتھ بحالت بیداری کس سال آپ ﷺ کو اسراء اور معراج کرائی گئی؟

جواب: ..... علماء میر کا اس میں اختلاف ہے صاحب فتح الباری نے باب المعراج میں دس قول نقل فرمائے ہیں ان میں سے رائج قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد اور بیعت عقبہ سے پہلے معراج ہوئی۔

سوال: ..... معراج کس رات ہوئی اور کونسا مہینہ تھا؟

جواب: ..... اس میں اختلاف ہے اور پانچ قول ہیں۔

(۱) ربیع الاول (۲) ربیع الآخر (۳) رجب (۴) رمضان المبارک (۵) شوال المکرم

قول مشہور: ..... یہ ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہوئی۔ ۱۔

سوال: ..... اسراء اور معراج کے لئے رات کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب: ..... علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری ص ۵۰ ج ۴ میں دس وجوہات بیان فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں

الوجه الاول: ..... رات کا وقت خلوة واختصاص کے لئے موزوں ہے بادشاہوں کی مجالس رات کو لگا کرتی ہیں۔ وهو الوقت المناجات الاحبة .

الوجه الثانی: ..... اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات و کرامات سے رات کو زیادہ نوازا ہے مثلاً

قصہ ابراہیم میں ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا ۲

اور قصہ حضرت لوط علیہ السلام میں ہے فَاسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ ۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً ۴

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا فَاسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا أَنْتُمْ مُتَّبِعُونَ ۵

۱ (عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۴ سیرت المصطفیٰ ص ۲۷۴ ج ۱) ۲ (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۷) ۳ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۶۵) ۴ (پارہ ۹

سورۃ الاعراف آیت ۱۴۲) ۵ (پارہ ۲۵ سورۃ الدخان آیت نمبر ۲۳)

الوجه الثالث :..... اللہ پاک نے بہت ساری آیات مقدسہ میں رات کو دن پر مقدم بیان فرمایا ہے مثلاً

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَاتٍ ۚ

وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ

وليلة النحر تغني عن الوقوف نهاراً ۚ

الوجه الرابع :..... کوئی رات ایسی نہیں کہ جس کے بعد دن نہ ہو۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ دن آئے اور اس کے بعد رات نہ ہو مثلاً قیامت کا دن۔

الوجه الخامس :..... رات دعاء کی قبولیت کا محل ہے اور من جانب اللہ تعالیٰ بخشش و عطاء دن کی نسبت رات کو زیادہ ہوتی ہے۔

الوجه السادس :..... آپ ﷺ نے اکثر سفرات کو فرمائے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیکم بالدلجة فان الارض تطوى بالليل۔

الوجه السابع :..... لان الليل وقت الاجتهاد للعبادة وكان ﷺ قام حتى تورمت قدماه وكان قيام الليل في حقه واجبا ۚ

سوال :..... اس مقدس سفر کا آغاز کہاں سے ہوا؟

جواب :..... ایک شب نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانی کے مکان میں بستر استراحت پر آرام فرما رہے تھے۔ نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکا یک چھٹی اور چھت سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اترے اور آپ علیہ السلام کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے انہوں نے آپ ﷺ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لے گئے وہاں جا کر حطیم میں آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام امین اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا اور آپ ﷺ کو پیر زمزم پر لے گئے اور لٹا کر آپ ﷺ کا سیدہ مبارک چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا۔ ۵

سوال: ..... مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا سفر آپ ﷺ نے کس چیز پر فرمایا؟

جواب: ..... نجر سے کچھ چھوٹی اور حمار سے کچھ بڑی ایک بہشتی سواری (جس کا رنگ سفید تھا جسے براق کہا جاتا ہے) لائی گئی، اس پر سوار ہوئے اور سفر شروع کر دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام و حضرت میکائیل علیہ السلام ہمراہ تھے یا ردیف بنے۔

سوال: ..... براق کیوں بھیجا گیا؟ جبکہ اللہ رب العزت تو پلک جھپکنے میں بغیر سواری کے بھی بلوا سکتے تھے۔

جواب: ..... لمبے سفر کے لئے عام طور پر سواری کو استعمال کیا جاتا ہے اس لئے رب ذوالجلال نے معتاد طریقہ سے بلوایا اور براق کو بھیجا۔

سوال: ..... ارواح کی کتنی قسمیں ہیں اور کونسی روح زمین سے آسمان کی طرف پرواز کے قابل ہوتی ہے؟

جواب: ..... ارواح کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ارواح العوام جن پر قوی حیوانیہ غالب ہو یہ تو بالکل عروج کے قابل نہیں ہوتی۔

(۲) ارواح العلماء۔

(۳) ارواح المرئیین۔

(۴) ارواح الانبیاء علیہم السلام، والصدیقین ”جب ان کی ارواح کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے تو ان کے ابدان کا

زمین سے ارتفاع بھی بڑھ جاتا ہے اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح

مقدس قوت میں کمال کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے اس لئے اللہ پاک نے ان کو اس مقام تک پہنچایا جہاں کوئی بھی نہیں

پہنچا فرمایا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۚ

سوال: ..... بیت المقدس تک کے سفر میں دنیا اور شیطان کس صورت میں ملے؟

جواب: ..... دنیا ایک بوڑھیا عورت کا روپ دھارے کھڑی تھی اور شیطان لعین بوڑھے کی شکل میں نظر آیا۔

سوال: ..... بیت المقدس پہنچ کر آپ ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور کون سی نماز پڑھی؟

جواب: ..... حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور حضرت جبرئیل امینؓ دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور ہم دونوں نے دو رکعت پڑھی اور دو رکعت نفل پڑھیں (ارشاد صدری) اس کے بعد بہت سے حضرات مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے آذان دی اور پھر اقامت کہی، ہم صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اسی انتظار میں تھے کہ کون امامت کرائے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو آگے بڑھادیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔

سوال: ..... بیت المقدس سے اوپر کا سفر کس چیز پر کیا؟

جواب: ..... روایات مختلف ہیں بعض میں آتا ہے کہ اسی براق کے ذریعہ آسمان کی طرف سفر طے کیا جبکہ دیگر روایات میں آتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے برآمد ہونے کے بعد جنت سے زمرہ اور زبرجد کی ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف صعود فرمایا اور اس سیڑھی کے دائیں بائیں جانب ملائکہ علیہم السلام آپ ﷺ کے جلو میں تھے۔

سوال: ..... جب آنحضرت ﷺ آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان کا دروازہ کھلوا گیا جن انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کرائی گئی ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: ..... بخاری شریف کی روایت یعنی (روایت الباب) کے مطابق اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضرت آدم (۲) حضرت ادریسؑ (۳) حضرت موسیٰؑ (۴) حضرت عیسیٰؑ (۵) حضرت ابراہیمؑ، دیگر روایات میں (۶) حضرت یحییٰؑ (۷) حضرت یوسفؑ (۸) حضرت ہارونؑ کے اسمائے گرامی آئے ہیں۔

۱ (خصائص کبریٰ ص ۱۲۷ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۰ ج ۱) ۲ (خصائص کبریٰ ص ۱۵۴ ج ۱، زرقانی شرح مواہب ص ۴۴ ج ۲ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ

ص ۲۸۱ ج ۱) ۳ (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۳ ج ۱)

سوال: ..... کس آسمان پر کس نبی سے ملاقات ہوئی؟

جواب: ..... پہلے آسمان پر حضرت آدم سے ملے دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سوال: ..... ان انبیاء کرام علیہم السلام میں اکثر کا مستقر تو زمین پر ہے تو پھر یہ آپ ﷺ کو آسمانوں پر کیسے ملے اس سے ان کا ہر جگہ حاضر ہونا لازم آتا ہے جب کہ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا خاصہ ہے؟

جواب: ..... اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کے اجساد میں ڈھال کر نبی آخر الزمان ﷺ کے استقبال کے لئے حاضر فرمایا، یا یوں سمجھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو جسم مثالی کے ساتھ آسمانوں پر لائے۔

سوال: ..... حضرت جبرئیل علیہ السلام کہاں تک ساتھ رہے۔

جواب: ..... مقام رفر ف بچنے تک ساتھ رہے

سوال: ..... ساتویں آسمان سے اوپر کیا دیکھا؟

جواب: ..... سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھنے کے بعد جنت کی سیر اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا بعد میں پھر آپ ﷺ کو عروج نصیب ہوا مقام صریف الاقلام سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہ قدس تبارک و تعالیٰ میں پہنچے دیدار نصیب ہوا اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور احکامات وصول کئے۔

سوال: ..... رب ذو الجلال نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو پاس بلوا کر کتنے عطیے اور تحفے عنایت فرمائے؟

جواب: ..... صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس وقت تین عطیے عنایت فرمائے

(۱) پانچ نمازیں (۲) خواتیم سورۃ بقرہ (۳) جو شخص آپ ﷺ کی امت میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانے اللہ تعالیٰ اس کے کبائر سے درگزر فرمائے گا یعنی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہ ڈالے گا۔

سوال: ..... دوران ملاقات کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: ..... رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو بے شمار الطاف و عنایات سے نوازا۔ طرح طرح کی بشارات سے مسرور کیا۔ خاص خاص احکام و ہدایات دیئے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حق جل شانہ نے اثناء کلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا خلیل اور حبیب بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تیرا سیدہ کھولا اور تیرا ابو جہ اتارا اور تیری آواز کو بلند کیا میری توحید کے ساتھ تیری رسالت اور عبدیت کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اور تیری امت کو خیر الامم اور امت متوسطہ اور عادلہ اور معتدلہ بنایا شرف و فضیلت کے لحاظ سے اولین اور ظہور اور وجود کے حساب سے آخرین بنایا۔ اور آپ ﷺ کی امت میں سے کچھ لوگ ایسے بنائے کہ جن کے دل اور سینے ہی انجیل ہونگے یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام ان کے سینوں اور دلوں پر لکھا ہوگا اور آپ ﷺ کو وجود نورانی اور روحانی کے اعتبار سے اول النبین علیہم السلام اور بعثت کے اعتبار سے آخر النبین ﷺ بنایا۔ اور آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ اور خواتیم سورۃ بقرہ عطا کئے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے اور آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کی اور آٹھ چیزیں خاص طور پر آپ ﷺ کی امت کو دین، دین اسلام اور مسلمان کا لقب اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا یعنی اول الانبیاء علیہم السلام اور آخر الانبیاء علیہم السلام بنایا۔

سوال: ..... سفر معراج سے واپسی کیسے ہوئی؟ اور کب ہوئی؟

جواب: ..... اولاً بیت المقدس آ کر اترے اور وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچے۔ صبح کے بعد آپ نے یہ واقعہ قریش کے سامنے پیش کیا تو وہ سن کر حیران ہو گئے۔

سوال: ..... قریش نے بطور امتحان کتنے سوال کئے؟

جواب: ..... دو (۱) بیت المقدس کے متعلق سوالات کئے۔ آپ ﷺ نے ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے۔

(۲) راستے کا کوئی واقعہ بتاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستہ میں فلاں جگہ مجھ کو ایک تجارتی قافلہ ملا جو شام سے مکہ واپس آ رہا ہے اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد وہ قافلہ مکہ پہنچ جائیگا اور ایک خا کستری رنگ کا ایک اونٹ سب سے آگے ہوگا جس پر دو بورے لدے ہوئے ہونگے چنانچہ تیسرے دن اسی شان سے وہ قافلہ مکہ میں داخل ہوا اور اونٹ گم ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا۔ ولید بن مغیرہ نے یہ سن کر اور یہ دیکھ کر کہا کہ یہ جادوگر ہے۔ لوگوں نے کہا ولید سچ کہتا ہے۔

تنبیہ: ..... اس کے علاوہ بھی کئی ایک سوالات ہیں مثلاً

۱: ان آٹھ انبیاء کو استقبال کے لئے کیوں متعین فرمایا؟

۲: بیت المقدس پہنچنے پر آپ ﷺ کو تین پیالے پیش کئے گئے اور اسی طرح اوپر جا کر بھی۔ آپ نے کس پیالے کو پسند فرمایا۔

۳: آپ ﷺ نے دوران ملاقات کونسی باتیں اللہ پاک سے عرض کیں وغیرہ وغیرہ، بحث کی طوالت کے ڈر سے اختصار سے کام لینے کی کوشش کی ہے۔

(۳۴۱) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن صالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن

هم سے عبد الله بن يوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں خبر دی مالک نے صالح بن كيسان کے حوالہ سے وہ عروہ بن زبير سے

عائشة ام المؤمنين قالت فرض الله الصلوة حين فرضها ركعتين

وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت نماز فرض کی تو دو رکعتیں نماز کی فرض کی تھیں

ركعتين في الحضر و السفر فاقرت صلوة السفر وزيد في صلوة الحضر (انظر ۱۰۹، ۳۹۳۵)

مسافرت میں بھی اور اقامت کی حالت میں بھی، پھر سفر کی نماز تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئیں۔ اور البتہ اقامت کی نمازوں میں زیادتی کر دی گئی

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقت للترجمة ظاهرة

اس حدیث کی سند میں کل پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راویہ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں آپ کی کل مرویات تقریباً بائیس سو ہیں۔ آپ کے حالات الخیر الساری جلد اول میں گزر چکے ہیں۔ مختصر یہ ہیں باپ کا نام ابو بکر صدیق ماں کا نام ام رومان امہات المؤمنین میں سے ہیں ۵۷ یا ۵۸ھ میں انتقال ہوا حضرت ابو ہریرہؓ نماز جنازہ پڑھائی مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ باب الحجرة میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ باب الصلوة میں لائے ہیں۔

فاقرت صلوة السفر وزید فی صلوة الحضر: ..... پھر سفر کی نمازیں تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی اور اقامت کی نمازوں میں زیادتی کر دی گئی۔

ربط: ..... اس حدیث میں کیفیت صلوة کا بیان ہے لہذا ربط ظاہر ہے۔

اس روایت پر دو اعتراض: .....

اول: ..... یہ ہے کہ قرآنی آیت فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ کے معارض ہے۔ کیونکہ یہ آیت چار ہجری کو نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ سفر و حضر میں پہلے چار چار رکعتیں پڑھی جاتی تھیں بعد میں دو دو ہوئیں جبکہ حدیث الباب میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلے ہی سے دو رکعتیں تھیں فاقرت صلوة السفر کا یہی مطلب ہے۔

ثانی: ..... حدیث عائشہؓ رولبت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے جس میں ہے فوهن الله الصلوة علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة ۲ لہذا یہ حدیث احناف اور شوافع کے لئے ایک مسئلہ بن گئی۔ اس حدیث کے حل ہونے اور صحیح تفسیر و تشریح کرنے سے ایک اصولی

مسئلہ حل ہو جائیگا جو حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

مختلف فیہ مسئلہ: ..... یہ ہے کہ قصر عزیمت ہے یا رخصت، پھر رخصت اسقاط ہے یہ رخصت ترفیہ ہے مذهب شافعیہ: ..... مالکیہ و حنابلہ و شوافع کے نزدیک اصل فریضہ چار رکعت ہے اور دو رکعت کی معافی رخصت ترفیہ یعنی آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے۔

مذهب حنفیہ: ..... احناف فرماتے ہیں کہ سفر میں اصل فریضہ دو رکعتیں ہیں لہذا احناف کے نزدیک دو کی جگہ چار نہیں پڑھی جاسکتی۔ اور شوافع کے ہاں رخصت ترفیہ کے پیش نظر دو کی جگہ چار پڑھ سکتا ہے۔

توجیہ شوافع: ..... حدیث عائشہ گوشافعیہ بھی مانتے ہیں کیونکہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ امام بخاری نے اس کو اپنی بخاری شریف میں اسی باب کے تحت ذکر فرمایا ہے لہذا شوافع اس کی توجیہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ شروع شروع میں دو دو رکعتیں فرض ہوئیں ہجرت مدینہ کے فوراً بعد سفر و حضر میں چار چار رکعتیں ہو گئیں۔ پھر چار ہجری میں جا کر قصر کے طور پر سفر میں دو ہو گئیں شوافع اقرت کا معنی و مطلب مال کے اعتبار سے مراد لیتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ اضافہ نہیں ہوا بلکہ اضافہ ہو کر دو سے چار رکعتیں ہوئیں۔ شافعیہ کی یہ تاویل بظاہر آپ کو آسان نظر آئے گی مگر حنفیہ نے شافعیہ کی توجیہ کا بہت عمدہ جواب دیا، جو یہ ہے۔

توجیہ شافعیہ کا احناف کی طرف سے شافی و کافی جواب: ..... جواب کا حاصل یہ ہے کہ احناف روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بالکل ٹھیک مانتے ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ صلوٰۃ سفر دو دو رکعتیں ہی رہی ہیں اور یہی عزیمت ہے دو سے چار نہیں ہوئیں البتہ حضر کی دو سے چار رکعتیں ہو گئیں کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ سفر کی چار رکعتیں تھیں پھر رخصت ملی اور دو ہو گئیں اس سے دو خرابیاں یعنی دو مفسدے لازم آئیں گے۔

مفسدہ اولیٰ (یعنی پہلی خرابی): ..... کوئی صحیح روایت تو ایسی ہوتی جس سے پتہ چلتا کہ سفر میں اولاً چار رکعتیں پڑھی گئیں پھر دو ہوئیں حالانکہ تعداد رکعات کے لئے تو اترا ہونا چاہئے۔ لیکن کوئی ایک روایت بھی

نہیں ہے؛ بلکہ محض آیت کا مصداق صحیح کرنے کے لئے شواہح نے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اور کہا کہ سفر میں چار رکعات تھیں اور اب دو ہو گئیں اس کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ اولاً اجتہاد سے سفر کی چار رکعتیں بنائیں پھر اقرت کی توجیہ کر ڈالی۔

مفسدہ ثانیہ (یعنی دوسری خرابی): ..... شواہح کی بیان کردہ توجیہ کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تو سب مرتب لازم آئے گا کہ پہلے دو رکعات تھیں پھر چار چار ہوئیں اور پھر چار سے دو رکعتیں ہوئیں آپ جانتے ہیں کہ سب مرتب تو جائز ہی نہیں۔

احناف نے اس حدیث کی دو توجیحات بیان کی ہیں۔

توجیہ احناف (توجیہ اول): ..... حنفیہ فرماتے ہیں کہ آیت قصر ہی میں غور کر لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ کیونکہ آیت پاک میں قصر کا ذکر ہے اللہ پاک نے فرمایا اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ لَیْکن قصر عددی کا ذکر نہیں بلکہ قصر وصفی کا ذکر ہے!

قصر کی اقسام: ..... قصر کی دو قسمیں ہیں ۱۔ قصر عددی ۲۔ قصر وصفی

قصر عددی: ..... یہ ہے کہ چار رکعتوں کی دو رکعتیں ہو جائیں۔

قصر وصفی: ..... یہ ہے کہ آدمی امام کے پیچھے اور آدمی اکیلے۔ اور ایسی نماز تو صلوة الخوف ہے۔ اس مذکورہ بالا آیت پاک میں صلوة الخوف ہی کا ذکر و بیان ہے قصر عددی کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ لہذا اب یہ حدیث نہ آیت کے مخالف ہے اور نہ ہی آیت حدیث کے مخالف ہے۔

توجیہ ثانی: ..... آیت کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ میں مجازی معنی مراد لیا جائے اور معنی اس طرح کیا جائے کہ کوئی حرج نہیں کہ تم قصر کو رہنے دو اور یہ مجازی معنی بقاء کے لحاظ سے ہے صَبِیْقَ فَمَ الْبِشْرِ کُنُوْیْنَ

کامنہ تنگ کر دے) کے قبیل سے ہے کیا مطلب ہے؟ کہ پہلے کنویں کا منہ بڑا بناؤ پھر توڑ کر چھوٹا کرو نہیں نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شروع ہی سے منہ تنگ رکھو تو سفر کی نماز بھی اسی قبیل سے ہے کہ سفر کی نماز دو ہی رکعت رہنے دو۔

**ترتیبِ صلوات :**..... سب سے پہلے تہجد واجب ہوئی، پھر عصر، ظہر کی دو، دو رکعتیں فرض ہوئیں پھر معراج کی رات پانچ نمازیں فرض ہوئیں یہ سب دو، دو رکعتیں تھیں پھر بعد میں حضر کی رکعات بڑھا کر عصر، عشاء اور ظہر میں چار، چار کر دی گئیں۔ اور مغرب میں تین کر دی گئیں۔

**حدیثِ عبداللہ بن عباسؓ کا جواب :**..... یہ حدیثِ اسراء سے بعد والی نمازوں پر محمول ہے کیونکہ ظہر، عصر اور عشاء کی چار اور مغرب کی تین لیلۃ الاسراء کے بعد فرض ہوئیں اس سے پہلے دو، دو رکعتیں تھیں۔ اور حدیثِ عائشہؓ اسراء سے پہلے والی نمازوں پر محمول ہے۔

**سوال :**..... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سفر حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں رخصت پر عمل نہیں فرمایا بلکہ سفر پر ہوتے ہوئے دو کی جگہ چار رکعتیں پڑھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کی جگہ اگر چار رکعات پڑھ لی جائیں تو ہو جائیں گی جب کہ احناف اس کے قائل نہیں؟ اسکے جوابات یہ ہیں۔

**جواب اول :**..... حضرت عثمانؓ نے مکہ مکرمہ میں تہاہل اختیار کر لیا تھا اور تہاہل اختیار کرنے سے وطن بن جاتا ہے لہذا وہ سفر میں تھے ہی نہیں اس لئے انہوں نے چار رکعت پڑھیں قال عثمان انما اتممت لانی تہاہل بهذا البلد وسمعت النبی ﷺ يقول من تہاہل ببلد فہو من اہلہ ۲

**جواب ثانی :**..... حضرت عثمانؓ نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔ ۳

**جواب ثالث :**..... حضرت عثمانؓ سفر میں قصر اور اتمام دونوں کو مباح اور جائز سمجھتے تھے۔ ۴

(۱) مکمل تفصیل بیاض صدیقی ص ۲۲ ج ۲، فیض الباری ص ۲۶ ج ۲، فتح الباری ص ۲۳۱ ج ۲ مطب دہلی میں ملاحظہ فرمائیں) ۲ (اعلاء السنن ص ۷۰ ج ۷ مکتبہ تھانہ

بھون ۱۳۵۳ھ) ۳ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۵۳) ۴ (یعنی ص ۲۱۳ ج ۲)

(۲۲۳)

## ﴿باب وجوب الصلوة في الثياب﴾

نماز پڑھنا کپڑے پہن کر ضروری ہے

وقول الله عز وجل خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَمِنْ صَلَىٰ مُلتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ
خداوند تعالیٰ کا قول ہے اور تم کپڑے پہنا کرو ہر نماز کے وقت اور جو ایک ہی کپڑا بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھے
ويذكر عن سلمة بن الاكوع ان النبي ﷺ قال تَزَوَّرَهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ
حضرت سلمة بن اکوع سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑے کو ٹانگہ لگا کر چھانٹے سے ٹانگہ پڑھے
وفي اسناده نظر ومن صلى في الثوب الذي يجمع فيه
اس کی سند کو قبول کرنے میں تامل ہے اور وہ شخص جو اسی کپڑے سے نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے جماع کیا تھا
مالم ير فيه اذى وامر النبي ﷺ ان لا يطوف في البيت عربان
جب تک کہ اس نے اس میں کوئی گندگی نہیں دیکھی اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے

## ﴿تحقيق وتشرح﴾

غرض امام بخاری:..... اس باب سے امام بخاری کا مقصود بعض علماء کی تردید ہے جنہوں نے کہا ہے تَسْتَرُ فِي ذَاتِهِ فَرَضَ ہے اور نماز کے لئے سنت ہے امام بخاری چونکہ جمہور کے ساتھ ہیں کہ نماز کے لئے بھی تستر فرض ہے تو اس کو بیان کرنے کے لئے باب قائم کیا۔

ستر عورت:..... ستر عورت مطلقاً واجب ہے یا نماز کے لئے اس میں آئہ کرام کا اختلاف ہے ابو الولید بن

رشد نے قواعد میں لکھا ہے کہ علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ستر عورت مطلقاً فرض ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ستر عورت صحت صلوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط ہے یا نہیں اس بارے میں چند مذہب ہیں۔

**مذہب اول :**..... امام مالک کا ظاہری مذہب یہ ہے کہ ستر عورت سنن صلوٰۃ میں سے ہے مطلقاً واجب نہیں۔ ان کے نزدیک کپڑوں کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ادا ہو جائے گی یعنی ستر للناس ضروری ہے ستر للذات ضروری نہیں۔

**مذہب ثانی :**..... امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی اور عام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ ستر عورت صحت صلوٰۃ کے لئے شرط ہے نماز فرضی ہو یا نفل۔

**امام بخاری :**..... یہ باب لاکر جمہوری تائید فرما رہے ہیں۔

**سوال :**..... نماز کی شرائط تو سات ہیں۔ ان میں سے ستر عورت کو خاص طور پر مقدم کیوں فرمایا؟

**جواب :**..... دوسری شرائط کی نسبت یہ شرط الزم ہے اور اس کے ترک میں شناعة عظیمہ (بہت برائی ہے)۔

**وقول الله تعالى اخذوا زینتکم عند کل مسجد :**..... اور تم کپڑے پہنا کر وہر نماز کے وقت۔

امام بخاری بطور دلیل قرآنی آیت لائے۔ زینت سے مراد کپڑا ہے تو ڈھانکنا زینت ہوا اور رنگا ہونا بے زینتی ہے۔

**مسجد :**..... اس سے مراد صلوٰۃ ہے۔

**سوال :**..... مذکورہ بالا آیت تو طواف کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت ننگی خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ طواف کرتے وقت ننگے طواف نہ کیا کرو بلکہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو تو امام بخاری نے اس سے ستر عورت فی الصلوٰۃ کیسے مراد لے لیا؟

**جواب :**..... عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں اور عموم سے مراد مسجد کا عموم ہے کہ ہر مسجد میں کپڑے پہنا کر و لہذا ثابت ہوا کہ نماز کے وقت کپڑے پہننا ضروری ہے۔

سوال :..... صلوٰۃ کو مسجد سے کیوں تعبیر فرمایا؟

جواب :..... اس کے ذمہ نشاء ہیں۔

اول :..... چونکہ کامل نماز مسجد میں ہوتی ہے اور وہاں نماز پڑھنے کا ثواب گھر کی نسبت زیادہ ہے تو کامل نماز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مسجد کا لفظ لائے۔

ثانی :..... اس میں مبالغہ ہے کہ نماز کے لئے بھی ستر عورت ضروری ہے اور مسجد میں جانے کے لئے بھی لازمی ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو ننگے طواف کرتے تھے۔ کعبہ کے ارد گرد مسجد حرام ہے تو وہ لوگ ننگے مسجد میں ہوتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا مسجد آنے کے لئے ستر عورت ضروری ہے۔

فائدہ :..... زینت سے مراد زیب و زینت والے کپڑے نہیں بلکہ مطلق کپڑے ہیں اور وہی زینت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عام کپڑوں کو بھی زینت سے تعبیر فرمایا اس لئے جب بھی کوئی شخص نماز کے لئے آئے عمدہ کپڑے پہن کر آئے۔ کام کاج والے کپڑے یا جن کپڑوں کو پہن کر اپنے دوستوں کے پاس جانا پسند نہیں کرتا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ومن صلی ملتحفاً فی ثوب واحدٍ :..... اور جس نے ایک ہی کپڑا پہن کر نماز پڑھی۔

ستر رجل :..... مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اس سے زائد سنت ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تین

کپڑوں میں نماز پڑھی جائے ۱۔ ازار ۲۔ رداء ۳۔ پگڑی

سندھ کے کسی عالم نے فتویٰ دیا ہے کہ پگڑی کے بغیر نماز مکروہ ہے لیکن کراہت کا قول صحیح نہیں۔ خلاف اولیٰ کہہ سکتے ہیں۔ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔ البتہ جہاں عمامہ شعار اسلام سمجھا جاتا ہو اور شعار کے طور پر استعمال ہو اس کو زینت سمجھا جائے اور بغیر عمامہ کے پسند نہ کیا جاتا ہو وہاں بلا عمامہ نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ جہاں عام مجلسوں میں ٹوپی کا رواج ہو سب ٹوپی استعمال کرتے ہوں وہاں پر بدوں عمامہ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

بدوں عمامہ نماز پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ ننگے سر ۲۔ عمامہ کے علاوہ کوئی اور چیز سر پر ہو۔ رومال اگر عمامہ کے طرز پر باندھا جائے تو اقرب الی الصواب ہے

اور سدل (سر پر بل دیئے بغیر دونوں طرف لٹکانا) کے طور پر مکروہ ہے۔ جیسے آج کل سدل کا عام رواج ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

ومن صلی ملتحفاً..... یہ ترجمہ الباب کا جزء ہے بخاری شریف ص ۵۲ پر آنے والی ایک حدیث کا حصہ ہے۔

ویدکر عن سلمة بن الاکوع ان النبى ﷺ قال یزره ولو بشوكة:.....

سلمة بن اکوع سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑے کو ٹانگ لٹو اگر چہ کانٹے سے ٹانگنا پڑے۔ یہ تعلیق بخاری ہے، امام ابو داؤد نے اس کو تخریج کیا ہے۔ عمدۃ القاری ص ۵۳ ج ۳ پر تفصیلی حدیث موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عن سلمة بن الاکوع قال قلت یا رسول الله انى رجل اصيد افاصلی فی القمیص الواحد قال نعم وأزره ولو بشوكة واخرجه النسائی ایضاً۔ تفصیلی روایت کا حاصل یہ ہے کہ سلمة بن اکوع نے سوال کیا تھا کہ ہم شکار کرتے ہیں تو کیا ایک کرتے میں نماز پڑھ لیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن گریبان بند کر لیا کرو اگر چہ کانٹے کے ساتھ بند کرنا پڑے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑا سا تر ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے چاہے ایک ہی ہو۔ عدد ضروری نہیں۔

وفی اسنادہ نظر:..... اور اسکی سند میں نظر ہے، اضطراب ہے۔

وجه نظر:..... اس کی سند میں ایک راوی موسیٰ بن محمد ہیں جو منکر الحدیث ہیں اس لئے امام بخاری نے فرمایا وہی

اسنادہ نظر ۱۔

جواب نظر:..... اسی روایت کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے اس میں موسیٰ بن محمد نہیں بلکہ موسیٰ بن

ابراہیم ہیں جو کہ منکر الحدیث نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ میں سند روایت اس طرح ہے عن نصر بن علی عن عبدالعزیز

عن موسیٰ بن ابراہیم قال سمعت سلمة وفی رواية ((ولیس علی الاقمیص واحد اوجبة واحدة

فأزره قال نعم ولو بشوكة)) ۲۔

ومن صلی فی الثوب الذی یجامع فیہ مالم یر فیہ اذی :..... اور وہ شخص جو اسی کپڑے

میں نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے جماع کیا تھا جب تک اس نے اس میں کوئی گندگی نہیں دیکھی۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ الباب کا تتمہ ہے۔ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ایک حدیث کا جزء و حصہ ہیں جس کو ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے اپنی بہن ام حبیبہ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ ان کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے جن میں ہمبستری فرماتے تھے ام حبیبہ نے جواب دیا ہاں، جب ان میں ناپاکی نہ پاتے۔ حدیث ام حبیبہ کی تخریج امام ابوداؤد نے بھی فرمائی ہے۔

وامر النبی ﷺ ان لا یطوف بالبيت عربان ..... اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی بیگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

بعض نسخوں میں امر فعل ماضی کے بجائے امر مصدر آیا ہے۔ امام بخاری نے اس باب کے بعد آٹھویں باب میں اس عبارت کو موصولاً بیان فرمایا ہے اور اس سے ستر عورت فی الصلوٰۃ کے شرط ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اور طویل حدیث سے اس عبارت کا انتخاب اس لئے کیا کیونکہ یہ جملہ ترجمہ الباب کے موافق و مطابق ہے۔ کیونکہ طواف بھی مسجد حرام میں اور نماز بھی مسجد میں جس طرح طواف بیگانہ نہیں کر سکتا تو ثابت ہوا کہ نماز بھی بیگانہ نہیں پڑھ سکتا۔ اس طرح اس جملہ کا ربط بھی سمجھ آ گیا۔

(۳۲۲) حدثنا موسى بن اسمعيل قال ثنا يزيد بن ابراهيم عن محمد عن ام عطية قالت امرنا
ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا محمد سے وہ حضرت ام عطیہ سے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حکم ہوا
ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم
کہ ہم عیدین کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو باہر لے جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعاؤں میں شریک ہو سکیں
وتعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يارسول الله احدانا
البتة حائضہ عورتوں کو عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ سے دور رکھیں۔ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ہم میں بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں

ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبها من جلبابها

جن کے پاس پردہ کرنے کے لئے چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھی عورت اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھادے

وقال عبدالله بن رجاء حدثنا عمران قال حدثنا محمد بن سيرين

اور کہا عبد اللہ بن رجاء نے کہا کہ ہمیں عمران نے بیان کیا (اور انہوں نے) کہا ہمیں محمد بن سیرین نے بیان کیا

قال حدثنا ام عطية سمعت النبي ﷺ بهذا (راجع ۳۲۳)

(اور انہوں نے) کہا کہ ہمیں ام عطیہ نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو آپ ﷺ سے سنا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا موسى بن اسماعيل: ..... مطابقة للترجمة في قوله (( لتلبسها صاحبها من جلبابها ))

حيض: ..... حاء کے ضمہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ حائض کی جمع ہے۔

يوم العيدین: ..... بعض نسخوں میں یوم العید ہے۔

ذوات الخدور: ..... پردہ نشین عورتیں۔

قالت امرأة: ..... عورت نے کہا یہ عورت ام عطیہ تھیں۔

جلباب: ..... جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے معنی ملحقہ بڑی چادر۔

لتلبسها: ..... سین کے جزم کے ساتھ ہے۔ معنی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اڑھادے۔

وقال عبدالله بن رجاء حدثنا عمران الخ: .....

تعلیقات حضرت امام بخاریؒ میں سے ایک ہے، طبرانی نے اسے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ اور عبد اللہ بن

رجاء سے مراد عدانی ہیں عبد اللہ بن رجاء کئی نہیں۔

(٢٢٢)

## ﴿باب عقد الازار علی القفافی الصلوة﴾

نماز میں تہبند کا کندھے پر باندھنا

وقال ابو حازم عن سهل بن سعد صلوا مع النبی ﷺ عاقدی ازہم علی عواتقہم

اور ابو حازم نے سهل بن سعد سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ نمازی اپنے کندھوں پر تہبند باندھے ہوئے تھے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس میں امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر کپڑا اتنا بڑا نہیں کہ پورے جسم کا اتخاف ہو سکے تو پھر نماز کے لئے کپڑا باندھنے کی کیا صورت ہوگی؟ تو فرمایا چادر کو گڈی کے پیچھے گردن سے باندھ لے تاکہ پچھلے حصہ کے ساتھ ساتھ چھاتی کا کچھ حصہ بھی چھپ جائے۔ جیسے آج کل بعض علاقوں میں چھوٹے بچوں کو باندھ دیتے ہیں اس کو پنجابی میں گلٹی باندھنا کہتے ہیں۔

ماقبل سے ربط: ..... امام بخاریؒ نے جملہ ومن صلی ملتخفا فی ثوب واحد سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی طرف اشارہ کر دیا تھا اب یہاں سے تین باب باندھیں گے کیونکہ کپڑے تین ہی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ ۱۔ یا تو خوب بڑا ہوگا ۲۔ یا متوسط ہوگا ۳۔ یا چھوٹا ہوگا۔ تو امام بخاریؒ نے بڑے کپڑے اتخاف کا باب باندھ کر بتلایا کہ اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کو اتخاف کرنا چاہیے۔

وقال ابو حازم عن سهل صلوا مع النبی ﷺ عاقدی ازہم علی عواتقہم: ..... اور

ابو حازم نے سهل بن سعد سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ نمازی اپنے

کندھوں پر تہبند باندھے ہوئے تھے۔

یہ تعلیقات بخاریؒ میں سے ہے اس کو مصنف نے باب ثالث میں مسنداً تخریج کیا ہے۔ اور وہ باب اذا

كان الثوب ضيقاً ہے۔

ابو حازم: ..... نام سلمہ بن دینار اعرج زاہد مدنیؒ ہے۔

سہل: ..... یہ وہی سہل بن سعد الساعدی الانصاریؒ ہیں جن کا نام ماں باپ نے حزن (غمگین) رکھا تھا۔

آپ ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا۔ ۹۱ ہجری میں ان کا انتقال ہوا مدینہ منورہ میں فوت ہونے والے صحابہ کرامؓ میں سے

سب سے آخری صحابیؓ ہیں!

صلوا: ..... ان سب نے نماز پڑھی، جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف۔

عاقدی: ..... اصل میں عاقدین ہے اضافت کی وجہ سے نون گرا ہے۔

ازرہم: ..... بضم الهمزة وسكون الزاي ہے اور یہ ازار کی جمع ہے بمعنی تہبند۔ اور محکم میں ہے الازار

الملحفة والجمع ازرة ۲

(۳۴۳) حدثنا احمد بن يونس قال ثنا عاصم بن محمد
ہم سے احمد بن یونسؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عاصم بن محمدؒ نے بیان کیا
قال حدثني واقد بن محمد عن محمد بن المنكدر
کہا مجھ سے واقد بن محمد نے بیان کیا محمد بن منکدر کے حوالہ سے
قال صلى جابر في ازار قد عقده من قبل قفاه وثيابه موضوعة على المشجب
انہوں نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے اپنی گدی کے پیچھے تہبند باندھ کر نماز پڑھی حالانکہ ان کے کپڑے کھوٹی پر لٹکے ہوئے تھے
فقال له قائل تصلى في ازار واحد فقال انما صنعت ذلك
تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپؓ ایک تہبند میں نماز پڑھتے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا

لیرانی احمق مثلک واینا کان له ثوبان علی عهد رسول الله ﷺ (انظر ۳۵۳، ۳۶۱، ۳۷۰)

کہ تجھ جیسا کوئی احمق مجھے دیکھے۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو کپڑے بھی کسی کے پاس تھے؟

### تحقیق و تشریح

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة:

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راوی جابر بن عبد اللہ انصاریؓ ہیں۔ مشاہیر صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے بہت ساری احادیث کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ۱۸ جنگوں میں شرکت فرمائی ہے۔ ۷۴ھ کو ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

وثیابہ موضوعۃ علی المشجب: ..... اور اس کے کپڑے کھوئی پر لٹکے ہوئے تھے۔ منار کی طرح دو تین لکڑیاں کپڑے وغیرہ لٹکانے کے لئے کھڑی کر لیتے ہیں ان کے اوپر کے سرے تو ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور نیچے کے جدا جیسے آج کل گندم تولنے والوں کے پاس ترکنڈی ہوتی ہے یا ٹیوب ویل وغیرہ کا بور کرنے والے چین کچی لٹکانے کے لئے تین ٹانگوں والی ترکنڈی لگاتے ہیں۔

کپڑا اوڑھنے کا طریقہ: ..... کپڑا اگر بڑا ہو تو اتحاف کر لے اور اگر درمیانہ ہے تو عقد ازار علی القفا ہونا چاہیے۔ اور اگر چھوٹا ہو تو ازار کی طرح باندھ لے۔

سوال: ..... ہم نے سنا ہے کہ نماز تین کپڑوں میں پڑھنی چاہیے جیسے قرآن مجید میں ہے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ زینت تو مکمل لباس کے پہننے میں ہے تو یہاں یہ کیسے کہہ رہے ہیں انما صنعت ذلک لیرانی احمق مثلک (کہ میں نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھ جیسا کوئی احمق مجھے دیکھے) کہ میں تمہیں بتلا دوں کہ میں نے نماز ایک کپڑے میں بھی پڑھی ہے؟

جواب: ..... یہ بتلانا مقصود ہے کہ تین کپڑے واجب نہیں ہیں۔ اگر کسی کے پاس ٹوپی نہ ہو یا آدمی ٹوپی ہو جس کو پہن کر دوستوں کی مجلس جانا پسند نہیں کرتا اس سے تو ننگے سر پڑھ لینا بہتر ہے۔

فقال قائل له : ..... کہنے والے نے اسے کہا۔

سوال : ..... قائل کون ہے؟

جواب : ..... مسلم شریف کی روایت کے مطابق کہنے والے عباد بن الولید بن الصامت ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کے قول کے مطابق سعید بن حارث ہیں۔

سوال : ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سائل یعنی قائل دو ہوں؟

جواب : ..... صاحب فتح الباری نے اس اشکال کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دو دنوں نے سوال کیا ہو۔

مسائل مستنبطہ من هذا الحديث : .....

۱: ایک سے زائد کپڑوں پر قدرت کے باوجود ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲: عالم کو چاہیے کہ لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے آسان کام پر عمل کرے تاکہ لوگ بھی کر سکیں۔

۳: انکار کی صورت میں جاہل پر سختی جائز ہے۔

(۳۴۴) حدثنا مطرف ابو مصعب قال ثنا عبدالرحمن بن ابی الموالی

ہم سے ابو مصعب مطرف نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمن بن ابی موالی نے بیان کیا

عن محمد بن المنکدر قال رأیت جابراً یصلی فی ثوب واحد

محمد بن منکدر کے حوالہ سے کہا میں نے حضرت جابرؓ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا

وقال رأیت النبی ﷺ یصلی فی ثوب (راجع ۳۵۲)

اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تھا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ما قبل کی روایت حضرت محمد بن المنکدر سے مروی ہے اور یہ روایت ایک اور طریق و سند سے ہے۔ اور حضرت جابرؓ نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

(۲۳۵)

## ﴿باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحقاً به﴾

صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھنا

وقال	الزهری	فی	حدیثه	الملتحف	المتوشح
امام زہری نے	اپنی حدیث میں	کہا ہے	کہا	ملتحف متوشح	کو کہتے ہیں
وهو	المخالف	بین	طریفیه	علیٰ	عاتقیه
وهو	الاشتمال	علیٰ	منکبیه		
اور متوشح	وہ شخص	ہے جو	اپنی چادر	کے ایک حصے	کو دوسرے حصے کو پہلے کندھے پر ڈالے
اور وہ	دونوں	کندھوں	کو	(چادر سے)	ڈھانک لینا ہے
وقالت	ام هانئ	التحف	النبي ﷺ	بثوب	له
				و	مخالف
				بین	طرفیه
				علیٰ	عاتقه
ام ہانیٰ نے	فرمایا	کہ نبی کریم ﷺ نے	ایک چادر	اور	اس کے دونوں کناروں کو اس کے مخالف طرف کے کندھے پر ڈالا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اگر کپڑا ایک ہو تو اسے بدن پر کیسے ڈال کر نماز پڑھی جائے۔

پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ کپڑا تین طرح کا ہو سکتا ہے اور اسکے اوڑھنے کے طریقوں کا بیان چل رہا تھا

وہ طریقے یہ ہیں۔

۱. التحاف ۲. عقد الازار علی القفا ۳. اتزار بہت بڑا ہو تو التحاف اور درمیانہ ہو تو عقد الازار علی القفا اور چھوٹا ہو تو اتزار کیا جائے۔

بعض شراخ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ ایک اور مسئلہ ثابت فرما رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں اس لئے امام بخاریؒ جواز صلوٰۃ فی النوب الواحد ثابت فرما رہے ہیں۔ ملتحفاً: ..... قید اتزازی نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ یہ صورت ہونی چاہیے۔

قال الزہریؒ فی حدیثہ: ..... زہری سے مراد محمد بن مسلم بن شہابؒ ہیں۔ ابن شہاب زہریؒ نے ملتحف کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ ملتحف متوشح کو کہتے ہیں اور متوشح وہ شخص ہے جو اپنے چادر کے ایک حصہ کو دوسرے کندھے پر اور دوسرے حصے کو پہلے کندھے پر ڈال دے اور وہ دونوں کندھوں کو چادر سے ڈھانک لینا ہے۔

تقریر بخاری ص ۱۲۲ ج ۲ اور عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۳ پر ہے کہ متوشح باب تفعّل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا معنی کپڑے سے ڈھانپنا اور اگر وشاح سے ہو تو پھر معنی ہار ہوگا۔

قال قالت ام ہانی الخ: ..... یہ بھی تعلیقات حضرت امام بخاریؒ میں سے ہے، امام بخاریؒ نے اسے اسی باب میں موصولاً ذکر فرمایا ہے لیکن اس میں خالف بین طرفیہ کا جملہ نہیں ہے۔ اس میں ام ہانیؒ نے آنحضرت ﷺ کے التحاف کو بیان فرمایا ہے۔

ام ہانیؒ: ..... ابوطالب کی بیٹی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔ آپ کا نام فاختہؓ ہے اور بعض نے

آپ کا نام ہندؓ لکھا ہے۔

(۳۴۵) حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ قال انا هشام بن عروہ عن ابيه عن عمر بن ابی سلمة

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا اپنے والد کے حوالہ سے وہ عمر بن ابی سلمة سے

ان النبی ﷺ صلیٰ فی ثوب واحد قد خالف بین طرفیه (انظر ۳۵۵، ۳۵۶)

کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ نے کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف طرف کندھے پر ڈال لیا تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقہذا للترجمة ظاهرة لان قوله ((قد خالف بين طرفيه)) هو الالتخاف الذي

هو التوشح والاشتمال على المنكبين.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی عمر بن ابی سلمة ہیں اور ابو سلمة کا نام عبداللہ الخزومی

ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ربیب ہیں۔ ہجرت کے دوسرے سال حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۳ سال کی عمر پائی عبدالملک بن

مروان کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۳۴۶) حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا يحيى قال ثنا هشام

ہم سے محمد بن ثنیٰ بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا کہ

قال حدثني ابي عن عمر بن ابي سلمة

کہا مجھ سے میرے والد نے عمر بن ابی سلمة سے نقل کر کے بیان کیا کہ

انه رأى النبي ﷺ يصلیٰ فی ثوب واحد فی بیت ام سلمة قد القیٰ طرفیه علی عاتقیه ۲

انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا کپڑے کے دونوں کناروں کو آپ ﷺ نے دونوں کندھوں پر ڈال رکھا تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

تخریج حدیث: ..... امام بخاری نے اس حدیث پاک کو بخاری شریف میں تین طرق سے تخریج فرمایا ہے۔

۱: عبید اللہ بن موسیٰ ۲: محمد بن المثنیٰ ۳: عبداللہ بن اسماعیل۔

امام مسلم نے صلوٰۃ کے بیان میں یحییٰ بن یحییٰ اور ابو کریب اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم سے اور امام ترمذی نے قمیہ عن لیث سے اور امام نسائی نے عن قمیہ عن مالک سے اور امام ابن ماجہ نے ابو بکر بن ابی شیبہ عن وکیع سے تخریج فرمایا ہے۔

(۳۴۷) حدثنا عبید بن اسماعیل قال ثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے هشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے ان عمر بن ابی سلمة اخبرہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یصلی فی ثوب واحد کہ عمر بن ابی سلمہ نے انکو اطلاع دی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشتملا بہ فی بیت ام سلمة واضعا طرفیہ علی عاتقیہ (راجع ۳۵۴) حضرت ام سلمہ کے گھر میں آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

یصلی فی ثوب واحد:..... عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ام سلمہ کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اختلاف:..... ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے بعض حضرات جواز کے قائل ہیں اور بعض حضرات عدم جواز کے قائل ہیں۔

قائلین جواز:..... جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

قائلین جواز کی دلیل:..... حدیث الباب ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔

قائلین عدم جواز:..... حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

قائلین عدم جواز کی دلیل: ..... روایت ابن عمرؓ ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ

اذا صلى احدكم فليلبس ثوبه فان الله احق من تزین له فان لم يكن له ثوبان فليتزرا اذا صلى ولا

يشتمل احدكم في صلاته اشتمال اليهود.

جواب ۱: ..... منع صلوٰۃ فی ثوب واحد کی تمام روایات افضلیت پر محمول ہیں عدم جواز پر نہیں۔ افضل یہ ہے کہ

نماز پڑھتے وقت لباس پورا ہو۔

جواب ۲: ..... ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ تزییی ہے تحریمی نہیں۔۲

مشملاً بہ: ..... آپ ﷺ اُسے لپیٹے ہوئے تھے۔ ابن بطل فرماتے ہیں کہ التحاف اشتمال کا پہلا فائدہ یہ ہے

کہ نمازی اپنی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھ سکے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کرتے وقت کپڑا گرنے نہ پائے۔۳

(۳۲۸) حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال حدثني مالك بن انس عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ
ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا عمر بن عبید اللہ کے مولی ابونضر سے
ان ابا مرة مولی ام ہانی بنت ابی طالب اخبرہ انه سمع ام ہانی بنت ابی طالب تقول
کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولی ابومرہ نے انہیں اطلاع دی کہ انھوں نے ام ہانی سے یہ سنا وہ فرماتی تھیں
ذہبت الی رسول اللہ ﷺ عام الفتح فوجدته یغتسل
کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل کر رہے ہیں
وفاطمة ابنتہ تسترہ قالت فسلمت علیہ
اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ پر پردہ کئے ہوئے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا
فقال من ہذہ فقلت انا ام ہانی بنت ابی طالب فقال مرحبا بام ہانی
آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں میں بتایا کہ میں ام ہانی بنت ابی طالب ہوں آپ نے فرمایا مرحبا ام ہانی

فلما افرغ من غسله قام فصلی ثمان رکعات ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف
پھر جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک نبی کپڑے میں لپٹ کر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے
قلت یا رسول اللہ ﷺ زعم ابن امی انه قاتل رجلا
تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے (علی بن ابی طالب) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا
قد اجرته فلا ن بن هيرة فقال رسول اللہ ﷺ
حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے یہ ہیرہ کا فلاں بیٹا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام ہانی
قد اجرنا من اجرت یا ام ہانی قالت ام ہانی وذاک ضحی (راجع ۲۸۰)
جسے تم نے پناہ دے دی ہم نے بھی اسے پناہ دی ام ہانی نے کہا یہ نماز چاشت تھی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة:.....

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راویہ حضرت ام ہانی ہیں جن کا نام ناخستہ ہے۔ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الطہارت اور کتاب الادب میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلم نے کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابن ماجہ نے کتاب الطہارت میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔  
عام الفتح:..... سے مراد فتح مکہ کا سال ہے۔

فصلی ثمانی رکعات:..... پھر آپ ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سوال:..... یہ آٹھ رکعات کیسی تھیں؟

جواب:..... اکثر علماء کرام کے نزدیک چاشت کی تھیں اور صلوٰۃ چاشت کے منکرین کے نزدیک فتح مکہ کے شکر یہ میں تھیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپ ﷺ نے اشراق کی نماز پڑھی۔ ۲

ابن امی: ..... ۱۔ کہہ کر اشارہ کیا کہ دونوں ایک ہی شکم سے پیدا ہوئے ۲۔ یا پھر دونوں کی ماں ایک ہوگی اور باپ جدا جدا۔ اس لئے کہا میری ماں کے بیٹے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ام ہانیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے یعنی علی بن ابی طالب کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کریگا۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔

واقعه: ..... یہ ہے کہ حضرت ام ہانیؓ تشویشناک حالات میں اپنے شوہر ہبیرہ کی تلاش میں گھر گئی وہاں انھوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ان کے خاوند کے لڑکے کو پکڑے ہوئے ہیں اس لئے وہ جلدی سے حضور ﷺ کے پاس گئیں۔ ان کا  
فلان بن ہبیرہ: .....

سوال: ..... فلان سے کون مراد ہے؟

جواب: ..... علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ زبیر بن بکار نے کہا کہ فلان بن ہبیرہ حارث بن ہشام ہے۔ ابن ہبیرہ سے مراد حضرت ام ہانیؓ کا وہ بیٹا ہے جو ہبیرہ سے تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہبیرہ کا لڑکا جو دوسری بیوی سے تھا اور ان کا ربیب تھا۔ ۳۔ فلان کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے ص ۲۳۲ ج ۲ پر بڑی تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔  
فلان بن ہبیرہ کے متعلق علامہ بدرالدین عینی ص ۶۳ ج ۲ پر لکھتے ہیں فلان بن ہبیرہ فیہ اختلاف کثیر من جهة الروایة ومن جهة التفسیر الخ۔

ہبیرہ: ..... ام ہانیؓ کا شوہر ہے، فتح مکہ کے موقع پر نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ہمیشہ مشرک رہا اسلام قبول نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا۔ ۴۔

(۳۴۹) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ابن شہاب کے حوالہ سے خبر دی وہ سعید بن مسیب سے

عن ابی ہریرۃ ان سألنا سأل رسول اللہ ﷺ عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد

وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ کسی پوچھنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا

فقال رسول الله ﷺ أو لکلکم ثوبان (انظر ۳۶۵)

تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة:

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں آپ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔ ۱۵۳۷۴ احادیث کے راوی ہیں تفصیلی حالات الخیر الساری کی پہلی جلد میں گزر چکے ہیں۔

سأئلاً سأل رسول الله ﷺ : .....

سوال: ..... علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں لم اقف على اسمه لیکن شمس الائمہ السرخسی الحنفیؒ نے اپنی مبسوط میں سائل کا نام ثوبانؒ لکھا ہے۔

تخریج حدیث: ..... اس حدیث کی امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام طحاویؒ، امام بیہقیؒ، اور امام دارقطنیؒ نے تخریج فرمائی ہے۔

أو لکلکم ثوبان: ..... کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟

یہاں معطوف محذوف ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب حرف عطف پر ہمزہ استفہام داخل ہو تو معطوف محذوف ہوتا ہے۔

تقدیری عبارت اس طرح ہوگی۔ أنت سائل عن مثل هذا الظاهر معنی ومطلب یہ ہے لا سؤال عن امثاله

ولا ثوبین لکلکم

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۳۶)

## ﴿باب اذا صلّی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیه﴾

جب ایک کپڑے میں کوئی شخص نماز پڑھے تو کپڑے کو کندھوں پر کر لینا چاہئے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

بعض نسخوں میں علی عاتقہ ہے اور بعض نسخوں میں علی عاتقہ شینا ہے۔

ترجمة الباب کی غرض :..... حنابلہ کی رو ہے۔ کیونکہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہو تو کندھے پر کپڑے کا ہونا ضروری ہے یعنی مخالف بین الطرفين واجب ہے ایک قول کے مطابق اگر ایسا نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔ دوسرے قول کے مطابق ایسا نہ کرنے پر ترک واجب کا گناہ ہوگا۔ اور جمہور کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے۔

فلیجعل :..... اگر اس لفظ کو ایجاب کے لئے مانا جائے تب تو امام بخاری امام احمد کے شریک ہو جائیں گے اور اگر استحباب کے لئے ہو تو جمہور کے ساتھ ہوں گے۔ اور امام احمد پر رد ہوگا۔

(۳۵۰) حدثنا ابو عاصم عن مالك عن ابى الزناد عن عبدالرحمن الاعرج عن ابى هريرة قال

ہم سے ابو عاصم نے مالک کے حوالہ سے بیان کیا وہ ابو الزناد سے وہ عبدالرحمن اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے کہا کہ

قال رسول الله ﷺ لا يصلي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقه شيء (انظر ۳۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہئے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ابی الزناد: ..... زاء کے کسرہ کے ساتھ ہے ان کا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے

لا يصلي احدكم في الثوب الواحد: ..... کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہیں پڑھنی چاہئے۔ لا يصلي کا لانا فیه ہے لیکن نبی کے معنی میں ہے

ليس على عاتقه شيء: ..... بغیر واؤ کے جملہ حالیہ ہے اور اس جیسے جملہ میں واؤ ذکر کرنا اور واؤ کا ترک دونوں جائز ہیں۔

(۳۵۱) حدثنا ابو نعیم قال ثنا شیبان عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمۃ قال

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا یحییٰ بن ابی کثیر کے واسطے سے وہ عکرمہ سے کہا میں نے اُس کو سنایا

سمعتہ او کنت سألتہ قال سمعت ابا ہریرۃ یقول اشہد انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول

میں نے پوچھا تھا تو عکرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ

رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا تھا

من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیہ (راجع ۳۵۹)

کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کی مخالف سمت کندھے پر ڈال لینا چاہئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

استدلال فلیخالف بین طرفیہ سے ہے اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں۔

فلیخالف بین طرفیہ: ..... کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کی مخالف سمت پر ڈال لینا چاہیے۔ ابن بطال فرماتے ہیں اس طرح کپڑا بدن پر ڈالنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ نمازی رکوع میں جاتے وقت اپنے ستر کو نہ دیکھ سکے۔ علامہ عینیؒ ایک اور فائدہ بھی بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس طرح کپڑا بدن پر ڈالنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ کپڑا رکوع میں جاتے وقت گرنے نہ پائے۔

(۲۳۷)

## ﴿باب اذا كان الثوب ضيقاً﴾

جب کپڑا تنگ ہو

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

غرض الباب اور ماقبل سے ربط: ..... اس سے پہلے بڑے کپڑے اور درمیانے کپڑے کو بدن پر ڈال کر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا اور یہاں سے تیسری صورت یعنی چھوٹے کپڑے کو باندھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں!

(۳۵۲) حدثنا يحيى بن صالح قال ثنا فليح بن سليمان عن سعيد بن الحارث قال سألنا جابر بن عبد الله عن

هم من يحيى بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا سعید بن حارث سے کہا کہ پوچھا ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے

الصلوة في الثوب الواحد فقال خرجت مع النبي ﷺ في بعض أسفاره فجئت ليلة لبعض امري

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں گیا ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے

فوجدته يصلي وعلى ثوب واحد فاشتملت به وصلت الى جانبه

آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں مشغول ہیں اس وقت میرے بدن پر صرف ایک کپڑا تھا اس لئے میں نے اسے لپیٹ لیا اور آپ ﷺ کے پہلو میں ہو کر نماز میں شریک ہو گیا

فلما انصرف قال مالسرى يا جابر فاخبرته بحاجتى

جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا جابر! اس رات کے وقت کیسے آئے میں نے آپ ﷺ سے اپنی ضرورت کے متعلق کہا

فلما فرغت قال ما هذا الاشتمال الذى رأيت قلت كان ثوبا قال

میں جب فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تو نے کیا لپیٹ رکھا تھا جسے میں نے دیکھا میں نے عرض کی کپڑا تھا آپ ﷺ نے فرمایا

فان كان واسعا فالتحف به وان كان ضيقا فأتزر به (راجع ۳۵۲)

کہ اگر کپڑا کشادہ ہوا کرے تو اسے اچھی طرح لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کو تہ بند کے طور پر باندھ لیا کرو

مطابقتہ للترجمة تؤخذ من قوله وان كان ضيقا فاتزر به“

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں (پہلے) یحییٰ بن صالحؒ شام کے رہنے والے ہیں مسلک حنفی ہیں امام

محمدؐ کے سرفراز کے عدیل (ساتھی) ہیں اور امام بخاریؒ کے استاذ ہیں!

اس حدیث کی امام بخاریؒ کے علاوہ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بھی تخریج فرمائی ہے۔

فی بعض اسفاره :..... امام مسلمؒ نے سفر کی تعیین فرمائی ہے اور وہ غزوہ بواط کا سفر ہے آپ ﷺ نے

۲۷ غزوات فرمائے ہیں اور یہ ابتدائی غزوات میں سے ہے۔

مالسرى یا جابر :..... اے جابر اس وقت کیسے آئے یہ رات کو آنا کیسے ہو اور دوسرا معنی یا جابر رات کی خبر کیا

ہے؟ (وہو استفهام عن سبب سراه باللیل لیس عن نفس سرى بل عن سببه)۔

فاخبرته بحاجتی :..... میں نے آپ ﷺ کو اپنی حاجت کے متعلق خبر دی۔

سوال :..... وہ حاجت کیا تھی؟

جواب :..... وہ حاجت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ دشمن کی خبر معلوم کرنے گئے تھے

سوال :..... اس انکار کی وجہ کیا ہے؟

جواب :..... مسلم شریف میں انکار کا سبب صراحۃً منقول ہے کہ کپڑا چھوٹا تھا تنگ تھا استعمال کے طریقہ پر اوڑھا ہوا تھا تو ننگے ہونے کے ڈر سے انہوں نے سکر کر نماز پڑھی تو اس تکلف پر آپ ﷺ نے انکار فرمایا کہ اتنا تکلف کیوں فرمایا اترا کر کے نماز پڑھ لیتے۔

(۳۵۳) حدثنا مسدد قال ثنا يحيى عن سفيان قال حدثني ابو حازم عن سهل قال
هم من مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے سفيان کے واسطے سے بیان کیا کہا مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا اہل کے واسطے سے انہوں نے کہا
كان رجال يصلون مع النبي ﷺ عاقدي أزهرم علي اعناقهم كهياة الصبيان ويقال للنساء
کہ بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر تہ بند باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے
لا ترفعن رؤسكن حتى يستوي الرجال جلوسا (انظر ۸۱۳، ۸۱۵)
سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاری نے اس حدیث کو باب عقد الازار علی القفا کے شروع میں معلقاً ذکر فرمایا ہے ۳ اور یہاں

مسند آلا رہے ہیں۔

امام مسلم نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابوداؤد اور امام نسائی نے بھی تخریج فرمایا ہے۔

کھیاۃ الصبیان : ..... بچوں کی طرح مطلب اس کا یہ ہے کہ جب بچے نا سمجھ ہوتے ہیں تو ان کے گلے میں کپڑے کو باندھ دیتے ہیں تاکہ کہیں گرنے جائے۔ یہاں بھی یہ رواج ہے۔

و یقال للنساء لا ترفعن رؤسکمن الخ : ..... اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے سروں کو سجدہ سے اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں نسائی شریف میں ہے "فقیل للنساء" ابو داؤد اور بیہقی میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اسے چاہئے کہ وہ مردوں کے سجدوں سے سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائے

کراہیۃ ان ترین عورات الرجال ا۔

لا ترفعن : ..... ای من السجود

جلوسا : ..... جالسا کی جمع ہے یا مصدر ہے جالسین کے معنی میں ہے دونوں صورتوں میں حالت کی بناء پر منصوب ہوگا۔

لا ترفعن رؤسکمن الخ : ..... آپ ﷺ نے عورتوں کو مردوں کے پورے طریقہ سے بیٹھنے کے بعد سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم فرمایا ہے یہ اس لئے کہ جب کپڑے چھوٹے ہوں گے اور مرد سجدہ کرتے ہوئے ہوں گے تو اگر عورتوں نے پہلے اپنا سر اٹھا لیا تو ممکن ہے کہ مرد کی کسی غیر مناسب جگہ پر نظر پڑ جائے ۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۲۴۸)

## ﴿باب الصلوٰۃ فی الجبة الشامیة﴾

شامی جبہ پہن کر نماز پڑھنا

وقال الحسن في الثياب ينسجها المجوس لم يربها بأسا وقال معمر رأيت الزهري  
حسن في فرمایا کہ جن کپڑوں کو مجوسی بنتے ہیں ان کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں معمر نے فرمایا کہ میں نے زہری  
یلبس من ثياب اليمن ماصبغ بالبول و صلى على بن ابى طالب في ثوب غير مقصور  
کو یمن کے ان کپڑوں کو پہن دیکھا جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے اور علی بن ابی طالب نے نئے کپڑے بغیر دھلے پہن کر نماز پڑھی

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب سے امام بخاری کی دو غرضیں معلوم ہوتی ہیں۔

غرض اول: ..... یہ ہے کہ کفار کے بنے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے جب تک ان کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہو جائے۔

سوال: ..... اگر غرض امام بخاری یہی ہے تو پھر شامیہ کی قید کیوں لگائی؟

جواب: ..... روایت الباب کے لحاظ سے ترجمہ الباب میں تخصیص کر دی۔ شام اس وقت دار الکفر تھا۔

کفار کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کا حکم: ..... کافروں کے ہاتھ سے بنے ہوئے

کپڑے کو پہننے کے جواز میں اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب امام بخاریؒ: ..... امام بخاریؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔

مذہب امام اعظم ابوحنفیہؒ: ..... کفار کے بنے ہوئے غیر ذہلے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے۔

مذہب امام مالکؒ: ..... امام مالک کے نزدیک اگر کسی نے کفار کے بنے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھی

ہے تو وقت کے اندر اعادہ کرے۔

جمہور ائمہؒ: ..... کی رائے یہ ہے کہ اصل طہارت ہے اس لئے اس کا پہننا جائز ہے۔ امام بخاریؒ بھی جمہور کے

ساتھ ہیں جیسا کہ ان کے مذہب سے ظاہر ہے۔

غرض ثانی: ..... بعض حضراتؒ نے کہا کہ وہ کپڑے مراد ہیں جو بیعت کفار پرسلے ہوئے ہوں یعنی مخیط

علیٰ ہیئت الکفار کا جواز ثابت کرنا ہے اور اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ لباس کفار کا شعار ہے تو ان کا

پہننا ناجائز ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے من تشبه بقوم فهو منهم اور تشبہاس لئے ممنوع ہے کہ یہ کفار سے

محبت کے بغیر نہیں اپنائی جاتی۔ اور محبت کفار ناجائز ہے قرآن مجید میں ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ

وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ۚ

اور تشبہ کی علامت یہ ہے کہ کفار کے ہاتھوں کا سلاہوا پہنا ہوا دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ انگریز معلوم ہوتا ہے۔

جیسے پتلون، اور دربر چاک کوٹ یہ ایک خاص قسم کی واسکٹ ہے۔ تو ایسے لباس کے استعمال کو حرام کہیں گے۔ اور

اگر عموم بلوی ہو تو حکم میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

وقال الحسنؒ فی الثیاب: ..... اور حسنؒ نے فرمایا کہ جن کپڑوں کو مجوسی بٹتے ہیں ان کے استعمال کرنے

میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حسنؒ: ..... سے مراد حسن بصریؒ ہیں۔

ینسج: ..... باب نصر اور ضرب دونوں سے استعمال ہوتا ہے۔

المجوس: ..... یہ مجوسی کی جمع ہے اس کا معنی آتش پرست ہے۔

لم یر: ..... اگر اس کو معروف پڑھا جائے تو فاعل حسن بصریؒ ہونگے اور اگر مجہول پڑھا جائے تو نائب فاعل قوم ہوگی۔

وقال معمرٌ ورأیت الزهری: ..... معمر سے مراد معمر بن راشدؒ ہیں۔ اور زہری سے مراد محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ ہیں۔

تعلیقات بخاری میں سے ہے عبدالرزاقؒ نے اپنی مصنف میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

من ثیاب الیمن: ..... اُس وقت یمن میں کفار وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور مسلمان اُس وقت تک علمۃ نساجی

نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کفار ہی کے بنے ہوئے ہوں گے؟

ماصبغ بالبول: ..... جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے۔

سوال: ..... بول تو ناپاک ہے تو پھر بول سے رنگے ہوئے کپڑے کیسے پہنتے اور استعمال کرتے تھے؟

جواب ۱: ..... یہ کہاں لکھا ہے کہ دھوئے بغیر استعمال کرتے تھے۔ یقیناً دھو کر استعمال کرتے ہوئے۔

جواب ۲: ..... ہو سکتا ہے کہ بول مایو کل لحمہ کا ہو اور وہ ان کے نزدیک پاک ہو اور زہریؒ اس کی طہارت

کے قائل ہیں۔ ماصبغ البول. البول پر الف لام جنسی ہے تو یہ بُس بعد الف غسل پر محمول ہوگا اور اگر الف لام

عہدی ہے تو مراد ان جانوروں کا پیشاب ہوگا جن کا گوشت حلال ہے۔

دو مسئلے: .....

۱- ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ منسوجات کفار کا پہننا جائز ہے۔

۲- دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ان کو (منسوجات کفار کو) بغیر دھوئے بھی پہن سکتا ہے۔

فائدہ: ..... یہ ایک الگ بات ہے کہ کوئی بادشاہ یا امیر کسی مصلحت کی بناء پر کفار کے بنے ہوئے کپڑوں کے استعمال

سے روک دے جیسے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ اور حضرت تھانویؒ ان کے استعمال کی اجازت دیتے تھے۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر تک کھدر کا کپڑا پہنتے رہے اور آپ حضرت مدنی کے شاگرد تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے اگر میں کھدر کا کپڑا پہنوں گا تو اس کا نفع اس جولاہے اور اُس کا ریگر کو پہنچے گا جو اپنے ملک کا ہے۔ اور دوسرے کپڑوں کا نفع کافروں اور دشمن کو پہنچے گا۔ لہذا میں اپنے ملک پاکستان کے جولاہے کو نفع پہنچانے کے حق میں ہوں اسی وجہ سے ملکی مصنوعات کے استعمال کو پسند کرتا ہوں۔

وصلیٰ علیؐ: ..... علی سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔

ثوب غیر مقصور: ..... غیر دھلے ہوئے کپڑے۔ اکثر مسلمان اس وقت تک کپڑے بننے کا کام نہیں کرتے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کفار ہی کے بنے ہوئے ہونگے۔ لہذا معلوم ہوا کفار کا بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے۔ اور جبہ شامیہ بھی کفار ہی کا بنا ہوا ہوگا۔ جسے آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا۔

حسن، معمر، اور علیؓ ان تینوں کے آثار سے یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے۔ اور بول سے رنگے ہوئے کپڑے کو دھونے کے بعد استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ اور ثياب خام کو قبل الغسل استعمال کرنا بھی جائز ہے!

(۳۵۴) حدثنا يحيى قال ثنا ابو معاوية عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن مغيرة بن شعبة قال
ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا وہ مسلم سے مسروق سے وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے
كنت مع النبي ﷺ في سفر فقال يا مغيرة خذ الاداة فاخذتها
آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے ایک موقع پر فرمایا! مغیرہ برتن اٹھا لو، میں نے برتن اٹھالیا
فانطلق رسول الله ﷺ حتى تواری عنی فقضى حاجته وعليه جبة شامية
پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے۔ آپ ﷺ نے قضاء حاجت کی اس وقت آپ ﷺ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے

فذهب لیخرج یدہ من کمہا فضاقت فاخرج یدہ من اسفلہا

آپ ﷺ ہاتھ کھولنے کے لیے آستین اوپر چڑھانا چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی، اس لئے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا

فصبت علیہ فتوضاً وضوءہ للصلوٰۃ ومسح علی خفیہ ثم صلی (راجع ۱۸۲)

میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے نماز کے وضوء کی طرح وضوء فرمایا اور اپنے نغین پر مسح فرمایا۔ پھر نماز پڑھی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة ظاهرة:

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھٹے راوی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صحیح ناویہ والی

حدیث کے راوی ہیں۔

خذ الاداوة: ..... بکسر الهمزة المطهرة برتن پکڑ لو یعنی اٹھالو۔

تواری عنی: ..... مجھ سے چھپ گئے۔

(۲۴۹)

### ﴿باب کراهية التعرّی فی الصلوٰۃ و غیرہا﴾

نماز اور اس کے علاوہ اوقات میں ننگے ہونے کی کراہت

(۳۵۵) حدثنا مطربن الفضل قال ثنا روح قال ثنا زكريا بن اسحاق قال ثنا عمرو بن دينار

ہم سے مطربن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے

قال سمعت جابر بن عبد الله يحدث ان رسول الله ﷺ كان ينقل معهم الحجارة للكعبة

بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (نبوت سے پہلے) کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے ساتھ چٹھڑ دھو رہے تھے

وعليه ازاره فقال له العباس عمه يا ابن اخي لو حللت ازارك فجعلت علي منكيبك دون الحجارة

آپ اس وقت تہبند باندھے ہوئے تھے آپ کے چچا عباس نے کہا کہ بھتیجے، کیوں نہیں تم تہبند کھول لیتے اور اسے پتھر کے نیچے اپنے کندھے پر رکھ لیتے

قال فحلله فجعله علي منكيبه فسقط مغشيا عليه فمأزأى بعد ذلك عريانا (انظر ۱۵۸۲، ۳۸۲۹)

حضرت جاہز نے کہا کہ آپ نے تہبند کھول لیا اور کندھے پر رکھ لیا لیکن فوراً ہی غشی کھا کر گر پڑے۔ اس کے بعد آپ کو کبھی ننگا نہیں دیکھا گیا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر بتانا چاہتے ہیں کہ جیسے نماز میں ننگا ہونا منع ہے ایسے ہی غیر نماز میں ننگا رہنا ممنوع ہے۔ اور لفظوں کے عموم سے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ ستر عورت کے علاوہ باقی ستر کو بھی ننگا کرنا ناپسندیدہ ہے۔ استدلال اس واقعہ سے ہے جو حدیث الباب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ قریش کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھا کر لارہے تھے آپ ﷺ اس وقت تہبند باندھے ہوئے تھے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے کہا کہ بھتیجے ایسا کیوں نہیں کر لیتے کہ تہبند کھول کر پتھروں کے نیچے اپنے کندھے پر رکھ لیتے آپ ﷺ نے تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لیا۔ لیکن فوراً ہی غشی کھا کر گر پڑے۔

سوال :..... یہ قبل از نبوت کا واقعہ ہے اس سے استدلال کیسے صحیح ہوا؟

جواب :..... فمأزأى بعد ذلك عريانا ﷺ (اس کے بعد آپ ﷺ کو کبھی ننگا نہیں دیکھا گیا)۔ کے عموم سے ہے۔ علامہ عینی عمدة القاری میں لکھتے ہیں مطابقة هذا الحديث للترجمة من حيث عموم قوله "فمأزأى بعد ذلك عريانا" لان ذلك يتناول ما بعد النبوة كما يتناول ما قبلها ثم بعمومه يتناول حالة الصلوة وغيرها عمدة القاری ص ۱۷۱ ج ۳ اپنے عموم کی وجہ سے زمانہ نبوت و قبل از نبوت سب کو شامل ہے۔

سوال :..... اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

جواب :..... اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ۱۵، ۲۵، ۳۵ کم سے کم عمر کو ترجیح ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ۔ اس سے کم کی اگر کوئی روایت مل جائے تو اس کو ترجیح ہوگی۔ علامہ بدرالدین عینی عمدة القاری ص

۱۷ ج ۴ پر لکھتے ہیں کہ زہریؒ کے قول کے مطابق بناء کعبہ کے وقت آپ ﷺ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ ابن بطال اور ابن آتین کے بقول اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف پندرہ سال تھی۔ اور ہشام کے قول کے مطابق ۳۵ سال بنتی ہے۔ بعض نے ۳۶ سال بتائی ہے۔

سوال: ..... حضرت عباسؓ نے ننگے ہونے کا حکم کیوں اور کیسے دیا؟

جواب نمبر ۱: ..... ان کی معاشرت میں ننگا ہونا عیب نہیں تھا البتہ خلاف مروت سمجھا جاتا تھا۔ اور وحی کا نزول شروع نہیں ہوا تھا لہذا چادر اتارنے سے گناہ بھی نہیں ہوا۔

جواب نمبر ۲: ..... پتھر کی رگڑ سے بدن چھل جانے کا خطرہ تھا اس لئے ازار کے اتارنے کا حکم دیا۔

فسقط مغشياً: ..... غشی کہا کر گئے۔ علامہ انور شاہ صاحب "فیض الباری میں رقم طراز ہیں فخر مغشیا علیہ وھذا يدل انه لم یزل بعین الرضا منه ۱

سوال: ..... غشی کہا کر کیوں گرے؟

جواب: ..... چونکہ آنحضرت ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا جاتا تھا اس لئے بعد النبوت جو چیز ناجائز ہوتی تھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبل النبوت بھی آنحضرت ﷺ کو اس سے معصوم رکھا۔

حدثنا مطربن الفضل: ..... اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام بخاریؒ اس روایت کو بنیان الکعبۃ میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الطہارۃ میں اس کی تخریج فرمائی ہے ۲

ینقل معہم: ..... ای مع قریش۔

للکعبۃ: ..... ای لبناء الکعبۃ

لو حلت: ..... لو کا جواب محذوف ہے (کلمہ 'لَوْ') اگر شرطیہ مانا جائے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی لو حلت ازارک لکان اسهل علیک اور اگر (کلمہ 'لَوْ') کو تمنی کے لئے مانا جائے تو پھر جواب شرط محذوف ماننے کی ضرورت نہیں!

(۲۵۰)

### ﴿باب الصلوة فی القمیص و السراویل و التبان و القباء﴾

قمیص، پاجامہ، جانکر اور قبائپہن کر نماز پڑھنا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

قمیص: ..... اس کی جمع قمصان اور قمصۃ ہے۔

سراویل: ..... اس کی جمع سراویلات اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خود سراویل سر والۃ کی جمع ہے۔

تبان: ..... تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور باء مشدود ہے اور شلوار کے مشابہ ہوتا ہے اور صحاح میں ہے کہ چھوٹی شلوار کو تبان کہتے ہیں جسے آج کل نکر کہتے ہیں۔

قباء: ..... قاف اور باء دونوں پر فتح ہے۔ اور اس کی جمع اقبیۃ ہے۔ سب سے پہلے قبائ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہنی ہے۔

ترجمة الباب کی غرض: ..... قمیص، شلوار، جانکر اور قبائ میں سے اگر ہر ایک الگ الگ ہو اور چادر نہ

ہو تو ان میں سے افراد اجواز ثابت فرما رہے ہیں۔

سوال :..... ہر ایک کے لحاظ سے نماز کا جواز بتانا مقصود ہے یا مجموعہ کے لحاظ سے نماز کا جواز بیان کرنا مقصود ہے۔

جواب :..... دونوں مقصود ہیں۔ ہر ایک الگ جب ستر عورت ہو تو نماز جائز ہے۔

۲۔ مثلاً اگر چادر قمیص دونوں ہوں تو دونوں سے بدرجہ اولیٰ نماز جائز ہے۔

یعنی کسی ایک میں انحصار نہیں بلکہ سب میں نماز جائز ہے۔ لہذا دو غرضیں ہوتیں۔

(۳۵۶) حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن محمد عن ابي هريرة

هم سے سليمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زيد نے بیان کیا ایوب کے واسطے سے وہ محمد سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے

قال قام رجل الى النبي ﷺ فسأله عن الصلوة في الثوب الواحد

آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے صرف ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا

فقال او كلکم يجد ثوبين ثم سأل رجل عمر فقال اذا وسع الله

آپ نے فرمایا کیا تم سب لوگوں کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟ پھر حضرت عمر سے ایک شخص نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دی ہے

فاوسعوا جمع رجل عليه ثيابه صلي رجل في ازار ورداء في ازار وقميص في ازار

تم بھی وسعت کے ساتھ رہو۔ آدمی کو چاہیے کہ نماز کے وقت اپنے پورے کپڑے پہنے آدمی کو تہبند اور چادر میں تہبند اور قمیص میں

وقباء في سراويل ورداء في سراويل وقباء في ثبان وقباء في

تہبند اور قبائیں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص میں، پاجامہ اور قبائیں، جاکر اور قبائیں، جاکر اور قمیص میں نماز پڑھنی

ثبان وقميص قال و احسبه قال في ثبان ورداء (راجع ۳۵۸)

چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ مجھے یاد آتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نکر اور چادر میں نماز پڑھے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتاً هذا الحديث للترجمة ظاهرة

ترجمة الباب کی چاروں باتیں حدیث مبارکہ میں پائی جاتی ہیں۔

عن محمد: ..... ای محمد بن سیرین!

سوال: ..... فسأله عن الصلوٰۃ فی الثوب الواحد اور اسی حدیث کی اگلی سطر میں ثم سأل رجل عمرًا دونوں جگہ سائل کا نام ذکر نہیں کیا تو ان میں سائل کون ہے؟

جواب: ..... علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے دونوں جگہ سائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب کا اس مسئلہ میں اختلاف تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب ہوں کیونکہ حضرت ابی بن کعب ایک کپڑے میں نماز کو مکروہ نہیں سمجھتے تھے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ایک کپڑے میں نماز کی کراہت کے قائل تھے ۲

صلی رجل: ..... ای لیصل رجل آدمی کو چاہیے کہ نماز کے وقت اپنے پورے کپڑے پہنے۔

ازار اور رداء میں فرق: ..... نصف أسفل کے لئے جو کپڑا استعمال کیا جاتا ہے اسے ازار کہتے ہیں اور نصف اعلیٰ کے لئے جو چادر استعمال کی جاتی ہے اسے رداء کہتے ہیں ۳

فائدہ: ..... حدیث پاک میں لباس کی آٹھ صورتیں بیان فرمائی ہیں ۱۔ ازار، رداء، ۲۔ ازار، قمیص، ۳۔ ازار، قبا، ۴۔ سراویل، رداء، ۵۔ قمیص، سراویل یعنی شلوار، ۶۔ سراویل، قباء، ۷۔ تبا، قمیص، ۸۔ تبا، رداء ۴

(۳۵۷) حدثنا عاصم بن علی قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهري عن سالم عن ابن عمر

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے زہری کے حوالہ سے بیان کیا وہ سالم سے وہ حضرت ابن عمر سے انھوں نے

قال سأل رجل رسول الله ﷺ فقال ما يلبس المحرم فقال لا يلبس القميص ولا السراويل

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ محرم کو کیا پہننا چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنے نہ پاجامہ

ولا البرنس ولا ثوبا مسه زعفران ولا ورس فمن لم يجد

نہ برنس (ایک لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی) اور نہ ایسا کپڑا جس میں زعفران لگا ہوا ہو اور نہ ورس لگا ہوا کپڑا اور اگر کسی کو

التعلين فيلبس الخفين وليقطعهما حتى يكونا اسفل من الكعبين

چپل نہ ملیں تو اسے خفین ہی پہن لینے چاہیں۔ البتہ انھیں کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے تک کر لینا چاہیے۔

وعن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ مثله (راجع ۱۳۴)

نافع حضرت ابن عمر سے وہ نبی کریم ﷺ سے ایسی ہی حدیث بیان کرتے ہیں

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة هذا الحديث للترجمة من حيث جواز الصلوٰۃ بدون القميص والسراويل.

یہ حدیث امام بخاریؒ کی مقامات پر لائے ہیں۔

برنس: ..... ایک لمبی ٹوپی ہے جسے عرب والے پہنتے تھے۔

وعن نافع عن ابن عمر: ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں یہ تعلیق بخاریؒ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس

کا عطف (حدیثنا عاصم والی حدیث میں موجود لفظ) سالمؒ پر ہو تو پھر یہ حدیث متصل بن جائیگی!

عن نافع: ..... اس روایت کے منعلق اور مسند ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے یہ تعلیق ہے ۲۔ اور بعض

حضرات نے کہا ہے یہ مسند ہے پہلی سند کے ساتھ ہے۔ مسند ہونے کی صورت میں عن نافع کا عطف زہری پر ہوگا۔

مناسبت: ..... او کلکم یجد ثوبین اس سے ترجمۃ الباب کا مفہوم اول ثابت ہو گیا۔

فقال ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص واللسراویل ولا البرنس:.....

جب معلوم ہو گیا کہ محرم کے لئے شلوار اور قمیص پہننا جائز نہیں تو معلوم ہوا کہ غیر محرم کے لئے پہننا جائز ہے۔

۲:..... یا اس طریقہ سے کہ محرم نماز پڑھے گا اور آنحضرت ﷺ نے شلوار اور قمیص وغیرہ سے منع کر دیا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے علاوہ کپڑوں میں نماز پڑھے گا تو ان کے علاوہ میں نماز جائز ہوگی۔

(۲۵۱)

﴿باب ما یستر من العورة﴾

شرمگاہ جو چھپائی جائیگی

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:..... امام بخاریؒ اس باب میں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ستر کی مفروض مقدار کیا ہے؟

یعنی ضروری پردہ کتنا ہے؟ (کتنی مقدار ستر فرض ہے) آئمہ کرامؒ کے مابین اختلاف ہے اس اختلاف کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مذهب امام مالکؒ:..... امام مالکؒ کا مشہور قول اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ صرف

سوا تین یعنی ذرا اور فرج کا پردہ ضروری ہے۔ جن کا نام ہم عورت غلیظہ رکھتے ہیں۔

(۲) مذهب امام احمدؒ اور امام شافعیؒ:..... ان دونوں بزرگوں کے نزدیک فخذ (ران) بھی

ستر میں شامل ہے۔

(۳) مذهب احناف: ..... احناف کے نزدیک رکبہ (گھنٹہ) بھی ستر (شرمگاہ) میں شامل ہے۔

(۴) مذهب امام بخاری: ..... امام بخاری مالکیہ کے ساتھ ہیں۔

### دلائل: .....

دلیل احناف ۱: ..... مشترک حاکم کتاب الفضائل میں یہ روایت موجود ہے عورة الرجل

ما بين سرتہ الی رکبہ ۱

دلیل احناف ۲: ..... سنن دارقطنی میں عمرو بن شعيب عن ابیه عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ

آپ ﷺ نے فرمایا فلا ينظر الی مادون السرة و فوق الركبة فان ماتحت السرة الی الركبة من العورة ۱

اقسام ستر عورت: ..... ستر عورت کی تین قسمیں ہیں۔

۱. عورت غلیظہ: ..... اور وہ سوا تین (قبل اور دربر) ہیں۔

۲. عورت خفیف: ..... اور یہ فخذ (ران) ہے۔

۳. اخف الخفیف: ..... اور یہ رکبہ (گھنٹہ) ہے ۲

یعنی اگر کسی کا گھنٹہ نیچا نظر آئے تو اسے کہا جائے بھائی گھنٹہ نیچا کرنا اچھا نہیں ہے اور اگر ران نکلی کرے تو

اسے ڈانٹو اور اگر قبل دربر ننگے ہوں تو مارو۔

دلیل امام بخاری (۱): ..... روایت الباب ہے اس میں ہے کہ وان یحتبى الرجل فی ثوب

واحد لیس علی فرجه منه شئی:

دلیل امام بخاری (۲): ..... ولا یطوف بالبيت عریان اس سے بھی امام بخاری نے استدلال

فرمایا ہے۔ کہ صرف سوا تین عورت ہیں۔

دلیل نمبر دو کا جواب: ..... یہ ہے کہ یہ دلیل تو ہمارے موافق ہے خلاف نہیں کیونکہ ہم بھی تو سوائتین (قبل ودر) کو ستر مانتے ہیں۔

جمہور کی طرف سے امام بخاری کی پہلی دلیل کا جواب: ..... یہ ہے کہ وہ حضرات لگی تو پہنتے تھے مگر چھوٹی ہونے کی وجہ سے احتباء کی صورت میں کشف عورت کا اندیشہ تھا اس لئے منع فرمایا۔

”ہا“: ..... کلمہ ”ما“ کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

۱- ”ما“ مصدر یہ ہے

۲- ”ما“ موصولہ ہے۔

من: ..... ”ما“ خواہ مصدر یہ ہو یا موصولہ ہو دونوں صورتوں میں ”من“ بیان یہ ہوگا۔

۳۵۸) حدثنا قتیبہ بن سعید قال قال ثمالیث عن ابن شہاب عن عید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ابی سعید الخدری
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث نے ابن شہاب سے بیان کیا وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے وہ ابوسعید خدری
انہ قال نہی رسول اللہ ﷺ عن اشتمال الصماء وان یحتبى الرجل فی ثوب واحد
سے کہ نبی کریم ﷺ نے صماء کی طرح کپڑا پیٹ لینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے
لیس علی فرجہ منہ شئی
کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی حصہ اس کپڑے کا نہ ہو (انظر ۱۹۹۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۲، ۵۸۲۰، ۵۸۲۲، ۶۲۸۳)

مطابقتہ الحدیث للترجمة ظاهرة في قوله ليس على فرجہ منہ شئی فان النهی فیہ ان یكون الفرج مکشوفاً فهو يدل علی ان ستر العورة واجب والباب فی ستر العورة.

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوسعید خدری ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت سعد بن مالک ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف راویوں سے مختلف مقامات پر لائے ہیں اور اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ نے کتاب البیوع میں سعد بن عفیر سے اور کتاب اللباس میں یحییٰ بن کثیرؒ سے اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب البیوع میں احمد بن صالح اور قتیبہؒ اور ابوالظاہرؒ سے اور امام نسائیؒ نے کتاب البیوع میں یونس بن عبدالاعلیٰؒ سے فرمائی ہے۔

عن اشتمال الصماء: ..... اس کی تفسیر میں اختلاف ہے عموماً اس کی دو تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی اہل لغت نے بیان فرمائی ہے اور دوسری فقہاء کرامؒ نے بیان فرمائی ہے۔

۱: ..... اپنے کپڑے کو اپنے جسم پر اس طریقہ سے لپیٹ لے کہ ہاتھ کسی طرف سے نہ نکل سکیں کہ پتھر کی طرح بند ہو جائے۔

۲: ..... اس عبارت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ کپڑے کی ایک جانب کو کندھے کے اوپر ڈال لے جس سے نیچے سے ننگا ہونے کا خطرہ ہو (وعن ابی عبیدہ ان الفقہاء یقولون هو ان یشتمل بثوب واحد لیس علیہ غیرہ ثم یرفعہ من احد جانبيه فیضعہ علی احد منکبہ فیبدو منہ فرجہ)۔

اشتمال الصماء کی دو تفسیروں میں سے پہلی تفسیر اور صورت اس لئے منع ہے کہ اس طریقے سے لپیٹ لینے سے دفاع نہیں کر سکے گا اور دوسری صورت اس لئے منع ہے کہ اس میں ننگے ہونے کا خطرہ ہے ۲ ان دونوں تفسیروں میں سے یہاں دوسری تفسیر کو مناسبت ہے۔

فائدہ: ..... ایسا احتباء جس میں کشف عورت کا خطرہ ہو وہ مطلقاً حرام ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو۔  
ان یحتبی: ..... یہ ”ان“ مصدر یہ ہے اور یحتبی باب افعال سے واحد مذکر غائب، فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ اور احتباء کہتے ہیں اکڑوں بیٹھ کر پنڈلیوں اور پیٹھ کو کسی کپڑے سے ایک ساتھ باندھ لیا جائے۔ اس کے بعد کوئی کپڑا اوڑھ لیا جائے عرب اپنی مجالس میں اس طرح بھی بیٹھا کرتے تھے چونکہ اس صورت میں ستر عورت پوری طرح نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اسلام نے اسکی ممانعت کر دی ۳

(۳۵۹) حدثنا قبيصة بن عقبة قال حدثنا سفين عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريره قال

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے ابوالزناد سے بیان کیا۔ وہ اعرج سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے کہا

نهى النبي ﷺ عن بيعتين عن اللباس والنباذ وان يشتمل الصماء وان يحتنى الرجل

کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کی بیع و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ لباس اور نباذ سے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کپڑا اصماء کی طرح

فی ثوب واحد (انظر ۵۸۳، ۵۸۸، ۱۹۹۳، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۵۸۱۹، ۵۸۲۱)

لیٹا جائے۔ اور اس سے بھی کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقہذا الحدیث للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں جن کا اسم مبارک عبدالرحمن بن صخر ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں۔ اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے اور امام ترمذیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے بھی فرمائی ہے۔

اللباس اور النباذ کے ضبط تلفظ کا بیان: ..... اللباس یہ لام کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے اور النباذ نون کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے۔ اللباس اس کو بیع ملامہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جاہلیت کی بیع تھی کہ اگر سودا کرنے کے دوران مشتری بیع کو ہاتھ لگا دیتا تو بیع صحیح جاتی تھی چاہے بائع بھاؤ پر راضی ہو یا نہ ہو۔ النباذ: ..... کی صورت یہ ہے کہ بائع سودے کے درمیان بیع کو مشتری کی طرف پھینک دے تو معاشرے کی رو سے اس کا لینا ضروری ہو جاتا تھا۔ ان دونوں کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ عرب میں خرید و فروخت کا ایک طریقہ یہ تھا کہ خریدنے والا شخص اپنی آنکھ بند کر کے کسی چیز پر ہاتھ رکھ دیتا تھا اور دوسرا طریقہ یہ تھا کہ خود بیچنے والا آنکھ بند کر کے کوئی چیز خریدنے والے کی طرف پھینکتا تھا۔ ان دونوں صورتوں میں متعینہ قیمت پر خرید و فروخت ہوتی تھی۔ پہلے طریقے کو اللباس اور دوسرے طریقے کو النباذ کہتے تھے یہ دونوں صورتیں اسلام میں ممنوع ہیں۔ خرید و فروخت کے سلسلے میں اسلام کا یہ اصول ہے کہ اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس میں بیچنے یا خریدنے والا ناواقفیت کی وجہ سے دھوکا نہ کھائے۔ اور النباذ کا مطلب تقریر بخاری میں یہ لکھا ہے کہ کنکری پھینک دیا کرتے تھے۔ جس چیز پر وہ کنکری گر جاتی تھی اس کی بیع ہو جایا کرتی تھی۔



(۳۶۰) حدثنا اسحق قال ثنا يعقوب بن ابراهيم قال نا ابن اخي ابن شهاب عن عمه

ہم سے اسحاق نے بیان کیا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہ مجھے میرے بھائی ابن شہاب کے بیٹے زخری نے اپنے چچا کے واسطے سے

قال اخبرني حميد بن عبد الرحمن بن عوف ان ابا هريرة قال بعثني ابو بكر في

انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے زخری کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حج کے موقع پر اس سے کہا کہ اللہ کے واسطے سے

تلك الحجة في مؤذنين يوم النحر تؤذن بمنى ان لا يحج بعد العام مشرك

مجھے حضرت ابو بکرؓ نے یوم النحر میں اعلان کرنے میں اس بات کا اعلان کر دیا کہ ہم میں اس بات کا اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کر سکتا

ولا يطوف بالبيت عريان قال حميد بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ ﷺ عليا فامرہ

اور نہ ہی کوئی بیت اللہ کا گھول کر سکتا ہے حمید بن عبدالرحمن نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے بھیجا اور انہیں حکم دیا

ان يؤذن ببراءة قال ابو هريرة فاذن معنا علي في اهل منى يوم النحر

کہ سورۃ براءت کا اعلان کر دیں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمارے ساتھ اس کا اعلان کیا پھر کے دن منی میں موجود

لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان (انظر ۱۱۲۲، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸)

لوگوں کے سامنے کہ آج کے بعد کوئی مشرک نہ حج کر سکتا ہے اور نہ بیت اللہ کا طواف کوئی شخص ننگے ہو کر کر سکتا ہے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة في قوله ولا يطوف بالبيت عريان

فان منع الطواف عاريا يدل على وجوب ستر العورة

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں چھٹے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں امام بخاریؒ اس حدیث کو بخاری شریف

میں متعدد بار لائے ہیں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے کتاب الحج میں اور امام ابو داؤدؒ نے اور امام نسائیؒ نے اس حدیث کی

تخریج فرمائی ہے۔

فی تلک الحجۃ: ..... اس حج سے مراد حجۃ الوداع سے پہلے کا حج ہے اور یہ سن ۹ھ میں ادا کیا گیا اور اس

سال آنحضرت ﷺ نے حج نہیں فرمایا کیونکہ مشرکوں نے مہینوں کو آگے پیچھے کر رکھا تھا

اس لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولاً اور حضرت علیؓ کو ثانیاً سن ۹ھ میں حج کے واسطے بھیجا

اور بہت سے اعلانات دے کر بھیجے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور ایک اعلان یہ تھا کہ لا یحج بعد العام مشرک اور چونکہ حضرت ابوبکرؓ خود اپنی آواز کثیر

لوگوں کو نہیں پہنچا سکتے تھے اس لئے انہوں نے اعلان کرنے والوں کو مقرر کیا تھا ان میں ایک حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے

ثم اردف رسول الله ﷺ عليا: ..... پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے بھیجا۔

سوال: ..... نو (۹ھ) ہجری کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھیجنے میں کیا حکمت تھی؟ حج فرض ہونے کے باوجود آپ

ﷺ خود تشریف کیوں نہیں لے گئے آپ ﷺ نے دس ہجری کو حج کیوں فرمایا؟ نو (۹ھ) ہجری میں کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: ..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھیجنے میں حکمت یہ تھی کہ اگلے سال ایام حج اپنے اصلی وقت پر آنے والے

تھے کیونکہ کفار نے حج کے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیا تھا تو حضور ﷺ نے خیال کیا کہ اگلے سال حج کے لئے جاؤں گا



(۲۵۲)

## ﴿باب الصلوٰۃ بغیر ردآء﴾

بغیر چادر اوڑھے نماز پڑھنا

ای ہذا باب فی بیان حکم الصلوٰۃ بغیر ردآء۔

(۳۶۱) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله قال حدثني ابن ابي الموال عن محمد بن المكلتر قال دخلت

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی الموال نے بیان کیا محمد بن مکلتر کے واسطے سے کہا میں

علیٰ جابر بن عبداللہؓ وهو یصلی فی ثوب واحد ملتحفا بہ و ردآؤہ موضوع

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک کپڑے کو اپنے بدن پر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے حالانکہ ان کی چادر وہیں رکھی ہوئی تھی

فلما انصرف قلنا یا ابا عبدالله تصلی وردآؤک موضوع قال

جب آپ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی اے ابو عبداللہؓ آپ کی چادر رکھی ہوئی ہے اور آپ (اسے اوڑھے بغیر) نماز پڑھ رہے ہیں

نعم احببت ان یرانی الجهال مثلکم رأیت النبی ﷺ یصلی کذا (راجع ۳۵۲)

انہوں نے فرمایا میں نے چاہا کہ تم جیسے جاہل مجھ سے نماز پڑھتے دیکھ لیں (کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت فرمانا ہے کہ اگر کسی کے پاس

دو کپڑے ہوں لیکن وہ پھر بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو یہ جائز ہے! شیخ الحدیث مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ باب باندھ کر ایک وہم کو دفع کرنا مقصود ہے اور وہ وہم یہ ہے کہ ماقبل میں باب الصلوٰۃ فی السراویل میں حضرت عمرؓ کا ایک مقولہ اذوسع الله فوسعوا گذرا تھا اس سے وہم ہوتا تھا کہ وسعت کی صورت میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں تو اس وہم کو دفع کرنے کے لئے یہ باب منعقد فرمایا ہے!

حدثنا عبد العزيز بن عبد الله الخ: ..... مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة  
یہ حدیث باب العقد فی الازار علی القفا میں گزر چکی ہے۔ اسکی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔  
وہو یصلی: ..... یہ جملہ حالیہ ہے۔

ملتحفًا: ..... یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اگر اسے مرفوع پڑھا جائے تو پھر یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہوگی ای ہو ملتحف۔

(۲۵۳)

﴿باب ما يذكر في الفخذ﴾

ران سے متعلق روایتیں

قال ابو عبد الله ويروى عن ابن عباس وجره لمحمد بن جحش عن النبي ﷺ الفخذ عورة

ابو عبد الله (امام بخاری) نے کہا کہ ابن عباسؓ جرحہ اور محمد بن جحشؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ ران شرمگاہ ہے

وقال انسٌ حَسْرًا لِّلنَّبِيِّ ﷺ عَنْ فَخْذِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَحَدِيثُ أَنَسٍ اسْنَدُ

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ران کھولی ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے

وحدیث جرهد احوطٌ حتیٰ نخرج من اختلافهم وقال ابو موسیٰ غبط

اور حضرت جرہدؓ کی حدیث میں احتیاط زیادہ ہے اس طرح ہم (امت کے) اختلاف سے بچ جاتے ہیں حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا

النَّبِيُّ ﷺ رَكْبَتِهِ حِينَ دَخَلَ عِثْمَانَ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولَهُ ﷺ

کہ حضرت عثمانؓ آئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے گھنٹھک لئے اور حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ایک مرتبہ نازل فرمائی

وَفَخَذَهُ عَلِيٌّ فَخَذِي فَثَقَلْتُ عَلَيَّ حَتَّى خَفْتُ اِنْ تَرَضْتُ فَخَذِي

اس وقت آپ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی آپ ﷺ کی ران اتنی بھاری ہوئی تھی کہ مجھ اپنی ران کی ہڈی کے ٹوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال :..... جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ امام بخاریؒ کے نزدیک فخذ (ران) عورت (ستر) نہیں تو پھر یہ باب قائم کیوں فرمایا؟

جواب :..... امام بخاریؒ باب باندھ کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احتیاطاً ران ڈھانپ لینی چاہیے۔

سوال :..... باب میں مذکور مجہول کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا؟

جواب :..... چونکہ امام بخاریؒ ران کے عورت ہونے کی رائے نہیں رکھتے اس لئے مایذ کر بصیغہ مجہول ذکر فرمایا۔

قال ابو عبد الله الخ :..... امام بخاریؒ نے اپنا ذکر اپنی کنیت سے فرمایا اور یہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

ویروی عن ابن عباس الخ :..... امام بخاریؒ نے اس کو مجہول کے صیغے سے تین راویوں سے تعلقاً ذکر

فرمایا ہے ۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ حضرت جرہدؓ۔ حضرت محمد ابن جحشؓ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ والی تعلیق کو امام ترمذیؒ نے موصولاً تخریج فرمایا ہے ترمذی شریف میں ہے عن  
واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی نا یحییٰ ابن آدم نا اسرائیل عن ابی یحییٰ عن مجاہد عن ابن  
عباسؓ ان النبی ﷺ قال الفخذ عورة ۱۔

اور حضرت جرہدؓ کی حدیث کو امام مالکؒ نے مؤطا امام مالکؒ میں تخریج فرمایا ہے مؤطا میں ہے عن ابن  
النضر عن زرعة ابن عبد الرحمن بن جرهد عن ابیه عن جدہ قال وکان جدی من اهل الصفة قال  
جلس رسول اللہ ﷺ عندی وفخذی مکشوفة فقال خمر علیک اما علمت ان الفخذ عورة ۲۔  
اور حدیث محمد بن جحش کو طبرانی نے اس سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے عن یحییٰ بن ایوب عن سعید بن  
ابی مریم عن محمد بن جعفر عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابی کثیر مولیٰ محمد بن جحشؓ  
عنه قال کنت اصلى مع النبی ﷺ فمر علی معمر وهو جالس عندداره با السوق وفخذه  
مکشوفتان فقال یا معمر غطّ فخذیک فان الفخذین عورة ۳۔

وقال انس حسر النبی ﷺ عن فخذہ : ..... یہ بھی تعلیق ہے جسے امام بخاریؒ نے اسی باب میں  
موصولاً بیان فرمایا ہے۔

سوال : ..... یہاں سے امام بخاریؒ کیا بتانا چاہتے ہیں؟

جواب : ..... یہاں سے امام بخاریؒ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ پر اعتراض ہوتا ہے کہ جب حدیث پاک کے اندر آ گیا کہ ران عورة  
(شرمگاہ) ہے تو آپ اس کو عورة (ستر) کیوں نہیں مانتے تو یہاں سے امام بخاریؒ اس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

جواب : ..... کا حاصل یہ ہے امام بخاریؒ نے اس دلیل کو توڑنے کے لئے چار دلیلیں پیش کی ہیں۔

دلیل اول : ..... قال انس حسر النبی ﷺ عن فخذہ حضرت انس نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی

ران کھول لی تو اس سے معلوم ہوا کہ فخذ عورت (شرمگاہ) نہیں اگر ران شرمگاہ میں شامل ہوتی تو آپ ﷺ اپنی ران ظاہر نہ فرماتے امام بخاریؒ کی اس دلیل کے آٹھ جواب دیئے گئے ہیں۔

جواب اول : ..... مسلم شریف میں یہ ہے انحسرا بسا اوقات کپڑا سینٹے اور اوپر چڑھتے ہوئے اور اٹھتے بیٹھتے ایسے ہو جاتا ہے ۲

جواب ثانی : ..... یا اسی کو مان لیں جس کو امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی ران سے ازار کھل گیا یعنی حسو سے مراد انحسرو ہے کہ وہ ران خود بخود کھل گئی نہ کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خود کھول دیا اس فعل حسر لازمی ہے اور قاموس میں مذکور ہے کہ حسر لازمی بھی آتا ہے ۳

جواب ثالث : ..... حسر کو مجھول کا صیغہ مان لو۔

جواب رابع : ..... حدیث انسؓ واقعہ جزئیہ اور حکایت حال ہے جو کہ قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے اور حضرت جبر حدکی حدیث ضابطہ ہے لہذا راجح ہے تو ضابطہ یعنی قاعدہ کلیہ کا اعتبار کیا جائے گا واقعہ جزئیہ سے استدلال کرنا مناسب نہیں۔

جواب خامس : ..... حدیث انسؓ میں ہے اور دیگر روایات مجزوم ہیں جبکہ ترجیح منیع اور مجزوم میں سے مجزوم کو دی جاتی ہے ۵

جواب سادس : ..... عمدۃ القاری میں علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ حدیث انسؓ نبی کریم ﷺ کے عدم اختیار پر محمول ہے لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے آپ ﷺ کی ران مبارک ظاہر ہوئی ۶

جواب سابع : ..... ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک ران کے عورت ہونے کے متعلق اللہ پاک کی طرف سے کوئی حکم نہ آیا ہو اس واقعہ کے بعد اس کے عورت ہونے کا حکم بتایا گیا ہو ۷

جواب ثامن : ..... فخذ مجازاً کہا ہے اصل میں پنڈلی کھلی تھی قرینہ بخاری ص ۸۶ ج ۱ باب ما یحقن بالاذان

۱ (تقریر بخاری ص ۱۲۸ ج ۲) ۲ (مسلم شریف ص ۱۱۱ ج ۲) ۳ (تقریر بخاری ص ۱۲۸ ج ۲) ۴ (بیاض صدیقی ص ۲ ج ۲) ۵ (بیاض صدیقی ص ۲ ج ۲) ۶ (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۲) ۷ (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۲)

۱ (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۲) ۲ (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۲)

من الدماء میں موجود حدیث کے یہ الفاظ ہیں وان قدمی لتمس قدم النبی ﷺ

دلیل ثانی : ..... وقال ابو موسیٰ غطفیؓ عني النبي ﷺ حين دخل عثمانؓ في اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کنوئیں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو انہوں نے داخل ہونے کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی تو ان کو بھی اجازت مل گئی مگر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ ﷺ نے اپنی ران ڈھانک لی تو امام بخاریؒ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ اگر کبہ عورت ہوتا تو اس کو نبی کریم ﷺ پہلے ہی ڈھانکتے۔

جواب : ..... امام بخاریؒ کی دلیل ثانی کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ غمیؓ کی تشریف آوری پر رکعتین کو ڈھانکنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا بلکہ قمیص گھٹنوں سے ہٹی ہوئی تھی نیچے والا کپڑا تھا تو حضرت عثمانؓ غمیؓ کے دخول پر قمیص بھی اوپر ڈال لی۔

دلیل ثالث : ..... وفخذہ علیٰ فخذی : ..... آپ ﷺ کی ران مبارک میری ران سے مس کر رہی تھی۔ لہذا معلوم ہوا کہ ران عورت نہیں ہے لہذا اس کا ستر (پردہ) ضروری نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل ثالث کا جواب : ..... یہ ہے کہ اس حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ ران کا ران سے مس کرنا بلا حائل تھا اور عام طور پر ران پر کپڑا ہوتا ہے۔

دلیل رابع : ..... وان رکبتی لتمس نبی اللہ ﷺ اور بے شک میرا گھٹنا نبی کریم ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ گھٹنا عورت میں داخل نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل رابع کا جواب : ..... اس میں تصریح نہیں ہے کہ یہ مس بلا حائل تھا۔

اعتراض : ..... حضرت امام طحاویؒ نے ایک روایت بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک

دن تشریف فرما تھے آپ ﷺ کی رانوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا حضرت ابو بکرؓ آئے اجازت چاہی آپ ﷺ نے انہیں

آنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ اسی بیت پر بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے آپ ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے۔ پھر نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرامؓ آئے تو نبی کریم ﷺ اپنی بیت پر برقرار رہے پھر حضرت عثمان غنیؓ نے آنے کی اجازت چاہی آپ نے انہیں اجازت دے دی اور اپنی ران مبارک پر کپڑے کو درست فرمایا اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ران عورت میں داخل نہیں؟

جواب : ..... امام طحاویؒ نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث اس طریقے پر غریب ہے۔ اس لئے کہ اہل بیت کی ایک جماعت نے روایت کیا لیکن اس میں کشف الفخذین کا ذکر نہیں اور ابو عمر فرماتے ہیں کہ روایت حفصہؓ میں اضطراب ہے امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ قصہ حضرت عثمان غنیؓ میں کشف الفخذین مشکوک ہے۔

## ﴿مسئلہ مس عورة﴾

پردے والی جگہ کو دیکھنا تو جائز نہیں کیا اس جگہ کا مس (چھونا) جائز ہے؟ اس بارے میں تفصیل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورة غلیظہ کے بارے میں تو اجماع ہے کہ نہ بالخال مس کر سکتا ہے اور نہ بدون الخائل اور عورة خفیہہ کا مس بالخال جائز ہے اور وہ بھی ضرورت کے تحت بلا ضرورت جائز نہیں تو دو شرطیں ہو گئیں۔ ۱۔ مس بالخال ہو ۲۔ مس بالضرورة ہو۔ اور اس مس سے مراد خود مس کرنا نہیں بلکہ دوسرے کا مس کرنا مراد ہے۔

## ﴿مسئلہ تکبیس﴾

کیا ضرورت کے وقت مثلاً مرض وغیرہ کی صورت میں بالخال کپڑے کے اوپر سے دبانا جائز ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں اس طرح دبانا جائز ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بالخال بھی دبانا جائز نہیں یہ ہے علمی درجہ۔ رہا عملی درجہ تو اس بارے میں ہماری خصوصی وصایا ہیں۔ ضرورت مند مستثنیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی جائز سمجھ کر دبوانے لگ جائے اور جائز قرار دے تو اس میں بہت سارے نقصانات ہیں۔

نقصانِ اوّل زیادتی، احتیاج: ..... اس سے بلاوجہ ایک حاجت خواہ خواہ بڑھا لیتے ہیں کہ جب تک کوئی دبانے والا نہیں آئیگا نیند نہیں آئے گی تو احتیاجی بڑھ گئی تو کیا یہ نقصان نہیں ہے؟

واقعہ: ..... استاد مکرم مدظلہم نے اپنے ایک ہم درس کا واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ میرا ایک ساتھی جوانی میں مہتمم بن گیا مجھے ملنے خیر المدارس آیا تو ایک نوجوان اس کے ساتھ تھا ہم نے اکرام کیا چار پائی وغیرہ دی وہ اس پر لیٹ کر اپنے ساتھی نوجوان کو بلانے لگا اور یہ کہہ رہا تھا، ”آئیں ناں مروڑے دیویں نا“ یعنی آذرا مجھے دبا دے۔

نقصانِ ثانی تضييع اوقات: ..... دبانے سے ایک کو تو آرام پہنچ رہا ہے اور دوسرے کا وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔

نقصانِ ثالث: ..... سمجھائی جب ہوتی ہے تو دبانے والے نہ دبانے والوں کی نسبت مقرب ہو جاتے ہیں اس طرح طالب علموں میں تحاسد قائم ہو جاتا ہے اس سے دو پارٹیاں بن جاتی ہے اور نقصان من ہوتا ہے۔

نقصانِ رابع: ..... نقصانِ تعلیم اور نقصانِ تادیب جو استادرات کے گیارہ بجے تک دبو اتا رہتا ہے صبح اس دبانے والے شاگرد کو تادیب نہیں کر سکتا کہ تو نے مطالعہ کیوں نہیں کیا؟ اس سے نقصانِ تعلیم بھی ہوا اور نقصانِ تادیب بھی۔

نقصانِ خامس: ..... بسا اوقات تنہائی سے فائدہ اٹھا کر چغلی اور غیبت شروع ہو جاتی ہے دبو اتنے والا اسے روکے گا نہیں اس سے دبانے والے کا ذہن بن جائے گا کہ یہ قبیح نہیں ہے یہ عمل اس طالب علم کے مزاج کو خراب کر دے گا تو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔

نقصانِ سادس: ..... استاد دبانے والے کو ترجیح دے گا کیونکہ دبانے والے اور نہ دبانے والے مختلف ہوتے ہیں ذہن میں فرق رکھے گا۔

نقصانِ سابع: ..... بعض دفعہ جوان نہیں ملے گا بچوں سے دبو اتے گا تو موضعِ تہمت ہوگا اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اتقوا مواضع التہمة شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ ”چوں خواہی کہ قدرت بماند بلند: دل اے خواجہ سادہ روحاں مبد بند“

جبکہ مطلع صاف تھا جواب خط بھی صاف تھا..... اب کے خط آنے لگے شاید کہ خط آنے لگے  
 آپ ﷺ رات کو کھڑے حضرت صفیہؓ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے دو آدمی پاس سے گذرے تو آپ ﷺ  
 نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ یہ میری بیوی صفیہؓ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ (ﷺ) کے بارے میں کیا  
 ہم غلط گمان کر سکتے ہیں العیاذ باللہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم  
 بایں ہمہ صالحین کی مجالس اس سے خارج ہیں ان کو دبانے سے وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ کندن (سونا) بنتا ہے نصائح  
 ہوتی ہیں یہ ممانعت عام لوگوں کے دبانے کے متعلق ہے اپنی طبیعت بناؤ کہ ہر کام خود کرو، کان رسول اللہ ﷺ  
 فی منحنہ نفسہ، اپنا کام خود نہ کرنا ہر کام کے لئے ایک آدمی ہونا یہ حاکمانہ انداز ہے اور یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے  
 خلاف ہے اور پھر اگر عجب آ گیا کہ میرے بھی پاؤں دبانے والے ہیں تو سارا بیڑا ہی تباہ ہو گیا۔  
 حضرت گنگوہیؒ پاؤں دبوڑے تھے کہ کسی مجذوب نے آ کر کہا کہ آپ خوش ہو رہے ہو گئے کہ دبانے  
 والے موجود ہیں فرمایا کہ نہیں ضرورت ہے تو اس مجذوب نے فرمایا پھر آپ کے لئے جائز ہے۔

نقصان ثامن : ..... آٹھویں خرابی کو میں نہیں ذکر کرتا دبانے سے وہ بھی تو کبھی پیش آ جاتی ہے (غالباً برے کام  
 کی طرف اشارہ ہے)

وحدیث انسؓ اسناد و حدیث جرہدٌ احوط الخ: ..... جب ران کے عورت (شرمگاہ)  
 ہونے نہ ہونے کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ایک قوم (محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب اور اسماعیل بن علیہ اور محمد  
 بن جریر طبریؒ اور داؤد الظاہریؒ اور امام احمدؒ کی ایک روایت) نے کہا کہ فخذ (ران) عورت (شرمگاہ) نہیں ہے اور  
 انہوں نے حدیث انسؓ سے استدلال کیا جو اوپر گذری ہے۔

اور دوسرے حضرات نے فرمایا کہ ران عورت ہے اور انہوں نے حضرت جرہدؒ والی حدیث سے استدلال کیا  
 ہے گویا کہنے والے نے کہا کہ جب ایک حکم کے بارے میں دو حدیثیں آئیں ان میں ایک اصح ہے اور عمل اصح حدیث  
 پر کیا جاتا ہے اور یہاں حدیث انسؓ اصح ہے حدیث جرہدؓ سے تو پھر کیسے اختلاف ہوا؟ تو امام بخاریؒ نے جواب دیا کہ  
 حدیث انسؓ حدیث جرہدؓ سے اسناد ہے اقویٰ ہے اور سند کے لحاظ سے حدیث جرہدؓ سے اچھی ہے مگر حدیث جرہدؓ پر

عمل کرنا احتیاط کے عین مطابق ہے اور اختلاف سے بچنے کے زیادہ قریب ہے اور اختلاف سے بچنے اور نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ احوط پر عمل کرتے ہوئے ران کا ستر کریں یعنی ران چھپا کر رکھیں۔

ران کے عورت (شرمگاہ) ہونے کے متعلق اختلاف :.....

مذہب (۱):..... محمد بن جریر طبری اور داؤد ظاہری اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ ران عورت نہیں (ان الفخذلیس بعورة)

مذہب (۲):..... جمہور علماء تابعینؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے اصح قول کے مطابق اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی اصح روایت کے مطابق امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر بن ہذیلؒ فرماتے ہیں کہ ران عورت (شرمگاہ) ہے حتیٰ کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ کشف العورة یعنی کشف الفخذ کی نماز فاسد ہے۔

مذہب (۳):..... امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ران حمام میں تو شرمگاہ نہیں مگر حمام کے علاوہ یہ عورت ہے۔

وقال ابو موسیٰ غنیؒ غطی النبی ﷺ رکتہ حین دخل عثمانؓ :.....

اس کو ترجمہ الباب سے اس طرح مناسبت ہے کہ جب گھٹنے عورت ہیں تو ران تو بطریقہ اولیٰ عورت (شرمگاہ) ہوگی اس لئے وہ اس فرج کے زیادہ قریب ہے جو بالا جماع عورت (شرمگاہ) ہے۔ یہ عبارت اس روایت کا ایک حصہ ہے جسے امام بخاریؒ نے عاصم احوال عن ابی عثمان عن النہدی کی روایت سے تفصیلاً بیان فرمایا ہے اور وہاں حدیث اس طرح ہے ان النبی ﷺ کان قاعدا فی مکان فیہ ماء قد انکشف عن رکتہ او رکتہ فلما دخل عثمانؓ غطاھا۔

ابو موسیٰ :..... ابو موسیٰ سے مراد حضرت ابو موسیٰ اشعریؒ ہیں اور آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

قال زید بن ثابت انزل اللہ علی رسولہ ﷺ وفخذہ علی فخذی الخ :.....

یہ تعلق ہے اور حدیث کا ایک حصہ ہے اور امام بخاریؒ نے سورۃ النساء کی تفسیر میں لا یستوی القاعدون من المؤمنین کی تشریح اور تفسیر کرتے وقت اس تعلق کو موصولاً بیان فرمایا ہے جو اس طرح ہے حدثنا اسمعیل بن

عبدالله حدیثی ابراہیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شہاب حدیثی سهل بن سعد الساعدی الحدیث وفيه فانزل الله على رسوله وفخذه على فخذى الخ اور امام بخاری نے اسے کتاب الجہاد میں بھی بیان فرمایا ہے اور امام ترمذی نے ترمذی شریف کتاب التفسیر میں عبد بن حمید کے حوالے سے اور امام نسائی نے کتاب الجہاد میں محمد بن یحییٰ اور محمد بن عبد اللہ کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۳۶۲) حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال اسمعيل بن علية قال اخبرنا عبدالعزیز بن صهیب
ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمعیل بن علیہ نے بیان کیا کہا ہمیں عبدالعزیز بن صہیب نے خبر پہنچائی
عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ غزا خيبر فصلينا عندها صلوة الغداة بغلس
انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے ہم نے وہاں فجر کی نماز ادا ہرے میں پڑھی
فركب النبي ﷺ وركب ابو طلحة وانا رديف ابي طلحة فاجرى نبي الله ﷺ في زقاق خيبر
پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابو طلحہ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنی مولیٰ کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کر دیا
وان ركبتى لتمس فخذ نبي الله ﷺ ثم حسر الازار عن فخذہ
میرا گھٹنا نبی کریم ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا
حتى انى انظر الى بياض فخذ نبي الله ﷺ فلما دخل القرية قال
گویا میں نبی کریم ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں جب آپ ﷺ خیبر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا
الله اكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين
کہ خدا سب سے بڑا ہے خیبر پر بربادی آگئی جب ہم کسی قوم کے مکانوں کے سامنے جنگ کے لئے اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح خوفناک ہو جاتی ہے
قالها ثلاثا قال وخرج القوم الى اعمالهم فقالوا محمد
آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ خیبر کے لوگ اپنے کاموں کے لئے باہر آئے تو وہ چلا اٹھے محمد ﷺ

قال عبدالعزیزؒ وقال بعض اصحابنا والخمیس یعنی الجيش

عبدالعزیز نے کہا اور (حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے) ہماری بعض اصحاب نے کہا وہ الخمیس یعنی لشکر (یعنی وہ چلا اٹھے کہ محمد ﷺ) لشکر لے کر پہنچ گئے)

قال فاصبنا عنة فجمع السبي فجاء دحية فقال يا نبي الله اعطني جارية من السبي

پس ہم نے خیر لڑ کر فتح کر لیا۔ اور قیدی جمع کئے گئے۔ پھر دحیہ کلبی آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے

فقال اذهب فخذ جارية فاخذ صفية بنت حبي فجاء رجل الى النبي ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ کوئی باندی۔ لہذا انھوں نے حضرت صفیہ بنت حبی کو لیا پھر ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

فقال يا نبي الله اعطيت دحية صفية بنت حبي سيدة قريظة والنضير لا تصلح الا لك

اور عرض کی یا رسول اللہ حضرت صفیہؓ جو قریظہ اور نضیر کے سردار حبی کی بیٹی ہیں انہیں آپ ﷺ نے دیکھا وہ عیالہ صرف آپ ﷺ ہی کے لئے مناسب تھیں

قال ادعوه بها فجاء بها فلما نظر اليها النبي ﷺ قال خذ جارية من السبي غيرها

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دحیہ کو حضرت صفیہؓ کے ساتھ بلاؤ۔ وہ لائے گئے جب نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو

قال فاعتقها النبي ﷺ وتزوجها فقال له ثابت

رہوی نے کہا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ ثابت بنائی نے حضرت انسؓ سے پوچھا

يا ابا حمزة ما اصدقها قال نفسها اعتقها وتزوجها

کہ اے ابو حمزہ ان کا مہر آنحضرت ﷺ نے کیا رکھا تھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ خود انہی کی آزادی ان کا مہر تھی اور اسی پر آپ ﷺ نے نکاح کیا

حتى اذا كان بالطريق جهزتها له ام سليم فاهدتها له من الليل

پھر راستے ہی میں ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ نے انہیں دلہن بنایا اور نبی کریم ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔

فاصبح النبي ﷺ عروسا فقال من كان عنده شئ فليجئ به

اب نبی کریم ﷺ دو لہا تھے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس بھی کچھ کھانے کی چیز ہو تو یہاں لائے۔

وبسط نطعا فجعل الرجل يجنى بالتمر وجعل الرجل يجنى بالسمن

آپ ﷺ نے ایک چڑے کا دستر خوان بچھایا بعض صحابہؓ کھجور لائے بعض گھی

قال واحسبه قد ذكر السوق قال فحاسوا حيساً فكانت وليمة رسول الله ﷺ

عبدالعزیزؒ نے کہا کہ میرا خیال ہے حضرت انسؓ نے ستوکا بھی ذکر کیا۔ پھر لوگوں نے ان کا حلوا بنا لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

جس حدیث کو امام بخاریؒ نے چند سطور پہلے تعلقاً بیان فرمایا تھا اب اسے موصولاً بیان فرما رہے ہیں پہلے فرمایا  
وقال انسٌ حسر النبي ﷺ عن فخذہ اس حدیث میں مکمل تفصیل ہے اور حدیث کو موصولاً بیان فرما رہے ہیں۔

سوال: ..... اس حدیث کو جب مستقل بیان کرنا تھا تو تعلقاً اس سے پہلے کیوں لائے؟

جواب: ..... ہو سکتا ہے کہ تعلقاً لانے سے حضرت انسؓ کے مذہب کی طرف اشارہ ہو کہ ان کے ہاں ران عورۃ  
نہیں اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن جحشؓ کا مذہب بیان فرمایا کہ ان کے ہاں ران شرمگاہ ہے۔

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں اور چوتھے انس بن مالکؓ ہیں ۲ انس بن مالکؓ جب نبی کریم ﷺ کے  
پاس مدینہ منورہ آئے تو ان کی عمر دس سال تھی اور دس سال پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر آپ ﷺ کی خدمت  
کی۔ آنحضرت ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اس وقت آپؐ کی عمر ۲۰ سال تھی آپؐ کی کل مرویات  
۱۲۸۶ ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ سے بصرہ منتقل ہوئے تو اس وقت آپؐ کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز  
تھی اور آپؐ کی اولاد کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ ہے خلق کثیر نے ان سے روایت کی ہے ۳

تخریج: ..... امام بخاریؒ نے اسے اور مقام پر بھی تخریج فرمایا ہے اور امام مسلمؒ نے کتاب النکاح میں اور مغازی  
میں اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الخراج اور امام نسائیؒ نے کتاب النکاح ولیمہ اور کتاب التفسیر میں تخریج فرمایا ہے۔

۱ (انظر ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۲۷،

۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۱۹۷، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۲۸۷، ۵۳۲۵، ۵۵۲۸،

غزوہ خیبر: ..... غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے۔ خیبر یہودیوں کی لغت میں قلعہ کو کہتے ہیں۔ یا اس سے مراد وہ قلعہ ہے جس میں بنی اسرائیل کا ایک مرد رہا جس کا نام خیبر تھا اسی نسبت سے اس قلعے کو خیبر کہا جانے لگا اور آج کل مدینہ منورہ سے شمال مشرق میں چھ مراحل پر ایک شہر کا نام ہے وہاں کھجوریں کثرت سے پائی جاتی ہیں شروع اسلام میں یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کا گھر (گڑھ) تھا غزوہ خیبر جمادی الاولیٰ ۷ ہجری کو پیش آیا۔

غسل: ..... غنیم اور لام کے فتح کے ساتھ رات کے آخری حصے کی تاریکی کو کہتے ہیں۔

فر کب نبی اللہ ﷺ ای ر کب مر کو بہ: .....

ور کب ابو طلحہ: ..... ابو طلحہ کا نام زید بن سہل انصاریؓ ہے تمام جنگوں میں شریک رہے اور نقباء میں سے ایک ہیں آپؐ کی کل مرویات ۹۲ ہیں امام بخاریؒ نے ان کے حوالے سے صرف تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

فی زقاق خیبر: ..... زاء کے ضم کے ساتھ ہے گلی کو کہتے ہیں مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کی جمع ازققتہ اور زقاق ہے۔

الخمیس: ..... خمیس لشکر کو کہا جاتا ہے۔ اور لشکر کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے ہیں اور یہ لفظ خمس (یعنی پانچ) پر دال ہے اور وہ پانچ حصے یہ ہیں۔

۱: ..... مقدمہ جو سب سے آگے ہوتے ہیں اور انتظام کرتا ہے۔

۲: ..... ساقہ جو پیچھے سے لشکر کی حفاظت کرتا ہے۔

۳: ..... میمنہ دائیں طرف والا لشکر۔

۴: ..... میسرہ بائیں طرف والا لشکر۔

۵: ..... قلب درمیان والا جہاں بادشاہ ہوتا ہے۔

فاصناہا عنوة: ..... پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا۔

یا نبی اللہ اعطنی جاریۃ من السببی: ..... حضرت دحیہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے۔

سوال: ..... حضرت دحیہ کلبیؓ نے تقسیم سے پہلے لونڈی کا سوال کیسے کر دیا؟

جواب ۱: ..... یہ سوال یا تو تنفیل کے طور پر ہے۔

جواب ۲: ..... یا رسول اللہ ﷺ کے خمس میں سے سوال کیا کہ آپ اپنے خمس میں سے کوئی لونڈی عطا کیجئے۔

جواب ۳: ..... یا علی الحساب کہ لونڈی مانگی کہ ابھی عنایت فرما دیجئے حساب بعد میں ہو جائیگا۔

سوال: ..... جب دحیہ کلبیؓ کو حضور ﷺ نے لونڈی لینے کی اجازت عنایت فرمادی تھی اور آپؐ اجازت سے مالک بن گئے تھے تو واپس کیوں؟ سبب استرجاع کیا ہے؟

جواب: ..... اس کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک بات فائدے کے طور پر سمجھ لیں۔

فائدہ: ..... سبب استرجاع جاننے سے پہلے ایک بات یقینی طور پر جان لی جائے کہ یہ استرجاع بدون الرضاء نہیں تھا چنانچہ مسلم شریف میں روایت ہے ان النبی ﷺ اشترى صفيّة منه بسبعة اروس! اس سے معلوم ہوا کہ سات باندیاں دے کر خریدی۔ نہیں بلکہ یوں کہیں کہ سات باندیاں بدلے میں دیں۔ دحیہؓ تو جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو کیا وہ لونڈی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے یقیناً تیار ہونگے تو راوی کا اشتراک کہنا مجاز ہے۔

اول سبب استرجاع: ..... حضرت دحیہ کلبیؓ کو لونڈی لینے کی اجازت تھی لیکن ان کا ماذون یہ نہیں تھا کہ جو سب سے افضل ہو وہ چن لیں تو گویا ان کو اس باندی کی اجازت ہی نہ تھی کیونکہ اجازت مرتبے کے مطابق ہوتی ہے عقد بہہ ابھی تک تام نہیں ہوا تھا۔

ثانی سبب استرجاع: ..... جب کسی آدمی نے آ کر کہا کہ سردار کی بیٹی دحیہ کلبیؓ کو دے دی وہ تو آپ کے لائق تھی تو آپ ﷺ نے اسے محسوس کیا کہ اگر اس کے پاس رہنے دی گئی تو آپس میں تخاسد قائم ہو جائیگا تو ایسے

وساوس سے بچانے کے لئے آپ ﷺ نے ایسا کیا۔

ثالث سبب استرجاع : ..... آپ ﷺ اشرف کے ساتھ اچھا معاملہ فرماتے تھے تو اشرف کی بیٹیاں حسن معاملہ کی غرض سے اپنے عقد میں لیتے تھے۔ اس لئے دحیہ کلبیؓ سے مذکورہ باندی کو حضرت ﷺ نے واپس لیا۔

رابع سبب استرجاع : ..... ان کی قوم کو مانوس کرنے کے لئے اس سے نکاح کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جتنے نکاح فرمائے ان میں دینی مصلحتیں تھیں وہ کسی شہوت اور تعیش کی بناء پر (العیاذ باللہ) نہیں تھے اس لئے کہ جب شباب کا زمانہ تھا تو ایک چالیس سالہ عورت سے نکاح کیا اور تریپن سال کی عمر تک دوسری شادی نہ کی گو حضرت عائشہؓ کی شادی قبل الہجرت ہو گئی تھی۔ مگر زفاف بعد الہجرت ہوا۔

خامس سبب استرجاع : ..... سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ پاک جس کو چاہتے ہیں اس کو نئی بنا دیتے ہیں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ نبی کا نکاح اللہ تبارک و تعالیٰ کی اجازت سے ہوتا ہے تو اس باندی نے خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹا اور اس کی گود میں آپڑا خاند جو بادشاہ تھا وہ تعبیر جانتا تھا اس نے تپھر مارا کہ تو بھی اس نبی علیہ السلام کی گود میں جانا چاہتی ہے تو یہ مختلف وجہیں بزرگوں نے بیان فرمائی ہیں کسی نے بھی یہ وجہ بیان نہیں کی کہ چونکہ صفیہ بنت حیٰؓ خوبصورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے لے لی اگر کوئی ایسی وجہ بیان کرے تو سمجھ لیں کہ اس کے دل میں مرض ہے۔

سادس سبب استرجاع : ..... آپ ﷺ مومنین کے والد ہیں اور والدین بچے سے بہہ واپس لے سکتے ہیں۔

دحیہ : ..... دال کی فتح اور کسرہ دونوں سے ہے پورا نام اس طرح ہے دحیہ بن خلیفہ بن فروہ الکھمی وہ لوگوں میں بڑے حسین تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس ان ہی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

صفیہ بنت حیٰ : ..... آپ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور آپکی والدہ کا نام بڑہ بنت سمؤل ہے حضرت علیؓ یا حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے کنانہ بن ابی الحقیق (بضم الحاء وفتح القاف الاول) کے عقد میں تھیں۔

یا ابا حمزہ: ..... یہ حضرت انسؓ کی کنیت ہے۔

أم سلیم: ..... بضم السین المهملة۔ حضرت انسؓ کی اماں ہیں۔

فأهدتها له من الليل: ..... پس نبی کریم ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔

فحاسوا حیساً: ..... پھر لوگوں نے ان کا حلوہ بنا لیا۔

نطعاً: ..... اس کو چار طرح پڑھا جاتا ہے۔ ۱. نطع بفتح النون وسكون الطاء ۲. نطع بفتححتین

۳. نطع بكسر النون وفتح الطاء ۴. نطع بكسر النون وسكون الطاء اور اس کی جمع انطاع اور

نطوع آتی ہے اس کا معنی دسترخوان ہے!

سوال: ..... اس حدیث سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صفیہؓ کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا گیا! کیا

آزادی مہر بن سکتی ہے؟ یا الگ مہر دینا پڑے گا؟

جواب: ..... امام احمد بن حنبلؒ اور ابن المسیبؒ قائل ہیں کہ آزادی مہر بن سکتی ہے جب کہ جمہور میں سے کوئی

بھی اس کا قائل نہیں ہے اور جمہور علماء و آئمہ اس حدیث کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت پر محمول کرتے ہیں۔

(۲۵۴)

﴿باب فی کم تصلی المرأة من الثیاب﴾

عورت کو نماز پڑھنے کے لئے کتنے کپڑے ضروری ہیں

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عورت کے لئے کپڑوں میں کوئی عدد

شرط نہیں ہے بلکہ سارا جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہیے اصل مقصود ستر ہے نہ کہ تعداد ثياب اسی پر فرمایا وقال عکرمة لو وارت جسدها فی ثوب جاز. فقہاء نے لکھا ہے کہ چار کپڑے مستحب ہیں۔

۱:..... شلوار ۲:..... قمیص ۳:..... اوڑھنی ۴:..... چادر۔

اس سلسلے میں جمہور "ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ جس قدر کپڑا اس کے ستر کے لئے کافی ہو اس کو استعمال کرے اور امام مالک "امام ابوحنیفہ" اور امام شافعی "کی رائے ہے کہ دو کپڑے لے یعنی (۱) درع (۲) خمار۔ اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ تین کپڑے (۱) درع (۲) ازار (۳) خمار لے اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ چار کپڑے لے (۱) درع (۲) ازار (۳) خمار (۴) ملحفہ۔ عورت کا تمام بدن ستر ہے الا الوجهین والکفین و اختلف فی القدمین۔

قدم المرأة کے عورت ہونے میں اختلاف:..... اس بارے میں مختلف مذاہب ہیں

۱:..... امام مالک "کے نزدیک عورت کے قدم عورت ہیں اگر عورت نے ننگے پاؤں نماز پڑھی تو امام مالک "کے نزدیک وقت کے اندر اندر اعادہ ضروری ہے اور یہی حکم ننگے بال نماز پڑھنے کا ہے۔

۲:..... امام شافعی "کے نزدیک ننگے پاؤں نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے وقت میں بھی اور وقت کے بعد بھی۔

۳:..... امام ابوحنیفہ "کے نزدیک اور حضرت سفیان ثوری "کے نزدیک عورت کے قدم عورت نہیں ہیں اگر اس نے ننگے پاؤں نماز پڑھی تو نماز ہو جائیگی۔

وقال عکرمة لو وارت جسدها فی ثوب جاز

حضرت عکرمة نے فرمایا کہ اگر عورت کا جسم ایک کپڑے سے چھپ جائے تو اسی سے نماز ہو جاتی ہے

وقال عکرمة:..... حضرت عکرمة سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس "کے غلام ہیں فقہاء مکہ میں سے ایک ہیں۔ حضرت امام بخاری "کی اس تعلیق کو علامہ عبدالرزاق "نے اپنے مصنف میں وصل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں لو اخذت المرأة ثوبا فتقنعت به حتی لا يرى من جسدها شئى اجزاعنها۔

وارت: ..... باب مفاعلہ سے واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی سترت و غطت۔

(۳۶۳) حدثنا ابو الیمان قال انا شعيب عن الزهري قال اخبرني عروة ان عائشة قالت

ہم سے ابویمان نے بیان کیا مجھے شعیب نے زہری سے خبر پہنچائی کہا کہ مجھے خبر دی عروہ نے حضرت عائشہؓ نے فرمایا

لقد كان رسول الله ﷺ يصلي الفجر فشهد معه نساء من المؤمنات

کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں بہت سی مسلمان عورتیں اپنے اپنے اوپر

متلفعات فی مروطنہن ثم یرجعن الی بیوتہن ما یعرفہن احد (انظر ۵۸۷، ۵۶۷، ۸۷۲)

چادر اوڑھے ہوئے شریک ہوتی تھیں اور اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی تھیں اس وقت انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

وجہ مطابقت الحدیث للترجمة فی قوله متلفعات فی مروطنہن۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راوی یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔

مروط: ..... یہ مرط کی جمع ہے بمعنی بڑی چادر۔

ما یعرفہن احد: ..... انہیں کوئی پہچان نہیں پاتا تھا۔ عدم معرفت سے معرفت اشخاص ہے۔ بعض حضرات نے

کہا کہ معرفت اجناس مراد ہے اور بعض روایتوں میں من الغلس ہے اور یہاں اس حدیث میں نہیں ہے تو کیسے کہہ سکتے

ہیں کہ عدم معرفت من الغلس مراد ہے۔

(۲۵۵)

﴿باب اذا صلی فی ثوب له اعلام ونظر الی علمها﴾  
 اگر کوئی شخص منقش کپڑا پہن کر نماز پڑھے اور اس کے نقش و نگار کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض: ..... غرض باب میں دو تقریریں کی جاتی ہیں۔

تقریر اول: ..... پھول دار اور سجاوٹ والے کپڑے میں نماز جائز ہے اگر پھول دار کپڑا نمازی کو اپنی طرف مشغول کر لے تو مکروہ ہے اس لئے صاف اور سادہ لباس میں نماز افضل ہے لیکن پھول دار کپڑا اور توجہ کی مشغولیت مفد صلوٰۃ نہیں۔

دلیل: ..... الحدیث المذکور یعنی حدیث عائشہؓ ہے کہ آپؐ نے خمیصہ (خاص قسم کی چادر) میں نماز پڑھی اور پھر لوٹائی نہیں لیکن خمیصہ ابوہم کو واپس کر دی۔ تو معلوم ہوا کہ نقش و نگار والے کپڑے میں نماز مکروہ تو ہے فاسد نہیں۔

(۳۶۴) حدثنا احمد بن یونس قال انا ابراهیم بن سعد قال حدثنا ابن شہاب عن عروۃ عن

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہمیں ابراہیم بن سعد نے خبر پہنچائی کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا عروہ کے واسطے سے وہ

عائشہؓ ان النبی ﷺ صلی فی خمیصۃ لها اعلام فنظر الی اعلامها نظراً

حضرت عائشہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی اس چادر میں نقش و نگار تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا پھر

فلما انصرف قال اذهبوا بخميصتي هذه الي ابي جهم و اتوني بانجانية ابي جهم

جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور ان کی انجانیہ چادر لیتے آؤ

فانها الهنتي انفا عن صلوتي وقال هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة

کیونکہ مجھے (ڈر ہے) کہ کہیں مجھے میری نماز سے یہ غافل نہ کر دے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی وہ حضرت عائشہؓ

قال النبي ﷺ كنت انظر الي علمها وانا في الصلوة فاخاف ان يفتنني (انظر ۷۵۲، ۵۸۱)

سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس کے نقش و نگار کو دیکھ رہا تھا حالانکہ میں نماز پڑھ رہا تھا پس میں ڈرا کہ کہیں یہ مجھے غافل نہ کر دے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور تمام راویوں کا مختصر تعارف گزر چکا ہے امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے ہیں اور امام ابو داؤدؒ اور امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

خمیصہ:..... خاء کے فتح اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اس کا معنی یہ ہے کسا اسود مربع لہ عمان اور اعلام

ابی جہم:..... ان کا نام نامی اسم گرامی عامر بن حذیفہ العدوی القرشی المدنی ہے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا

بانجانیہ ابی جہم:..... اور میرے پاس ابو جہم کی انجانیہ (گاڑھی موٹی) چادر لیتے آؤ۔ انجانیہ کے ضبط اور معنی میں محققین نے اختلاف کیا ہے بعض حضرات ہمزہ کا فتح اور نون کا سکون اور باء کا کسرہ اور جیم کی تخفیف اور نون کے بعد یائے نسبت پڑھتے ہیں اور اس کا معنی گاڑھی موٹی سادہ چادر ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ جگہ کی طرف منسوب ہے۔

سوال:..... ایک چادر واپس کر کے دوسری چادر کے لانے کا حکم آپ ﷺ نے کیوں فرمایا؟

جواب: ..... اس کا جواب تفصیلی روایت پر مبنی ہے کہ ابو جہمؓ نے ہدیہ کے طور پر چادر دی تھی تو آپ ﷺ نے سوچا کہ چونکہ واپسی سے ان کو گرانی ہوگی اس لئے فرمایا انجانہ یہ چادر لیتے آؤ۔ تاکہ ان کی دل جوئی ہو اور ان کا دل خوش ہو اور کبلی اس لئے واپس فرمادی کہ نماز میں اس کے پھول اور اسکی خوشنمائی کا خیال آ گیا تھا۔

فانہا الہتئی آنفا عن صلاتی: ..... اس پر دو سوال ہیں۔

سوال ۱: ..... آپ نماز میں مشغول ہوں اور پھول آپ ﷺ کو غافل کر دیں۔ یہ بڑی مستعجابات ہے؟

سوال ۲: ..... اس روایت کا ایک دوسری روایت (روایت ابو داؤدؒ) کے ساتھ تعارض ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چادر نے آپ ﷺ کو غافل کر دیا تھا اور اس دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں شغلنی اعلام ہذہ (الحديث) ان دونوں سوالوں کے دو جواب ہیں۔

جواب اول: ..... کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے الہتئی سے پہلے کادت محذوف ہے از قبیل مجاز بالمشارفہ یعنی عنقریب واقع ہونے والی چیز کو واقع چیز سے تعبیر کر دیتے ہیں الہتئی سے مراد یہ نہیں کہ الہاء واقع ہو گیا بلکہ قریب تھا کہ واقع ہو جائے ۲

جواب ثانی: ..... الہاء سے مراد الہاء خفیف ہے یعنی ادھر ادھر کا تھوڑا سا خیال آ جانا اور افتنان یہ ہے کہ ان خیالات اور تفکرات کی شدت ہو جائے۔ الہاء اور فتنہ میں سے الہاء خفیف درجہ ہے اور فتنہ اس سے بڑھ کر ہے فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ الہاء خیال کا ملتفت ہو جانا ہے اور فتنہ اس خیال میں منہمک رہنا اور جمعاً رہنا ہے کہ آپ ﷺ کو خیال تو آیا لیکن آپ ﷺ کی نماز بڑی عمدہ نماز تھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوئے لیکن چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں اس لئے آپ ﷺ نے خیالات لانے اور خیالات میں منہمک ہو جانے سے منع فرمادیا تاکہ دوسروں کو فتنے میں نہ ڈال دے۔

سوال: ..... نماز میں اگر ادھر، ادھر کا خیال آ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ..... فقہاء نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر نماز میں ادھر ادھر کا خیال آ جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی مگر یہ

خیالات بہتر نہیں ہیں اور دلیل میں اسی روایت کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن خیالات وغیرہ لانا مکروہ ہوگا اور جس درجے کا الہاء ہوگا اسی درجے کی کراہت ہوگی!

قولہابی جہم:..... ابواب اللباس میں ابو جہم صحیح ہے اور ابواب التیمم میں اور ابواب السترہ میں ابو جہم صحیح ہے اور یہاں ابو جہم ہے ابو جہم نہیں۔

وقال هشام بن عروہ:..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ واو عاطفہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تعلیقات بخاری میں سے ہو۔

(۲۵۶)

﴿باب ان صلیٰ فی ثوب مصلب او تصاویر﴾

هل تفسد صلوٰتہ وما ینہیٰ عن ذلک ﴿﴾

ایسے کپڑے میں اگر کسی نے نماز پڑھی جس پر صلیب یا تصویر بنی ہوئی تھی

کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ اور جو کچھ اس سے

ممانعت کے سلسلے میں بیان ہوا ہے

(۳۶۵) حدثنا ابو معمر عبد اللہ بن عمرو قال ثنا عبد الوارث قال ثنا عبد العزيز بن صهيب

ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزيز بن صهيب نے بیان کیا

عن انس قال کان قرام لعائشة سترت به جانب بیتها

انسؓ کے واسطے سے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک باریک رنگین پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے حجرہ کے ایک طرف پردہ کے طور پر لگا دیا تھا

فقال النبی ﷺ امیطی عنا قرامک هذا فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلوتی

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنے اس نقش و نگار کو لے پرے کر دو کیونکہ اس کے نقش و نگار میری نماز میں خلل انداز ہوتے رہتے ہیں

انظر: ۵۹۵۹

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

**مصلب:** ..... ایسا کپڑا جس پر صلیب کا نشان ہو۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا ہے عیسائی لوگ اس کو اپنے لئے متبرک سمجھتے ہیں اور اپنے گلوں میں لٹکائے رکھتے ہیں اور کبھی لکڑی کی ایک صلیب ہاتھ میں بھی پکڑی ہوتی ہے آج کل ٹائی کارواج ہے یہ ٹائی صلیب کا نشان نہیں تو اور کیا ہے؟ عزیزو! آپ کو زار و قطار رونا چاہیے ان مسلمانوں پر جن کے گلے میں کفار کے شعار لٹکے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنے سینے پر کفار کی نشانیوں کو سجا رکھا ہے۔

وائے ناکامی متاع کاروان جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا  
دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے  
لیکن آپ کو اپنی کوتاہی مانتی چاہیے پاک دہند سے انگریز کو نکالنے کے لئے اور انگریزی زبان سے دور  
رکھنے کے لئے پاکستان بننے سے پہلے جتنی کوشش ہوئی بننے کے بعد اتنی کوشش نہیں ہوئی۔ حضرت مدنیؒ جب کسی سے  
بیعت لیتے تو بکسوئے والا واسکٹ پہننے سے منع فرماتے تھے۔

**او تصاویر:** ..... یہ تصویر کی جمع ہے اب اگر کوئی شخص مصور کپڑا پہن کر نماز پڑھے تو مکروہ ہوگی کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک صلوٰۃ فی ثوب مصور مکروہ ہے جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک ثوب مصور میں پڑھی گئی نماز کا وقت کے اندر اندر اعادہ کر لے اور اگر وقت میں اعادہ نہ کیا تو پھر اعادہ واجب نہ ہوگا اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مذکورہ کپڑے میں نماز فاسد ہے امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر حنفیہ و شافعیہ کی تائید فرما رہے ہیں اور حنابلہؒ پر رد فرما رہے ہیں۔

ضمنی مسئلہ: ..... صلوٰۃ فی بیت مصور کا کیا حکم ہے؟ اگر تصویر سامنے ہو تو مکروہ تحریمی ہے جب کہ یہ تصویر جسم سے مجسم ہو یا چہرے کا حصہ ہو اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو کراہت سے کچھ کم ہے اور اگر بالکل چھوٹی ہو یا مہمان ہو کہ پاؤں اس پر رکھے جاتے ہیں تو جائز ہے۔ اگر سجدے کی جگہ پر ہو تو پھر مکروہ تحریمی ہے۔

سوال: ..... ترجمۃ الباب میں تو دو جز ذکر فرمائے ہیں ایک تصویر کے متعلق اور دوسرا مصلب کپڑے کے متعلق ثوب مصور کے بارے میں تو دلیل بیان فرمائی ہے لیکن مصلب کپڑے کے بارے میں کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی؟

جواب اول: ..... مصلب کو مصور پر قیاس کر کے ثابت کر لیا۔

جواب ثانی: ..... امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ روایات مفصلہ کا خیال رکھتے ہوئے ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں یہاں تو نہیں مگر بعض تفصیلی روایتوں میں مصلب کا بھی ذکر ہے بخاری جلد ثانی میں امام بخاریؒ نے ایک باب قائم فرمایا ہے باب نقض الصور اس میں ہے فی بیت فی تصاویر و تصالیب۔

صورة اور تمثال میں فرق: ..... بعض علماء نے صورة اور تمثال میں یہ فرق کیا ہے کہ صورة حیوان میں ہوتی ہے اور تمثال حیوان اور غیر حیوان دونوں میں ہوتا ہے۔

حدثنا ابو معمر: ..... وجہ مطابقت الحدیث للترجمة من حیث ان الستر الذی فیہ التصاویر اذا نہی عنہ الشارع ممنوع اللبس بالطریق الاولیٰ۔

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی حضرت انسؓ ہیں۔ اس حدیث کی امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں بھی تخریج فرمائی ہے اور امام نسائیؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

قرام: ..... قاف کے کسرہ کے ساتھ ہے قرام باریک پردے کو کہتے ہیں وهو ستر رقیق من صوف ذو الوان اور اس کی جمع قرم آتی ہے اور قرم آتی ہے۔

امطی عنقرا مک هذا: ..... ہمارے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹالو۔

فانه لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلوتی: ..... کیونکہ اس کے نقش و نگار برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتے رہتے ہیں جب حضور اکرم ﷺ کی نماز میں وہ تصاویر معارضہ کر سکتی ہیں اس پر بھی آپ ﷺ نے نماز پوری فرمائی اور اس کا اعادہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی تو چونکہ ہٹا دینے کا حکم فرمایا اس سے اسکی کراہت معلوم ہو گئی!

(۲۵۷)

### ﴿باب من صلی فی فُرُوج حریر ثم نزعہ﴾

جس نے ریشم کی قبائیں نماز پڑھی پھر اسے اتار دیا

(۳۶۶) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ناالليث عن يزيد عن ابي الخير عن عقبه بن عامر قال

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے یزید کے واسطے سے بیان کیا وہ ابوالخیر سے وہ عقبہ بن عامر سے انھوں نے کہا

أهدى الى النبي ﷺ فروج حرير فلبسه فصلى فيه

کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ریشم کی قبائیں میں دی گئی (ریشم کے مردوں کے لیے حرام ہونے سے پہلے) اسے آپ ﷺ نے پہنا اور نماز پڑھی

ثم انصرف فنزعہ نزعاً شديداً كالكاره له و قال لا ينبغي هذا للمتقين (انظر: ۵۸۰)

لیکن آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ ﷺ اسے پہن کر ناگواری

محسوس فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا متقیوں کے لیے اس کا پہننا مناسب نہیں

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا عبد الله بن يوسف: ..... مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة -

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں عقبہ بن عامر جہنیؓ ہیں آپؐ کی کل ۵۵ مرویات ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں مصر کے گورنر رہے ۷۵ھ میں مصر کے اندر انتقال ہوا۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے امام مسلم نے قتیبہؒ سے اور ابوموسیٰؒ سے اور امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہؒ اور عیسیٰ بن حمادؒ سے تخریج فرمایا ہے۔

فروج: ..... معنی دبر چاک کوٹ

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب سے مقصد تو یہ ہے کہ ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں یا ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں جو علیٰ ہیأة الکفار سلا ہوا ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ دونوں ہی مقصد ہوں۔

سوال: ..... فروج حریر پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ..... جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فروج حریر (ریشمی دبر چاک کوٹ) میں نماز پڑھی اور اعادہ نہیں فرمایا اور نماز کے بعد آپ ﷺ نے اسے نکال پھینکا اور مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسے کوٹ میں نماز پڑھے تو وقت کے اندر اندر اعادہ کر لے۔

أهدى: ..... واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از باب افعال۔ ہدیہ دینے والا اکید بن مالکؒ ہے۔

فروج حریر: ..... فروج حریر میں اضافت ایسے ہے جیسے ثوب الخبز اور خاتم فضہ میں ہے۔

ریشم کا وہ جو غمراہ ہے جس میں چاک کھلے ہوئے ہوں جسے آج کل دبر چاک کہتے ہیں ۳

لا ینبغی هذا للمتقین: ..... متقیوں کے لئے اس کا پہننا مناسب نہیں۔

سوال: ..... جب متقین کے لئے اس کا پہننا مناسب نہیں تو آپؐ نے اسے پہن کر نماز کیوں پڑھ لی؟

جواب: ..... پہلے اس کی ممانعت معلوم نہیں تھی اب وحی کے ذریعے معلوم ہوئی۔

نسائی شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ اخیرنی ابو الزبیر انہ سمع جابراً یقول لبس النبی ﷺ قباء من دیباج اُهدی له ثم اوشک ان نزعہ فارسل بہ الی عمر فقیل له قداو شک مانزعتہ یا رسول اللہ قال نہانی عنہ جبرئیل علیہ السلام فجاء عمر بیکی الحدیث۔

فائدہ: ..... متقین کی باب کی دو غرضوں کے لحاظ سے دو تقریریں ہیں۔

۱: ..... مسلمین ۲۔ متقین اگر ممانعت ریشمی ہونے کی بناء پر ہو تو تفسیر مسلمین سے کریں گے ورنہ دوسری صورت میں متقین سے کریں گے۔ ہندوستان میں بدعات و رسومات بزرگان دین نے مٹائیں چنانچہ مولانا گنگوہیؒ پیچھے بند والی صدری اور پھندنے والی ٹوپی اور درجاک کوٹ پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ اپنے مریدوں سے نہ پہننے کا عہد لیتے تھے۔

(۲۵۸)

### ﴿باب فی الثوب الاحمر﴾

سرخ کپڑے میں نماز پڑھنے کے بیان میں

#### ﴿تحقیق و تشریح﴾

زعفران اور زرد رنگ جائز نہیں اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں صریحاً نہیں موجود ہے حدیث پاک میں ہے

عبداللہ بن عمرؓ واخبرہ انہ راہ رسول اللہ ﷺ وعلیہ ثوبان معصفران فقال ہذہ ثیاب الکفار

فلا تلبسها اور سرخ کپڑے کے بارے میں روایات مختلف ہیں بعض سے کراہت اور بعض سے حرمت اور بعض سے استحباب اور بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ شریح نے سات قول نقل کئے ہیں:

تفصیل : ..... سب سے پہلے یہ سمجھیں کہ منشاء نبی کیا ہے؟ سرخی یا مشابہت؟ جتنی جتنی سرخی یا مشابہت کم ہوتی جائیگی تخفیف آتی جائیگی۔ اگر سرخ ہونے کی وجہ سے ممانعت ہے تو احرقا نلع (بالکل سرخ) مکروہ ہے۔ اگر خالص سرخی نہ رہے کوئی رنگ ملا لیا جائے یا دھاری دار ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔

یاد رکھئے کہ یہ حکم کپڑے کا ہے چڑے کا نہیں۔ اور اگر تلبہ بالنساء کی وجہ سے ممانعت ہے تو اگر اور زھنی سرخ لیس گے تو ناجائز ہے۔ جتنی مشابہت بڑھتی جائیگی اتنی ناجائز ہوتی جائیگی۔ لحاف اگر سرخ ہے تو اس کا اور زھنا جائز ہے کیونکہ اس میں تشبہ نہیں۔ مثلاً کوئی سرخ قمیص پہنے اس کے اندر کراہت ہے کیونکہ یہ تشبہ بالنساء ہے اور اگر یہ رنگ چادر کو دے کر پھر کوئی مرد اس کو پہنے تو اس صورت میں مزید بھی تشبہ بالنساء ہے لہذا پہننا مکروہ ہوگا مگر رضائی اور لحاف کا استراگر سرخ رنگ کا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور نہ ہی کوئی کراہت ہے اس لئے کہ یہ خاص نوع عورتوں کے ساتھ خاص نہیں لہذا تشبہ بھی نہ ہوگا ایسے ہی اگر سرخ دھاریاں ہوں تو اس میں بھی تشبہ بالنساء نہیں لہذا یہ بھی جائز ہے۔

(۳۶۷) حلثا محمد بن عرعرۃ قال حلثی عمر بن ابی زائدۃ عن عوف بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا عوف بن ابی جحیفہ سے وہ اپنے والد سے کہ میں نے

رأیت رسول اللہ ﷺ فی قبة حمرآء من ادم ورایت بلالا اخذ وضوء رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ خیمہ میں دیکھا جو چڑے کا تھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہما آخضوضوء رسول اللہ ﷺ کو وضو کر رہے ہیں

ورأیت الناس یتندرون ذلک الوضوء فمن اصاب منه شیئا تمسح به

ہر شخص وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر لیتا

ومن لم یصب منه شیئا اخذ من بلل یدصاحبه ثم رأیت بلالا اخذ ہنزة له

اور اگر کوئی پانی نہ پاسکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری حاصل کرنے کی کوشش کرتا پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا ایک نیزہ اٹھایا

فركزها و خروج النبي ﷺ في حلة حمراء مُشَمَّرًا

جس کے نیچے پوچھا کچھ لگا، ہاتھ اور اسے انھوں نے گاڑ دیا نبی کریم ﷺ ایک سرخ پوشاک (پڑے میں سرخ خلیوں پہنی تھی) پہنے ہوئے جو بہت چست تھی

صلى الى العنزة بالناس ركعتين ورأيت الناس والدواب يمرون من بين يدي العنزة

تشریف لائے اور نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور نیزے کے سامنے سے گزر رہے تھے

### ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

مطابقة للحديث للترجمة ظاهرة.

حدثنا محمد بن عروة: ..... اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں اور چوتھے ابو جحیفہؓ ہیں۔

جحيفه: ..... جیم کے ضمہ حاء کے فتح اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے اور ان کا نام وہب بن عبد اللہ السوائی ہے۔

تخريج: ..... امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں اور سترة من خلفه میں بھی لائے ہیں امام مسلم

نے کتاب الصلوة میں محمد بن خاتم سے اور محمد بن ثنیٰ اور محمد بن بشار سے اور زہیر بن حرب سے اور امام ابو داؤد نے

امام محمد بن سلیمان سے اور امام ترمذی نے محمود بن غیلان سے امام نسائی نے زینبہ کے باب میں عبد الرحمن بن محمد بن

سلام سے اور ابن ماجہ نے کتاب الصلوة میں ایوب بن محمد ہاشمی سے تخریج کی ہے۔

رأيت رسول الله ﷺ في قبة حمراء من آدم: ..... میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ خیمہ

میں دیکھا جو چڑے کا تھا۔ قبر کی جمع قبیب اور قباب آتی ہے اور قبر سے مراد یہاں وہ خیمہ ہے جو چڑے سے بنایا گیا

ہو اور ادم ادم کی جمع ہے اور حدیث پاک میں مذکورہ واقعہ بطح مکہ کا ہے مسلم شریف میں اس کی صراحت ہے مسلم

شريف میں ہے آیت النبى ﷺ بمكة وهو بالابطح ۳

وَضَوْءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ..... وضوء او کے فتح کے ساتھ ہے یعنی وہ پانی جس کے ساتھ وضو کیا جائے۔

يبتدرون: ..... ای يتسارعون ويتسابقون اليه تبر كابتاره الشريفه ۳

عنزة: ..... عین، نون اور زاء کے فتح کے ساتھ ہے یہ نیزے کے نصف کے مانند یا اس سے تھوڑا سا بڑا یا ایسا ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے۔

فی حلة حمر آء: ..... حال ہونے کی وجہ سے محلاً منسوب ہے حلیۃ ازار اور ردآء کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ایسے دو کپڑے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور اس کی جمع حلل آتی ہے۔

مشمرا: ..... دوسری میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اور مشمر تشمیر سے ہے اس کا معنی ہے سمیٹنا۔

صلی الی العنزة بالناس: ..... مسلم شریف کی روایت کے مطابق اس سے مراد ظہر کی دو رکعتیں ہیں مسلم شریف میں ہے فتقدم فصلی الظهر رکعتین ثم صلی العصر رکعتین ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینة۔ اس روایت سے سفر میں قصر صلوة بھی ثابت ہوا۔

ورأیت الناس والدواب یمرون من بین یدی العنزة: ..... (ترجمہ) اور میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور نیزے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

مرور بین یدی المصلی جائز ہے یا نہیں اس کی تفصیل ابواب السترة میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(۲۵۹)

### ﴿باب الصلوة فی السطوح والمنبر والخشب﴾

گھر کی چھت، منبر اور لکڑی کے تخت پر نماز پڑھنے کا بیان

قال ابو عبدالله ولم یر الحسن بأبنا ان یصلی علی الجمذ والقناطیر

امام بخاری نے فرمایا کہ حسن بصری نے برف اور پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں دیکھا

وان جرى تحتها بول او فوقها او امامها اذا كان بينهما سترة

اگرچہ اس کے نیچے یا اوپر یا سامنے پیشاب بہ رہا ہو جب کہ ان دونوں کے درمیان سترو ہو

وصلی ابوہریرۃؓ علی ظهر المسجد بصلوة الامام وصلی ابن عمر علی الثلج

اور حضرت ابوہریرہؓ نے مسجد کی چھت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور ابن عمرؓ نے برف پر نماز پڑھی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ گھر کی چھت پر منبر اور تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ اس باب سے بعض تابعینؒ اور مالکیہؒ کے قول پر رد فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ منقول ہے کہ وہ لوگ صلوة علی السطح کی کراہت کے قائل ہیں حسنؒ اور ابن سیرینؒ بھی صلوة علی اللواح والاشخاب کی کراہت کے قائل ہیں۔ حضرت اقدس شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ کی رائے یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے جعلت لی الارض مسجدا و طهورا اس سے بظاہر ایہام ہوتا ہے کہ زمین ہی پر نماز پڑھی جائے تو امام بخاریؒ اس وہم کو دفع فرما رہے ہیں۔

منشاء باب :..... تین باتیں اس باب کو قائم کرنے کا سبب ہیں۔

(۱)..... نصوص سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھت اور منبر اور تخت پر نماز جائز نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جعلت لی الارض مسجدا و طهورا اس سے معلوم ہوا کہ نماز زمین پر جائز ہے نہ کہ غیر زمین پر۔

(۲)..... سجدہ جو نماز کا اہم رکن ہے اس کی تعریف ہی یہی ہے وضع الجبهة علی الارض اس سے بھی معلوم ہوا کہ سجدہ زمین پر ہی ہوگا۔

(۳)..... ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا عفرو جھک فی التراب اپنے چہرے کو گرد آلود کرو تو تعریف سجدہ اور آپ ﷺ کے ان دو ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کے ماسوا پر نماز جائز

۱۔ (بخاری ص ۵۴ ج ۱؛ فتح الباری ص ۲۲۲ ج ۲؛ عمدۃ القاری ص ۱۰۱ ج ۴؛ تقریر بخاری ص ۱۳۲ ج ۲؛ فیض الباری ص ۱۶ ج ۲) ۲۔ (عمدۃ القاری ص ۱۰۱ ج ۴؛ فتح الباری ص ۲۲۲ ج ۲؛ تقریر بخاری ص ۱۳۲ ج ۲) ۳۔ (ابن ماجہ ص ۴۲ باب ماجاء فی التیمم) ۴۔ (عمدۃ القاری ص ۱۰۹ ج ۴)

نہیں اس لئے امام بخاریؒ نے یہ باب استثنائی قائم کیا کہ سطح جب اس کا زمین کے ساتھ الصاق ہو اور اسی طرح منبر اور اسی طرح تخت اور چٹائی پر جبکہ الصاق بالارض ہو نماز جائز ہے یہ وضع الجبهة علی الارض کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان پر ہاتھ رکھنا زمین پر ہی ہاتھ رکھنا ہے گویا زیادہ پسندیدہ یہی ہے کہ مٹی پر سجدہ کرے۔

حضرت نانوتویؒ کا ارشاد ہے کہ مزہ ہی جب آتا ہے جب ہاتھ مٹی میں لٹھڑا جائے (۱) اسی بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ ایک تخت جو درختوں پر چاروں باندھ کر لٹکایا جائے اس پر نماز نہیں ہوگی۔ اسی بناء پر جہاز کا مسئلہ ہے شروع شروع میں تو سب نے ناجائز کہا فقہاء کی جب یہ تحقیق بڑھتی گئی تو جنہوں نے بمنزل سطوح کے مانا انہوں نے ہوائی جہاز پر نماز کو جائز قرار دیا کہ ہوا پر دباؤ کی وجہ سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے اس طرح الصاق بالارض محقق ہو جاتا ہے اور جنہوں نے الصاق نہیں مانا انہوں نے ناجائز قرار دیا اور جب ہوائی جہاز سمندر پر پہنچتا ہے تو کہا کہ جہاز ہوا پر اور ہوا پانی پر اور پانی مٹی پر لہذا نماز جائز ہوئی۔

قال ابو عبد الله : ..... امام بخاریؒ کی کنیت ابو عبد الله ہے۔

ولم ير الحسن بأسان يصلی علی الجمد والقناطیر الخ : ..... حضرت حسن بصریؒ برف پر پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

جمد: ..... ”برف“ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں وهو الماء الجلید من شدة البرد.

والقناطیر: ..... یہ قطرہ کی جمع ہے بمعنی پل۔ قطرہ اور حجر میں معمولی سافرق ہے قطرہ اس پل کو کہتے ہیں جو پتھروں اور کنکریوں سے بنایا جائے اور حجر اس پل کا نام ہے جو کبزی اور مٹی سے بنایا جائے!

صلی ابو هريرة علی ظهر المسجد بصلوة الامام : ..... یہ اثر ہے اس کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ظاہر ہے ظہر المسجد اور سطح ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور ایک روایت میں ظہر المسجد کی جگہ سقف المسجد ہے۔

مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم : ..... فقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے عمدۃ القاری ص ۱۰۲ ج ۴ پر ہے یجوز ولكنہ یکرہ ۲

تفصیل: ..... تفصیل اس میں یہ ہے کہ اگر مسجد کی چھت نماز کے لئے نہیں بنائی گئی اور نیچے کا حصہ جو نماز کے لئے بنایا گیا ہے اس جگہ کو چھوڑ کر چھت پر جا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر چھت نماز کے لئے بنائی گئی ہے تو وہ صرف چھت ہی نہیں بلکہ مسجد بھی ہے جیسے دو چار منزلہ مسجد تو اس صورت میں چھت پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

صلوة علیٰ سطوح: ..... پہلی حدیث سے ثابت ہے اور علی المنبر دوسری حدیث سے۔ علی الخشب قیاس سے ثابت ہے۔ امام بخاریؒ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امام نیچے نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے اوپر چھت وغیرہ ہو تو کیا مقتدی چھت پر کھڑے ہو کر اقتدا کر سکتا ہے؟ مذکورہ بالا اثر سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی صورت میں اقتدا کی تھی۔ حنفیہ کے ہاں اس صورت میں اقتدا صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی اپنے امام کے رکوع اور سجدہ کو کسی ذریعہ سے جان سکے۔ اس کے لئے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ چھت میں کوئی سوراخ ہو۔

صلیٰ ابن عمرؓ علی الثلج: ..... یہ اثر ترجمہ الباب کے مطابق تب ہو سکتا ہے جب تلخ کے ساتھ تلبذ کی شرط لگائی جائے یعنی یہ کہا جائے کہ حضرت عمرؓ نے جس برف پر نماز پڑھی تھی وہ تلبذ تھی اس وقت یہ شب اور سطح کے مشابہ ہوگی!

(۳۶۸) حدثنا علی بن عبد اللہ قال نا سفیان قال ابو حازم قال سألوا سهل بن سعد من

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا کہا کہ لوگوں نے ہل بن سعد سے پوچھا

ای شئی المنبر فقال ما بقی فی الناس اعلمہ بہ منی ہو من اثل الغابة

کہ منبر نبویؐ کس چیز کا تھا آپ نے فرمایا کہ اب اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی زندہ نہیں رہا منبر غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا تھا

عملہ فلان مولیٰ فلانہ لرسول اللہ ﷺ وقام علیہ رسول اللہ ﷺ حین

فلاں عورت کے مولیٰ فلاں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا جب وہ تیار کر کے دکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے

عمل و وضع فاستقبل القبلة کبر وقام الناس خلفه فقراً ورکع

آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا چہرہ مبارک کیا اور کبیر رہی۔ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں اور رکوع کیا

وركع الناس خلفه ثم رفع رأسه ثم رجع القهقرى فسجد على الارض

آپ ﷺ کے پیچھے تمام لوگ رکوع میں چلے گئے پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر اسی حالت میں پیچھے بٹے اور زمین پر سجدہ کیا

ثم عاد على المنبر ثم قرأ ثم ركع ثم رفع رأسه ثم رجع قهقرى حتى سجد بالارض

پھر منبر پر دوبارہ تشریف لائے اور قرأت کی اور رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ ہی کی طرف رخ کئے ہوئے پیچھے بٹے اور زمین پر سجدہ کیا

فهذا شأنه قال ابو عبدالله قال علي بن عبدالله سألتني احمد بن حنبل عن هذا الحديث

یہ ہے اس کی روایت ابو عبد اللہ (ام بخاری) نے کہا کہ علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کے متعلق پوچھا

قال وانما اردت ان النبي ﷺ كان اعلى من الناس فلا بأس ان يكون الامام اعلى

اور کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے اونچی جگہ پر تھے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے کہ امام

من الناس بهذا الحديث قال قلت فان سفين بن عيينة كان يسأل عن هذا فكيف اظلم تسمعه منه قال لا

عام مقتدوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ سفیان بن عیینہ

سے یہ حدیث اکثر پوچھی جاتی تھی کیا آپ نے بھی ان سے سنا ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں

## ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے سہل بن سعد الساعدی ہیں مدینہ منورہ میں وفات پانے

والے صحابہ کرام میں آخری صحابی ہیں!

امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الصلوة میں تہیہ سے بھی روایت کیا ہے اور امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے

تہیہ سے تخریج کیا ہے اور امام مسلم نے کتاب الصلوة میں ابی بکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب سے اور ابن ماجہ نے احمد بن ثابت

سے تخریج کیا ہے۔

من ای شئی المنبر: ..... منبر نبوی ﷺ کس چیز کا تھا؟

اثل الغابة: ..... منبر غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا تھا اور غابہ مدینہ منورہ سے نومیل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ کے اونٹ رہا اور چرا کرتے تھے۔ اور قصہ عربین بھی اسی مقام میں پیش آیا۔ اور اسکی جمع غابات اور غیب آتی ہے اور غابہ کا ایک معنی گھنا جنگل بھی کیا جاتا ہے۔ اس طرح جگہ کی تخصیص نہیں ہوگی۔ اور اثل درخت کی ایک قسم ہے، اردو میں جھاؤ کہتے ہیں، اسکے جھاڑو بنتے ہیں۔

عملہ فلان: ..... منبر بنانے والے نجار کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات نے قبصہ مخزومی کا نام لیا ہے اور بعض حضرات نے ابراہیم اور بعض حضرات نے میناء اور بعض نے باقوم نام بتایا ہے اور بعض حضرات نے میمون بتایا ہے۔ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ یہ سعید بن العاص کا ایک رومی غلام تھا نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال کر گیا تھا۔ بعض حضرات نے اس کے علاوہ بھی نام لکھے ہیں۔ اور یہاں نام مذکور نہیں، ہو سکتا ہے کہ راوی کو بھول گیا ہو۔

مولیٰ فلانة: ..... علامہ عینی فرماتے ہیں کہ منبر تیار کروانے والی انصاریہ عورت کا نام معلوم نہیں ہو سکا اسماء النساء من الصحابہ کتاب میں اس عورت کا نام علاشہ لکھا ہے اور بعض حضرات نے اس کا نام عائشہ انصاریہ لکھا ہے۔ منبر بنائے جانے سے پہلے آپ ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر کی تین سیڑھیاں بنائی گئیں۔ منبر پانچ، چھ یا سات بھجری کو تیار ہوا۔

سوال: ..... بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے منبر بنانے کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ عمدۃ القاری ص ۱۰۳ ج ۴ پر ہے کان النبی ﷺ یخطب یوم الجمعة الی جذع فقال ان القیام یشق علی فقال تمیم الداری الا عمل لک منبرا کما رایت بالشام (الحدیث) اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے منبر بنوانے کی خود پیشکش کی تھی؟

جواب: ..... عورت کا غلام نجار (بڑھی) تھا اولاً عورت نے خود پیشکش کی آپ نے قبول فرمایا منبر کی تیاری میں جب تاخیر نظر آئی تو آپ نے پیغام بھیجا کہ منبر بناؤ۔

فائدہ اولیٰ: ..... منبر کے بننے سے پہلے آپؐ اسطوانہ کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا لیا تو آپؐ نے کھجور کے تنے کا سہارا چھوڑ کر منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ کھجور کا تنارونے لگا آپؐ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہو؟ تو اسطوانہ ہی اچھا رہا کہ جنت کا وعدہ لے کر چھوڑا۔

فائدہ ثانیہ: ..... حدیث ذوالیدین میں آتا ہے کہ آپؐ نے اسطوانہ کے ساتھ ٹیک لگائی تو معلوم ہوا کہ حدیث ذوالیدین منبر بننے سے پہلے کی ہے لہذا منسوخ ہے۔

رجع القہقریٰ: ..... ترجمہ، پھر اسی حالت میں پیچھے بنے۔

سجد علی الارض: ..... زمین پر سجدہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ منبر پر سجدہ نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال: ..... جب منبر پر سجدہ نہیں ہو سکتا تھا تو منبر پر نماز کیوں پڑھائی؟

جواب: ..... تعلیم امت کے لئے۔ اس سے حنفیہ اور شافعیہ نے مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر امام اونچا ہو اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں تو نماز جائز ہے لیکن بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔ حضور ﷺ کے لئے مکروہ نہیں تھا۔

سوال: ..... امام کتنا اونچا کھڑا ہو تو نماز جائز ہے؟

جواب: ..... ایک ذراع اونچا ہو تو جائز ہے اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں، اصل اس کا مدار اس بات پر ہے کہ زیادہ اونچا ہو جانے سے علیحدہ شمار نہ ہو جیسے چھت پر اکیلا امام کھڑا ہو تو یہ علیحدہ شمار ہوگا۔

سوال: ..... جب نیچے اترتے تو یہ عمل کثیر ہے جو کہ مفسدِ صلوٰۃ ہے؟

جواب اول: ..... استحکام احکام سے پہلے کی بات ہے۔

جواب ثانی: ..... ایک دو قدم چلنا عمل کثیر نہیں ہے۔ دوسری سیڑھی پر کھڑے نماز پڑھا رہے تھے جبکہ کل تین سیڑھیاں تھیں۔

جواب ثالث: ..... تعلیم امت کے لئے جائز ہے۔

قال ابو عبد الله قال علي بن عبد الله سألني احمد بن حنبل الخ : ..... یہ حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اونچا کھڑا ہونا جائز ہے اس کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے علی بن عبد اللہ سے سوال کیا تو علی بن عبد اللہ نے کہا میں یہی حدیث تو بیان کرنا چاہتا ہوں علی بن عبد اللہ نے پھر کہا سفین بن عیینہ سے آپ نے یہ حدیث نہیں سنی۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا نہیں سنی۔

سوال : ..... یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں سفیان بن عیینہ سے نقل کی ہے تو یہاں انکار کیسے کیا؟

جواب اول : ..... اس مکالمے کے بعد سنی ہوگی۔

جواب ثانی : ..... یا پہلے سنی ہوگی پھر شوق پیدا ہوا کہ ان سے پھر سن لوں۔

جواب ثالث : ..... ہو سکتا ہے کہ تفصیل سے نہ سنی ہو۔

(۳۶۹) حدثنا محمد بن عبد الرحيم قال نا يزيد بن هارون قال انا حميد الطويل

هم سے محمد بن عبد الرحيم نے بیان کیا کہا ہم سے يزيد بن ہارون نے بیان کیا۔ کہا ہمیں حمید طویل نے خبر پہنچائی

عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ سقط عن فرسه فَبُجِحَتْ ساقه او كفه والى من نساء ه

حضرت انس بن مالک کے واسطے سیکہ نبی کریم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر گئے جس سے آپ ﷺ کی پنڈلی یا شانہ زخمی ہو گئے اور آپ نے ازواج مطہرات سے ایک مہینہ کے لئے عارضی علیحدگی اختیار کی تھی

شهرها فجلس في مشربة له درجتها من جذوع النخل

(ان دونوں مواقع میں) آپ ﷺ اپنے بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے جس کے زینے کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے

فاتاه اصحابه يعودونه فصلى بهم جالسا وهم قيام فلما سلم

جب صحابہ کرام آئیں تو آپ ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں

بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ نے کھڑے ہو کر اقتداء کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا

قال انما جعل الامام ليثوم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا
تو فرمایا کہ امام اس لئے ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ
واذا سجد فاسجدوا وان صلی قائما فصلوا قیاما
اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر کھڑے ہو کر تمہیں نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو
ونزل لتسع وعشرين فقالوا يا رسول الله انك اليت شهرا فقال ان الشهر تسع وعشرون
اور آپ ﷺ انیس تارخ کو نیچے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے تو ایک مہینہ کے لئے علیحدگی کا عہد کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انیس کا ہے (یہ ٹکڑا ایلاء سے متعلق ہے)

(انظر: ۶۸۹، ۴۳۲، ۴۳۳، ۸۰۵، ۱۱۱۳، ۱۹۱۱، ۲۳۶۹، ۵۲۰۱، ۶۶۸۳)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا محمد بن عبد الرحيم : ..... مطابقة الحديث للترجمة في صلوته عليه الصلوة

والسلام باصحابه على الواح المشربة وخشبها والخشب مذکور فی الترجمة ۱

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں جو تھے حضرت انس بن مالکؓ ہیں۔

امام بخاری متعدد بار اس حدیث کو بخاری شریف میں لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں محمد بن یحییٰ

سے اور امام ابوداؤد نے "تبعنی" سے اور امام نسائی نے "تبیہ" سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سقط عن فرسه فجحشت ساقه او كتفه الخ : ..... (ترجمہ) اپنے گھوڑے سے گر گئے جس

سے آپ ﷺ کی پنڈلی یا شانہ زخمی ہو گئے۔

سوال : ..... ایک جگہ مخنّف کے زخمی ہو جانے کا بھی ذکر ہے (عند احمد عن حميد عن انس بسند صحيح

انفكت قدمه ۲) دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب : ..... چوٹ کوئی پابند تو نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تینوں جگہ لگی ہو۔

وان صلی قائما فصلوا قیاما : ..... الآخر فالآخر بخاری کی روایت میں وان صلی جالسا فصلوا جالسا کے بھی الفاظ ہیں تو الآخر فالآخر کے قاعدہ سے اس روایت کو منسوخ کہا جائے گا کیونکہ آخر زمانہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی اور صحابہ کرام پیچھے کھڑے تھے

انک الیت شہرا : .....

سوال : ..... چوٹ لگنے کے ساتھ ایلاء کا کیا جوڑ ہے؟ چوٹ لگنے (سقوط عن الفرس) کا واقعہ ۵ھ کا ہے اور ایلاء کا واقعہ ۹ھ کا ہے۔

جواب : ..... یہ ان احادیث میں سے ہے جن میں خلطِ راوی ہوا ہے چونکہ ٹخنے کی چوٹ کے زمانہ میں بھی مشربہ (بالا خانہ) میں قیام فرمایا تھا اور ایلاء کے زمانہ میں بھی مشربہ میں قیام فرمایا تھا تو مشربہ کا لفظ دونوں جگہ مذکور ہے اس لئے روایوں کو خلط ہو گیا، چوٹ لگنے کے زمانہ میں نماز مشربہ میں پڑھتے تھے اور ایلاء کے زمانہ میں نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء : .....

حنابلہ : ..... کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام راتب کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے۔

آئمہ ثلاثہ : ..... کے یہاں مقتدیوں کو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں امام بخاریؒ اس پر مستقل باب باندھ کر حنابلہ پر رد فرمائیں گے۔

امام مالکؒ : ..... فرماتے ہیں کہ قیام پر قادر شخص کی نماز بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے جائز ہی نہیں خواہ بیٹھ کر اقتداء کرے یا کھڑے ہو کر یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی بلکہ بیٹھنے والے امام کے پیچھے کھڑا ہے۔

(۲۶۰)

﴿باب اذا اصاب ثوب المصلی امراته اذا سجد﴾

جب سجدہ کرتے وقت نمازی کا کپڑا اپنی عورت کو لگ جائے

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

غرض اول :..... اگر کسی نمازی کے کپڑے کو رکوع یا سجدہ کرتے وقت نجاست لگ جائے تو نماز جائز ہے وہ حال نجاست نہیں ہے۔

استدلال :..... حائضہ ناپاک ہوتی ہے اور حائضہ کو آپ ﷺ کا کپڑا لگ جاتا تھا تو اس سے چونکہ حمل نجاست کی صورت نہیں پائی گئی اس لئے نماز نہیں ٹوٹی۔

غرض ثانی :..... اس باب سے امام بخاری "احناف" پر رد کر رہے ہیں کہ دیکھو مشہدات کی محاذات پائی جا رہی ہے پھر بھی نماز نہیں ٹوٹ رہی۔

جواب :..... مذکورہ صورت میں ہمارے (احناف کے) ہاں بھی نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ حنفیہ کے نزدیک محاذات سے نماز ٹوٹنے کے لئے دس شرائط ہیں اور وہ یہاں نہیں پائی جا رہیں لہذا حدیث الباب "احناف" کے بھی خلاف نہیں ہے۔

(۳۷۰) حدثنا مسدد عن خالد قال نا سليمان الشيباني عن عبدالله بن شداد عن ميمونة

هم سے مسدد نے بیان کیا خالد کے واسطے سے کہا کہ ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا عبداللہ بن شداد سے وہ حضرت ميمونة سے

قالت كان رسول الله ﷺ يصلى وانا حذاؤه وانا حائض وربما اصابني ثوبه

آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور حائضہ ہونے کے باوجود میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی اکثر جب آپ ﷺ سجدہ

اذا سجد قالت وكان يصلى على الخمرة (راجع ۳۳۳)

کرتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھے چھو جاتا انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے

### ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

#### مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راویہ ميمونة بنت حارث ہیں اس حدیث کو امام بخاری متعدد بار لائے ہیں امام مسلم نے کتاب الصلوة میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور ابی بکر بن ابی شیبہ سے اور امام ابوداؤد نے عمرو بن عون سے اور ابن ماجہ نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے تخریج فرمائی ہے۔

یصلی وانا حذاؤه وانا حائض : ..... نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں حائضہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے محاذات میں یہی وہ جملہ ہے جس کا سہارا لیکر امام بخاری احناف پر رد کرنا چاہتے ہیں اور اس کا جواب گذر چکا ہے کہ محاذات امرأة کے مفسد صلوة ہونے کے لئے دس شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

الاول : ..... ان يكون المحاذاة بين الرجل والمرأة .

الثانى : ..... ان تكون المرأة المحاذية مستهارة .

الثالث : ..... ان تكون المرأة عاقلة .

الرابع : ..... ان لا يكون بينهما حائل .

الخامس: ..... ان تكون الصلوة ذات ركوع وسجود .

السادس: ..... ان تكون المحاذاة في ركن كامل .

السابع: ..... ان يكون فيه نوى الامام امامتها .

الثامن: ..... ان يكون الامام قد نوى امامتها وهي قد اقتدت في اول صلوته .

التاسع: ..... ان تكون الصلوة مشتركة يعنى تحريمه اداء بان يكونا وراء الامام

حقيقة او تقديراً .

العاشر: ..... حد المحاذاة ان يكون عضو منها يحاذى عضوا من الرجل اوجوبها ليس پائی

جار ہیں لہذا اس روایت کے ذریعے احناف پر رد صحیح نہیں۔

یصلی علی الخمره: ..... خمره خاء کے ضمہ اور میم کے سکون کے ساتھ ہے۔ جس کا معنی ہے چھوٹا مصلی کہ

پاؤں اوپر رکھیں تو سجدہ زمین پر اور اگر سجدہ اوپر کریں تو پاؤں زمین پر۔

خمره اور حصیر میں فرق: ..... حصیر اس چٹائی کو کہتے ہیں جس پر پاؤں بھی رکھے جاسکیں اور سجدہ بھی

کیا جاسکے اور خمره حصیر سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے یہ خمره اور حصیر کھجور کے پتوں سے بنائے جاتے تھے۔

فائدہ: ..... امام بخاریؒ نے تو مسمرأة سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں اور نہ ہی مس ذکر سے اور نہ ہی قبضہ سے اور وہ

ان مسائل میں نہ احناف کے ساتھ ہیں اور نہ ہی شوافع کے ساتھ ۲

(۲۶۱)

## ﴿باب الصلوٰۃ علی الحصر﴾

چٹائی پر نماز پڑھنا

وصلى جابر بن عبد الله وابو سعيد في السفينة قائما وقال الحسن

اور حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا

تصلي قائما مالم تشق على اصحابك تدور معها وال افقاعداً

کہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب تک تمہارے ساتھیوں پر شاق و گراں نہ ہو کشتی کے ساتھ گھومتے جاؤ ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھو

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ چٹائی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

وصلى جابر وابو سعيد في السفينة قائما: ..... حضرت ابو سعید کا نام سعد بن مالک الخدری ہے۔

سفینه: ..... کشتی کو کہتے ہیں اور اس کی جمع سفائن، سفن اور سفین آتی ہے۔

یہ تعلق ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ اسے موصولاً بیان ہے!

سوال: ..... حضرت جابر کے اثر کا باب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

جواب : ..... باب کے ساتھ ربط اور مناسبت اس لحاظ سے ہے کہ سفینہ اور حمیر دونوں پر سجدہ کرنا غیر ارض پر سجدہ کرنا ہے!

### کشتی اور بحری جہاز پر نماز پڑھنے کا حکم

**حضرت امام اعظم ابوحنیفہ:** ..... فرماتے ہیں کہ کشتی میں نماز پڑھنے کے لئے ابتداء ہی سے بیٹھ سکتا ہے کیونکہ کشتی میں مسافر مشقت میں ہوتا ہے چکر وغیرہ آتے ہیں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک کشتی میں قائماً یا قاعداً عذر کے ساتھ اور بغیر عذر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

**امام ابویوسف اور امام محمد:** ..... فرماتے ہیں کہ بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ قیام رکن ہے اور رکن عذر کی وجہ سے چھوڑا جاسکتا ہے بغیر عذر کے نہیں یہ اختلاف سفینہ غیر مربوط کے بارے میں ہے اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو تو پھر بالا جماع بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ۳

**وقال الحسن تصلى قائم الخ:** ..... حسن سے مراد حسن بصری ہیں اس تعلق کو ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ موصولاً بیان فرمایا ہے!

**تصلى:** ..... واحد مذکر حاضر فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے یہ اس شخص کو خطاب ہے جس نے سوال کیا کہ آیا وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب تک تمہارے ساتھیوں پر شاق نہ گذرنے لگے اور کشتی کے رخ کے ساتھ مڑتے جاؤ اور، اگر ساتھیوں پر شاق گذرنے لگے تو بیٹھ کر نماز پڑھو علامہ قسطلانی کی یہی رائے ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں کہ تدور معہا کا مطلب یہ ہے کہ کشتی اگر جانب قبلہ سے

پھر جائے اور نمازی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں قبلہ کی طرف پھر جائے ۵

(۳۷۱) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ان مالک عن اسحاق بن عبد الله بن ابی طلحة عن انس بن مالک
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے زجر بنی اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کے واسطے سے حضرت انس بن مالک سے
ان جدته ملیکہ دعت رسول الله ﷺ لطعام صنعته له فاكل
کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس کا اہتمام انہوں نے آپ ﷺ کے لئے کیا تھا آپ ﷺ نے کھانا کھانے
منہ ثم قال قوموا فلاصلی لکم قال انس فقمت الی حصر لنا قد اسود من طول ما لبس
کے بعد فرمایا کہ آؤ تمہیں نماز پڑھا دوں حضرت انس نے کہا کہ میں نے اپنے گھر کی چٹائی اٹھائی جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی
فنضحتہ بماء فقام رسول الله ﷺ ووصفت والیتیم
میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور میں اور یتیم
وراءہ والعجوز من ورائنا فصلی لنا رسول الله ﷺ کعتین ثم انصرف (انظر: ۷۲۷، ۸۶۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۱۱۶۳)
آپ ﷺ کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی عورت (حضرت انس کی دادی ملیکہ) ہمارے پیچھے
کھڑی ہوئیں پھر نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راوی یہ حضرت ملیکہ ہیں اور یہ حضرت انس کی دادی ہیں۔

یہ حدیث امام بخاری متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں امام مسلم اور امام ابو داؤد اور امام ترمذی اور امام

نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

جدتہ: ..... جدت کی، ہ، ضمیر میں اختلاف ہے کہ کس کی طرف راجع ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اٹھنے کی طرف راجع ہے

اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت انس کی طرف راجع ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کی بھی یہی رائے ہے کہ ضمیر حضرت انس

کی طرف راجع ہے۔

دعت رسول اللہ ﷺ: .....ملیکہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس کا اہتمام انہوں نے آپ ﷺ کے لئے کیا تھا یہ دعوت دراصل نماز کے لئے تھی لیکن کھانا بھی تیار کیا جا چکا تھا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں والظاهر ان قصد ملیکہ من دعوتها كان للصلوة. قصہ عثمان بن مالکؓ (جو آگے آ رہا ہے) اور قصہ ملیکہ میں کوئی تعارض نہیں طعام کے لئے بلایا ہو اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی ہو یا نماز کے لئے بلایا ہو اور کھانا کھلایا ہو دونوں کام ایک ہی بلاوے میں جمع ہو سکتے ہیں۔

قوموا فاصلى لكم: .....یہ بطور اہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے قبیل سے ہے کہ تم نے ہمیں کھانا کھلایا آؤ ہم تمہیں نماز پڑھائیں۔

فبضحته بماء: ..... میں نے اسے پانی سے دھویا یہ نضح بالماء دو وجہ سے ہو سکتا ہے۔

۱: ..... چٹائی نیزھی ہو چکی تھی اسے نرم کرنے کے لئے پانی ڈالا پھر اس صورت میں نضح کے معنی چھینے دینے کے ہو گئے۔

۲: ..... چٹائی کی سیاہی کو زائل کرنے کے لئے نضح کیا تو پھر اس صورت میں نضح کے معنی دھونے کے ہو گئے۔

وصَفَتْ و الیتیم وراء ۵: ..... میں اور یتیم (رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابو ضمیرہ کے صاحبزادے ضمیرہ) آپ ﷺ کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی عورت (حضرت انسؓ کی دادی ملیکہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ یتیم کا نام ضمیرہ ہے۔

مسائل مستنبطہ: .....

۱: ..... اگر کوئی دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کر لینی چاہیے۔

۲: ..... نفل نماز جماعت سے پڑھی جاسکتی ہے ۲۔

۳: ..... نوافل گھر میں پڑھنے چاہئیں اس لئے کہ مساجد فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

۴: ..... دن کے نوافل میں افضل یہ ہے کہ دو دور کعتیں پڑھی جائیں ۴۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ..... کے ہاں دن اور رات میں نوافل کی چار، چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔

۵:..... چٹائی اور مصلی صاف اور پاک ہونے چاہئیں۔

۶:..... مقتدی اگر دو ہوں تو امام کے پیچھے صف بنائیں۔ امام ان کے درمیان کھڑا نہ ہو۔ تمام علماء کا مذہب یہی ہے۔

لیکن حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ امام کو دو کے درمیان کھڑا ہونا چاہیے!

(۲۶۲)

## ﴿باب الصلوٰۃ علی الخمرۃ﴾

چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض:..... چونکہ صلوٰۃ علی الخمرۃ کی کراہت حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے منقول ہے اس لئے ان پر رد فرما رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خمرہ اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جو مصلی کے لئے پوری نہ ہو تو ایسی صورت میں بعض حصہ نماز تو ارض پر ہوگا اور بعض غیر ارض پر۔ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر متنبہ فرمادیا۔

سوال:..... صلوٰۃ علی الخمرۃ کو حدیث میمونہؓ میں باب الصلوٰۃ علی الخمرۃ میں بیان کر دیا تھا اس کو دوبارہ لانے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ..... وہاں مسد سے روایت کیا گیا اور یہاں ابی الولید سے مختصر روایت کیا گیا ہے یعنی طویل بات کو اختصار سے پیش فرما رہے ہیں۔

(۳۷۲) حدثنا ابو الولید قال نا شعبة قال نا سلیمان الشیبانی

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا

عن عبد اللہ بن شداد عن میمونۃ قالت کان النبی ﷺ یصلی علی الخمرۃ (راجح ۳۳۳)

عبد اللہ بن شداد کے واسطے سے وہ حضرت میمونہؓ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے

حدثنا ابو الولید: ..... حدیث میمونہؓ کو دوسرے طریق سے امام بخاریؒ یہاں لائے ہیں اور طریق اول کو باب اذا اصاب ثوب المصلی امرأته اذا سجد میں ذکر فرمایا اس میں حدیث میمونہؓ ابو الولید سے مروی ہے اور وہاں مسد سے مروی ہے۔

(۲۶۳)

### ﴿باب الصلوٰۃ علی الفراش﴾

بستر پر نماز پڑھنا

وصلی انس بن مالک علی فراشه وقال انس کنا نصلی مع النبی ﷺ

انس بن مالک نے اپنے بستر پر نماز پڑھی اور آپؐ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

فیسجد	احدنا	علی	ثوبہ
اور نمازیوں میں سے کوئی بھی اپنے کپڑوں پر سجدہ کر لیتا تھا			

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۷۳) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابي النضر مولى عمر بن عبد الله عن ابي سلمة بن عبد الرحمن

هم من اسمعيل نے بیان کیا کہا مجھ سے مالک نے بیان کیا عمر بن عبد اللہ کے مولى ابو النضر کے حوالہ سے وہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے

عن عائشة زوج النبي ﷺ انها قالت كنت انام بين يدي رسول الله ﷺ

وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عنہم سے آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی

ورجلای فی قبلته فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی

اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے

واذا قام لبسطهما قالت والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح

میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور آپ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو میں انہیں پھر پھیلا لیتی فرمایا اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے

راجع: ۳۸۳، ۳۸۲، ۵۰۸، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۹، ۵۱۷، ۹۹۷، ۱۲۰۹، ۶۲۷

(۳۷۴) حدثنا يحيى بن بكير قال نا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني عروة

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے عقیل کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے کہا مجھے عروہ نے خبر دی

ان عائشة اخبرته ان رسول الله ﷺ كان يصلي وهي بينه وبين القبلة

حضرت عائشہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور وہ (حضرت عائشہ) آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان

علی فراش اهله اعتراض الجنازة (راجع: ۳۸۲)

گھر کے بستر پر اس طرح لیٹی ہوتیں جیسے (نماز کے لئے) جنازہ رکھا جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆

(۳۷۵) حدثنا عبد الله بن يوسف قال نا الليث عن يزيد عن عراك عن عروة ان النبي ﷺ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے حدیث بیان کی یزید سے انہوں نے عراک سے وہ عروہ سے کہ نبی کریم ﷺ

كان يصلي وعائشة معترضةً بينه وبين القبلة على الفراش الذي ينامان عليه (راجع: ۳۸۲)

نماز پڑھتے اور حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان اس بستر پر لیٹی رہتیں جس پر آپ دونوں سوتے تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ استعمال کے کپڑوں پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے بستر پر جائز ہے اور اگر استعمال کے کپڑے مُتَبَدَّل (میلے کھیلے) ہوں تو ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

وصلی انسؓ علی فراشہ :..... یہ تعلق ہے۔ ابن ابی شیبہؒ نے اسے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ ابن ابی شیبہ وسعید بن منصور کلاهما عن ابن المبارک عن حمید قال کان انسؓ یصلی علی فراشہ۔

وقال انسؓ کنا نصلی مع النبی ﷺ :..... یہ تعلق ہے امام بخاریؒ نے اسے اگلے باب میں موصولاً بیان فرمایا ہے۔

فیسجد احدنا علی ثوبہ :..... اور ہم نمازیوں میں سے کوئی بھی اپنے کپڑوں پر سجدہ کر لیتا تھا۔ جب اپنے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ جائز ہے تو جو پہنا ہوا نہیں ہے اس پر بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

حدثنا اسمعيل :..... وجہ مطابقتہ هذا الحدیث فی قولہا ((كنت انام)) لان نومها كان علی الفراش۔ حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ایک دو مقام پر تخریج فرمایا ہے اور یہ حدیث امام مسلمؒ نے، امام ابوداؤد نے اور امام نسائی نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح :..... حضرت عائشہؓ دفع دخل مقدر فرما رہی ہیں کہ مجھ پر اعتراض

نہ کرنا کہ میں خود کیوں نہیں موڑ لیا کرتی تھی پاؤں سمیٹنے میں آپ ﷺ کے غمز (آہستہ دبانا) کا انتظار کیوں کرتی تھی تو جواب دیا کہ چراغ تو تھا ہی نہیں کہ کچھ نظر آجاتا اور یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ آپ ﷺ کا قیام کتنا طویل ہوگا چار، چار اور پانچ، پانچ پارے آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ میں پاؤں پھیلائے رکھتی تھی آپ ﷺ جب سجدے میں جانے لگتے تو اطلاع دینے کے لئے ہاتھ لگا دیتے تھے اور میں پاؤں سمیٹ لیا کرتی تھی۔

## مسائل مستنبطہ:.....

- ۱۔ عورت کے سامنے آنے سے مرد کی نماز باطل نہیں ہوتی۔
- ۲۔ عمل قلیل نماز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔
- ۳۔ سوئے ہوئے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔
- ۴۔ فراش پر نماز جائز ہے اور اسی کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاری نے ترجمہ الباب قائم فرمایا۔

حدثنا يحيى بن بكير: ..... مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة: اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاری کے علاوہ امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اعتراض الجنازة: ..... میں بستر پر اس طرح لیٹی ہوتی جیسے نماز کے لئے جنازہ رکھا جاتا ہے۔

جنازہ، جیم کی فتح کے ساتھ ہے معنی ہے المیت علی السریر۔ جنازہ جیم کے کسرہ کے ساتھ معنی ہے سریر المیت

حدثنا عبد الله بن يوسف: ..... یہ حدیث مرسل ہے لیکن یہ اس بات پر محمول ہے کہ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے اور امام بخاری اس مرسل کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں فراش کی قید ہے۔



(۲۶۳)

## ﴿باب السجود علی الثوب فی شدة الحر﴾

گرمی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنا

وقال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمة  
اور حسن نے فرمایا کہ لوگ عمامہ اور کنبوپ پر سجدہ کرتے تھے۔ اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے

☆☆☆☆☆☆

(۳۷۶) حدثنا ابو الوليد هشام بن عبد الملك قال نا بشر بن المفضل قال حدثني غالب القطان عن  
ہم سے ابو الوليد هشام بن عبد الملك نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا کہا مجھے غالب قطان نے خبر پہنچائی  
بکر بن عبد الله عن انس بن مالك قال كنا نصلي مع النبي ﷺ  
بکر بن عبد اللہ کے واسطے سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے  
فيضع احدنا طرف الثوب من شدة الحر في مكان السجود (انظر ۵۳۲، ۱۲۰۸)  
سجدہ کے وقت ہم میں سے کوئی بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کرنے کی جگہ رکھ لیتا تھا

## ﴿تحقيق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب سے امام بخاری شوافع پر رد فرما رہے ہیں اس لئے کہ ان کے

نزدیک ٹوب متصل پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ منفصل ہونا چاہیے، اور جمہور کے نزدیک یہ جائز ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کے ساتھ ہیں۔ اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اگر گرمی کی زیادتی میں ملبوس کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے تو اسی طرح آستینوں اور پگڑی کے پیچ پر بھی سجدہ کر سکتا ہے۔ حالت ضرورت میں جائز ہے بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

وقال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة: ..... عمامة: ..... پگڑی کو کہتے ہیں۔

قلنسوة: ..... کن ٹوب یعنی ٹوپی اور اس کی جمع قلانس آتی ہے۔ کمرہ: ..... کمر بمعنی آستین

حدثنا ابو الولید: ..... مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ

امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۲۶۵)

### ﴿باب الصلوٰۃ فی النعال﴾

نعل پہن کر نماز پڑھنا

(۳۷۷) حدثنا آدم بن ابی ایاس قال نا شعبة قال انا ابو مسلمة سعيد بن يزيد الازدي

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو مسلمہ سعید بن یزید ازدی نے بیان کیا

قال سألت انس بن مالک اکان النبی ﷺ یصلی فی نعلیه قال نعم (انظر ۵۸۵۰)

کہا میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ اپنے نعلین مبارک پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... ابواب الثیاب بیان ہو رہے تھے اور نعال (جوتا) بھی چونکہ ثیاب میں داخل ہے اس لئے صلوٰۃ فی النعال کا بیان فرما دیا باب سابق میں تغطية الوجه بالثوب الذى يسجد عليه کا بیان تھا اور اس باب میں تغطية بعض القدمين کا بیان ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایک غرض یہ ہے کہ قرآن پاک میں فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۲ آیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ صلوٰۃ فی النعل جائز نہ ہو کیونکہ جب مقام طویٰ میں جوتے اتارنے کا حکم ہے تو مسجد میں تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہونا چاہئے۔ اس وہم کو دفع کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے اس کا جواز ثابت فرمایا ۳

حاصل : ..... جوتوں کے اندر نماز جائز ہے جب کہ وہ ناپاک نہ ہوں اور انگلیوں کے استقبال سے بھی مانع نہ ہوں اور عرف کے اندر معیوب بھی نہ ہو۔ آپ کے زمانہ کے جوتے آج کل کی ہوائی چپلوں کی طرح کے تھے اگر ان پر گندگی لگ جاتی تو ریتلا علاقہ ہونے کی وجہ سے چلنے سے پاک ہو جاتے تھے۔ ہمارے جوتوں میں نماز مکروہ ہوگی کیونکہ تینوں شرطوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور مفقود ہوگی۔ عرف بھی اب ایسا نہیں کیونکہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ گلیوں اور سڑکوں پر گندگی کے ڈھیر پائے جاتے ہیں گندگی لگ جانے کی صورت میں پاک بھی نہیں ہوتے کیونکہ علاقہ ریتلا نہیں ہے اور سخت ہونے کی وجہ سے انگلیاں بھی مستقبل قبلہ نہیں ہو سکتیں۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ان جوتوں میں نماز نہ ہوگی بلکہ عرب والے جوتوں میں نماز ہو جائے گی اور ہمارے عرف میں مسجد میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو مسجد کی توہین سمجھا جاتا ہے اس لئے ان اشیاء سے جو کہ عرف میں اہانت کرنے والی ہوں مساجد کو بچانا چاہیے وعلیہ الفتویٰ ۴

حدثنا آدم بن ابی ایاس : ..... مطالقة اللحدیث للترجمة ظاهرة.

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ

نے، امام ترمذی اور امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

جوتی کو نجاست سے پاک کرنے کا طریقہ: ..... جوتی کو نجاست سے کیسے پاک کیا جائے؟ اس میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے اس بارے میں چند مذاہب یہ ہیں۔

مذہب اول: ..... امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جوتے پر اگر ترنجاست لگ جائے تو وہ پانی سے ہی پاک ہوگا اور اگر نجاست خشک ہو تو وہ زمین کی رگڑ سے بھی پاک ہو جائے گا۔

مذہب ثانی: ..... اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ نجاست تر ہو یا خشک موزے پر ہو یا جوتے پر ہر حال میں پانی سے ہی نجاست زائل ہوگی!

(۲۶۶)

### ﴿باب الصلوٰۃ فی الخفاف﴾

خفین پہن کر نماز پڑھنا

خفاف: ..... خف کی جمع ہے والمناسبة بين البابين ظاهرة.

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہاں سے موزوں میں نماز پڑھنے کی اولویت بیان فرما رہے ہیں۔ اس لئے کہ ابوداؤد شریف میں ہے عن یعلی بن شداد بن اوس عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ خالف اليهود فانهم لا یصلون فی نعالهم ولا خفافهم ۲۔ تو اس باب سے امام بخاریؒ نے اس کی اولویت کی طرف اشارہ فرمادیا۔

(۳۷۸) حدثنا ادم قال نا شعبة عن الاعمش قال سمعت ابراهيم

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا کہا میں نے ابراہیم سے سنا وہ

یحدث عن همام بن الحارث قال رأيت جرير بن عبد الله بال ثم توضا

ہمام بن حارث کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جریر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا

ومسح على خفيه ثم قام فصلى فُسئِلَ فقال رأيت النبي ﷺ صنع مثل هذا

اور اپنے خفین پر مسح کیا پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھی آپ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے

قال ابراهيم فكان يعجبهم لان جريرا كان من اخر من اسلم

ابراہیم نے کہا کہ یہ حدیث محدثین کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی کیونکہ حضرت جریرؓ آخر میں اسلام لانے والوں میں تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة في قوله (ومسح على خفيه ثم قام فصلى).

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں جبکہ چھٹے حضرت جریر بن عبد اللہ نجفی صحابی ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے، امام ترمذی نے، امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ نے کتاب الطہارۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

فكان يعجبهم: ..... ابراہیم نے کہا کہ یہ حدیث محدثین کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی۔ وجہ اعجاب یہ تھی کہ اس

کا احتمال تھا کہ مسح علی الخفین آیت وضو سے منسوخ ہو گیا ہو مگر جب حضرت جریرؓ نے مسح کیا اور یوں فرمایا کہ

میں نے تو نبی کریم ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے حضرت جریرؓ اخیر زمانہ میں اسلام لائے اور انہوں نے نبی کریم

ﷺ کے مسح کا ذکر فرمایا تو معلوم ہوا کہ آیت وضو اس کے واسطے ناخ نہیں ہے! لان جریرؓ کان من آخر من

اسلم کیونکہ حضرت جریرؓ آخر میں اسلام لانے والوں میں تھے آپ ﷺ کے وصال کے قریب یعنی اسی سال اسلام

لائے جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ یہ حدیث ان حضرات کو اس لئے پسند تھی کہ جو مسح علی الخفین کا انکار کرتے

تھے ان کے خلاف حجت تھی کیونکہ وہ لوگ یہ کہہ دیتے کہ یہ آیت وضو سے پہلے کی بات ہے اس کا اس حدیث سے پتہ

چل گیا کہ یہ آیت وضوء کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی کی روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ جب حضرت جریر بن عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ اسلام میں پہلے داخل ہوئے یا سورۃ مائدہ پہلے اتری تو انہوں نے جواب دیا ما اسلمت الا بعد نزول المائدة ا

(۳۷۹) حدثنا اسحق بن نصر قال نا ابو اسامة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن المغيرة بن

ہم سے اسحق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا عیاش کے واسطے سے وہ مسلم سے وہ مسروق سے وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے

شعبة قال وضأت النبي ﷺ فمسح علي خفيه وصلى (راجع ۱۸۲)

آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرایا آپ ﷺ نے اپنے خفین پر مسح کیا اور نماز پڑھی

مطابقة للترجمة ظاهرة : ..... اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاری نے یہاں مختصراً ذکر فرمایا ہے کتاب الجہاد، اللباس اور کتاب الصلوة میں لائے ہیں، امام مسلم، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے اس کی وضاحت کتاب الوضوء میں گزر چکی ہے الخیر الساری ص ..... ج ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۶۷)

﴿باب اذالم يتم السجود﴾

جب سجدہ پوری طرح نہ کرے

(۳۸۰) حدثنا الصلت بن محمد قال نا مهدي عن واصل عن ابي وائل عن حذيفة

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا واصل کے واسطے سے وہ ابو وائل سے وہ حضرت حذیفہ سے کہ

انه رأى رجلا لا يتم ركوعه ولا سجوده فلما قضى صلوته قال له حذيفة

انهوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا نہیں کرتا تھا جب اس نے اپنی نماز پوری کر لی تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا

ما صليت قال واحسبه قال لومتُّ متَّ علي غير سنة محمد ﷺ (انظر ۷۹۱، ۸۰۸)

کہ تم نے نماز نہیں پڑھی مگر میں نے کہا میں خلیل کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم مرحلہ تو تمہاری موت محمد ﷺ کی سنت سے انحراف کی حالت میں ہوگی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس ترجمہ الباب پر دو سوال ہیں۔

سوال (۱) : ..... ستر عورت کے مسائل کا بیان جاری تھا اور اب اس باب کو لائے ہیں تو یہ باب بے ربط ہے۔

سوال (۲) : ..... بخاری ص ۱۱۲ پر یہ باب دوبارہ آرہا ہے اور اصل بحث تو وہاں ہے لہذا تکرار ہوا۔ تو دونوں سوالوں کے شرخ نے متعدد جواب دیے ہیں۔

جواب اول : ..... ناخین کی غلطی ہے، یعنی کسی کاتب کا تصرف ہے۔

جواب ثانی : ..... بخاری شریف کے نسخہ اصیلی میں یہ باب دونوں جگہ مذکور ہیں اور بخاری شریف کے نسخہ مستملی میں دونوں جگہ اصیلی مذکور نہیں! تو تکرار نہ ہوگا اور یہ نسخہ (نسخہ مستملی) راجح ہے تو اس بنا پر دونوں اشکال مرتفع ہو گئے۔

نسخہ اصیلی : ..... کے تکرار کی توجیہ یہ ہے کہ یہ تکرار صوری ہے حقیقی نہیں کیونکہ دونوں کی اغراض مختلف ہیں۔

غیر موقع ہونے کا جواب یہ ہے کہ اس کو شرائط صلوٰۃ سے مناسبت ہے۔ لم يتم السجود کی مناسبت یوں ہے کہ جب یہ مقام شرائط صلوٰۃ کا ہے اور (سجدہ) شرائط صلوٰۃ کا عدم نماز کو صحیح نہیں ہونے دیتا تو ایسے ہی رکن (سجدہ) کا عدم صحت صلوٰۃ سے مانع ہے اور ان کا نقصان نماز کے نقصان کو لازم ہے ۲

جواب ثالث : ..... اس سے مقصود ستر کا ہی بیان ہے وہ اس طرح کہ فرما رہے ہیں کہ سجدہ کے وقت بھی پردہ ضروری ہے۔

جواب رابع: ..... چوتھا جواب اگلے باب، باب یندی ضبعیہ الخ کو ساتھ ملا کر ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ سجدہ میں اخفاء نہ کرے بلکہ ابداء کرے۔ ابداء سنت ہے اگرچہ کپڑا چھوٹا ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کپڑے چھوٹے ہونے کے باوجود ابداء کیا اگر کپڑا چھوٹا نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بغل مبارک کی سفیدی کیسے نظر آتی اور اس کے اثبات کے واسطے باب اذالم یتعم السجود منعقد فرمایا اگر سجدہ کرتے وقت تجانی نہیں کرے گا تو اتمام سجود نہ ہوگا۔ یہاں بیان کیفیت سجدہ نہیں بلکہ بیان تکمیل شرائط صلوٰۃ ہے۔ جبکہ بخاری شریف ص ۱۱۲ ج ۸ پر بیان کیفیت سجدہ ہے لہذا تکرار بھی نہ ہوا۔

سوال: ..... اگر اتمام سجدہ اور ستر میں تعارض ہو جائے تو ترجیح کس کو دینی چاہئے۔

جواب: ..... ابداء ضبعین (بغلوں کو کھلا رکھنا) اور محافات جنین (پہلوؤں کو جدا رکھنا) اس وقت ضروری ہے جب کپڑا وسیع ہو اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو پھر سجدہ سکڑ کر (اکٹھا ہو کر) کرنا چاہئے تاکہ ننگا ہونے سے محفوظ رہ سکے اصل مقصود اس باب سے یہ ہے کہ تعدیل ارکان ہونا چاہئے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے رکوع اور سجدہ میں طمانینہ امام صاحبؒ کے نزدیک سنت ہے اور جمہور آئمہؒ کے نزدیک فرض ہے۔

اخبرنا الصلت: ..... مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ فلما قضی صلوٰۃ یہاں قضا بمعنی اداء ہے ۳۔



(۲۶۸)

﴿باب یدی ضبعیہ و یجافی جنبیہ فی السجود﴾

سجدہ میں اپنی بغلوں کو کھلی رکھے اور اپنے پہلوؤں سے جدار کھے

(۳۸۱) حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنی بکر بن مضر عن جعفر عن ابن ہرمر عن

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے حدیث بیان کی بکر بن مضر نے جعفر کے واسطے سے وہ ابن ہرمر سے

عبد اللہ بن مالک ابن بُحینۃ ان النبی ﷺ کان اذا صلی فرج بین یدیہ

وہ عبد اللہ بن مالک بن بحینہ سے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اتنی کشادگی کر دیتے تھے

حتی یدو بیاض ابطیہ وقال اللیث حدثنی جعفر بن ربیعۃ نحوہ (انظر ۳۵۶۴، ۸۰۷)

کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے جعفر بن ربیعہ نے اسی طرح بیان کیا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال : ..... ستر عورت کے متعلق ابواب کا بیان چل رہا ہے اس باب کو ستر عورت سے کیا مناسبت ہے؟

جواب : ..... اس کو ستر عورت سے مناسبت یہ ہے کہ کہیں سجدہ کرنا کشف عورت کا باعث نہ ہو لہذا کھل کر سجدہ کرنا چاہئے

یا نہیں کرنا چاہیے تو امام بخاری نے یہ باب باندھ کر فیصلہ دیا کہ اگر کشف عورت کا خطرہ نہ ہو تو کھل کر سجدہ کرنا افضل ہے!

حدثنا يحيى بن بكير الخ :..... مطابقة هذا الحديث للترجمة في قوله ((كان اذا صلى))

لان المراد من قوله صلى سجد من قبيل اطلاق الكل و ارادة الجزء

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ ہیں۔ بحینہ ان

کی والدہ کا نام ہے ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا ۲

وقال الليث حدثني جعفر بن ربيعة نحوه :..... یہ تعلق ہے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم میں اس کی

تخریج فرمائی ہے اور وہ اس طرح ہے حدثنا عمرو بن سواد عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث والليث

بن سعد كلاهما عن جعفر بن ربيعة به وفي رواية عمرو بن الحارث ((اذا سجد يجرح في سجوده

حتى يرى وضح ابطيه)) وفي رواية الليث ((كان اذا سجد فرج يديه عن ابطيه حتى انى لارى

بياض ابطيه)) ۳

بسم الله الرحمن الرحيم

(۲۶۹)

﴿باب فضل استقبال القبلة﴾

قبلہ کے استقبال کی فضیلت

یہاں سے کتاب القبلة شروع ہو رہی ہے اور امام بخاریؒ کو جب لکھنے میں فترتہ واقع ہو جاتی تھی تو وہ

بسم الله الرحمن الرحيم سے ابتدا فرماتے تھے۔

ماقبل سے ربط : ..... یہ ہے کہ چونکہ شرائطِ صلوٰۃ کا بیان ہو رہا تھا اولاً وضوء کا ذکر فرمایا جو سب سے اہم ہے اور پھر لباس کا اور اب استقبال قبلہ کو ذکر فرما رہے ہیں!

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ جب ستر عورت کے احکام کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب استقبال قبلہ کو بیان فرما رہے ہیں اس لئے کہ جب آدمی نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے ستر عورت کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر استقبال قبلہ!

بیاض صدیقی ص ۸ ج ۲ میں ہے کہ اس جگہ سے امام بخاریؒ نماز کی دوسری شرط کو ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ ضروریات میں سے ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے انگشتانِ پاؤں کو بھی قبلہ کی طرف متوجہ کرنے کا کہا ہے۔

یستقبل باطراف رجلہ القبلة قالہ ابو حمید عن النبی ﷺ: ..... یہ تعلق اس حدیث کا ایک حصہ ہے جسے امام بخاریؒ صفة الصلوٰۃ میں لائے ہیں!۳

ابو حمید : ..... ان کا نام عبد الرحمن بن سعد الساعدی الانصارى المدنی ہے بعض حضرات نے ان کا نام منذر بھی بتایا ہے حضرت امیر معاویہؓ کے آخری زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

سوال : ..... اس تعلق سے کیا مقصود ہے؟ امام بخاریؒ اس کو کس لئے لائے ہیں۔

جواب : ..... اس سے ترجمہ الباب کی تاکید مقصود ہے کہ استقبال قبلہ اتنا ضروری ہے کہ اسے سجدے میں بھی ترک نہیں کیا جائے گا جہاں تک ممکن ہو تمام اعضاء کو استقبال قبلہ کرے!۴

ترجمة الباب کے عنوان پر تین اشکالات

اشکال (۱) : ..... ابھی تو استقبال قبلہ کی فضیلت شروع فرمائی اور کہاں استقبال اطرافِ رجلین الی القبلة کے اندر پہنچ گئے؟ حالانکہ اطرافِ رجلین کا استقبال سجدہ میں ہوتا ہے تو چاہیے یہ تھا کہ اولاً استقبال قیام وغیرہ کا ذکر فرماتے پھر بتدریج استقبال اطرافِ رجلین کا ذکر فرماتے۔

اشکال (۲) : ..... بخاری ص ۱۱۲ سطر نمبر ۷ پر باب يستقبل القبلة باطراف رجلہ آ رہا ہے لہذا یہ باب

تو مکرر ہو گیا؟

اشکال (۳): ..... ترجمۃ الباب میں اطرافِ رجليں کا ذکر فرمایا ہے تو اس کی روایت ذکر نہیں فرمائی اور جس روایت کا حصہ تعلقاً ذکر فرمایا ہے وہ روایت صفت الصلوٰۃ میں آئے گی!

جواب: ..... امام بخاری نے مستقبل باطرافِ رجليہ کو ترجمہ کا جز نہیں بنایا بلکہ غرض اس سے ترجمہ کی تاکید ہے کہ استقبال اس درجہ مؤکد ہے کہ بحالت سجدہ بھی نہیں چھوڑا جاسکتا، اور یہ ترجمہ مکرر بھی نہیں اس لئے حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ باب یہاں بالتبع ہے اور ص ۱۱۲ پر بالقصد آ رہا ہے!

(۳۸۲) حدثنا عمرو بن عباس قال انا ابن مهدي قال ثنا منصور بن سعد عن ميمون بن سياه
هم من عمرو بن عباس في بيان ما كذا، هم من ميمون بن سعد في بيان ما كذا، هم من ميمون بن سياه في بيان ما كذا
عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من صلى صلواتنا واستقبل قبلتنا
سے وہ حضرت انس بن مالک سے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی ہمارے قبلہ کا رخ کیا
واكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذي له ذمة الله وذمة رسول الله فلا تخفروا الله في ذمته
اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امان ہے پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی امان میں بے وفائی نہ کرو

مطابقة هذا الحديث للترجمة في قوله ((واستقبل قبلتنا))

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام نسائی نے ایمان میں حفص بن عمر سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔

من صلى صلواتنا: ..... ای صلی کما صلی صلاتنا. منصوب بنزع الخافض ای من صلی صلوٰۃ کصلواتنا.

واكل ذبيحتنا: ..... (ترجمہ) اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا یعنی ہمارے مذبوح کے طریقہ پر ذبح کر کے کھایا۔

قادیانیوں کا اشکال: ..... قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب ہم تمہارا ذبیحہ کھاتے ہیں اور تمہارے

قبلہ کا استقبال کرتے ہیں یعنی صلی صلاتنا (الحدیث) پر عمل کرتے ہیں تو پھر تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہوں؟

اس اعتراض کے متعدد جوابات دیئے جاتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

**جواب اول:** ..... سب سے پہلے اس حدیث کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ شرح اس حدیث کی یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں بیان کئے گئے تین امور حضور ﷺ کے دین کے خواص میں سے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ادیان میں نہیں ہیں ان کے مسلمان ہونے کا اظہار ان تینوں سے ہوتا ہے نصرا نیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہے جب کہ صلواتنا کا مطلب رکوع والی نماز ہے۔ اور یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ ہماری طرح نہیں تھا تو مطلب یہ ہوا کہ جب تک یہود و نصاریٰ ان تین امور کو نہیں کریں گے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ تینوں امور امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہیں اس لئے ان کو یہود و نصاریٰ کے دخول اسلام کے سلسلہ میں علامت اسلام قرار دیا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان تین امور میں ہی اسلام منحصر ہے۔

**جواب ثانی:** ..... اس حدیث پاک سے تو کلمہ پڑھنا بھی ثابت نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ تمام ضروریات دین کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ان تین امور کو علامت قرار دیا۔ شاید اسی لئے قرینہ کے طور پر امام بخاریؒ دوسری حدیث لائے۔

**جواب ثالث:** ..... بسا اوقات الفاظ علامت کے طور پر ہوتے ہیں اور مقصود ان سے ضروریات دین ہوتی ہیں ایسے ہی یہ تین امور تمثیلاً ذکر فرمائے نہ کہ ان میں حصر ہے کہ چاہے اور ضروریات دین کا منکر ہو اور ان کو تسلیم کر لے تو وہ مسلمان ہے۔ (میں آپ کو دلدل سے نکال رہا ہوں)

**جواب رابع:** ..... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ شعائر اسلام ہیں ایمان لانے کے بعد جب تک شعائر اسلام کو تسلیم نہیں کریں گے تو ایمان معتبر نہیں ہوگا جب وہ اپنے شعائر کو چھوڑیں گے اور شعائر اسلام کو قبول کر لیں گے تو ان کو مسلمان قرار دیا جائے گا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شعائر اسلام اختیار کئے ہوئے بھی وہ ضروریات دین کا انکار کر دیں تو کافر نہیں ہونگے یہ حدیث کافر کو اسلام تسلیم کروانے کے لئے ہے نہ یہ کہ جو مسلمان کہلاتا ہے اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے اس کو مسلمان برقرار رکھنے کے لئے۔

لہ ذمۃ اللہ: ..... ذمہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں آجانا ہے اصطلاحی ذمہ مراد نہیں ہے!

فلا تخفروا الله في ذمته : ..... یہ عبارت قلب پر محمول ہے ای لا تخفروا ذمۃ اللہ۔ علامہ خطابی اس

کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں ولا تخونوا الله في تضييع حق من هذا سبيله

فائدہ : ..... استقبال قبلہ نماز کی شرائط میں سے ہے اور نماز دین و اسلام کے ارکان میں سے ایک بڑا رکن ہے جس

نے جان بوجھ کہ استقبال قبلہ کو ترک کیا اس کی نماز نہیں ہوگی اور جس کی نماز نہ ہو اس کا دین نہیں ہوگا استقبال قبلہ نماز کے لئے مطلقاً شرط ہے مگر حالت خوف میں نہیں اور جو شخص مکہ مکرمہ میں رہتا ہو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ عین کعبہ

کی طرف نماز پڑھتے وقت متوجہ ہو۔ مکہ سے باہر رہنے والوں کے لئے جہت کعبہ کافی ہے۔

(۳۸۳) حدثنا عُمير قال نا ابن المبارک عن حميد الطويل عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ
ہم سے نعم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مبارک نے بیان کیا حمید طویل کے واسطے سے حضرت انس بن مالک سے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ
امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالواها
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں تا آنکہ لوگ خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لیں پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں
وصلوا صلواتنا واستقبلوا قبلتنا واكلوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا ذمائهم واموالهم
اور ہماری طرح نماز پڑھیں اور ہمارے قبلہ کا استقبال کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہیں
الا بحقها و حسابهم على الله
سوا اسلام کے حق کے (جو مسلمانوں کی جان و مال سے متعلق اسلام میں ہیں) اور (ان کے دل کے معاملہ میں) ان کا حساب اللہ پر ہے
وقال علي بن عبد الله حدثنا خالد بن الحارث قال نا حميد قال سال ميمون بن سياه
اور علی بن عبد اللہ نے فرمایا کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ميمون بن سياه نے
عن انس بن مالک فقال ابا حمزة وما يحرم دم العبد وماله فقال من شهد
حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ ابا حمزہ ہند کی جان اور مال کو کیا چیزیں حرام کرتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ جس نے شہادت دی

ان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واکل ذباحتنا فهو المسلم

کہ خدا (وحدہ لا شریک لہ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے

له مال للمسلم وعلیه ماعلی المسلم

اس کے وہی حقوق ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو عام مسلمانوں پر (اسلام کی طرف سے عائد کی گئی) ہیں

وقال ابن ابی مریم ان ایحیی بن ایوب قال نا حمید قال نا انس عن النبی ﷺ (راجح ۳۹۱)

اور ابن ابی مریم نے کہا ہمیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہ انہوں نے حمید سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے انس سے حدیث بیان کی کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے نقل کر کے

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

امام بخاریؒ نے اس روایت کو ذکر فرما کر اشارہ فرما دیا کہ روایت سابقہ میں مسلم ہونے کا جو حکم لگایا گیا ہے اور اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ثابت ہے یہ اس کے لئے ہے جو لا اله الا اللہ کا قائل ہو اور اگر اس کا قائل نہ ہو تو چاہے ہزار نمازیں پڑھ لے کوئی فائدہ نہیں!

الا بحقها ای بحق الدماء والاموال :..... تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۱ پر ہے ای بحق الکلمۃ والاسلام اور حق اسلام کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر اسلام میں حفظ دم نہیں ہے تو پھر حفظ دم وغیرہ نہ ہوگا مثلاً کوئی کسی کو قتل کر دے یا محصن زنا کر لے تو پہلا قصاص میں قتل ہوگا اور دوسرا رجم کر دیا جائے گا۔

وقال علی بن عبد اللہ :..... یہ مُعلق اور موقوف ہے تعلق تو اس لئے ہے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ بات علی بن عبد اللہ مدنیؒ نے فرمائی ہے اور موقوف اس لئے ہے کہ حضرت انسؓ نے اس کو مرفوع بیان نہیں فرمایا۔  
یا ابا حمزہ :..... یہ حضرت انسؓ کی کتبت ہے۔

وما یحرّم :..... میں واو عاطفہ ہے اور اس کا عطف شیء محذوف پر ہے گویا اس سے پہلے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اور پھر وما یحرّم کہا اسی کی روایت میں واو نہیں ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ واو استثنافیہ ہے اور واو کے بعد کلمہ ”ما“ استفہامیہ ہے اور یحرّم، راء کی تشدید کے ساتھ تحریم سے مشتق ہے۔

قال ابن ابی مریم : ..... یہ بھی تعلق ہے

سوال : ..... امام بخاری نے اس تعلق کو کیوں بیان فرمایا؟

جواب : ..... اس تعلق کو امام بخاری نے اس لئے ذکر فرمایا کہ عید طویل کے متعلق تالیس کا قول نقل کیا گیا ہے اور انہوں نے حضرت انسؓ سے (( عن )) کے ساتھ روایت نقل کی ہے معنہ مدلس میں انقطاع کا احتمال ہے تحدیث ثابت کرنے کے لئے حدیثا انسؓ ذکر فرمایا۔

(۲۷۰)

### ﴿باب قبلة اهل المدينة واهل الشام والمشرق﴾

مدینہ، شام اور مشرق میں رہنے والوں کا قبلہ

ليس في المشرق ولا في المغرب قبلة لقول النبي ﷺ

(مدینہ اور شام والوں کا) قبلہ مشرق و مغرب کی طرف نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لا تستقبلوا القبلة بغائط او بول ولكن شرقوا او غربوا

کہ پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف رخ نہ کرو البتہ مشرق کی طرف اپنا رخ کر لو یا مغرب کی طرف



جواب : ..... یہ نسخین کی تصحیف ہے یعنی کاتب کی غلطی ہے۔

اشکال علی تقدیر غرض ثانی : ..... اس اشکال کا سمجھنا ایک فائدے پر موقوف ہے اور وہ فائدہ یہ ہے۔  
فائدہ : ..... غرض اول کی تقدیر پر (والمشرق) کو مرفوع پڑھیں یا مجرور تو ایک ہی اشکال ہوتا تھا جس کا جواب ہو چکا ہے لیکن غرض ثانی کی تقدیر پر (والمشرق) کی دونوں صورتوں کے لحاظ سے ہر صورت پر علیحدہ اشکال ہے اب ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

اشکال علی الصورة الاولى : ..... ای صورة رفع المشرق . اشکال یہ ہے کہ جب مقصود تمام روئے زمین والوں کے قبلے کو بیان کرنا ہے تو پھر ترجمہ کے اندر اہل مدینہ و اہل الشام و مشرق کا ذکر کر کے مغرب کو کیوں چھوڑ دیا؟

جواب : ..... چونکہ روایت سے اہل مدینہ اور اہل شام کا قبلہ صراحتاً ثابت ہے اس لئے ترجمہ الباب میں ان کو صراحتاً ذکر کر کے ثابت کر دیا اور (والمشرق) کا ذکر اشارۃ فرمادیا کہ اہل مشرق کا قبلہ اہل مدینہ اور اہل شام کے خلاف ہے اور مشرق کے تابع مغرب کا ذکر بھی سمجھا جائے گا۔

اشکال علی الصورة الثانية: ..... ای بجر المشرق . اس صورت پر یہ اشکال ہوگا کہ اہل مدینہ اور اہل شام کے لئے تو صحیح ہے کہ ان کے لئے مغرب میں قبلہ نہیں لیکن (والمشرق) کے لحاظ سے یہ درست نہیں کیونکہ اہل مشرق کے لئے تو مغرب میں قبلہ ہے۔

جواب : ..... اس کا یہ ہے کہ مشرق سے مراد مشرق خاص ہے اور خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خاص خطے کے لوگ مراد ہیں جو بخارا اور مرو وغیرہ کے ہیں یہ علاقے اس زمانے میں مشرق کہلاتے تھے۔ اور شام چونکہ اس سے مغرب میں واقع ہے اس لئے وہ مغرب کہلاتا تھا تو یہاں پر مشرق سے مراد خاص بخارا اور مرو ہیں جو شام کے مقابل ہیں وہ مراد ہیں اور اہل شام ان کے مقابل مغرب میں ہیں اور بخارا، مرو وغیرہ سے قبلہ جنوب کی جانب میں ہے لہذا جو اہل مدینہ اور شام کا قبلہ ہے وہی اہل مشرق خاص یعنی اہل بخارا اور مرو وغیرہ کا قبلہ ہو مگر چونکہ مرو وغیرہ مشرق میں واقع ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن مبارک سے امام ترمذی نے ترمذی شریف میں و اختار ابن المبارک لاهل

المرو التیاسر نقل کیا ہے کہ ذرا سائیں طرف کومائل ہو کر نماز پڑھیں۔ اب اشکال نہیں رہا۔ مدینہ کا مشرق یا شام کا مشرق۔ تو ان کے لئے مشرق و مغرب میں قبلہ نہیں ہے۔

اشکال ثانی : ..... مشرق کا ذکر فرمایا مغرب کا ذکر کیوں نہیں فرمایا؟

جواب اول : ..... اسلام چونکہ مشرقی جانب میں پھیلا ہوا تھا مغرب کی جانب میں ابھی تک نہیں پھیلا تھا اس لئے صرف مشرق کا ذکر فرمایا عہدہ القاری ص ۱۲۸ ج ۳ پر ہے واما تخصیص المشرق فلان اکثر بلاد الاسلام فی جهة المشرق .

جواب ثانی : ..... علامہ عینی اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں والمغرب محذوف ہے احد المتقابلین کے ذکر پر اکتفا کر لیا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت پاک میں (سَرَابِيلٌ تَقِيكُمُ الْحَرَّ) ای والبرد جیسے اس آیت پاک میں برد خود بخود بخود سمجھ آ رہا ہے اسی طرح مغرب خود سمجھ میں آ جائے گا۔

لقول النبي ﷺ لا تستقبلوا القبلة بغائط الخ : ..... یہ تعلق ہے امام نسائی نے اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے اور وہ اس طرح ہے قال اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن الزهري عن عطاء بن يزيد عن ابی ایوب ان النبي ﷺ قال لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها بغائط او بول ولكن شرقوا او غربوا . اور امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

(۳۸۴) حدثنا علي بن عبد الله قال نا سفين قال نا الزهري عن عطاء بن يزيد الليثي

هم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے عطاء بن یزید لیبی کے واسطے سے بیان کیا

عن ابی ایوب الانصاری ان النبي ﷺ قال اذا اتيمت الغائط فلا تسقبلوا القبلة

انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم قضاے حاجت کرو تو اس وقت نہ قبلہ کی طرف رخ کرو

ولا تستدبروها ولكن شرقوا او غربوا قال ابو ایوب فقدمنا الشام

اور نہ پشت۔ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا رخ کر لیا کہ حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا کہ ہم جب شام آئے

فوجدنا مَرَا حِيضَ بُنِيَتْ قَبْلَ الْقِبْلَةِ فَسُحِرَ وَنَسْتَفِرُّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

تو یہاں کے بیت الخلاء قبلہ بنے ہوئے تھے (جب ہم قضاء حاجت کے لئے جاتے) تو ہم پھر کر بیٹھ جاتے تھے اللہ عزوجل سے استغفار کرتے تھے

وعن الزهري عن عطاء قال سمعت ابا ايوب عن النبي ﷺ مثله (راجع ۱۳۳)

اور ان صحابہ زہری سے مروی ہے عطاء سے روایت کرتے ہیں کہا کہ میں نے ابو ایوب انصاریؓ سے سنا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے ایسی طرح روایت کرتے تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة هذا الحديث للترجمة في قوله شرعوا او غربوا .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابو ایوب انصاریؓ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی خالد بن زید ہے یہ تمام لڑائیوں میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ رہے قسطنطنیہ میں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا انہوں نے مرض الوفا میں اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے ساتھ اٹھائے چلنا جب تم دشمن کے مقابلے میں صف بندی کرو تو تم مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا چنانچہ آپؓ کے ساتھیوں نے ایسے ہی کیا اس حدیث کو امام بخاری کتاب الطہارۃ میں بھی لائے ہیں، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

الغائط : ..... قضاء حاجت کے لئے نشی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

فقد منا الشام الخ : ..... شام ایک خوبصورت ملک ہے مذکورہ دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور یہ

حضرت نوح علی نبیہ وعلیہ السلام کے بیٹے سام بن نوح علی نبیہ وعلیہ السلام کے نام سے موسوم ہے اس لئے کہ سب سے پہلے وہی

اس جگہ تشریف لائے سام کی سین کو شین سے بدلا تو شام کہلانے لگا

مرا حیض : ..... میم کی فتح کے ساتھ ہے اور یہ مرعاض کی جمع ہے، بیت الخلاء اور لیٹرین کو کہتے ہیں۔

ونستغفر الله تعالى : .....

سوال : ..... بعد الانحراف یعنی جب قبلہ کی جانب بیٹھے ہی نہیں تو وجہ استغفار کیا ہے؟

جواب اول : ..... جنہوں نے بنایا تھا ان کے لئے استغفار کرتے تھے۔

سوال : ..... اہل شام تو کافر تھے ان کے لئے استغفار کا کیا فائدہ؟

جواب اول : ..... ان کے بنانے والے اہل کتاب تھے ان کے لئے استغفار کرتے تھے۔

جواب ثانی : ..... انحراف کا مطلب یہ ہے کہ ہم رُخ موڑ کر بیٹھتے لیکن چونکہ پوری طرح رُخ نہیں مڑتا تھا اس

لئے استغفار فرماتے تھے بہر حال یہ حضرات اپنے فعل پر استغفار فرماتے تھے!

سوال : ..... کسی غلط کام کو بھول کر کر لینے سے انسان گنہگار نہیں ہوتا اور ان کا یہ عمل سہوا تھا جس کے لئے استغفار

کی ضرورت ہی نہیں تھی تو پھر استغفار کیوں فرماتے؟

جواب : ..... صحابہ کرام اہل ورع تھے اور تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور اعلیٰ مراتب پر فائز حضرات اس کو اپنے

حق میں تقصیر سمجھتے ہوئے تحفظ کے طور پر استغفار فرمایا کرتے ہیں اس لئے حضرت ابویوب انصاریؓ نے استغفار فرمایا ۲

وعن الزہریّ وعن عطاءؓ : ..... میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف حدیثا سفیان عن الزہریّ پر ہے اس کو

مکرر لانے کا فائدہ یہ ہے کہ طریق اول میں عن الزہریّ عن عطاء عن ابی یوبؓ ہے اس طریق میں عطاء کے حضرت

ابویوب انصاریؓ سے سماع کی صراحت ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سماع عنعنہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

مسئلہ استقبال و استدبار : ..... یہ اختلافی مسئلہ تفصیل سے الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۸۰،

۸۱ ج ۲ میں گزر چکا ہے اور اجمال اس کا یہ ہے استقبال و استدبار میں تین مذہب مشہور ہیں۔

۱..... لا تستقبلوا کی نہی ظاہر یہ کے نزدیک منسوخ ہے استقبال و استدبار مطلقاً جائز ہے۔

۲..... احناف کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

۳..... آئمہ ثلاثہ کے نزدیک بنیان (آبادی) میں تو جائز ہے اور صحرا (جنگل) میں ناجائز ہے ۳

فائدہ : ..... امام بخاریؒ نے اس حدیث کو مسئلہ استقبال و استدبار میں ذکر نہیں فرمایا بخاری ص ۲۶ ج ۱ سطر نمبر ۱۵ پر

آپ دیکھ سکتے ہیں اور ذکر نہ فرمانے کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ یہ احناف کے مذہب کی قوی دلیل بنتی تھی۔

(۲۷۱)

﴿باب قول الله تعالى عز وجل وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّينَ﴾

اللہ عزوجل کا قول ہے کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلی بناؤ

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... غرض الباب میں تین تقریریں ہیں۔

۱: ..... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اتخذوا امر کا صیغہ ہے اس سے بظاہر وجوب سمجھ میں آتا ہے تو حضرت امام بخاریؒ

نے یہ باب منعقد فرما کر بتلادیا کہ امر ایجابی نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے

۲: ..... یہ مصلی رکعتی الطواف کے لئے خاص ہے یعنی جو طواف سے فارغ ہو وہ یہاں آ کر دو رکعتیں پڑھے۔

۳: ..... اس سے خاص مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام مراد نہیں بلکہ مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام والی مسجد مراد ہے کہ اگر حرم

میں کہیں بھی نماز پڑھے لے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام میں نماز پڑھنے کا حکم پورا ہو گیا اگرچہ نص کا تقاضا یہ ہے کہ مقام

ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے قریب پڑھی جائے مگر مجاز کا تقاضا یہ ہے کہ کہیں بھی پڑھے لے تو یہ حکم پورا ہو جائے گا۔

آیت کاشان نزول : ..... علامہ عینیؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ بنی پاک ﷺ نے جب بیت اللہ

کا طواف فرمایا تو آپ ﷺ سے حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ ہمارے اب ابراہیمؑ کا مقام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

ہاں تو حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ افلا نتخذ مقام ابراہیم مصلیٰ کیا ہم اس جگہ کو نماز کے لئے مخصوص نہ کر لیں؟ اس

پر اللہ عزوجل نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی۔ حضرت عمرؓ کی رائے اور خواہش کے مطابق متعدد آیات نازل ہوئیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

(۳۸۵) حدثنا الحمیدی قال ناسفین قال نا عمرو بن دینار قال سألنا ابن عمر عن رجل
ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا ہم نے ابن عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا
طاف بالبيت للعمرة و لم يطف بين الصفا و المروة
جو بیت اللہ کا طواف عمرہ کے لئے کرتا ہے لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا کہ کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد)
ایاتی امرأته فقال قدم النبي ﷺ فطاف بالبيت سبعا
اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے آپ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا
وصلی خلف المقام رکعتین و طاف بین الصفا و المروة وقد کان لکم فی رسول اللہ ﷺ اسوة حسنة
اور مقام ہراہم علی بن ہاشم علیہ السلام کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کی سعی کی اور تہجد کے لئے نبی کریم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے
وسألنا جابر بن عبد اللہ فقال لا یقرنہا حتی یطوف بین الصفا و المروة (انظر ۱۶۳۳، ۱۶۳۵، ۱۶۳۷، ۱۶۳۹، ۱۶۴۱)
ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے بھی اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بیوی کے قریب بھی اس وقت تک نہ جائے جب تک صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة فی قوله وصلی خلف المقام۔ اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راوی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ متعدد مقامات پر لائے ہیں امام مسلمؒ نے، امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ نے

کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ایاتی امرأته :..... (ترجمہ) کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ اس

میں ہمزاء استفہام علی سبیل الاستفسار ہے ای ایجوز الجماع۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عمرہ میں سعی واجب ہے اور تمام علماء کا یہی مذہب ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طواف بیت اللہ ضروری ہے اور مقام ابراہیم علی نبیہا وعلیہ السلام کے پاس دو رکعت پڑھے۔ بعض حضرات نے ان دو رکعتوں کو سنت اور بعض حضرات نے ان دو رکعتوں کو واجب کہا ہے!

(۳۸۶) حدثنا مسدد قال نا يحيى عن سيف يعني ابن ابى سليمان قال سمعت مجاهدا
هم سے مسدد نے بیان کیا، کہا، ہم سے یحییٰ نے بیان کیا سیف یعنی ابن ابی سلیمان سے انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا
قال أتى ابن عمر فقيل له هذا رسول الله ﷺ دخل الكعبة
انہوں نے بتایا کہ حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں کوئی شخص آیا اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کا اندر داخل ہوئے تھے
فقال ابن عمر فاقبلت والنبي ﷺ قد خرج وأجد بلالا قائما بين البابين
ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں جب آیا تو نبی کریم ﷺ کعبہ سے تشریف لے گئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ دونوں دروازوں کے سامنے کھڑے ہیں
فسألت بلالا فقلت اصرى النبي ﷺ فى الكعبة قال نعم ركعتين بين الساريتين
تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے کعبہ کا اندر نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا کہ ہاں دو رکعت، ان دو سنتوں کے
اللتين على يساره اذا دخلت ثم خرج فصلى فى وجه الكعبة ركعتين
دو درمیان کھڑے ہو کر پڑھی تھیں جو کعبہ میں داخل ہونے وقت بائیں طرف پڑتے ہیں پھر جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھائی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة فى قوله (( فصلى فى وجه الكعبة )) ای مواجہ باب الكعبة وهو مقام ابراہیم .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری، بخاری شریف میں مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں۔ امام مسلم نے، امام

ابوداؤد نے، امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ نے کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

دخل الكعبة : ..... وهذا في فتح مكة ولم يعتمر النبي ﷺ في هذه المرة ودخلها بدون احرام

فقال ابن عمرؓ فاقبلت والنبي ﷺ قد خرج : ..... حضرت ابن عمرؓ چونکہ سخت متبع سنت تھے اس لئے جب ان کو یہ خبر ملی کہ حضور ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلے تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ آپ ﷺ نے وہاں جا کر کیا کیا اور جو کچھ آپ ﷺ نے کیا وہی میں کروں گا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے آپ ﷺ باہر تشریف لاکھ تھے

الساريتين : ..... ساریہ کا تثنیہ ہے اس کا معنی ہے اسطوانہ یعنی ستون۔ اس حدیث سے بیت اللہ میں داخلے کا جواز ثابت ہوا اور ”مغنی“ (کتاب کا نام ہے) میں ہے کہ حاجی کے لئے مستحب ہے کہ بیت اللہ میں داخل ہو اور اس میں دو رکعتیں پڑھے جیسے نبی کریم ﷺ نے پڑھیں

سوال : ..... بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ میں داخل ہو کر دعا مانگی ہے جیسا کہ حضرت أسامہؓ نے حضور ﷺ کے بارے میں کہا کہ حضور ﷺ ایک کونے میں دعا مانگ رہے تھے اور میں دوسرے کونے میں دعا میں مشغول ہو گیا اور حضرت بلالؓ نبی پاک ﷺ کے قریب تھے تو اس سے بظاہر دعا ثابت ہوتی ہے صلوة نہیں؟ اس سے اگلی روایت میں لم یصل صراحت کے ساتھ موجود ہے جس سے نماز کی نفی ثابت ہو رہی ہے۔

جواب اول : ..... بعض علماء نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ دو مرتبہ بیت اللہ میں داخل ہوئے ہوں ایک دفعہ دعا مانگی ہو اور دوسری دفعہ نماز پڑھی ہو لہذا اخبار میں تضاد نہ رہا

جواب ثانی : ..... بعض علماء (امام نوویؒ) کا کہنا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو اثبات کو ترجیح ہوا کرتی ہے تو حضرت ابن عمرؓ اور حضرت بلالؓ کی روایت مثبت ہے لہذا یہ راجح ہے

جواب ثالث : ..... بعض علماء نے ان دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے اور ان دونوں میں تطبیق دی ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا کعبہ میں دخول دو مرتبہ ہوا ہے ایک مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر اور دوسرا حجۃ الوداع میں۔ تو نماز پڑھنا محمول ہے ایک مرتبہ کے دخول پر اور نہ پڑھنا محمول ہے دوسری مرتبہ کے دخول پر

فصلی فی وجہ الکعبۃ : ..... اس وقت مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام دروازے کے قریب تھا اس طرح یہ روایت ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے گی اور اب مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام دروازے سے پانچ چھ صفوں کے فاصلے پر ہے۔

(۳۸۷) حدثنا اسحق بن نصر قال نا عبد الرزاق قال انا ابن جریج عن عطاء قال

ہم سے اسحق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا کہا ہمیں ابن جریج نے خبر پہنچائی عطاء کے واسطے سے کہا

سمعت ابن عباس قال لما دخل النبی ﷺ البیت دعا فی نواحیه کلھا ولم یصل

میں نے ابن عباس سے سنا کہ جب نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے تمام گوشوں میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور نماز نہیں پڑھی

حتى خرج منه فلما خرج رکع رکعتین فی قُبل الکعبۃ وقال ہذہ القبلة

پھر جب اس سے باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی (بیت اللہ) قبلہ ہے

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

مطابقتہ للترجمة فی قوله قُبل الکعبۃ والمراد مقابل الکعبۃ وهو مقام ابراہیم.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے مناسک میں اور امام نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

لم یصل : ..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں صلیٰ اور حضرت بلالؓ کی روایت میں بھی صلیٰ ہے، اور جگہ بھی متعین کی گئی ہے اور اس روایت میں لم یصل ہے تو بظاہر تعارض ہوا؟ تطبیق پہلے بیان ہو چکی ہے۔

وقال ہذہ القبلة : ..... اس کے تین مطلب بیان کئے جاتے ہیں۔

۱: ..... کہ اب یہ ہمیشہ کے لئے قبلہ بنا دیا گیا اس میں نسخ نہیں ہوگا۔

۲: ..... جو کعبہ کے سامنے اور اس کا مشاہدہ کر رہا ہے اس کے لئے عین قبلہ شرط ہے بخلاف غائب کے

۳:.....وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُضَلِّيً فِي جِوَامِرِهِ اس سے مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا قبلہ ہونا معلوم نہیں ہوتا، بلکہ قبلہ تو یہ ہے۔

(۲۷۲)

### ﴿باب التوجه نحو القبلة حيث كان﴾

(نماز) میں قبلہ کی طرف رخ کرنا۔ خواہ کہیں بھی ہو

وقال ابو هريرة قال قال النبي ﷺ استقبال القبلة وكبر

اور ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور تکبیر کہو

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ یہاں سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو توجہ الی القبلة ضروری ہے۔ استقبال قبلہ شرط ہے تعمیم مکان بھی ہے اور تعمیم زمان بھی یعنی استقبال قبلہ نماز کے لئے ہر جگہ اور ہر وقت ضروری ہے اگر جہت قبلہ مشتبہ ہو جائے تو قحوی کا حکم ہے تو پھر جہت تحریری ہی جہت قبلہ ہو جائے گی لیکن غلطی کی صورت میں اگر نماز کے اندر پتہ چلا تو فوراً پھر جائے لیکن اگر نماز سے فارغ ہو چکا ہے پھر پتہ چلا کہ کعبہ کی مخالف جہت کی طرف نماز پڑھی ہے تو اب اس صورت میں آئمہ کرامؑ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ :..... فرماتے ہیں کہ نماز لوٹائے۔

امام مالکؒ :..... فرماتے ہیں کہ اگر وقت کے اندر اطلاع ہوگئی ہے تو نماز لوٹائے ورنہ نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ :..... فرماتے ہیں کہ نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

وقال ابو هريرة الخ: ..... یہ تعلق ہے قصہ مسیٰ صلوٰۃ والی حدیث ابو ہریرہؓ کا ایک حصہ ہے جسے امام

بخاری کتاب الاستیذان میں لائے ہیں!

(۳۸۸) حدثنا عبد الله بن رجاء قال نا اسرائيل عن ابى اسحق عن البراء قال

ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے ابو اسحق کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت براء سے کہ

كان رسول الله ﷺ نحو بيت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا وكان رسول الله ﷺ يحب

نبی کریم ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے

ان يوجه الى الكعبة فانزل الله عزوجل قد نرى تقلب وجهك في السماء

کہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”ہم آپ ﷺ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں“

فتوجه نحو القبلة وقال السفهاء من الناس وهم اليهود ما اولئهم عن قبلتهم التي كانوا عليها

پھر آپ ﷺ موجودہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے تمہوں نے یہود سے کہا شروع کر دیا کہ انہیں سابقہ قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا

قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم

آپ ﷺ فرمادیں کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے مشرق بھی مغرب بھی اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے

فصلي مع النبي ﷺ رجل ثم خرج بعد ما صلى فمر على قوم من الانصار

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر نماز کے بعد وہ چلے اور انصار کی ایک جماعت سے ان کا گزر ہوا

في صلوة العصر يصلون نحو بيت المقدس فقال هو يشهد انه صلى مع رسول الله ﷺ

جو عصر کی نماز پڑھ رہی تھی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے انہوں نے کہا کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے

وانه توجه نحو الكعبة فتحرف القوم حتى توجهوا نحو الكعبة (راجع ۴۰)

جس میں آپ ﷺ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تھی پھر وہ جماعت پھرتی اور کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة في قوله ((فتوجه نحو القبلة))

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں، چوتھے حضرت براء بن عازب الانصاریؓ ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ اور کتاب التفسیر میں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلی نحو بیت المقدس ستة عشر شهراً او سبعة عشر شهراً ..... (ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے سولہ ماہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں آنحضرت ﷺ نے ربیع الاول میں ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے رجب کے آخر میں تحویل قبلہ کا حکم آیا تو جس نے ان دونوں مہینوں کو مستقل شمار کر لیا اس نے سب سے عشر کہہ دیا اور جس نے دونوں کو ایک شمار کر لیا تو اس نے ستہ عشر کہہ دیا، کیونکہ کچھ دن ربیع الاول کے تھے اور کچھ دن رجب کے۔

سوال : ..... تحویل قبلہ کب، کہاں اور کون سی نماز میں واقع ہوئی؟

جواب : ..... تحویل قبلہ ماہ رجب میں واقع ہوئی نماز اور محل وقوع کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضراتؒ کی رائے یہ ہے کہ ظہر کی نماز میں ہوئی اور بعض حضراتؒ کی رائے ہے کہ عصر کی نماز میں تحویل قبلہ واقع ہوئی تحویل قبلہ کی اطلاع دینے والے شخص نے فجر یا عصر کی نماز میں اطلاع دی عصر کا واقعہ مجلہ بنو سالم مدینہ منورہ کا ہے اور فجر کا واقعہ قبا کا ہے۔

ہو یشہد: ..... باب من الايمان من الصلوٰۃ میں یشہد کی بجائے اشہد ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یشہد سے وہ اپنی ذات مراد لے رہا ہے لیکن اسے علی سبیل التدریج یا علی طریقۃ التفات غائب کے لفظ سے تعبیر کر رہا ہے۔

سوال : ..... اس روایت میں صلوٰۃ العصر کا ذکر ہے جب کہ بخاریؒ، مسلمؒ اور نسائیؒ میں حضرت ابن عمرؓ سے جو روایت مذکور ہے اس میں فجر کی نماز کا ذکر ہے تو بظاہر ان دونوں میں تعارض ہے تو ان کے درمیان توفیق اور تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب : ..... تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ تحویل قبلہ کی خبر مدینہ میں رہنے والوں کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور اگلے دن اہل قبا کے پاس یہ خبر فجر کی نماز میں پہنچی اس لئے کہ وہ مدینہ سے باہر رہتے تھے

(۳۸۹) حدثنا مسلم بن ابراهیم قال نا هشام بن عبداللہ قال نا یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا محمد بن

عبدالرحمن عن جابر بن عبداللہ قال کان النبی ﷺ یصلی علی راحلته حیث تو جہت بہ

عبدالرحمن کے واسطے وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو (نفل) نماز پڑھتے تھے

فاذا اراد الفریضة نزل فاستقبل القبلة (انظر ۱۰۹۳، ۱۰۹۹، ۱۱۳۰)

لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

مطابقتاً هذا الحدیث للترجمة فی قوله ((فاستقبل القبلة))

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو متعدد بار بخاری شریف میں لائے ہیں۔

امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حیث تَوَجَّهْتُ : ..... نفلوں میں تو اس کی گنجائش ہے اور یہ استثنائی صورت ہے۔

سواری پر نفل نماز پڑھنے کا حکم : .....

امام اعظم اور امام محمد : ..... کے نزدیک حضرت میں سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، اور سفر

میں جائز ہے۔

امام ابویوسف : ..... کے نزدیک حضرت میں بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

(۳۹۰) حدثنا عثمان قال نا جرير عن منصور عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله

ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے منصور کے واسطے سے بیان کیا وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے کہ عبد اللہ نے فرمایا کہ

صلى النبي ﷺ قال ابراهيم لا ادري زاد او نقص فلما سلم قيل له

نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ابراہیم نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ سے کہا گیا

يا رسول الله ﷺ احدث في الصلوة شيئا قال وما ذاك قالوا صليت كذا وكذا

کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا آخبات کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس طرح نماز پڑھی ہے

فثنى رجليه واستقبل القبلة وسجد سجدين ثم سلم

پس آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لئے اور رخ انور قبلہ کی طرف کر لیا اس کے بعد دو سجدے کئے اور سلام پھیرا

فلما اقبل علينا بوجهه قال انه لو حدث في الصلوة شيئا لنبأكم به

جب (نماز سے فارغ ہو کر) ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوتا

ولكن انما انا بشر مثلكم انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكروني

لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں اس لئے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو

واذا شك احدكم في صلوته فليتحزر الصواب فليتم عليه ثم ليسلم ثم يسجد سجدين

اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت کسی یقینی صورت تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة هذا الحديث للترجمة في قوله ((فثنى رجليه واستقبل القبلة))

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں، چھٹے حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد،

امام نسائی اور امام ابن ماجہ بھی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

انما انا بشر مثلکم : ..... اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا اور قرآن مجید میں بھی

قل انما انا بشر مثکم ہے

اعلان بشریت : ..... اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا اور رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں قل انما انا بشر مثکم فرمایا ہے تو آپ ﷺ کی بشریت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کی کچھ شانیں ذاتی ہیں اور کچھ صفاتی۔ بشر ہونا شان ذاتی ہے اور نبی ہونا شان صفاتی ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی شان صفاتی کا منکر کافر ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شان ذاتی کا منکر بھی کافر ہے یہ ایسے ہی جیسے رسالت اور ختم نبوت کا منکر کافر ہے مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کی شان ذاتی کو تو مانتے تھے اور شان صفاتی کا انکار کرتے تھے کیونکہ شان ذاتی (بشریت) یہ توحسی اور ظاہر تھی اس کو تو انہوں نے مان لیا شان صفاتی معنوی اور باطنی چیز ہے اس کا انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کا انکار قابل تعجب نہیں ہے لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ بعض لوگ شان صفاتی کو تو مانتے ہیں مگر شان ذاتی (بشریت) کا انکار کرتے ہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بشر مانا جائے اگر کوئی شخص نبی ﷺ کو نبی تو تسلیم کرتا ہے مگر بشر ماننے کے لئے تیار نہیں تو وہ درحقیقت نبی کو نبی ہی تسلیم نہیں کرتا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ کو نبی تو مانتا ہوں مگر وہ جو محمد ﷺ بن عبد اللہ ہاشمی ہے ان کو نہیں مانتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ کو نبی مانتا ہوں مگر وہ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ان کو نہیں مانتا اگر کوئی شخص ان سب باتوں کو مانتا ہے مگر بشریت کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔

نور و بشر : ..... بشر اور نور کا جھگڑا درحقیقت رسالت کا انکار کرنے کے لئے گھڑا ہوا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں نبی ﷺ کو بشر نہیں مانتا تو وہ حقیقت میں آپ ﷺ کے رسول ہونے کا منکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول ﷺ بنایا اور تم نور کو رسول ﷺ مانتے ہو تو رسول ﷺ کو رسول نہ مانا۔ اہل باطل کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس کا خوب پرچار کرتے ہیں اہل بدعت جو درحقیقت سنت سے بٹے ہوئے ہیں ان کو اہل سنت کہلوا یا حتیٰ کہ جو حقیقی اہل سنت ہیں انہوں نے بھی دیکھا دیکھی ان کو اہل سنت کہنا شروع کر دیا پھر حاضر و ناظر کا مسئلہ چھیڑ کر معجزات کا انکار کروایا اس لئے کہ جو حاضر و ناظر ہو اس کے لئے سواری کی کیا ضرورت ہے؟ تو براق اور معراج کا انکار کرایا مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا ابعث اللہ بشرا رسولاً۔ بشریت توحسی تھی اس کا تو وہ انکار نہیں کر سکتے

تھے لہذا انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ رسول بشر نہیں ہو سکتا اس کا انہوں نے خوب پرچار کیا۔ مبنی دونوں (مشرکین مکہ و بدعتیوں) کا ایک ہے کہ بشریت اور رسالت دونوں جمع نہیں ہو سکتے نبی ﷺ کو مختار کل کہہ کر شفاعت کا انکار کر دیا اور مشہور کر دیا کہ دیوبندی شفاعت کے منکر ہیں وحی کا انکار کروانے کے لئے عالم الغیب ہونے کا مسئلہ چھیڑ دیا یہ لوگ شیعوں کے ساتھ تو اکٹھے ہو جائیں گے اہل حدیثوں کے ساتھ اتحاد کر لیں گے مگر دیوبندیوں کے ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور آپ جانتے ہیں کہ حق اور باطل اکٹھے نہیں ہو سکتے یہ لوگ ہمیشہ عبارات پر جھگڑا کرتے ہیں مسائل پر نہیں کیونکہ مسائل میں یہ ہار چکے ہیں اور عبارات کو ہر آدمی سمجھ نہیں سکتا بڑے بڑے ادیب بھی نہیں سمجھتے۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ جب درس نظامی سے فارغ ہو کر اپنے علاقے میں پہنچے تو بریلویوں کے ساتھ مناظرہ رکھ لیا اور موضوع یہ متعین ہوا کہ اس بات کا تعین کرنا ہے کہ بریلویوں اور دیوبندیوں میں سے تو بہن رسالت کون کرتا ہے؟ بریلویوں نے کہا کہ دلائل کی صحت اور عدم صحت کا فیصلہ کون کرے گا؟ تو مولانا نے فرمایا کہ جس کو چاہو مقرر کر لو، انہوں نے شیعہ کو فیصلہ مقرر کر لیا، جگہ اور وقت کا تعین ہوا مناظرین حاضر ہوئے جاہلین نے دلائل دیئے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد شیعہ فیصلہ نے فیصلہ دیا کہ دونوں تو بہن رسالت کرتے ہیں مگر دیوبندیوں کے خلاف دلائل راجح معلوم ہوتے ہیں چونکہ یہ سارا مناظرہ اکابرین کی عبارات پر تھا اور ان (اکابرین) کی عبارات کو بڑے سے بڑا ادیب بھی نہیں سمجھ سکتا بریلوی اور شیعہ کیا سمجھیں گے۔

مثلاًکم ..... یہ شان ذاتی کے اعتبار سے ہے اور شان صفاتی کے اعتبار سے ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ایکم مثللی انا ابیت بطعمنی ربی ویسقینی۔ نبی پاک ﷺ کی آنکھ اور امتی کی آنکھ کی بناوٹ ایک ہوگی لیکن تمہاری آنکھ صرف آگے دیکھتی ہے نبی پاک ﷺ کی آنکھ پیچھے بھی دیکھتی ہے ہمارا پسینہ شفاء نہیں ہے بلکہ بدبودار ہے آپ ﷺ کا پسینہ شفاء اور خوشبودار ہے ہمارے لعاب اور آپ ﷺ کے لعاب میں فرق ہے آپ ﷺ کا لعاب شفاء ہے آپ ﷺ کے ہاتھ اور ہمارے ہاتھ میں فرق ہے ہمارا ہاتھ کسی کو لگے تو درد محسوس کرے اور نبی پاک ﷺ کے ہاتھ لگ جائے تو درد دور ہو جائے۔

انسلی کما تنسون: ..... میں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، یہ تشبیہ نفس نسیان میں ہے لیکن ہمارے اور

آپ ﷺ کے سب نسیان میں فرق ہے اور وہ تین طرح سے ہے۔

۱:..... ہمارا بھولنا وساوسِ شیطان کی وجہ سے ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں استغراق کی وجہ سے ہے۔

۲:..... ہمارا بھولنا تمقیصِ صلوٰۃ ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا تعلیم تکمیلِ صلوٰۃ ہے۔

۳:..... ہمارا بھولنا خلاف تشریح ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا تشریح ہے۔

واقعہ :..... شاہ عبدالحق ردو لویؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرماتے ہیں کہ چودہ سال تک ایک مسجد میں نماز پڑھی

مسجد کا راستہ معلوم نہیں تھا تو مسجد میں کیسے جاتے؟ فرمایا کہ ایک آدمی حق حق کہتا مسجد کو چلتا جاتا اور میں اس کے پیچھے

پیچھے چلا جاتا اسی طرح مجذب مجنون ہو جاتا ہے تو وہ تو معذور ہو جاتا ہے اور تم صحیح سلامت ہوتے ہوئے چھوڑتے ہو۔

عدد سہوِ صلوات :..... آپ ﷺ کا پانچ مرتبہ نماز میں بھولنا ثابت ہے۔

۱:..... ایک دفعہ ظہر یا عصر میں چار رکعت پڑھنے کی بجائے دو پر سلام پھیر دیا۔

۲:..... ایک دفعہ ظہر یا عصر میں چار کی بجائے پانچ پڑھ لیں۔

۳:..... ایک دفعہ قعدۃ اولیٰ چھوڑ دیا۔

۴:..... ایک دفعہ قرآۃ بھول گئے اور نماز ختم فرمائی اور حضرت ابن مسعودؓ کو فرمایا ہلا ذکرتنی، اس سے لقمہ

دینا ثابت ہو گیا۔

۵:..... ایک دفعہ مغرب کی نماز میں تیسری رکعت چھوڑ دی۔

تنبیہ :..... آنحضرت ﷺ کے بھولنے کی غرض تشریح ہے کہ تم اگر ایسے بھول جاؤ تو کیا کرو گے۔

### ﴿ مسئلہ تحرّی ﴾

سوال :..... اگر کوئی نمازی بھول جائے مثلاً تین پڑھیں یا چار، قرآۃ کی یا نہیں وغیرہ تو وہ کیا کرے؟

جواب :..... ایسے شخص کے لئے تحرّی کا حکم ہے۔

احنافؒ کے نزدیک شاک (شک میں پڑنے والا) کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے شک اگر نماز میں پہلی دفعہ

پڑا ہے تو استیناف کرے اگر اکثر بھول لگ جاتی ہے تو تحری کرے سوچ و بچار سے جو جانب راجح ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کرے ورنہ اقل (دو اور تین میں سے دو) پر عمل کرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو بھی کرنے۔

تنسون: ..... یہ نسیان سے مشتق ہے معنی بھولنا اور اصطلاحی معنی النسیان غفلة القلب عن الشئ .

شک کا لغوی معنی: ..... خلاف یقین اور اصطلاح میں شک کہتے ہیں کہ جس کے علم اور جہل کی دونوں طرفیں برابر ہوں اگر ان میں سے ایک جانب راجح ہو اور دوسری کو بھی نہ چھوڑا گیا ہو تو وہ ظن ہے۔

(۲۷۳)

﴿باب ماجاء فی القبلة ومن لم یر الاعادة علی من سہی﴾

فصلی الی غیر القبلة وقد سلم النبی ﷺ فی رکعتی الظهر

واقبل علی الناس بوجہہ ثم اتم ما بقی ﴿﴾

قبلہ سے متعلق جو احادیث مروی ہیں اور ان لوگوں کا بیان جو بھول کر قبلہ کے علاوہ

کسی دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز کا اعادہ ضروری نہیں سمجھتے

اور نبی کریم ﷺ نے ظہر کی دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا تھا پھر لوگوں کی

طرف متوجہ ہوئے اس کے بعد باقی رکعتیں پوری کیں

ترجمة الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے بھول کر قبلہ

کے علاوہ کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی تو اس کا کیا حکم ہے؟ امام بخاریؒ نے یہاں مختلف مسائل بیان فرمائے ہیں ان مسائل میں سے اہم مسئلہ سہو ہے چونکہ یہ اہم اور اختلافی تھا اس لئے خاص طور پر اس کو ذکر فرمایا یہ ترجمے کا دوسرا جزء ہے اور پہلا جزء استقبال قبلہ کے بارے میں ہے۔

سوال: ..... اگر کوئی شخص تخری کے بعد بھول کر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ..... ائمہ کرام کا اس میں اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب شوافع: ..... امام شافعیؒ کے نزدیک اعادہ واجب ہے۔

مذہب مالکیہ: ..... امام مالکؒ کے نزدیک وقت کے اندر اندر نماز کا اعادہ کر لے۔

مذہب احناف و حنابلہ و امام بخاری: ..... ان حضرات کے نزدیک نماز کا اعادہ نہیں امام بخاریؒ

اس باب سے حنفیہ اور حنابلہ اور جمہور کی تائید فرما رہے ہیں!

وقد سلم النبي ﷺ في ركعتي الظهر: ..... یہ تعلق حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کا حصہ ہے

جو ذوالیدین کے قصہ کے بارے میں ہے اس سے ترجمہ الباب کے دوسرے جزء پر استدلال فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص

بھول کر غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس پر اعادہ نہیں ہے اسی طرح جب آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھا

کر رخ انور لوگوں کی طرف کیا تو ایسا بھول کر کیا اور درمیان والی حالت صلوٰۃ کی ہے چونکہ ابھی ظہر کی دو رکعتیں باقی

تھیں تو نماز میں آپ ﷺ نے غیر قبلہ کی طرف رخ فرمایا تو صلیٰ الی غیر القبلة ہو گیا۔

(۳۹۱) حدثنا عمرو بن عون قال ناھشیم عن حمید عن انس بن مالک قال قال عمر رضی اللہ عنہ

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عثم نے حمید کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

وافقت ربي في ثلث قلت يا رسول الله ﷺ

کہ میری رائے تین باتوں کے متعلق اللہ رب العزت کی وحی کے مطابق رہی ہے میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ

لواتخذنا من مقام ابراهيم مصلیٰ فنزلت واتخذون من مقام ابراهيم مصلیٰ			
اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیتے تو بڑا اچھا ہوتا اس پر آیت نازل ہوئی "اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ"			
واية الحجاب قلت يا رسول الله لو امرت نساء ك ان يحتجن فانه يكلمهن البر			
دوسری آیت حجاب ہے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ ان سے اچھے			
والفاجر	فنزلت	ایة	الحجاب
اور برے ہر طرح کے لوگ گفتگو کرتے ہیں اس پر آیت حجاب نازل ہوئی			
واجتمع	نساء	النبي	عليه
اور ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات جو ش و خروش کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں اکٹھی حاضر ہوئیں ہم رائے ہو کر			
(اپنے بہن بھائیوں کے لئے)			
فقلت لهن عسى ربه ان يطلعن ان يبدله أزواجا خيرا منكن مسلمات فنزلت هذه الآية			
میں نے ان سے کہا تھا کہ عساکم ہے کہ اللہ سبحانہ تمہیں طلاق دے اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں تمہیں فرمادیں تو یہ آیت نازل ہوئی			
وقال ابن ابى مریم انا يحيى بن ايوب قال حدثني حميد قال سمعت انسا بهذا			
اور ابن ابی مریم نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن ایوب نے خبر پہنچائی کہا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے یہ حدیث سنی تھی			
(جس میں اسی طرح کے الفاظ سے امہات المؤمنین کو خطاب کیا گیا تھا) (انظر ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۹۱، ۳۹۲)			

### تحقیق و تشریح

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في الجزء الاول لواتخذنا من مقام ابراهيم مصلیٰ

والمراد من مقام ابراهيم الكعبة على قول وهى قبة .

اس حدیث سے ترجمہ الباب کا پہلا جزء ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں امام نسائیؒ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی

اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قال عمرو وافقت ربي في ثلث: ..... حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری رائے تین باتوں کے متعلق اللہ رب العزت کی وحی کے مطابق رہی اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان امور کو چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی منشاء کے مطابق حکم نازل فرمایا ہے۔

سوال: ..... موافقاتِ عمرؓ تو اس کے علاوہ بھی ہیں۔ تقریباً پندرہ تک شمار کی گئی ہیں اور حضرت عمرؓ تین امور کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

جواب: ..... اس روایت میں ثلاث (یعنی تین کا عدد) پندرہ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مفہوم عدد معتبر نہیں ہوتا تو ثلاث کے سے زائد کی نفی بھی نہیں ہو رہی کیونکہ یہ عدد تین سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتا جن تین موافقاتِ عمرؓ کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے وہ یہ ہیں۔

(۱): ..... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو اچھا ہوتا اس پر وَاَتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ نازل ہوئی۔

(۲): ..... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اپنی ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ گفتگو کرتے ہیں اس پر آیت حجاب نازل ہوئی اور وہ آیت حجاب یہ ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۗ

(۳): ..... ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات جو شو و خروش میں آپ کی خدمت میں ہم رائے ہو کر اکٹھی آئیں میں نے ان سے کہا تھا ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت تمہیں طلاق دے دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیبیاں عنایت فرمادیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ ۚ

فائدہ: ..... بدر کے قیدیوں، منافقین کی نماز جنازہ اور تحریم خمر وغیرہ کے متعلق آپ کی رائے کے مطابق اللہ کی طرف سے احکامات آئے۔

فی الغیرۃ علیہ: ..... غیرت یا تو اس بات میں تھی کہ حضرت ماریہؑ سے جماع فرمایا یا اس واسطے کہ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں غسل (شہد) پایا۔ اس واقعہ کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ

قال ابو عبد اللہ الخ: ..... یہ امام بخاریؒ کی کنیت ہے۔

ابن ابی مریم: ..... سے مراد سعید بن محمد بن الحکم ہیں جو ابن ابی مریم کی کنیت سے مشہور ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس کو یہاں اور کتاب التفسیر میں تعلقاً ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ..... اس تعلق کو امام بخاریؒ نے یہاں کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: ..... یہ بتلانے کے لئے کہ حمید نے اس کو حضرت انسؓ سے سنا ہے تاکہ وضاحت و صراحت ہو جائے۔

بہذا: ..... اسی بالحديث المذكور سنداً ومتأف هو من رواية انس عن عمر لا من رواية انس عن النبي ﷺ

(۳۹۲) حدثنا عبد الله بن يوسف قال انا مالک عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے عبد اللہ بن دینار کے واسطے سے خیر بن خلیل سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے آپؓ
قال بين الناس بقباء في صلوة الصبح اذ جاء هم اب فقال ان رسول الله ﷺ قد انزل عليه الليلة قرآن
نے فرمایا کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات وحی نازل ہوئی ہے
وقد أمر ان يستقبل الكعبة فاستقبلوها وكانت وجوههم الى الشام فاستداروا الى الكعبة
اور انھیں کعبہ کی جانب پنے رخ کر لینا حکم دیا گیا ہے تم بھی اس طرف رخ کرو اس وقت وہ شام کی جانب رخ کئے ہوئے تھے وہ کعبہ کی جانب پھر گئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة ظاهرة من حيث الدلالة عليها من الجزء الاول وهو قوله وقد امر ان

يستقبل الكعبة

اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب التفسیر میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام نسائی نے کتاب الصلوٰۃ اور

کتاب التفسیر میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

قال بین الناس بقباء ..... یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ قباء کے اندر صبح کی نماز میں تحویل قبلہ کا اعلان ہوا اور بنو سلمہ میں عصر کی نماز میں۔

آتٍ ..... اسم فاعل کا صیغہ ہے الاتیان مصدر سے۔ معنی آنے والا۔

سوال: ..... یہ آنے والا کون تھا؟ جواب: ..... یہ آنے والا عبداؤ بن بشر تھا۔

قد انزل علیہ اللیلة قرآن: ..... رات کا اطلاق گزشتہ دن کے بعض حصہ پر کیا گیا ہے اور قرآن سے مراد یہ آیت ہے قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (الایة ۱)

(۳۹۳) حدثنا مسدد قال نا يحيى عن شعبة عن الحکم عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا شعبہ کے واسطے سے وہ حکم سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ
قال صلى النبي ﷺ الظهر خمسا فقالوا ازيد في الصلوة
سے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) پانچ رکعت پڑھائی اس پر لوگوں نے پوچھا کہ کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے
قال ما ذاك قالوا صليت خمسا قال فثنى رجله وسجد سجدتين (راجع ۴۰۱)
آپ ﷺ نے فرمایا بات کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے
حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنے پاؤں موڑ لیے اور دو سجدے کئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة ظاهرة لان سها فصلی ولم يعد تلك الصلوة (اور یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی ہے)

الظهر خمسا: ..... ہمارے نزدیک چار پر بیٹھنا لازم ہے اگر چار پر بیٹھے بغیر پانچویں رکعت ملالی تو فرض نفل ہو جائیں گے۔

(۲۷۴)

## ﴿باب حکُّ البزاق باليد من المسجد﴾

مسجد میں تھوک کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض اور ربط :.....

سوال :..... قبلہ کی بات چلتے چلتے مسجد کی بات چل پڑی تو دونوں میں کیا ربط ہے؟

جواب :..... اصل استقبال قبلہ کے بعد احترام قبلہ کے باب کا بیان ہے لیکن چونکہ روایت کے اندر حکت بزاق (تھوک صاف کرنے) کا ذکر تھا اس لئے اس کو ترجمہ کے اندر ذکر فرما دیا۔ یا اس طرح کہہ لیں کہ چونکہ قبلہ کا ذکر ہو رہا تھا امام بخاری نے اس کے ذیل میں مساجد کے احکام بھی ذکر فرمادئے اس لئے کہ مساجد کے اندر قبلہ کا خاص لحاظ ہوتا ہے قبلہ کے رخ پر مساجد بنائی جاتی ہیں!

حکم البزاق و دفع تعارض فی الروایات :..... نمازی اگر اکیلا ہو اور نماز کے اندر تھوک غلبہ کرے اور مسجد بھی کچی ہو تو بائیں جانب تھوک دے، دائیں طرف اور سامنے تھوکنا جائز نہیں، بائیں طرف بھی تب جائز ہے جب اکیلا ہو اور مسجد بھی کچی ہو یا جنگل میں ہو اس بارے میں تین قسم کی روایات آئی ہیں۔

(۱) بائیں طرف (۲) کپڑے میں تھوک کر ل دے (۳) قدموں کے نیچے تھوک دے۔

تینوں قسموں کی روایات میں تطبیق: ..... اس طرح ہے کہ کچی مسجد میں جب اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور آس پاس نمازی نہ ہوں تو بائیں طرف تھو کے، اور اگر مسجد کچی ہو بائیں طرف نمازی ہوں تو قدموں کے نیچے تھو کے، اور اگر مسجد پکی ہو تو اس وقت کپڑے میں مل لے، بائیں طرف مت تھو کے اور نہ ہی بائیں پاؤں کے نیچے

سوال: ..... دائیں طرف اور سامنے تھوکنے میں کیا حرج ہے؟

جواب: ..... سامنے نہ تھوکنے کی ایک وجہ تو احترام قبلہ ہے اور دوسری وجہ مناجات ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے فانه یناجی ربہ ۲ یہ باب مفاعلہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لفظ کا استعمال مجازاً ہے یا تشبیہاً اور دائیں طرف تھوکنے سے علتِ نہی تاذی مصلیٰ (نمازی) ہے یا تاذی ملک (فرشتہ)۔ جب نماز میں دائیں طرف تھوکنے سے روک دیا گیا تو غیر نماز میں احترام قبلہ کا لحاظ رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف نہیں تھوکنا چاہئے ۳

سوال: ..... علتِ نہی فرشتے کی رعایت ہے یا دائیں طرف کی شرافت۔ دوسری صورت میں تو بات آسان ہے اور اگر پہلی وجہ ہے تو جیسے فرشتہ دائیں جانب ہے ویسے بائیں جانب بھی ہے بائیں جانب والے فرشتے کی رعایت بھی تو ضروری ہے۔

جواب (۱): ..... بوقت نیکی بائیں جانب کا فرشتہ ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے احترام قبلہ بھی تو ایک نیکی ہے لہذا بائیں طرف تھوکنے سے فرشتے کی رعایت میں فرق نہیں پڑے گا ۴

جواب (۲): ..... نماز میں فرشتہ صرف دائیں طرف ہوتا ہے جو نمازی کی معاونت کرتا ہے بائیں طرف تو نماز میں شیطان ہوتا ہے جو سوئڈ کول کی طرف بڑھا کر کہتا ہے اذکر کذا اذکر کذا۔ یہ تھوک رغباً للشیطن ہوگا۔

اختلاف فی حکم البزاق فی المسجد: ..... مسجد میں بزاق (تھوکنے) سے نہی کی علت ایک تو ایذاء مصلیٰ ہے کہ پاس والے نمازی کو تکلیف ہوگی اور دوسرا احترام فرشتہ وغیرہ۔ علامہ نوویؒ اور قاضی عیاضؒ نے اس بارے میں بحث کی ہے کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسجد کچی ہو تو تھوکنا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسجد میں تھوک دے تو اس کا کفارہ اس (تھوک) کو دفن کر دینا ہے ۵ لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ

۱ (بیاض صدیقی ص ۲۹ ج ۲) ۲ (عمدۃ القاری ص ۱۳۹، ۱۴۰ ج ۳) ۳ (بخاری ص ..... ج ۳) ۴ (عمدۃ القاری ص ۱۵۱ ج ۲) ۵ (بیاض صدیقی ص ۲۹ ج ۲) ۶ (عمدۃ القاری ص ۱۵۰ ج ۳)

اگر علت ایذاء مُصَلِّی کو دیکھا جائے تو مسجد میں تھوکتا جائز نہیں ہونا چاہئے اور اگر علت احترام کو لیا جائے تو کبھی مسجد میں بھی ناجائز ہونا چاہئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ تھوکے بلکہ کپڑے میں مل لے لے

الحاصل: ..... کل علت نہی پانچ چیزیں ہیں۔

(۱) احترام قبلہ (۲) احترام مسجد (۳) احترام کاتب حنات (نیکیاں لکھنے والا فرشتہ) (۴) احترام معاون صلوٰۃ (فرشتہ) (۵) علت ایذاء مُصَلِّی۔ ان میں سے جو علت بھی پائی جائے گی اس جگہ اس علت نہی کی قوت کے بقدر ممانعت ہوگی۔

بالید: ..... امام بخاریؒ نے بالید کی قید لگائی ہے اور ((ید)) کا لفظ پہلی روایت میں ہے دوسری میں نہیں تو کیا یہ قید احترازی ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص ۲۵۳ ج ۲ م انصاری دہلی، میں فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے اندر تعیم ہے بالید ہو یا بغیر الید۔ یہ قید احترازی نہیں ہے یہی بات علامہ عینیؒ نے عمدة القاری ص ۳۸ ج ۳ میں بھی بیان فرمائی ہے۔

فائدہ: ..... امام بخاریؒ نے باب حک البزاق الخ سے لے کر ابواب السترة تک ۵۵ ابواب مساجد کے متعلق منعقد فرمائے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ مساجد کا احترام کیا جائے مساجد کے مناسب عمل مساجد میں کئے جائیں۔

(۳۹۴) حدثنا قتيبة قال نا اسمعيل بن جعفر عن حميد عن انس بن مالك ان النبي ﷺ
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمعیل بن جعفر نے بیان کیا حمید کے واسطے سے انس بن مالک سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے
رأى نخامة في القبلة فشق ذلك عليه حتى رءى في وجهه
قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا یہ چیز آپ ﷺ کو ناگوار گزری اور ناگوار آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے بھی محسوس کی گئی
فقام فحكه بيده فقال ان احدكم اذا قام في صلاته فانه يناجي ربه
پھر آپ ﷺ اٹھے اور خدا اپنے سب مبارک سے صاف فرمایا فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے

اَوَانَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدَكُمْ قَبْلَ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنِ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ

اور اس کا رباں کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھو کے بلکہ بائیں جانب یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے

ثُمَّ اخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا (راجع ۲۳۱)

پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس پر تھوکا اور تہ اس پر ڈال کر اسے مل دیا اور فرمایا یا اس طرح کر لیا کرو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف ابواب میں متعدد بار لائے ہیں امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤد اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

نخامة: ..... اس کا معنی ہے بلغم۔ نہایہ میں ہے کہ نخامہ اس تھوک کو کہتے ہیں جو سر سے اترے اور منہ میں آجائے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نخامہ سینے سے نکلنے والے بلغم کو کہتے ہیں، اور بصاق جو منہ سے نکلے اور مخاط جو ناک سے بہتا ہے

فانه يناجى ربه اوان ربه بينه وبين القبلة: ..... وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہے مجازاً ہے یا اس کا رباں اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے یہ کلام علی سبیل التشبیہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت نہیں ہوتی لہذا یہ اشکال نہیں ہو سکے گا کہ اللہ تعالیٰ تو مکانیت سے منزہ ہیں اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت ہو رہی ہے تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ نمازی جب اللہ تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف اپنی عنایات کے ساتھ متوجہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا متوجہ ہوتی ہے بعض محدثین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی خدا کی عظمت اور خدا کا ثواب قبلہ اور اس کے درمیان ہے علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں قبلہ کی تعظیم و تکریم کے لئے یہ انداز خطاب اختیار فرمایا ہے!

(۳۹۵) حدثنا عبد الله بن يوسف قال انا مالک عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک نے نافع کے واسطے سے خبر دی وہ عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رأى بُصاقاً في جدار القبلة فحكه ثم اقبل على الناس فقال اذا كان احدكم يصلي

تھوک دیکھا قبلہ کی طرف دیوار پر۔ آپ نے اسے صاف فرمادیا اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز میں ہو تو

فلا يَبصُقُ قِبَلَ وجهه فان الله سبحانه قِبَلَ وجهه اذا صلى (انظر ۷۵۳، ۱۴۱۳، ۶۱۱۱)

سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز کے وقت خداوند تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے



(۳۹۶) حدثنا عبد الله بن يوسف قال انا مالک عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة أم المؤمنين

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ اپنے والد سے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان رسول الله ﷺ رأى في جدار القبلة مخاطا او بُصاقاً او نُخامة فحكه

سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر رینٹ تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے صاف فرمادیا

### ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

سوال : ..... اس حدیث کو ترجمہ الباب سے مناسبت نہیں ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے تھوک صاف کرنے کا ذکر ہی نہیں اور نہ ہی مسجد کا ذکر ہے جب کہ ترجمہ الباب میں ہاتھ اور مسجد دونوں کا ذکر ہے۔

جواب اول : ..... حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا اور آپ ﷺ نے اسے صاف فرمادیا تو ذہن فوراً اس بات کی طرف جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے ہاتھ سے صاف فرمایا ہوگا اور قبلہ کی دیوار سے مراد آنحضرت ﷺ کی مسجد کی وہ دیوار ہے جو قبلہ کی جانب ہے لہذا ہاتھ اور مسجد دونوں پائے گئے مطابقت ہوگئی!

جواب ثانی : ..... اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے ساتھ تفصیلی روایات کی بناء پر ہے۔

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں دوبارہ بھی لائے ہیں، اور امام مسلمؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

منحطاً : ..... منخاط، بصاق اور نخمہ کے اندر تھوڑا سا فرق ہے جس کو میں حدیث قتیبہ کی تحقیق و تشریح میں بیان کر چکا ہوں اور اس سے پہلے بھی ان تینوں کا فرق بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲۷۵)

### ﴿باب حک المنخاط بالحصی من المسجد﴾

مسجد سے کنکری کے ذریعہ بلغم صاف کرنا

وقال ابن عباسؓ ان وطئت علی قدر رطب فاغسله وان كان يابساً فلا

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ گیلی نجاست پر تمہارے پاؤں پڑے ہیں تو انہیں دھونا چاہئے اور اگر خشک ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں

سوال : ..... حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے؟ اس میں ہے کہ گیلی نجاست پر تمہارے پاؤں پڑے ہیں تو انہیں دھونا چاہئے اور اگر پاؤں خشک نجاست پر پڑے ہوں ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں؟ جب کہ ترجمۃ الباب میں ہے کہ مسجد سے کنکری کے ذریعے بلغم صاف کرنا۔

جواب : ..... منشأً نہیں اگر ایذا ہو تو پھر یہی تفصیل ہے جو حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائی ہے اور اگر بات احترام کی لی جائے تو دونوں برابر ہیں تو حضرت ابن عباسؓ جو تفصیل بیان فرما رہے ہیں وہ ایذا کے لحاظ سے ہے اور

احترام کے لحاظ سے آگے روایت آئے گی کیونکہ کنکری لے کر جو آپ ﷺ صاف فرما رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ خشک ہی ہوگی علامہ عینی عمدة القاری ص ۱۵۱ ج ۳ پر لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے اثر ابن عباسؓ کو ذکر فرما کر اشارہ فرمادیا کہ حک یا بس کے اندر ہے اور اگر بصاق وغیرہ رطب ہو تو پھر دھونا ضروری ہوگا۔

(۳۹۷) حدثنا موسى بن اسمعيل قال نا ابراهيم ابن سعد قال انا ابن شهاب
ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا کہا کہ ہمیں ابن شہاب نے یہ خبر پہنچائی
عن حميد بن عبد الرحمن ان ابا هريرةؓ واباسعيدؓ حدثاه
حمید بن عبد الرحمن کے واسطے سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ نے انہیں خبر پہنچائی
ان رسول الله ﷺ رأى نخامة في جدار المسجد فتناول حصة فحتها
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا پھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف فرمادیا
فقال اذا تنخم احدكم فلا يتنخم من قبل وجهه ولا عن يمينه وليضق عن يساره او تحت قدمه اليسرى ۲
پھر فرمایا کہ جب کوئی شخص تھوکے تو اسے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکنا چاہئے البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے

مطابقته للترجمة في قوله "فتناول حصة فحكها، فحتها"

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں چھٹے حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے اس حدیث کو امام بخاری کتاب الصلوٰۃ میں علی بن عبد اللہ سے لائے ہیں اور امام مسلم اور امام ابن ماجہ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

فحكها: ..... ای حک نخامة اور رولت کشمیہنی میں فحكها کی جگہ فحتها ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔

(۲۷۶)

## ﴿ باب لا یبصق عن یمینہ فی الصلوة ﴾

نماز میں داہنی طرف نہ تھوکننا چاہئے

ترجمة الباب کی غرض : ..... اس باب کی غرض یہ ہے کہ اس بات میں اختلاف ہو رہا ہے کہ بصاق عن الیمین کی نبی صلوٰۃ کے ساتھ خاص ہے یا عام، صلوٰۃ غیر صلوٰۃ سب کو شامل ہے کیونکہ روایت دونوں طرح کی ہیں اس لئے امام مالکؒ سے تخصیص بالصلوٰۃ منقول ہے اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ عام ہے۔ نماز میں داہنی طرف تھوکنے سے روکا جا رہا ہے اب یہ روکنا شرافت الیمین کی وجہ سے ہے یا ملک معاون صلوٰۃ کی ایذاء کی وجہ سے لیکن یہاں معاون صلوٰۃ فرشتے کی ایذاء کی وجہ سے بھی ہوگی۔ ترجمہ الباب میں فی الصلوٰۃ کا اضافہ امام مالکؒ کی تائید کے لئے ہے۔

(۳۹۸) حدثنا يحيى بن بكير قال نا الليث عن عُقيل عن ابن شهاب عن حميد بن عبد الرحمن

هم سے يحيى بن بكير نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا عقیل کے واسطے سے وہ ابن شہاب سے وہ حمید بن عبد الرحمن سے

ان ابا هريرة و ابا سعيد اخبراه ان رسول الله ﷺ رأى نخامة في حائط المسجد

کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ نے انہیں خبر پہنچائی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا

فتاویل رسول اللہ ﷺ حصة فحتها

پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف فرمادیا

ثم قال اذا تنخم احدكم فلا يتنخم قِبَل وجهه ولا عن يمينه وليصق عن يساره او تحت قدمه اليسرى  
اور فرمایا کہ اگر تمہیں تھوکنہ ہو تو سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکا کرو البتہ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو

(راجع ۴۰۸، ۴۰۹)

مطابقتہ للترجمة في قوله فلا يتنخم قبل وجهه (( ولا عن يمينه )) اي ولا يتنخم عن يمينه .

سوال : ..... ترجمۃ الباب میں لایصق عن یمنہ ہے اور حدیث الباب میں لایتنخم ہے بصاق اور بلغم یہ تو الگ الگ چیزیں ہیں لہذا حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت نہ ہوئی؟

جواب : ..... یہ ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے نبی کریم ﷺ نے بخامہ اور بصاق کا حکم ایک بتایا ہے جیسا کہ آگے آنے والی حضرت انسؓ کی حدیث سے ظاہر ہے لہذا حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت ہوگی!

(۳۹۹) حدثنا حفص بن عمر قال نا شعبة قال اخبرني قتادة قال سمعت انسا قال

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھے قتادہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت انسؓ سے سنا

قال النبي ﷺ لا يتنخم بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن يساره او تحت رجليه اليسرى

کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکا کرو بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو

(راجع ۲۴۱)

مطابقتہ للترجمة ظاهرة لان معنى لا يتنخم لا يبرقن .

اور یہ تفل بزاق کے مشابہ ہے اور وہ اس سے کم ہے سب سے پہلے بزاق ہے پھر تفل پھر نفث اور پھر نفع ہے!



(۲۷۷)

## ﴿باب لیصق عن یساره او تحت قدمه اليسرى﴾

بائیں طرف پا بائیں قدم کے نیچے تھوکنا چاہئے

بعض نسخوں میں لیصق کی بجائے لیبرق ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ اس باب کے تحت امام بخاریؒ دو حدیثوں کو لائے ہیں پہلی حدیث حضرت انسؓ سے ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس میں صلوٰۃ کی قید ہے اور دوسری حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہے اس میں صلوٰۃ کا لفظ نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرما دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک بصاق فی المسجد جائز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک جائز نہیں ہے تو امام بخاریؒ جواز کے قائل ہیں تو جو حضرات عام جواز کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ بصاق فی المسجد گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے۔

(۴۰۰) حدثنا ادم قال ناشعبه قال ناقتادة قال سمعت انس بن مالک قال

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا

قال النبی ﷺ ان المؤمن اذا كان فی الصلوٰۃ فانما یناجی ربہ

کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا مؤمن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے

فلا ینزقن بین یدیه ولا عن یمینہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ (راج ۲۳۱)

اس لئے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکنا چاہئے البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے

مطابقتہ للترجمة في قوله ولكن عن يساره ظاهرة.



(۴۰۱) حدثنا علي قال نا سفين قال نا الزهري عن حميد بن عبد الرحمن

ہم سے علی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا حمید بن عبد الرحمن سے

عن ابی سعید ان النبی ﷺ ابصر نخامة في قبلة المسجد فحكها بحصاة

وہ حضرت ابو سعید سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے کنکری سے صاف فرمادیا

ثم نهى ان ييزق الرجل بين يديه او عن يمينه

پھر اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص سامنے یا دائیں طرف تھوکے

ولكن عن يساره او تحت قدمه اليسرى وعن الزهري سمع حميدا عن ابی سعید ن نحوہ

البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لینا چاہئے اور زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے حمید سے بواسطہ ابو سعید خدریؓ کی طرح حدیث سنی

(راجع ۴۰۹)

او تحت قدمه اليسرى : ..... یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔ یسری کی قید اس لئے ذکر کی کہ دائیں

قدم کے نیچے نہ تھوکا جائے گویا کہ یسری کی قید احترازی ہے۔

وعن الزهري سمع حميدا عن ابی سعید نحوہ : ..... اس سے امام بخاری نے اس بات کی

طرف اشارہ فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم الزہری نے بتایا کہ سفیان بن عیینہ نے اس حدیث کو دو طریق سے نقل فرمایا ہے۔

(۱) : ..... عن عنہ کے ساتھ۔ (۲) : ..... حمید سے سماعت کی تصریح کے ساتھ۔

علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ یہ تعلق ہے حضرات شراح نے کرمائی کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا بلکہ کہا یہ

معلق نہیں موصول ہے۔



(۲۷۸)

## ﴿باب کفارة البزاق فی المسجد﴾

مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ اس باب میں مسجد میں تھوکنے کا کفارہ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں تھوک دے تو اس کا کفارہ اُس تھوک کو دفن کر دینا ہے امام نوویؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ کفارة: ..... بروزن فعالة ہے قتالة اور ضرابة کی طرح یہ اسم مبالغہ ہے۔

(۴۰۲) حدثنا ادم قال نا شعبة قال نا قتادة قال سمعت انس بن مالك

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا

قال قال النبي ﷺ البزاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها

کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنے کا کفارہ خطیئہ ہے اور اس کا کفارہ دفن ہے۔

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

البزاق في المسجد : ..... مسلم شریف کی روایت میں النفل في المسجد ہے مطلب دونوں کا ایک ہے۔

(۲۷۹)

## ﴿باب دفن النخامة فی المسجد﴾

مسجد میں بلغم کو مٹی کے اندر چھپانا

ترجمة الباب کی غرض اول :..... یہاں سے امام بخاریؒ کو مسجد کے اندر دفن کا جواز ثابت فرما رہے ہیں۔

دوسری غرض :..... دوسری غرض یہ ہے کہ دفن مسجد کے ساتھ خاص ہے مسجد کے باہر ضروری نہیں!

(۴۰۳) حدثنا اسحق بن نصر قال انا عبدالرزاق عن معمر عن همام سمع ابا هريرة
ہم سے اسحق بن نصر نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی معمر کے واسطے سے وہ ہمام سے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا
عن النبي ﷺ قال اذا قام احدكم الى الصلوة فلا يبصق امامه
وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے
فانما ينجي الله مادام في مصلاه
کیونکہ وہ جب تک نماز کی حالت میں ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
ولا عن يمينه فان عن يمينه ملكاً وليبصق عن يساره او تحت قدمه فيدفعها (راجع ۴۰۸)
اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس طرف فرشتہ ہے البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے اور اسے مٹی میں چھپا دے

مطابقتہ للترجمة فی قوله فیدفنها .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابو ہریرہؓ ہیں جن کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔

اس حدیث کی تفصیل و تشریح گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں نخمہ

کو سامنے اور دائیں طرف ڈالنے سے منع فرمایا ہے بائیں طرف قدم کے نیچے دفن کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

سوال : ..... ترجمہ الباب میں نخمہ کا لفظ ہے جب کہ حدیث میں فلا یبصق ہے لہذا حدیث الباب اور

ترجمہ الباب میں مطابقت نہیں؟

جواب : ..... اس کا جواب باب لا یبصق عن یمینہ فی الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے نخمہ اور بصاق دونوں کا ایک ہی حکم فرمایا ہے۔

(۲۸۰)

﴿باب اذا بدرہ البزاق فلیأخذ بطرف ثوبہ﴾

جب تھوکنے پر مجبور ہو جائے تو کپڑے کے کنارے سے کام لینا چاہئے

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ روایت الباب میں بصاق فی الیسار

اور تحت القدم اور فی الثوب کے اندر تسویہ فرمایا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ثوب کے اندر مل لے بلکہ یہ اس وقت

ہے کہ جب بصاق اس پر غالب آجائے اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو ایسا کرے (کپڑے پر تھوک کر مل لے) گویا کہ یہ

ترجمہ شارح ہے۔ ترجمہ شارح وہ ہوتا ہے کہ جس میں ابہام کی توضیح اور خاص کی تعمیم اور عام کی تخصیص ہوتی ہے۔

(۴۰۴) حدثنا مالک بن اسمعيل قال نا زهير قال نا حميد عن انس بن مالك

ہم سے مالک بن اسمعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید نے حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کیا

ان النبي ﷺ رأى نخامة في القبلة فحكها بيده ورءى منه كراهية

کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی طرف بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے مبارک سے صاف فرمایا آپ ﷺ کی ناگہلی کو محسوس کیا گیا

اور وہی کراہیتہ لذلك وشدته عليه وقال ان احدكم اذا قام في صلوته فانما يناجى ربه

یاں کی جیسے آپ ﷺ کی شہینا گہلی کو محسوس کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے

اوربُه بينه وبين قبلته فلا يبزقَنَّ في قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه

اور یہ کہ اس کا رب اس مصلیٰ اور قبلہ کے درمیان ہے اس لئے قبلہ کی طرف نہ تھوکا کرو البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لیا کرو

ثم اخذ طرف رداً فبزق فيه و رد بعضه على بعض قال او يفعل هكذا (راجع ۲۳۱)

پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور چادر کی ایک تہ کو دوسری تہ پر پھیر دیا اور فرمایا یاں اس طرح کر لیا کرو

الترجمة مشتملة على شيتين اولهما مبادرة البزاق والاخر هو اخذ المصلى بزاقه

بطرف ثوبه وفي الحديث ما يطابق الثاني وهو قوله ”ثم اخذ طرف رداً فبزق فيه“

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی حضرت انس بن مالکؓ ہیں۔

نخامة: ..... بمعنی بلغم

فحكها بيده: ..... آپ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا۔

(۲۸۱)

## ﴿باب عِظَةُ الامامِ النَّاسِ فِي اِتِّمَامِ الصَّلَاةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ﴾

امام کا لوگوں کو نصیحت کرنا کہ نماز پوری طرح پڑھیں اور قبلہ کا ذکر

ای ہذا باب فی بیان وعظ الامام الناس بان يتموا اصلااتهم ولا يتركوا منها شيئاً

ترجمہ الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ مصالح مسجد کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کے احوال کا تفحص (نگرانی) کرے اور اگر وہ نماز وغیرہ صحیح نہ پڑھتے ہوں تو ان کو بتلا دے اور تنبیہ بھی کرے۔  
ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں۔

۱: ..... عظة الامام الناس في اتمام الصلوة . ۲: ..... ذكر القبلة .

حدیث الباب سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے چونکہ یہ بات صحابہ کرامؓ کو نماز کے بعد ارشاد فرمائی اس لئے امام بخاریؒ نے فی اتمام الصلوٰۃ کا عنوان قائم کر دیا اور دوسرا جزء تبعاً ذکر فرمایا۔ مقصود بالذات تو عظة الامام (امام کا نصیحت کرنا) تھا مگر چونکہ حدیث شریف میں هل ترون قبلتی ہینا آیا تھا اس لئے لفظ حدیث کی رعایت میں و ذکر القبلة کا ذکر بھی ترجمہ الباب میں فرمایا۔

(۴۰۵) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ان مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ابو الزناد کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے

ان رسول اللہ ﷺ قال هل ترون قبلی ههنا

کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میرا رخ قبلہ کی طرف ہے؟

فوالله ما يخفى على خشو عكم ولا ركوعكم اني لاراكم من وراء ظهرى (انظر ۷۴)

خدا کی قسم مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا رہتا ہوں

مطابقتہ للترجمة من حيث ان فى هذا الحديث وعظالمهم وتذكيرا وتنبها بانه لا يخفى عليه ركوعهم وسجودهم يظنون انه لا يرى هم مستدبرا لهم وليس الامر كذلك لانه يرى من خلفه مثل ما يرى من بين يديه .

اس حدیث کی امام مسلم نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہ "عن مالک تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ..... آنحضرت ﷺ کے اس سوال کا منشا کیا ہے؟

جواب : ..... آپ ﷺ کے توجہ الی القبلة سے زعم پیدا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پیچھے نہیں دیکھتے تو یہ جملہ آئندہ بات کی تمہید کے طور پر ہے کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں پیچھے نہیں دیکھتا اس وہم کو دفع کرتے ہوئے فرمایا خدا کی قسم مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔ اگلی حدیث میں ہے کہ جیسے اب دیکھ رہا ہوں۔

انى لاراكم من وراء ظهرى : ..... رؤيت وراء الظهر : .....

اشكال : ..... رؤيت خلف یعنی وراى الظهر کے بارے میں اشكال ہے کہ آپ ﷺ کو آگے دیکھتے ہوئے پیچھے رؤیت کس طرح حاصل ہوتی تھی؟

جواب : ..... اس بارے میں حضرات شراح نے چھ قول لکھے ہیں۔

قول اول : ..... بعض حضرات نے کہا وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا تھا یعنی رؤیت علمی مراد ہے!

قولِ ثانی : ..... روایتِ بصری مراد ہے کہ آپ ﷺ جیسے آنکھوں سے آگے دیکھتے تھے پچھے بھی دیکھتے تھے اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

قولِ ثالث : ..... بعض حضرات نے کہا ہے کہ قبلے کی دیوار شیشے کی طرح کر دی جاتی تھی جس سے آپ ﷺ پچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔

قولِ رابع : ..... خاتم نبوت میں دوبار یک سوراخ تھے آنحضرت ﷺ ان سے دیکھتے تھے۔

قولِ خامس : ..... آپ ﷺ نے دعا مانگی تھی اللھم اجعل نورامن بین یدی ونورامن خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورامن فوقی ونورامن تحتی . (الحزب الاعظم)  
چاروں طرف نور ہو تو جدھر دیکھیں نظر آتا ہے مثلاً آپ نے اپنی گدی دیکھنی ہو تو ایک شیشہ آگے رکھیں اور ایک پچھے تو آپ اپنی گدی دیکھ سکیں گے۔

قولِ سادس : ..... علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو روایت کے لئے عقلاً آلہ مخصوص (آنکھ) اور مقابلہ (سامنے ہونا) اور قرب شرط نہیں ہے جیسے آخرت میں سارے آدمی اللہ تعالیٰ کو بلا جہت دیکھیں گے اسی طرح کیا عجب ہے کہ دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے واسطے نماز میں یہ خصوصیت ہو کہ آپ ﷺ مقتدیوں کو بلا جہت دیکھتے ہوں۔ متعدد قرآنی آیات اور احادیث کثیرہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عالم الغیب فقط اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے اس سے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال صحیح نہیں۔

(۴۰۶) حدثنا یحییٰ بن صالح قال نا فلیح بن سلیمان عن ہلال بن علی عن انس بن مالک

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا ہلال بن علی کے واسطے سے وہ حضرت انس بن مالک سے

قال صلی لنا النبی ﷺ صلوٰۃ ثم رقی المنبر فقال

آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک مرتبہ نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لائے پھر فرمایا

ل (فتح الباری ص ۲۵۶ ج ۲) (عمدۃ القاری ص ۱۵۷ ج ۲) (عمدۃ القاری ص ۱۵۷ ج ۳) (تقریر بخاری ص ۱۵۱ ج ۲)

فی الصلوٰۃ وفي الركوع انی لا زاکم من وراء كما اراکم (انظر ۴۳۲، ۶۶۳)

کہ نماز میں اور رکوع میں، میں تمہیں اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اب تمہیں دیکھ رہا ہوں

وفي الركوع :.....

سوال :..... نماز کے ارکان میں سے رکوع کو کیوں ذکر فرمایا یہ تو لفظ صلوٰۃ میں بھی داخل تھا اس کو الگ ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب :..... اہتمام شان کے لئے اسے الگ ذکر فرمایا کیونکہ نماز کے ارکان میں سے یہ اعظم رکن ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع پالے تو اسے رکعت پانے والا سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے رکوع کی حالت میں تقصیر کی ہو تو آپ ﷺ نے تنبیہاً رکوع کا ذکر فرمایا ہوا

(۲۸۲)

﴿باب هل يقال مسجد بنی فلان﴾

کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد بنی فلان کی ہے؟

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ جمہور کی تائید میں یہ باب لائے ہیں اور حجاج بن یوسفؒ اور ابراہیم نخعیؒ پر رد فرما رہے ہیں۔

سوال :..... ترجمہ الباب تو صراحتاً ثابت ہے تو پھر هل کا لفظ کیوں بڑھایا؟

جواب اول :..... استدلال میں خفا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ راوی جو یہ بتلا رہا ہے کہ یہ مسجد بنی ذریق ہے ہو سکتا ہے

کہ یہ بتلانے کے وقت ہو اور جب گھڑ سواری ہوئی اس وقت نہ ہو تو استدلال نہیں ہو سکتا تھا۔

جوابِ ثانی: ..... تعارضِ دلائل کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے اہل کا اضافہ فرمایا۔

جوابِ ثالث: ..... یہ تعارضِ مذاہب کی وجہ سے ہے، اختلافِ مذاہب کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے اہل کا اضافہ فرمایا۔

سوال: ..... مسجد کی اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت (اضافت) جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً مسجد بنو زریق، مسجد نبوی ﷺ، مسجد خیر المدارس وغیرہ۔

جواب: ..... مسجد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے میں اختلاف ہے۔

مذہبِ آئمہ جمہور: ..... جمہور آئمہ کے نزدیک جائز ہے۔

مذہبِ حجاج بن یوسف اور ابراہیم نخعی: ..... یہ ہے کہ مسجد بنی فلاں کہنا جائز نہیں، یعنی غیر اللہ کی طرف اضافت (نسبت) جائز نہیں۔

دلیل ابراہیم نخعی: ..... قرآن پاک میں ہے ان المساجد لله (الایۃ)۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اضافت (نسبت) مفید ملک ہوتی ہے اور مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کسی کی ملک نہیں۔

جواب دلیل ابراہیم نخعی: ..... اضافت (نسبت) دو قسم پر ہے۔ (۱) ملک کے لحاظ

سے (۲) تعریف و تعارف کے لحاظ سے۔ دوسری قسم جائز ہے اور یہ نسبتیں تعارف وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں ملکیت کے

لئے نہیں اور آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک مسجدوں کو لوگوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کرنا ثابت

ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی یہ تعریف تقلید کے لئے ہے کہ فلاں شخص حضرت امام اعظم

ابوحنیفہ کا اور فلاں شخص حضرت امام مالک کا اور فلاں شخص حضرت امام شافعی کا اور فلاں شخص حضرت امام احمد کا مقلد ہے

نہ کہ تشریح کے لئے، یعنی ہم امام اعظم ابوحنیفہؒ کی کوئی علیحدہ شریعت تو نہیں مانتے لہذا حنفی ہونا محمدی ہونے کے خلاف

نہیں ہے جیسے ملتانی ہونا پاکستانی ہونے کے خلاف نہیں ہے ورنہ تو غیر مقلدوں کا سلفی اور محمدی (محمد جونا گڑھی) ہونا

بھی شرک ہوگا۔

دلیل آئمہ جمہور: ..... حدیث الباب ہے کہ اس میں مسجد کی نسبت بنی زریق کی طرف کی گئی ہے جو کہ غیر اللہ ہیں۔

(۴۰۷) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ان مالک عن نافع عن عبد الله بن عمر
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے نافع کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے
ان رسول اللہ ﷺ سابق بین الخیل التي اضمرت من الحفياء وَاَمَدُ هَانِيَةِ الْوُدَاعِ
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان گھوڑوں کی جن کی تضمیر کی گئی تھی مقام حفیاء سے دوڑ کرائی اس دوڑ کی حدیثیۃ الوداع تھی
وسابق بین الخیل التي لم تُضمّر من الشیة الی مسجد بنی زریق وان عبد الله بن عمر كان فيمن سابق بها
اور وہ گھوڑے جن کی تضمیر نہیں کی گئی تھی ان کی دوڑ حدیثیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک کرائی حضرت عبد اللہ بن عمر نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت فرمائی

(انظر ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲)

ان رسول اللہ ﷺ سابق بین الخیل التي اضمرت من الحفياء: .....

رسول اللہ ﷺ نے ان گھوڑوں میں مسابقت کرائی جو تضمیر کئے گئے تھے۔

سابق: ..... مسابقت سے ہے ایسی دوڑ کہ جس میں دو شریک ہوں۔

اضمرت: ..... واحد مؤنث فعل ماضی مجہول ہے اور یہ اضمار سے مشتق ہے اضمار اور تضمیر کہتے ہیں گھوڑوں کو چند ایام کے لئے سواری وغیرہ سے بالکل معطل رکھنا۔

تضمیر کا طریقہ: ..... یہ ہے کہ گھوڑے کو ایک جگہ رکھ کر خوب عمدہ اشیاء کھلاتے ہیں جس سے وہ طاقتور ہو جاتا ہے پھر ان کی گھوڑ دوڑ ان گھوڑوں کے ساتھ کراتے ہیں جن کی تضمیر نہ کی گئی ہو اور نہ یہ میں ہے کہ تضمیر کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب کھلایا جائے پھر اسے چند دنوں کے لئے بھوکا رکھا جائے تاکہ وہ ہلکا پھلکا ہو جائے پھر تضمیر شدہ گھوڑوں کا غیر تضمیر شدہ گھوڑوں سے مقابلہ کرایا جاتا ہے۔

من الحفیاء : ..... حاء کے فتح اور فاء کے سکون کے ساتھ۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے اس کے اور ثمیۃ الوداع کے درمیان میں تقریباً پانچ میل کا فاصلہ ہے۔

بنی زریق : ..... بنو زریق ابن عامر حارثہ کا قبیلہ مراد ہے۔

بہا : ..... اس ضمیر کے مرجع کے متعلق دو اقوال ہیں۔ (۱) خیل (۲) بہذہ المسابقة۔

فائدہ : ..... مسجد کوبانی کی طرف منسوب کرنا جائز ہے جیسے اس کی تفصیلی بحث تحریر کی جا چکی ہے۔

(۲۸۳)

### ﴿باب القسمة و تعلیق القنوی فی المسجد﴾

مسجد میں تقسیم اور خوشے کا لگانا

قال ابو عبد الله القنو العذق والاثنان قنوان والجماعة ايضا قنوان مثل صنو وصنوان

امام بخاری نے کہا کہ قنوجھور کے خوشے کو کہتے ہیں اور اس کا شنیہ قنوان اور جمع قنوان بھی آتی ہے جیسے صنو کا شنیہ اور جمع صنوان آتا ہے

وقال ابراهيم يعني ابن طهمان عن عبدالعزيز بن صهيب عن انس قال

اور ابراہیم یعنی ابن طہمان نے کہا کہ وہ عبدالعزیز بن صہیب سے اور وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہا

اتي النبي ﷺ من البحرين فقال انثروه في المسجد وكان اكثر مال اتى به رسول الله ﷺ

کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بحرین سے مال (قیمت) لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مسجد میں بکھیر دوئے جانے والے مالوں میں اکثر مال رسول ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا

فخرج رسول اللہ ﷺ الى الصلوٰۃ ولم يلتفت اليه فلما قضى الصلوٰۃ جاء فجلس اليه

رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے نکلے اور اس بل کی طرف توجہ نہیں فرمائی پس جب نماز پڑھ چکے اور آپ ﷺ آئے اور بل کے پاس بیٹھ گئے

فما كان يرى احدًا الا اعطاه اذ جاءه العباس فقال

نہیں دیکھتے تھے جس کو گراس کو دیتے رہے اتنے میں آپ ﷺ کے پاس حضرت عباسؓ تشریف لائے پس انہوں نے کہا

يا رسول اللہ ﷺ اعطني فاني فاديت نفسي وفاديت عقيلًا فقال له رسول اللہ ﷺ

کہ اے اللہ کے رسول مجھے (بھی) دیجئے بے شک میں نے اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خذ فحشافي ثوبه ثم ذهب يقله فلم يستطع فقال يا رسول اللہ ﷺ

لے لے پس پھر لیا عباسؓ نے اپنے کپڑے میں پھر عباسؓ اس کو اٹھانے لگے تو اٹھانہ سکے پھر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ

أءُ مُرْبَعُهُمْ يرفعه الي قال لا قال فارفعه انت علي قال لا فنثر منه ثم ذهب يقله

کسی کو کہیں کہ مجھے یہ اٹھوائے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، کہا تم خود اس کو اٹھو اور آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر اس سے کچھ نکالا

فقال يا رسول اللہ ﷺ مر بعضهم يرفعه الي قال لا قال فارفعه انت علي قال لا فنثر منه

پس کہا اے اللہ کے رسول کسی کو حکم فرمائیں کہ مجھے یہ اٹھوائے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کہا آپ خود اٹھو انہیں

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر اس سے کچھ نکالا

ثم احتمله فالتقه علي كاهله ثم انطلق فمزال رسول اللہ ﷺ يتبعه بصره

پھر اس کو اٹھایا اپنے کندھے پر ڈالا پھر چل پڑے آپ ﷺ مسلسل اس کو دیکھتے رہے

حتى خفي علينا عجباً من حرصه فما قام رسول اللہ ﷺ وَثَمَّةٌ مِنْهَا دَرَاهِمٌ

یہاں تک کہ وہ ہم سے چھپ گئے اس کے حرص پر تعجب کرتے ہوئے نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ (جب تک کہ وہاں ایک درہم رہا

ترجمة الباب کی غرض :..... اس سے مقصود یہ ہے کہ مساجد میں ایسے کام کرنا جو من وجہ دنیاوی نہ ہوں ان کا جواز ثابت کرنا ہے کہ شانِ طاعت کو غلبہ دیا جائے کہ یہ طاعت ہے لہذا مسجد میں جائز ہے! **تعليق القنو** :..... اس کا معنی ہے خوشے لٹکانا۔

**سوال** :..... ترجمہ الباب ثابت نہیں ہوا کیونکہ روایت الباب میں قنوکا ذکر ہی نہیں؟

**جواب اول** :..... کبھی ترجمہ الباب میں امام بخاریؒ ایسا لفظ لے آتے ہیں جو دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے لیکن وہ حدیث امام بخاریؒ کی شرطوں کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے اسے ذکر نہیں فرمایا۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے کھجوروں کے باغ والوں کو حکم فرمایا تھا کہ خوشے مسجد میں لٹکا دیا کریں تاکہ جن کے پاس کوئی چیز نہ ہو وہ اسے کھا لیا کریں۔

**جواب ثانی** :..... قیاساً ثابت کیا کہ بحرین سے آنے والے مال کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں تقسیم کے لئے بکھیر دو۔ حدیث سے مال کو تقسیم کے لئے مسجد میں بکھیرنا ثابت ہو گیا اور جب مسجد میں مال بکھیرا جاسکتا ہے تو خوشے بھی لٹکائے جاسکتے ہیں تو خوشوں کو بھی لٹکانا ثابت ہو گیا کیونکہ وہ بھی تقسیم کے لئے یہیں لٹکائے جاتے ہیں۔

**جواب ثالث** :..... بعض حضراتؒ نے امام بخاریؒ کی طرف سے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ ان کا ارادہ لکھنے کا تھا مگر لکھ نہ سکے بیاض چھوڑ دی جسے کاتبوں نے ملا ڈالا ۲

**سوال** :..... مال مسجد میں کیوں رکھا اپنے گھر یا کسی صحابی کے گھر کیوں نہیں رکھوا دیا؟

**جواب** :..... اس وقت تک بیت المال بنا نہیں تھا اور گھر اس لئے نہیں رکھا کہ کسی کو سوء ظن نہ ہو جائے۔

**سوال** :..... صحیح بخاری شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فلم یقدم مال البحرین حتی مات النبی ﷺ یعنی مال بحرین کے آنے سے پہلے آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تھا ۳ اور اس روایت انسؓ سے معلوم

ہوتا ہے کہ حیات طیبہ میں بحرین سے مال آ گیا تھا، تو آنحضرت ﷺ کی احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے؟  
جواب : ..... بحرین سے جو مال خرانج اور جزیہ آیا کرتا تھا وہ سال کے سال آتا تھا تو ایک سال آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آیا ہوگا اور ایک سال آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں نہیں آیا ہوگا لیکن آنے کا وقت ہو گیا ہوگا ابھی تک پہنچا نہیں ہوگا۔ تو تعارض نہ رہا۔

قال ابو عبد الله القنو العذق : ..... امام بخاری کہتے ہیں کہ کہ قنوکے معنی کھجور کے خوشہ کے ہیں اور اس کا تشبیہ قنوان اور اس کی جمع کے لئے بھی قنوان کا لفظ آتا ہے جیسے صنوکا تشبیہ اور جمع صنوان آتا ہے ابو عبد اللہ سے مراد خود حضرت امام بخاری ہیں اور اس عبارت میں قنوکا معنی اور اس کا تشبیہ جمع بیان فرمایا ہے۔

وقال ابراهيم : ..... یہ تعلق بخاری ہے امام بخاری اس کو کتاب الجہاد میں اور کتاب الجزیہ میں بھی لائے ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس تعلق کو ابو نعیم نے اپنی مستخرج میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں موصولاً بیان فرمایا ہے۔

أتى به رسول الله ﷺ : ..... جواب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ اسی مصدر الاتیان سے صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ہے۔

بمال من البحرين : ..... ابن ابی شیبہ میں مال کی مقدار ایک لاکھ بتائی گئی ہے اور یہ مال بحرین کے لوگوں سے بطور خرانج وصول کر کے حضرت علاء بن الحضرمی نے بھیجا اور یہ سب سے پہلا خرانج ہے جو دربار رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا۔

فانى فاديت نفسى وفاديت عقيلاً : ..... بے شک میں نے اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی، یہ دونوں حضرات غزوہ بدر میں مسلمانوں کے قیدی ہو گئے تھے فدیہ کی ادائیگی پر ان دونوں کو چھوڑا گیا تھا۔  
بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں غریب ہو گیا ہوں مگر یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میرے اخراجات زیادہ ہو گئے تھے۔

اشکال : ..... حضرت عباسؓ نے زیادہ کیوں مانگا اور عذر یہ بیان کیا کہ میں نے اپنا فدیہ بھی دیا اور عقیل کا بھی۔

فدیہ تو ۲ھ میں دیا تھا جب کہ وہ جنگ بدر میں قید ہو گئے تھے اور مال ۹ھ میں مانگ رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ زکوٰۃ کے عامل کو بھیجا تو اس نے آ کر کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عباسؓ نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خالد بن ولیدؓ سے کیا مانگتے ہو وہ تو سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا رہتا ہے اور حضرت عباسؓ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے تو پیشگی زکوٰۃ دی ہوئی ہے تو جو پیشگی زکوٰۃ ادا کر چکا ہو اس کے پاس مال کیوں نہیں ہوگا ایسا شخص تو مال دار ہوتا ہے اور یہاں اور مانگ رہے ہیں، تو بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

جواب : ..... حضرت عباسؓ پر دو کنبوں کا بوجھ تھا اس لئے انہوں نے مانگا اور آپ ﷺ نے فرمایا تو انہوں نے اپنے کپڑے میں لے لیا پھر اُسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھا نہ سکے اس سے معلوم ہوا کہ قاسم (تقسیم کرنے والا) ضرورت و مصلحت کے لحاظ سے تقسیم میں کمی بیشی کر سکتا ہے اور وہ اس میں مجتہد ہوتا ہے۔

فما قام رسول اللہ و ثمہ منہا درہم : ..... رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت تک نہ اُٹھے جب تک ایک درہم بھی باقی رہا۔

و ثمہ : ..... ثاء کے فتح کے ساتھ ہے معنی ہے ”وہاں“



(۲۸۴)

## ﴿باب من دعی لطعام فی المسجد ومن اجاب منه﴾

جسے مسجد میں کھانے کے لئے کہا جائے اور وہ اسے قبول کر لے

ترجمہ الباب کی غرض: ..... لام بخاری مسجد میں دعوت کا جائز بیان فرمادے ہیں چونکہ دعوت وغیرہ کناہرینہ میں سے ہے

سوال: ..... دعا کا صلہ تو الی اور باء آیا کرتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ

۲۔ اور باء کی مثال حدیث پاک میں ہے دعا هرقل بکتاب رسول اللہ ﷺ اور یہاں دعا کا صلہ لام ہے

اور لام اختصاص کے لئے آتا ہے اس کو لانے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ..... معانی کے اختلاف کے مطابق فعل کے صلے بھی مختلف لائے جاتے ہیں جب انتہا کو بیان کرنا مقصود

ہو تو صلہ الی ہوگا۔ اور جب طلب کا معنی حاصل کرنا مقصود ہو تو صلہ کے طور پر باء لایا جاتا ہے اور اگر اختصاص کا معنی

مقصود ہو تو لام کو بطور صلہ لایا جاتا ہے اور یہاں معنی اختصاص مقصود ہے۔

(۳۰۸) حدثنا عبد الله بن يوسف انا مالک عن اسحق بن عبد الله انه سمع انسا

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے اسحاق بن عبد اللہ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا

قال وجدت النبي ﷺ في المسجد ومعه ناس فقلت فقال لي

کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چند اصحاب کے ساتھ پایا تو میں کھڑا ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے پوچھا

ارسلک ابوظلحة فقلت نعم قال لطعام قلت نعم فقال لمن حوله

کہ کیا تمہیں ابوظلحہ نے بھیجا ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا جی ہاں اپنے قریب موجود لوگوں سے فرمایا

قوموا فانطلقوا وانطلقت بين ايديهم (أنظر ۳۵۸، ۵۳۸۱، ۵۳۵۰، ۵۳۸۸، ۲۶۸۸)

کہ چلو تو سب حضرات آنے لگے اور میں ان کے آگے آگے چل رہا تھا

مطابقة هذا الحديث للترجمة كلها ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ اور کتاب المناقب اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں امام ابن ماجہؒ نے کتاب الولیئمہ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے!

وجدت النبي ﷺ في المسجد : ..... میں نے حضرت نبی پاک ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا۔

سوال : ..... وجدت تو افعال قلوب میں سے ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں اور یہاں ایک مفعول مذکور ہے۔

جواب : ..... یہاں وجدت، اصبت کے معنی میں ہے اس لئے ایک مفعول پر اکتفا کیا گیا ہے!

ارسلک : ..... اس سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہے تقدیری عبارت أرسلك ہے معنی یہ ہے کیا تجھے بھیجا ہے۔

(۲۸۵).

﴿باب القضاء واللعان في المسجد بين الرجال والنساء﴾

مسجد میں مقدمات کے فیصلے کرنا اور مردوں اور عورتوں میں لعان کرنا

غرض بخاری : ..... یہاں سے امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان مسجد میں بیٹھ کر لعان

اور اس کا فیصلہ سنانا جائز ہے اس میں معمولی سا اختلاف ہے۔

ائمہ جمہور<sup>۱</sup>: ..... جمہور اس کو جائز کہتے ہیں۔

امام شافعی<sup>۲</sup>: ..... اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ اور

امام بخاری<sup>۳</sup>: ..... نے ائمہ جمہور کی تائید فرمائی ہے

سوال : ..... لعان تو رجال اور نساء ہی کے درمیان ہوتا ہے تو لعان فی المسجد کے بعد بین الرجال والنساء کہنا بظاہر لغو معلوم ہوتا ہے؟ اور یہ صرف روایت مستحکم میں پایا جاتا ہے کسی اور روایت میں رجال اور نساء کے الفاظ نہیں؟

جواب اول : ..... علامہ عینی<sup>۴</sup> اور قسطلانی<sup>۵</sup> وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ لغو ہے۔

جواب ثانی : ..... شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ بین الرجال والنساء یہ لعان کے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق قضا سے ہے لہذا اشکال نہیں رہا اور لعان کا لفظ تو روایت الباب کی وجہ سے بڑھایا گیا ہے کیونکہ اس میں لعان کا ذکر موجود ہے ورنہ اصل مسئلہ تو قضا کا بیان کیا جا رہا ہے۔

طریقہ لعان : ..... پارہ ۱۸ سورۃ نور کے پہلے رکوع میں ہے اور حکم لعان عمدۃ القاری ص ۱۶۳ ج ۴ پر ہے اور فقہ کی تمام بڑی کتب میں موجود ہے جب کہ الخیر الساری فی تشریحات بخاری میں اس کو اپنے مقام میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

(۴۰۹) حدثنا	یحییٰ	نا	عبدالرزاق	انا	ابن جریج
ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن جریج نے حدیث بیان کی					
انا ابن شہاب عن سهل بن سعد ان رجلا قال يا رسول الله ﷺ ارأيت رجلا					
کہ ہمیں ابن شہاب نے خبر دی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص کو آپ ﷺ کیا حکم دیں گے					



(۲۸۶)

﴿باب اذا دخل بیتا یصلی حیث شاء﴾

﴿او حیث امر ولا یتجسس﴾

جب کسی کے گھر جائے کیا جس جگہ اس کا جی چاہے وہاں نماز پڑھے یا جہاں اسے  
نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے وہاں پڑھے اور تجسس نہ کرنا چاہئے

ترجمہ الباب کی غرض :.....

ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں :.....

جزء اول :..... یصلی حیث شاء .

جزء ثانی :..... حیث امر ہے۔ تو لا یتجسس کس کے متعلق ہے جزء اول کے یا جزء ثانی کے۔ شرح  
حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ جزء ثانی کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ جہاں حکم دیا جائے وہیں نماز پڑھے تجسس نہ  
کرے اور ادھر ادھر نہ دیکھے اور حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں کے متعلق ہے۔

لا یتجسس :..... یہ جزء روایت الباب سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے از خود تجسس نہیں فرمایا  
تو اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے والا نماز پڑھنے کے لئے از خود تجسس نہیں کرے گا بلکہ اسلام کی تعلیم  
اور مسلمان کی شان یہ ہے کہ کسی کے گھر میں جانے کے بعد تجسس نہ کرے۔

(۴۱۰) حدثنا عبد الله بن مسلمة نا ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن محمود بن الربيع

ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد بن مالک نے بیان کیا کہ ابن شہاب کے واسطے سے وہ محمود بن ربیع سے

عن عتبان بن مالك ان النبي ﷺ اتاه في منزله

وہ حضرت عتبان بن مالک سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے

فقال اين تحب ان اصلي لك من بيتك قال فاشرت له الى مكان

آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز ادا کروں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک جگہ کی طرف شاہد کیا

فكبر النبي ﷺ وصفنا خلفه فصلى ركعتين (انظر ۳۲۵، ۲۶۷، ۸۳۸، ۸۳۷، ۱۱۸۶، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۵۳۰۱، ۲۳۳۳، ۶۹۳۸)

پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے صاف بستہ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں عتبان (بکسر العین) بن مالک انصاری السالمی المدنی الاعلیٰ ہیں حضرت نبی پاک ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں یہ اپنی قوم کے امام تھے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور ان کی کل مرویات دس ہیں ان میں سے صرف ایک کو امام بخاریؒ، بخاری شریف میں لائے ہیں اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مطولاً اور مختصراً دس سے زائد مقامات پر بیان فرمایا ہے اور امام مسلمؒ نے بھی چند مقامات پر اس کی تخریج فرمائی ہے اور امام نسائیؒ، اور امام ابن ماجہؒ بھی اسے کتاب الصلوٰۃ میں لائے ہیں۔

اشکال : ..... روایت الباب سے حیث امر ثابت ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے پوچھا تھا کہ کہاں پڑھوں تو حضرت عتبانؓ (بکسر العین و بضم) نے عرض کیا کہ فلاں جگہ۔ اس لئے حیث امر تو ہو گیا اور حیث شاء کا تو روایت الباب میں کوئی ذکر ہی نہیں تو بظاہر معلوم ہوا کہ حیث شاء کی نفی ہے کہ حیث شاء نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حیث شاء نماز پڑھ سکتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک گھر میں تشریف لے گئے اور پوچھے بغیر نماز پڑھی تو دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب : ..... علماء کرامؒ نے اس کی تفصیل اس طرح فرمائی ہے کہ اگر نماز کے لئے افتتاح کی غرض سے گیا ہو تو حیث امر ہے اور اگر کھانے کے لئے گیا اور خیال آیا کہ تیر کا نماز پڑھ لے تو حیث شاء ہے۔

(۲۸۷)

## ﴿باب المساجد فی البيوت﴾

گھروں میں مسجدیں بنانا

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ گھر میں مسجد بنانے کا جواز بیان فرما رہے ہیں مسجد بیت مستحب ہے آج کل لاکھوں، کروڑوں روپیہ لگا کر کوٹھیاں بنتی ہیں اس میں ہر کام اور ہر ضرورت اور گھر کے ہر فرد کے لئے الگ الگ کمرہ تعمیر کیا جاتا ہے اگر نہیں ہوتا تو عبادت کے لئے کمرہ نہیں ہوتا۔

مسجد دار اور مسجد محلہ میں فرق : .....

(۱): ..... یہ ہے کہ مسجد دار میں اذان عام نہیں ہوتا۔

(۲): ..... مسجد دار میں اذان نہیں ہے۔

(۳): ..... مسجد دار میں مسجد محلہ جتنا ثواب بھی نہیں ہے۔

(۴): ..... مسجد دار میں وراثت جاری ہوگی۔ جس نے مسجد دار میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اس نے جماعت

کا ثواب تو پایا لیکن مسجد محلہ کے ثواب سے محروم ہو گیا تو آپ بتائیے کہ کون سا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟

وصلى البراء بن عازب في مسجد في داره جماعة

اور براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی

هذا تعليق روى معناه ابن ابي شيبة في قصة قوله "في جماعة"

(۳۱۱) حدثنا سعيد بن عُفَيْرٍ قَالَ نَالِيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عقیل نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا

قَالَ اخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنْ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ

کہا کہ مجھے محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ عتبان بن مالک انصاری

وهو من اصحاب رسول الله ﷺ ممن شهد بدرا من الانصار انه اتى رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور غزوہ بدر کے شریک میں سے تھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ اَنْكَرْتُ بَصْرِيْ وَاَنَا اَصْلِيْ لِقَوْمِيْ فَاِذَا كَانَتْ اَلْمَطَارُ

اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب موسم برسات آتا ہے

سَالِ الْوَادِيْ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ اسْتَطَعْ اَنْ اَتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَاَصَلَّيْ بِهَمْ

تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو شبلی علاقہ ہے وہ بھر جاتا ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک آنے سے معذور ہو جاتا ہوں

وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَنْكَ تَاتِيْنِيْ فَتَصَلِيْ فِيْ بَيْتِيْ فَاتَّخِذْهُ مَصَلًّٰى

اور یا رسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں

قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ عِتْبَانَ

انہوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا عتبان بن مالک نے کہا

فَعَدَا عَلِيٌّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُو بَكْرٌ حِيْنَ اَرْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق دوسرے دن جب دن چڑھا تو تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی

فَاذْنَتْ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ تَحْبُ اِنْ اَصْلِيْ مِنْ بَيْتِكَ

اور میں نے اجازت دی جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھنے نہیں بلکہ پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصے میں نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو

قال فاشرث له الى ناحية من البيت فقام رسول الله ﷺ فكبر فقمنا

انہوں نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک طرف اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے

فصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسَنَاهُ عَلٰى خَزِيرَةَ

اور صف بستہ ہو گئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں خزیرہ پیش کیا

صَنَعْنَاهَا لَهُ قَالَ فَنَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَاتِلْ مِنْهُمْ

جو آپ ﷺ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا عثمان نے کہا کہ حملہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا مجمع میں سے ایک شخص بولا

اَيْنَ مَالِكِ بْنِ دَخِيْشٍ يٰ اَبْنُ الدَّخِيْشِ اَوْ اَبْنُ الدَّخِيْشِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ مَنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

گما لک بن دخیشن یا کہا ابن دشن دکھائی نہیں دیتا اس پر دوسرے نے لقمہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے خدا اور رسول سے کوئی تعلق نہیں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُلْ ذَاكَ اِلَّا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَرِيْدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ

لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اس کا مقصد خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے

قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاَنَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ وَنَصِيْحَتُهُ اِلَى الْمَنَافِقِيْنَ

منافقت کا الزام لگانے والے نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے ہم تو اس کا تعلق اور ہماری منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلٰى النَّارِ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اللّٰهُ يَتَّبِعُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خدا کی خوشنودی ہو تو اس کی آگ حرام کر دی ہے

قَالَ ابْنُ شَهَابٍ ثُمَّ سَأَلَتْ الْحُصَيْنِ ابْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ

ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے

وَهُوَ اَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاطِمِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَلَّاهُ بِذَلِكَ (رَجَح ۴۳۳)

جو بنو سالم کے ایک فرد ہیں اور ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے راوی حضرت عتبان بن مالک انصاری ہیں۔

قد انكرت بصرى : ..... میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے یہ جملہ دو معانی کا احتمال رکھتا ہے۔

(۱): ..... میں نابینا ہو گیا ہوں۔ (۲): ..... میری بینائی کمزور ہو گئی ہے!

سوال : ..... بخاری شریف باب الرخصة في المطر میں ہے ان عتبان كان يوم قومه وهو اعشى . اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔ لما ساء بصرى اور دوسری روایت ہے اصابنى فى بصرى بعض الشئى اور یہاں قد انكرت بصرى ہے روایات میں بظاہر تعارض ہے ایک روایت سے نابینا ہونا معلوم ہوتا ہے جب کہ باقی روایات سے ضعف بصر معلوم ہوتا ہے۔

جواب : ..... اعلیٰ اس لئے کہا کہ وہ نابینا تو نہیں ہوئے تھے بلکہ ضعف بصر کی وجہ سے نابینا ہونے کے قریب ہو گئے تھے۔

والشئى اذا قرب من الشئى ياخذ حكمه ۲ اور شئى جب کسی چیز کے قریب ہو جائے تو اس کا حکم لے لیتی ہے۔

فقام رسول الله ﷺ فكبر فقمنا فصفنا فصلى ركعتين ثم سلم : .....

### مسئلة صلوٰۃ النفل بالجماعة

آنحضرت ﷺ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور یہ نفل نماز تھی تو اس سے نفلوں کی جماعت ثابت ہو گئی نفلوں کی جماعت کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے بشرطیکہ تداعی نہ ہو کیونکہ تداعی (لوگوں کا بلانا) فرضوں کی جماعت کے لئے ہوتا ہے بغیر تداعی کے نوافل کی جماعت جائز ہے ایک شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور کسی نے آ کر اس کی اقتداء کر لی اس کو محسوس ہوا تو اس نے اللہ اکبر زور سے کہنا شروع کر دیا تو نفلوں کی جماعت کی یہ صورت صحیح ہے اور روایت الباب سے بھی یہی صورت ثابت ہو رہی ہے۔

تداعی کی تعریف :..... یہ ہے کہ اگر لوگوں کو نوافل کی جماعت کی دعوت دی جاتی ہے تو تداعی ہے وگرنہ نہیں اگرچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ نفلوں کی جماعت میں شریک تین سے زیادہ افراد نہ ہوں تو نفلوں کی جماعت عبادت ہے اور روایت الباب سے اس کا واضح ثبوت ہے اس لئے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اذان چونکہ فرض نمازوں کی جماعت کے لئے مشروع ہے اس لئے نوافل کے لئے تداعی درست نہیں کیونکہ اس میں شہرت و ریاکاری کا شبہ ہے۔

سوال :..... باب الصلوٰۃ علیٰ الحصر میں حدیث ملکہ میں ہے بدأ الاکل ثم صلی (پہلے کھانا تناول فرمایا پھر نماز پڑھائی) اور اس روایت الباب میں صلی ثم اکل (پہلے نماز پڑھائی پھر کھانا تناول فرمایا) تو ان دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟

جواب :..... حضرت عتبانؓ نے آنحضرت ﷺ کو نماز کے لئے بلایا تھا اس لئے پہلے نماز پڑھائی پھر کھانا کھایا اور حضرت ملکہؓ نے آنحضرت ﷺ کو بلایا ہی کھانے کے لئے تھا تو جس نے جس مقصد کے لئے بلایا تو آپ ﷺ نے پہلے اسی کا اہتمام فرمایا۔

علیٰ خنزیرۃ:..... (فتح الخاء و کسر الزاء و سکون الیاء) خزیرہ عرب کا ایک کھانا ہے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں پھر پانی ڈال کر انہیں پکایا جاتا تھا جب خوب پک جاتا تھا تو اوپر سے آنا چھنک (چھنک) دیتے تھے اسے عرب والے خزیرہ کہتے تھے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ گوشت کو رات بھر کچا چھوڑ دیتے تھے پھر صبح کو مذکورہ صورت سے پکاتے تھے۔

ابن مالک بن الدخیشنؓ او ابن الدخشنؓ :..... کسی راوی کو شبہ ہو گیا یہ کہ مصغر ہے مکبر۔ لیکن یہ دونوں غلط ہیں صحیح مالک بن الدخشم (بالسیم) ہے۔

قال ابن شہاب ثم سألت :..... سوال کی وجہ یہ ہے کہ روایت سے بظاہر اہمال عمل (عمل کا مہمل ہونا) سمجھ میں آتا ہے اور دوسری روایات عمل چاہتی ہیں تو انہوں نے سوال کیا کہ آیا صحیح محفوظ ہے یا نسیان کا طریق ان ہو گیا ہے۔

(۲۸۸)

## ﴿باب التيمن فى دخول المسجد وغيره﴾

مسجد میں داخل ہونے اور دوسرے کاموں میں داہنی طرف سے ابتداء کرنا

امام بخاریؒ نے مساجد کے متعلق ۵۵ (بچپن) ابواب قائم فرمائے ہیں اُن بابوں میں تین چیزوں کا ذکر اہمیت سے فرما رہے ہیں۔ (۱) ایسے افعال جو مسجد میں جائز ہیں (۲) مسجد کے آداب پر روشنی ڈالیں گے (۳) مسجد کے احترام کے منافی امور زیر بحث لائیں گے۔ اور اس باب میں امام بخاریؒ مسجد کے ایک ادب کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخلے کے وقت دایاں پاؤں پہلے داخل کرے اور اس کی وجہ واضح ہے کہ مسجد متبرک مقام ہے اور دایاں پاؤں مکرم ہے لہذا متبرک مقام کے لئے مکرم کو پہلے استعمال کرے اور مسجد سے نکالنا اس کے خلاف ہے لہذا بائیں پاؤں پہلے نکالے اگر مسجد کے علاوہ کوئی ایسی متبرک جگہ جیسے مدرسہ، درسگاہ وغیرہ ہو تو وہاں بھی یہی ادب ہے اور اگر کوئی موضع نجاست ہے تو وہاں اس کے برعکس ہے کہ پہلے بائیں پاؤں داخل کر لے۔

وكان ابن عمر يبدأ برجله اليمنى فاذا خرج بدأ برجله اليسرى

حضرت ابن عمرؓ مسجد میں داخل ہونے کے لیے داہنے پاؤں سے ابتداء فرماتے تھے اور نکلنے کے لئے بائیں پاؤں سے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة هذا الاثر للترجمة ظاهرة.

حضرت ابن عمرؓ کے فعل و عمل کی تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جسے حاکم نے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے

اور وہ روایت یہ ہے عن انسؓ انه كان يقول من السنة اذا دخلت المسجد ان تبدأ برجلك اليمنى  
و اذا خرجت ان تبدأ برجلك اليسرى ل (عمدة القارى ص ۱۷۱ ج ۳) ۲ (عمدة القارى ص ۱۷۱ ج ۳)

(۳۱۲) حدثنا سليمان بن حرب قال نا شعبة عن الاشعث بن سليم عن ابيه

ہم سے سليمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا اشعث بن سليم کے واسطے سے وہ اپنے والد سے

عن مسروق عن عائشةؓ قالت كان النبي ﷺ

وہ مسروق سے وہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ

يحب التيمن ما استطاع في شأنه كله في طهوره وترجله وتنعله (راجع ۱۶۸)

اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ممکن ہو اس طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے طہارت کے وقت بھی کنگھا کرتے اور جتا پہننے وقت بھی

مطابقتہ للترجمة من حيث عمومه لان عمومه يدل على البداءة باليمين في دخول المسجد

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

ما استطاع:..... بکر ”ما“ کے متعلق تین احتمال ہیں۔

(۱)..... ما موصول ہو (۲)..... ما تيمن سے بدل ہو (۳)..... ما بمعنى مادام ہو۔

وترجله وتنعله:..... ترجل اور تنعل یہ دونوں باب تفاعل کے مصدر ہیں۔



(۲۸۹)

﴿باب هل ینبش قبور مشرکى الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد﴾

کیا ذورِ جاہلیت میں مرے ہوئے مشرکوں کی قبروں کو کھود کر ان پر مساجد تعمیر کی جاسکتی ہیں؟

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کے تین جزء ہیں۔

جزء اول : ..... مشرکوں کی قبر کو اکھینڈنے کا جواز۔

جزء ثانی : ..... پھر اس جگہ مسجد بنانے کا جواز۔

جزء ثالث : ..... اور آگے آ رہا ہے وما یکره من الصلوة فی القبور۔ یہ بھی ترجمہ الباب کا جزء ہے۔

پہلے ترجمہ کا حکم یہ ہے کہ قبریں اکھاڑی جائیں گی اور اور دوسرے ترجمے کا حکم یہ ہے کہ مسجد بنائی جائے گی کیونکہ آپ ﷺ نے قبور مشرکین کو اکھاڑا اور مسجد بنائی۔ اور تیسرے ترجمے کا حکم یہ ہے کہ قبور میں نماز نہ پڑھی جائے وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے حدیث پاک میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیہا (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابودود) ۱۔ البتہ اگر ایسی مسجد ہو جس میں قبریں ہوں اور قبلہ رخ پر یعنی قبلہ کی طرف بھی نہ ہوں تو ایسی مسجد میں نماز جائز ہے اور اگر مسجد میں قبریں قبلہ کی جانب ہوں تو ایسی مسجد میں نماز جائز نہیں ہوگی۔

هل : ..... یہ قد کے معنی میں ہے استفہام تقریری کے لئے ہے استفہام حقیقی کے لئے نہیں ۲۔ اس میں تصریح ہے کہ

قبور مشرکین کو پش (اکھیڑا) کیا گیا تھا۔ مفسرین حضرات کی ایک جماعت نے هل اُتی علی الإنسان میں هل کو استفہام تقریری کے لئے مانا ہے علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۱۷۱ ج ۳ پر لکھتے ہیں ویاتی هل ایضا بمعنی قد اور بعض حضرات نے حل کو استفہام حقیقی کے معنی میں بتایا ہے۔

لقول النبی ﷺ لعن الیہود اتخذوا قبور انبیاء ہم مساجد.

وما یکرہ من الصلوة فی القبور ورأی عمر الخطاب انس بن مالک
اور قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا
یصلی عند قبر فقال القبر القبور لم یأمرہ بالاعادة
کہ قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا قبر (قبر کے پاس مت نماز پڑھو) اور نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا

سوال : ..... اس عبارت کا ترجمہ الباب سے کیا ربط ہے؟

جواب : ..... پہلے حدیث کا مطلب سمجھئے۔ مطلب سمجھنے سے ربط بھی سمجھ میں آجائے گا اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا قبور صالحین یعنی بزرگوں کی قبروں کا بھی یہی حکم ہے جو ان کو سجدہ گاہ بنائے گا ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اس حدیث پاک کے دو معنی ہیں۔

معنی اول : ..... ایک معنی اور مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے تعظیماً انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرنا شروع کر دیا تھا ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

معنی ثانی : ..... یہ ہے کہ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو اکھیڑ کر مساجد بنا لیا ان پر اللہ کی لعنت ہے تو لعنت کی دو وجہیں اور سبب ہوئے پہلی صورت میں تعظیم ہے اس کا باب کے ساتھ کوئی ربط نہیں اور دوسری صورت میں توہین ہے اور توہین جائز نہیں اس لئے لعنت فرمائی کہ اس کے مقابلے میں جو کافر اور مشرک ہیں ان کی قبروں کو اکھیڑ کر مساجد بنانا جائز ہے تو یہ استدلال بالمقابل یعنی بالضد ہے حدیث کا ظاہری معنی پہلا ہی ہے۔

سوال :..... مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ مساجد بنانا تو ان کی تعظیم ہے مشرکین کی توہین تو نہ ہوئی؟

جواب :..... اس سے تعظیم لازم نہیں آتی جب ان کی قبروں کو اکھیڑا جائیگا اور ان کی ہڈیوں کو پھینکا جائے گا تو ان کی توہین ہوگی اور زمین پاک ہو جائے گی اور تمام زمین مسجد ہے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جعلت لی الارض مسجدا و طهورا۔

سوال :..... مشرکین کو قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہے جہاں کسی کو دفن کر دیا جائے وہ جگہ اسی کے لئے مختص ہو جایا کرتی ہے اور اسے قبر کا نام دیتے ہیں تو پھر مشرکین کو وہاں سے کس لئے نکالا گیا؟

جواب :..... وہ جگہ مشرکین کی ملکیت ہی نہیں تھی بلکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے غضب کی ہو اور پھر اس جگہ پر قبریں بنائی گئی ہوں اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو مغصوبہ زمین میں دفن کر دیا جائے تو اس کو نکالنا جائز ہے اور مشرک کو تو بدرجہ اولیٰ نکالنا جائز ہوگا۔

اور اس حدیث پاک کو امام بخاری کتاب الجنائز کے آخر میں کتاب ماجاء فی قبر النبی ﷺ میں بھی لائے ہیں اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله اليهود والنصری اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد۔

و ما یکره من الصلوة فی القبور :..... اس کا عطف هل تنبش پر ہے اور یہ ترجمہ الباب کا حصہ ہے۔

ورأى عمر بن مالک :..... یہ تعلق ہے وکعب بن جراح نے اپنی تصنیف میں اس کو روایت کیا ہے۔

فقال القبر القبر :..... تحذیر کی بناء پر منصوب ہے اس کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے اور وہ اتق یا اجتنب

ہے اور بعض روایتوں میں ہمزاء استفہام کے ساتھ ہے ای اتصلی عند القبر۔

ولم یأمر بالاعادة :..... حضرت عمر نے حضرت انس بن مالک کو قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو منع فرمایا اور روکا لیکن جو نماز پڑھ چکے تھے اس کے علاوہ اعادہ کے لئے نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ قبور کے پاس پڑھی جانے والی نماز ہو تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہے۔

قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم: ..... ائمہ علماء کرامؒ نے قبرستان میں نماز کے جواز پر اختلاف فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ: ..... قبرستان میں نماز کی تحریم کے قائل ہیں۔

ابو ثورؒ: ..... فرماتے ہیں کہ مقبرہ میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور سفیان ثوریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کراہت کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ: ..... فرماتے ہیں کہ اگر مقبرہ اکھیڑا گیا ہو تو ایسی جگہ پر نماز جائز نہیں اور اگر نہ اکھیڑا گیا ہو تو جائز ہے۔ (اذا كانت مختلطة التراب بلحوم الموتى وصديدهم وما يخرج منهم لم تجز الصلوة فيها للنجاسة)

امام مالکؒ: ..... بھی مقبرہ میں نماز کی کراہت کے قائل ہیں۔

اصحاب ظواہر: ..... مقبرہ میں نماز کی تحریم کے قائل ہیں خواہ وہ مسلمانوں کا قبرستان ہو یا کافروں کا

(۴۱۳) حدثنا محمد بن المثنیٰ قال نا یحییٰ عن هشام قال اخبرنی ابی عن عائشةؓ
ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے ہشام سے بیان کیا کہا کہ مجھے میرے والد نے عائشہؓ سے خبر پہنچائی
ان ام حبیبہ و ام سلمة ذکرتا کبیسة راینہا بالحبشہ فیہا تصاویر فذکر تا ذلک للنبی ﷺ
کہ ام حبیبہؓ و ام سلمہؓ نے ایک کلیسا دکھائی جس میں وہیں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصاویر تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا
فقال ان اولئک اذا کان فیہم الرجل الصالح فمات بنو اعلیٰ قبرہ مسجداً
آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا یہ حال تھا کہ جب ان کا کوئی نیکو کار (صالح) شخص فوت ہو جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے
و صوروا فیہ تیک الصور و اولئک شرار الخلق عند اللہ یوم القیمة (انظر ۴۳۲، ۴۳۱)
اور اس میں یہی تصویریں بنادیتے یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے

وجه مطابقة هذا الحديث للترجمة في قوله لعن الله اليهود من حيث انه يوافقہ وذلك

انه نلبس لمن اليهود لکونهم اتخذوا قبور انبياءهم مساجدا

اس حدیث پاک میں نصاریٰ کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے ایسی چیز کے ساتھ جو لعنت سے بھی بڑھ کر ہے یعنی اولٹک شر اور الخلق الخ کیونکہ جب عیسائیوں کا کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور مسجد میں تصویریں رکھا کرتے تھے۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور اس حدیث کو امام بخاریؒ نے باب ہجرت الحبشہ میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ام حبیبہؓ: ..... ان کا نام مبارک رملہ ہے حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی ہیں عبداللہ بن جحش کے حبشہ میں انتقال کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا یعنی ان کا دوسرا نکاح آپ ﷺ سے ہوا اور نجاشی نے حضور ﷺ کی طرف سے اپنے پاس سے ان کا مہر دیا۔ چوالیس (۴۴) ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

ام سلمہؓ: ..... ان کا نام صحیح قول کے مطابق ہند بنت ابی امیہ مخرومہ ہے انہوں نے اپنے خاوند حضرت ابوسلمہؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی جب یہ میاں بیوی وہاں سے مدینہ منورہ لوٹے تو حضرت ابوسلمہؓ کا انتقال ہو گیا ان کے انتقال کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے عقد نکاح فرمایا۔

کنیسہ: ..... عیسائیوں کی عبادت گاہ یعنی گرجا گھر کو کہتے ہیں۔

وصوروا فیہ تلک الصور: ..... علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں بنائیں تاکہ ان سے دل بہلائیں اور ان کے اعمال صالحہ سے نصیحت حاصل کریں وہ بزرگوں کی طرح خوب محنت کرتے رہے ان کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے فوت ہو جانے کے بعد جاہل اولاد نے ان کی جگہ لے لی شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسے ڈالے کہ تمہارے بڑے تو ان صورتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے تو یہ نالائق اولاد شیطان کے وسوسوں میں آ کر ان صورتوں کی عبادت کرنے لگیں پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

(۴۱۴) حدثنا مسدد قال ثنا عبد الوارث عن ابي التياح عن انس بن مالك قال

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا ابو التیاح کے واسطے سے وہ انس بن مالک سے انہوں نے بیان کیا

قدم النبي ﷺ المدينة فنزل اعلى المدينة في حى يقال لهم بنو عمرو بن عوف

کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بالائی علاقہ میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں ٹھہرے

فاقام النبي ﷺ فيهم اربعا وعشرين ليلة ثم ارسل الى بنى النجار

حضرت نبی کریم ﷺ نے یہاں چوبیس دن قیام فرمایا پھر آپ ﷺ نے بنو نجار کو بلا بھیجا

فجآ وا متقلدين السيوف فكانى انظر الى النبي ﷺ على راحلته

تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے گویا میری نظروں کے سامنے یہ منظر ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں

و ابو بكر ردفه وملا بنى النجار حوله

حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کی جماعت آپ ﷺ کے چاروں طرف ہے

حتى القى بفناء ابى ايوب وكان يحب ان يصلى حيث ادركته الصلوٰۃ

اسی حال میں ابو ایوبؓ کے گھر کے سامنے آپ ﷺ نے اپنا سلمان اتارا اور نبی کریم ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے فوراً نماز لاکریں

ويصلى في مرائب الغنم وانه امر ببناء المسجد فارسل الى ملا بنى النجار فقال يا بنى النجار

آپ ﷺ بکریوں کے بازوؤں میں بھی نماز لافرمایا کرتے تھے اور آپ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے فرمایا چنانچہ بنو نجار کے لوگوں کو آپ ﷺ نے بلوا کر فرمایا

ثامنونى بجانطكم هذا قالوا لا والله لانطلب ثمنه

کہ اے بنو نجار کے لوگو! تم اپنے اس احاطہ کی قیمت لے لو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے

الا الى الله عز وجل قال انس فكان فيه ما اقول لكم قبور المشركين

ہم تو صرف خداوند تعالیٰ سے اس کا اجر مانگتے ہیں حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جیسا کہ میں تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں

وفیه حرب و فیه نخل فامر النبی ﷺ بقبور المشرکین فنبشت
اس احاط میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ بھجور کے درخت تھے حضرت نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو حکم دے کر اکھڑوایا
ثم بالخرب فسویت وبالنخل فقطع فصفوا النخل قبلۃ المسجد وجعلوا اعضاءہ الحجارۃ
ویرانہ کو صاف اور برابر کر لیا اور درختوں کو ٹھونڈا لگوں نے ان درختوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھا دیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنا دیا
وجعلوا ینقلون الصخر وہم یرتجزون والنبی ﷺ معہم وهو یقول
حضرات صحابہ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ تھے اور یہ فرما رہے تھے
اللہم لاخیر الاخیر الاخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ (راج ۲۳۳)
کہ اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے علاوہ اور کوئی بھلائی نہیں پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دیجئے

مطابقتۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ اور ہجرت النبی ﷺ میں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قدم النبی ﷺ المدینۃ: ..... آپ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری ۸ ربیع الاول بروز سوموار ثبائے میں ہوئی جہاں بنو عمرو بن عوف آباد تھے۔

اربع عشرۃ لیلۃ: ..... آپ ﷺ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا روایت الباب سے چودہ دن کا قیام ثابت ہو رہا ہے اور بعض روایات میں چوبیس دن کے قیام کا ذکر ہے اور عویمر بن ساعدہ کی روایت میں اٹھارہ دن کے قیام کا ذکر ہے ہجرت کا واقعہ ایک ہے ثبائے میں قیام کے بارے میں روایات مختلف ہیں تو بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

تطبیق: ..... تطبیق سے پہلے ایک ذواہم باتیں سمجھ لیں اور وہ یہ ہیں کہ سارے متقدمین اور متاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ پیر کے دن ثبائے تشریف لائے اور پیر ہی کے دن مکہ مکرمہ سے روانگی فرمائی تھی تو پیر کو چلے اور پیر کو ہی ثبائے تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں جمعہ کو تشریف لے گئے تو ان دنوں دنوں (پیر اور جمعہ) پر اتفاق ہے کہ پیر

کوفاء تشریف لائے اور جمعہ کو قباء سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اب روایات دو طرح کی ہیں ایک چوبیس دن کی اور دوسری چودہ دن کی اور دونوں میں سے کوئی روایت بھی ان مذکورہ متفقہ اقوال کے پیش نظر صحیح نہیں، اس لئے کہ اگر چودہ کو لیا جائے تو پیر کو آپ ﷺ قبا تشریف لائے اور پیر سے پیر تک آٹھ دن اور تیسرے پیر تک پندرہ دن ہوتے ہیں لہذا چودہ ہواں دن یک شنبہ کو پڑتا ہے حالانکہ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ جمعہ کو مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چوبیس والی روایت بھی نہیں بنتی اس لئے کہ پیر سے پیر تک آٹھ دن اور تیسرے پیر تک پندرہ دن اور چوتھے پیر تک بائیس دن ہوتے ہیں منگل کو تیس اور بدھ کو چار چوبیس دن ہوتے ہیں تو پھر بھی جمعہ کو چوبیس دن نہیں ہوتے اب یہ دونوں روایات بظاہر صحیح نہیں اس لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا تقریر بخاری میں فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ چوبیس دن والی روایت صحیح ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ راوی نے یوم الدخول اور یوم الخروج کو شمار نہیں فرمایا پیر کا دن یوم الدخول فی قباء تھا اور جمعہ کا دن یوم الخروج منہ تھا پیر اور جمعہ کو نکال کر چوبیس دن والی روایت صحیح ہو جاتی ہے۔ اور قول متفق علیہ سے تعارض بھی نہیں ہوتا اس لئے کہ اب شمار منگل سے ہوگا کیونکہ پیر تو نکل گیا، تو منگل سے منگل تک آٹھ دن اور تیسرے منگل تک پندرہ دن اور چوتھے منگل کو بائیس اور بدھ تیس اور جمعرات چوبیس ہو جاتے ہیں اور جمعہ جو یوم الخروج ہے وہ بھی خارج ہے لہذا اب بالکل درست ہو گیا کہ حضور ﷺ نے قبا میں تین جمعوں تک قیام فرمایا۔ تقریر بخاری ص ۱۵۸ ج ۲ اور بیاض صدیقی ص ۱۰۲ پر ہے قولہ اربع وعشرین ایک نسخہ اربع عشرۃ ہے اور صحیح بھی اربع عشر والانسۃ ہے تو متن میں اس کو لانا چاہئے تھا جب کہ اس کی تائید دوسری روایت بھی کرتی ہے جس میں بضعة عشر مذکور ہے۔

سوال : ..... آنحضرت ﷺ چوبیس یا چودہ دن قبیلہ بنو عمرو بن عوف (قباء) میں مقیم رہے جمعہ پڑھنا ثابت نہیں حالانکہ جمعہ کی فرضیت مکہ میں نازل ہو چکی تھی ابوداؤد میں ہے کہ حضرت کعب بن مالک جب جمعہ کی اذان سنتے تھے تو اسعد بن زرارہ کے لئے رحمت کی دعا فرماتے تھے صاحبزادے نے عرض کیا کہ یہ اسعد بن زرارہ کون بزرگ ہیں جن کے لئے آپ ہر جمعہ کو دعا فرماتے ہیں تو فرمایا کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمیں جمعہ کی نماز حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل پڑھائی تھی صاحبزادے نے کہا کہ آپ لوگ اس وقت کتنے آدمی تھے تو فرمایا کہ چالیس آدمی تھے!

جواب : ..... شافعیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک جمعہ فرض نہیں ہوا تھا اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس

وقت قبا میں جمعہ ادا نہیں فرمایا اور حنفیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پر جمعہ کی فرضیت مکہ میں ہو چکی تھی مگر مکہ المکرمہ کے دار الحرب ہونے کی وجہ جمعہ ادا نہیں فرمایا اور قبا میں گاؤں ہونے کی وجہ سے یہ روایت الباب جمعہ فی القرئی کے مسئلہ میں احناف کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبا میں جمعہ فی القرئی ہونے کی وجہ سے ادا نہیں فرمایا۔

جمعة فی القرئی : ..... احناف کے نزدیک جائز نہیں۔

دلیل احناف : ..... آپ نے قبا میں جمعہ اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ گاؤں تھا۔

شوافع، حنابلہ اور غیر مقلدوں کے نزدیک جمعہ فی القرئی جائز ہے۔

دلیل شوافع، حنابلہ اور غیر مقلدین : ..... روایت ابو داؤد ہے جس میں چالیس آدمیوں کے جمعہ میں موجود ہونے کا ذکر ہے۔

شوافع، حنابلہ اور غیر مقلدین کی دلیل کا جواب : ..... احناف کہتے ہیں کہ آپ حضرات نے جس حدیث کا سہارا لے کر جمعہ فی القرئی کے جواز کو ثابت فرمایا ہے اسی حدیث کے پہلے حصے کو کیوں نظر انداز کیا آپ نے مدارعد کو بنایا ہے محل کو نہیں اور احناف کے نزدیک مدار محل ہے اگر محل جمعہ ہو تو اقل عدد بھی کافی ہے اور وہ حدیث اس طرح ہے حدثنا قتیبہ بن سعید نا ابن ادريس عن محمد بن اسحق عن محمد بن ابی امامة بن سهل عن ابیہ عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک وکان قائدا ابیہ بعد ما ذهب بصره عن ابیہ کعب ابن مالک انه کان اذا سمع النداء يوم الجمعة ترحم لاسعد بن زرارة فقلت له اذ سمعت النداء ترحمت لاسعد بن زرارة قال لانه اول من جمع بنا فی هزم البيت من حرة بنی بیاضة فی نقیع یقال له نقیع الخضما ت قلت کم انتم یومئذ قال اربعون ۱

یصلی فی مرابض الغنم : ..... آپ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ مرابض یہ مرابض کی جمع ہے معنی ہے ماوی الغنم (بکریوں کا باڑا)

ثامنونی بحائطکم : ..... اس کا معنی ہے کہ تم اپنے اس احاطہ کی قیمت لے لو۔ یہ دو تہیوں کی زمین تھی

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اس زمین کی قیمت بتاؤ انہوں نے کہا کہ ہم تو یہ زمین بلا قیمت دیں گے مگر آپ ﷺ نے اسے منظور نہیں فرمایا اور قیمت دے کر زمین لی کیونکہ وہ رقبہ قیمیوں کی ملک تھا۔

وجعلوا عضادتيه الحجارة: ..... اور لوگوں نے ان درختوں کو مسجد کے قبلے کی جانب بچھا دیا۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری ص ۷۸ ج ۳ میں لکھا ہے کہ کھجور کے ان درختوں سے قبلہ کی دیوار بنائی گئی تھی اور انہیں کھڑا کر کے اینٹ اور گارے سے انہیں استوار کر دیا گیا تھا اور یہ بھی بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ چھت کا وہ حصہ جو قبلہ کی طرف تھا اس میں ان درختوں کو استعمال کیا گیا تھا۔

یوتجزون: ..... صحابہ کرامؓ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھ رہے تھے۔ عروضیوں اور اہل ادب کا اس بات میں اختلاف ہے کہ رجز شعر ہے یا نہیں ان میں سے اکثر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رجز شعر نہیں اور آنحضرت ﷺ سے جو اشعار منقول ہیں وہ بھی درحقیقت رجز ہیں کیونکہ نص قرآن وما علمنا ہ الشعر وما یبغی لہ کی رو سے آپ ﷺ کے لئے اشعار کہنا حرام تھا۔ رجز شعر سے مختلف چیز ہے یہ نام عرب جاہلیت کے دور کا رکھا ہوا ہے اس کی صورت فقرہ بندی یا تک بندی کی سی ہوتی ہے۔

روایت الباب کو ترجمۃ الباب سے مناسبت: ..... پہلی روایت کو ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء سے مناسبت ہے اور دوسری روایت کو ترجمۃ الباب کے پہلے جزء سے مناسبت ہے تو مجموعہ روایات سے مجموعہ ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کا حکم: ..... اگر کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے تو اسے اکھاڑ (نکال) دیا جائے گا اسی لئے مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات مسلمانوں کے قبرستان سے کفار (قادیانیوں وغیرہ) کو نکالنے کے لئے کوشش فرماتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو قبول فرما کر مزید ہمت استقامت اور اخلاص کامل نصیب فرماویں۔ (آمین)

قادیانی مردہ نکالنے کا واقعہ: ..... قیصرانی قبیلہ کے قادیانی سردار امیر محمد خان آف شیر گڑھ تحصیل

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان کا جب انتقال ہوا تو اس کی قادیانی اولاد نے اسے گھر کے قریب مسجد میں یا مسجد کے سایہ میں دفن کر دیا علاقائی رواج کے مطابق تیجہ کیا گیا اور سردار کے بیٹے کے سر پر سرداری کی پگ (پگڑی) رکھ دی گئی ختم نبوت والے حضرات کو پتہ چلا کہ قادیانی سردار مسجد میں یا اس کے قریب دفن کیا گیا ہے تو انہوں نے تحریک چلائی اور ضیاء الحق (مرحوم) دور میں افسران بالا کو خطرات سے آگاہ کیا مگر انہوں نے روایتی سستی کا مظاہرہ کیا اور مطالبہ کو دبانے کی کوشش کی۔ حکومتی اہل کاروں کی چشم پوشی اور مرزائیوں کی سر توڑ کوششوں کی وجہ سے معاملہ کو دبانے اور سرد خانے میں ڈالا جانے لگا تو مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات نے ہر مکتب فکر کے لوگوں کا اجلاس بلوایا اور انہیں تحریک میں شدت پیدا کرنے پر آمادہ کر لیا تو ان حضرات نے قادیانی مردہ کو نکالنے کے لئے چوک ہاشم تونسہ شریف میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا اس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانبازوں کے علاوہ ہر مکتب فکر کے علماء حضرات تشریف لائے عوام کے ٹھانھیں مارتے مجمع میں ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں، مجمع کو گر مایا گیا تو تحریک میں شدت آگئی پھر ڈیرہ غازیخان شہر میں بھی ایک زبردست جلسہ کا انعقاد کیا گیا حکومت نے مرزائیوں کے ایماء پر معاملہ کو دبانے کے لئے دل کھول کر بے تحاشہ لاشی چارج کیا حتیٰ کہ مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم جیسے حضرات بھی اس کی زد میں آئے مگر تحریک کو جتنا دبانے کی کوشش کی گئی اتنی ہی ابھرتی چلی گئی بالآخر اس تحریک کی بازگشت اسلام آباد کے ایوانوں میں گونجنے لگی حکومت وقت نے بگڑتے ہوئے حالات کو معمول پر لانے کے لئے فوج اور پولیس کو حرکت دی فوج اور پولیس کی نگرانی میں قادیانی سردار امیر محمد جان کی لاش کو مسجد سے نکال کر ان کے محل کے ایک کمرے میں دفن کر دیا گیا، اور یہ ایک حقیقت ہے اگر مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات ذرا سی سستی برتتے تو یہ قادیانی مسجد کے سایہ میں پڑا رہتا۔



(۲۹۰)

## ﴿باب الصلوٰۃ فی مرائب الغنم﴾

بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں عرب بکریاں اور اونٹ پالتے تھے یہی ان کی معیشت تھی جہاں رات کے وقت لا کر انہیں باندھتے اس کو مرائب الغنم اور مواضع الابل کہا جاتا ہے تو ان (مرائب الغنم) میں ایک طرف اپنے بیٹھنے اٹھنے کی بھی جگہ بنا لیتے تھے جس کی صفائی ستھرائی کا بھی التزام رکھتے تھے چونکہ مساجد ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی تھیں اور نماز پڑھنے کے لئے اسلام میں کسی خاص جگہ کی قید بھی نہیں تھی اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بھی بکریوں کے ان باڑوں میں نماز ادا فرمائی جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے اور اس وقت کسی جگہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی جہاں نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ فوراً ادا فرما لیتے اور جب مسجد کی تعمیر ہو گئی تو عام حالات میں نماز مسجد ہی میں ادا کرنا ضروری قرار پایا۔

(۴۱۵) حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن ابي التياح عن انس بن مالك

هم من سليمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے ابوالتياح کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت انس بن مالک سے

قال كان النبي ﷺ يصلي في مرائب الغنم ثم سمعته بعد يقول

انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بکریوں کے باڑوں میں نماز ادا فرماتے تھے پھر میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا

كان يصلى فى مراتب الغنم قبل ان يبنى المسجد (راجع ۲۳۳)

کہ نبی کریم ﷺ بکریوں کے باڑے میں نماز مسجد کی تعمیر سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

بصلى فى مراتب الغنم :..... مراتب غنم میں نماز ادا فرمانے کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں بکریوں کی بیگنیاں وغیرہ پڑی ہوں وہاں پر نماز ادا فرماتے تھے بلکہ بکریوں کے باڑے میں اپنے بیٹھنے اٹھنے کے لئے جو صاف ستھری جگہ بنائی جاتی تھی اس میں نماز ادا فرماتے تھے جہاں بیگنیوں کا نشان تک بھی نہ ملتا تھا۔

(۲۹۱)

## ﴿باب الصلوة فى مواضع الابل﴾

اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنا

ترجمة الباب كى غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز ادا کرنے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں۔

اختلاف :..... مذهب آئمہ ثلاثہؒ :..... آئمہ ثلاثہؒ کے نزدیک بکریوں کے باڑے اور اونٹ کے ٹھہرانے کی جگہ میں کوئی فرق نہیں دونوں جگہ نماز ادا کرنا جائز ہے۔

مذهب حنابلہؒ :..... امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک معادن الابل کے اندر ادا کی گئی نماز فاسد ہے!

مذہب امام بخاریؒ: ..... بعض حضراتؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ آئمہ ثلاثہؒ یعنی جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں کہ آئمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صلوٰۃ فی الموابض و فی المعاطن میں کوئی فرق نہیں دونوں جگہ نماز جائز ہے۔ اور بعض حضراتؒ نے یہ فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی تائید فرما رہے ہیں اس طرح کہ موابض غنم اور معاطن ابل میں فرق بیان فرما رہے ہیں اور دونوں کے بارے میں باب بھی جدا جدا قائم فرمائے ہیں اور روایت بھی علیحدہ لائے ہیں باب کا جدا قائم فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاطن ابل میں نماز ادا کرنا فاسد ہے۔ اور موابض غنم میں مکروہ نہیں اور یہی امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے اور الگ الگ باب قائم فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ روایات میں اس سے نہی آئی ہے اور وہ نہی تغذیہی ہے یا علت تشویش پر محمول ہے کیونکہ اونٹ میں شرارت زیادہ ہوتی ہے یا وہ اونٹ مراد ہیں جو نقار (بہت زیادہ نفرت کرنے والے، مستی میں آنے والے) ہوں۔

باب الصلوٰۃ فی مواضع الابل کا ترجمہ قائم فرما کر نہی والی روایات نہیں لائے کیونکہ شرائط کے موافق نہیں تھیں اور جو روایت ذکر فرمائی وہ جواز کی ذکر فرمائی، علامہ سندھیؒ کا قول یہی ہے کہ امام بخاریؒ موابض الغنم اور معاطن الابل میں فرق بیان فرما رہے ہیں کہ معاطن اور شئی ہے موابض اور شئی ہے۔ یاد رکھیں کہ جمہورؒ کے نزدیک نماز جائز ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ موابض اور مبارک میں بلا حائل اذبال یا ابوال پر نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ بالحوال پڑھی جائے گی یا کنارے میں کسی پاک جگہ پڑھی جائے گی!

دلیل امام احمد بن حنبلؒ: ..... ابو داؤد شریف میں ہے سنل عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل فقال لاتصلوا فی مبارک الابل فانها من الشیاطین؟

امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل کا جواب (۱): ..... جمہورؒ فرماتے ہیں کہ معاطن ابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت ان کے نقار ہونے کی وجہ سے فرمائی گئی ہے!

سوال: ..... مرابد البقر میں نماز ادا کرنا کیسا ہے اس کا حکم موابض الغنم والا ہے یا معاطن الابل والا ہے؟  
جواب: ..... ابو بکر بن منذرؒ نے اس کو موابض الغنم کے ساتھ ملحق کیا ہے لہذا ان میں نماز ادا کرنا مکروہ نہیں۔

(۴۱۶) حدثنا صدقة بن الفضل قال حدثنا سليمان بن حيان قال			
ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سلیمان بن حیان نے بیان کیا کہا			
حدثنا عبيدالله عن نافع قال رأيت ابن عمر يصلي الي بعيره			
کہ ہم سے عبید اللہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے دیکھا			
وقال	رأيت	النبي ﷺ	يفعله
(انظر ۵۰۷)			
اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح ادا فرماتے دیکھا تھا			

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت ابن عمر بن خطابؓ ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ عنقریب باب الصلوٰۃ الی الراحلة والبعیر والشجر والرحل میں بھی لائیں گے، اور امام مسلمؒ نے اسے منقطع تخریج فرمایا ہے اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

رأيت النبي ﷺ : ..... علامہ سندھی کے قول کے مطابق امام بخاریؒ نے صلوٰۃ فی معائن الابل اور صلوٰۃ الی الابل میں فرق فرمایا ہے کہ صلوٰۃ الی الابل صلوٰۃ فی معائن الابل نہیں ہے!

سوال : ..... حدیث الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ ترجمہ الباب میں مواضع الابل ہے جب کہ حدیث الباب میں صلوٰۃ الی بعیرہ ہے لہذا ان دونوں میں مطابقت نہ پائی گئی۔

جواب : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے تو سعات میں سے ہے کہ صلوٰۃ الی بعیرہ کو صلوٰۃ فی معائن الابل قرار دے دیا۔

مسائل مستنبطہ : .....

۱: ..... حیوان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ وہ حیوان قبلہ رخ پر ہو۔

۲: ..... اونٹ اگر قریب بیٹھا ہو تو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

۳: ..... نماز پڑھتے وقت راحلہ اور بعیر کو سترہ بنایا جاسکتا ہے!

(۲۹۲)

﴿باب من صلی وقدامه تنور اونار اوشئی﴾

﴿مما یُعبد فاراد به وجه الله عز وجل﴾

جس نے نماز پڑھی اور اس کے سامنے تنور، آگ یا

کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو

ترجمة الباب کی غرض : ..... ترجمہ الباب کی غرض یہ ہے کہ تنور یا نار اور معبودان باطلہ سامنے ہوں تو نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ محمد بن سیرین اور بہت سے تابعین اور حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام بخاری قائلین کراہت پر زور ہے ہیں کہ نماز ادا کرنے والا تو اللہ کے لئے ادا کر رہا ہے اور مقصود نماز سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جب کوئی اللہ کے واسطے ادا کرے تو آگ وغیرہ (نماز) کے اندر کوئی ضرر نہیں پیدا کر سکتیں اور احناف کے نزدیک ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے سے وہ نماز تو ہو جائے گی لیکن تہبہ بالمشرکین کی وجہ سے مکروہ ہوگی۔

دلیل امام بخاری : ..... حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے دوزخ کی آگ لائی گئی اور میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

امام بخاری کی دلیل کا جواب : ..... اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کا استدلال چند وجوہ سے تام نہیں ہے اور وہ وجوہ یہ ہیں۔

(۱)..... آپ ﷺ نے آگ کی طرف منہ کر کے اختیاراً نماز نہیں ادا فرمائی بلکہ نماز میں آپ ﷺ کو آگ دکھائی گئی۔

(۲)..... حنفیہ جس آگ کی طرف منہ کر کے تشبہ بالمشرکین کی بناء پر نماز کی کراہت کا حکم لگاتے ہیں اس نار (آگ) سے مراد نار (آگ) دنیا ہے اور آپ ﷺ کے سامنے جو نار (آگ) پیش کی گئی وہ نارِ جہنم تھی اور آخرت کی نار کا یہ حکم نہیں!۔

(۳)..... یہ ضروری نہیں کہ جو آگ آپ ﷺ پر پیش کی گئی وہ آگ سامنے ہی ہو آپ حضرات نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ آنحضرت ﷺ جیسے آگے دیکھتے تھے ایسے ہی پیچھے بھی دیکھتے تھے تو حنفیہ کا یہ جزئیہ کہ آگ وغیرہ سامنے ہو تو تشبہ بالمشرکین کی وجہ سے نماز مکروہ ہے تو کراہت اپنی جگہ برقرار رہی۔

وقال الزهري اخبرني انس بن مالك قال قال النبي ﷺ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَاَنَا أَصْلَى  
لِأُمَّةٍ بَرِيَّةٍ لَمْ يَكُنْ فِيهَا كُفْرٌ فَخَرَّ بِنَجَالِيٍّ كَذَبِيٍّ كَرِيمٍ ﷺ نَزَلَ فَرَمَا مِثْرَةً لَنَا فِي الْوَقْتِ فِي نَمَازٍ لَمْ يَكُنْ فِيهَا

وجه مطابقة هذا الحديث معلق للترجمة من حيث انه صلى ﷺ شاهد النار وهو في الصلوة .

اس سے امام بخاری نے آگ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کے جواز کو ثابت فرمایا ہے لیکن یہ استدلال تام نہیں اسی لئے علامہ بدرالدین عینی عمدة القاری ص ۱۸۵ ج ۴ میں اس روایت کو لانے کے بعد لکھتے ہیں و لكن فيه ما فيه . اور اس حدیث کی تخریج امام مسلم نے فضائل النبی ﷺ میں فرمائی ہے:

(۴۱۷) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن عبد الله بن عباس قال

هم من عبد الله بن مسلمة في بيان ان مالك كسوطه من زيد بن اسلم من عطاء بن يسار من حضرت عبد الله بن عباس من انهم لم يفرما

انخسفت الشمس فصلى رسول الله ﷺ ثم قال

كسورت الشمس فركعتين صلى رسول الله ﷺ في ركعتين صلى رسول الله ﷺ في ركعتين صلى رسول الله ﷺ في ركعتين صلى رسول الله ﷺ في ركعتين

أرئت النار فلم ار منظرا كالיום قط افطع (راجع ۲۹)

کہ میں نے دوزخ کو دیکھا اس سے زیادہ بھیانک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا

امام بخاری اس حدیث کو صلوٰۃ الخسوف، کتاب الایمان اور کتاب النکاح میں بھی لائے ہیں جب کہ امام مسلم، امام ابوداؤد، اور امام نسائی نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مسائل مستنبطہ :.....

۱:..... صلوٰۃ الکسوف مستحب ہے۔

۲:..... جنت و دوزخ معرض وجود میں آچکی ہیں۔

۳:..... آنحضرت ﷺ کے نماز ادا فرماتے ہوئے پردے ہٹا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا دورخ دکھا دینا یہ حضرت نبی

کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

(۲۹۳)

## ﴿باب کراہیۃ الصلوٰۃ فی المقابر﴾

مقبروں میں نماز پڑھنے کی کراہیت

ترجمۃ الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ قبرستان میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے  
 حنابلہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور غیر حنابلہؒ یعنی جمہور کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ قبرستان میں نماز ادا کرنا اس  
 لئے مکروہ ہے کیونکہ وہ محلق عبادت نہیں ابوداؤد اور ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً منقول ہے  
 الارض کلھا مسجد الا المقبرہ والحمام۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک حدیث مروی  
 ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان رسول  
 اللہ ﷺ نہی ان یصلی فی سبعة مواطن فی المزیلة والمجزرة والمقبرۃ وقارعة الطريق وفي  
 الحمام وفي معائن لابل وفوق ظهر بیت اللہ۔ جعلت لی الارض مسجدا و طهورا کی رو سے اگرچہ  
 ساری زمین کو مسجد بنایا گیا ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے عدم جواز بھی آجاتا ہے جیسے جزرہ اور مذبحہ وغیرہ۔

مسئلہ: ..... قبریں سامنے ہوں اور نظر نہ آتی ہوں تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔

(۴۱۸) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن عبيد الله بن عمر قال اخبرني نافع

هم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے عبد اللہ بن عمر کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے نافع سے

عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال اجعلوا في بيوتكم من صلواتكم ولا تتخلوها قبورا (انظر ۱۱۸)

حضرت ابن عمر کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز ادا کیا کرو اور انہیں مقبرہ (قبرستان) نہ بناؤ

سوال: ..... حدیث الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ ترجمہ الباب میں کراہت صلوٰۃ فی المقابر کا بیان ہے اور حدیث پاک میں یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ تو ان میں مطابقت نہ ہوئی؟

جواب: ..... لا تتخلوها قبورا کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔

قول اول: ..... ایسے معنی کرنے چاہئیں جو دونوں جملوں میں ربط پیدا کر دیں اور وہ معنی یہ ہیں کہ گھروں کو بغیر نماز کے نہ رکھو یعنی صلوٰۃ فی البيوت کی ترغیب ہے کہ ان (گھروں) کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ جیسے ان (قبروں) میں کراہت کی وجہ سے نماز نہیں ادا کی جاتی ان (گھروں) میں بھی نہ ادا کرو لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ یہ حکم نفلوں کے بارے میں ہے فرضوں کو گھروں میں اس وقت پڑھنے کی اجازت ہے جب کوئی عذر ہو یا مسجد پر آئمہ جور (ظالم) کا قبضہ ہو جو تاخیر سے نماز پڑھتے پڑھاتے ہوں۔

قول الثانی: ..... معنی یہ ہے کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ یعنی اگر گھر کا کوئی فرد مر جائے تو اسے گھر میں دفن نہ کرو۔ پہلا معنی کا مفہوم یہ تھا کہ گھروں کو قبریں نہ بنائیں یعنی ان کو قبروں کی طرح نہ بناؤ وہ معنی تشبیہ پر محمول تھا اور اس دوسرے معنی کے لحاظ سے گھروں میں قبریں بنانے سے روکا جا رہا ہے کیونکہ اگر گھروں میں قبریں بناؤ گے تو جیسے قبرستان میں نماز نہیں ادا کی جاتی ان میں بھی نماز نہیں ادا کی جائے گی۔

قول الثالث: ..... قبروں میں گھر نہ بناؤ کیونکہ قبروں کا مقصد تذکیر آخرت ہے قبروں میں گھر بنانے کی صورت

میں تذکیر آخرت نہیں رہے گی۔

قول الرابع: ..... اس کا مطلب لطیفہ کے طور پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی تمہارے گھر آئے تو اس کی کچھ خدمت اور خاطر تواضع کر دیا کرو ایسے نہ ہو جیسے کوئی قبرستان چلا جائے وہاں کوئی پان کھلانے والا بھی نہ ہو ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہو!

قول ثانی پر اشکال: ..... آپ ﷺ نے (حدیث الباب کے ایک مفہوم کی بناء پر قول ثانی کے پیش نظر) گھر میں قبر بنانے سے منع فرمایا اور حضرت نبی پاک ﷺ کو تو اسی گھر میں دفن کیا گیا جس گھر میں آپ ﷺ وصال سے پہلے قیام پزیر تھے؟

جواب: ..... ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہو جیسا کہ ایک روایت میں یہ آتا ہے الانبیاء یلفنون حیث یموتون!

(۲۹۴)

### ﴿باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف والعداب﴾

دھنسی ہوئی جگہوں اور عذاب کے مقامات میں نماز پڑھنا

ترجمة الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ معذب جگہ پر نماز نہیں پڑھی جانی چاہئے

ویدکر	ان	علیاً	کرہ	الصلوٰۃ	بخسف	بابل
حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آپؓ نے بابل کی دھنسی ہوئی جگہ میں نماز کو ناپسند فرمایا تھا						

مطابقتاً هذا الاثر للترجمة ظاهرة .

حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے بابل کی دھنسی ہوئی جھکوں میں عذاب کی وجہ سے نماز ادا کرنے کو ناپسند فرمایا تھا۔

اور یہ تعلق ہے جسے ابن ابی شیبہؒ نے اس طرح روایت فرمایا ہے ابن ابی شیبہ عن وکیع حدثنا

سفيان حدثنا عبد الله بن شريك عن عبد الله بن ابی المَحَلِّ العامري قال كنا مع علیؑ فمررنا

على الخسف الذي ببابل فلم يصل حتى اجازہ اى تعداوا

بخسف بابل :..... اس سے کیا مراد ہے؟ عراق کے اندر ایک جگہ ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کے پہلے

پارے کے تیسرے پاؤ میں ہے (ببابل ہاروت وماروت) اللہ کو جھانکنے کے لئے نمرود نے وہاں ایک محل بنایا تھا جو

پانچ ہزار ذراع اونچا تھا اس محل کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے فاتی اللہ بنیانہم من القواعد (الایۃ ۲) ساڑھے

سات فٹ اور پونے چار ہزار گز ہوا اور سترہ سو اسی گز کا ایک میل ہوتا ہے تو یوں سمجھئے کہ ڈھائی میل اونچا محل تعمیر

کروایا ہوا (آندھی) آئی دھکا دے کر گرا دیا۔ سب مر گئے نیچے آ کر دب گئے۔

(۴۱۹) حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال حدثني مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمرؓ

ہم سے اسمعيل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے مالک نے عبد اللہ بن دينار کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے

ان رسول اللہ ﷺ قال لا تدخلوا علی هؤلاء المعذبين الا ان تكونوا باکين

کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان معذب قوموں کے آثار سے اگر تمہارا گزر ہو تو روتے ہوئے گزرو

فان لم تكونوا باکين فلا تدخلوا عليهم لا يصيبکم ما اصابهم (انظر ۳۳۸، ۳۳۸۱، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۰، ۳۳۲۰، ۳۳۲۰)

اگر تم اس موقع پر رونہ سکو تو ان سے گزرو ہی نہ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب آجائے جس نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تھا

سوال :..... حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہو؟ حدیث میں نماز سے متعلق کوئی تصریح موجود

نہیں ہے حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ وہاں سے روتے ہوئے گزرو بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی

چاہئے کیونکہ نماز میں بھی تو تضرع ہوتا ہے تو گویا وہاں کھڑے ہو کر رو رو کے نماز پڑھنی چاہئے۔

جواب اول : ..... امام بخاریؒ کی نظر عمیق ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرمایا کہ نہ گزرو مگر روتے ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ دائمًا رونا ہے اور دائمًا رونا نماز کے منافی ہے۔

جواب ثانی : ..... یا وجہ استدلال اس طرح ہو سکتی ہے کہ تفصیلی روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ان مقامات سے گزرنے لگے تو آپ ﷺ نے اپنا سر نیچے فرمایا اور تیزی سے گزر گئے وہاں نماز نہیں پڑھی بلکہ روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنا گوندھنے کے لئے وہاں کے پانی لینے سے منع فرمادیا ان النبی ﷺ لمامر بديار هود و صالح عليهما السلام نهى اصحابه ان يعجنوا بيئر صالح ا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نماز بھی درست نہیں کیونکہ نماز کے لئے تو ظہر نا لازم ہے جب کہ آپ ﷺ کے عمل سے نہ ظہر نا ثابت ہو رہا ہے۔

لاتدخلوا : ..... آپ ﷺ تبوک جاتے ہوئے جب ديار ثمود سے گزرنے لگے تو فرمایا لا تمدخلوا علی هؤلاء

المعذبين الخ ۲

(۲۹۵)

### ﴿باب الصلوٰۃ فی البيعة﴾

کلیسا میں نماز

بیعة : ..... عیسائیوں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں جسے آج کل گر جا گھر کہتے ہیں۔

کنیسہ : ..... یہودیوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنے کا حکم بیان فرما رہے ہیں گر جاگھر میں نماز پڑھنے کے بارے میں حضرات آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ اور شافعیہ کا مذهب :..... احناف اور شوافع کے نزدیک معبد نصاریٰ میں مطلقاً نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

مذہب حنابلہ :..... حنابلہ کے نزدیک مطلقاً نماز ادا کرنا مباح ہے۔

مذہب مالکیہ :..... امام مالکؒ کے ہاں تفصیل و تفریق ہے اگر بت اور تصاویر رکھی ہوئی ہوں تو نماز ادا کرنا ناجائز ہے امام بخاریؒ، امام مالکؒ کے مسلک کو ترجیح فرما رہے ہیں اور اس پر آثار نقل فرمائے ہیں اور ایک حدیث بھی بیان فرمائی ہے۔

وقال عمرؓ انا لا ندخل كنائسكم من اجل التماثيل التي فيها الصور

عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تمہارے کلیساؤں میں اس لئے نہیں جاتے کہ ان میں مجسمے ہوتے ہیں

مطابقہ هذا الاثر للترجمة من حيث ان عدم دخوله في كنائسهم لاجل الصور التي فيها اور اثر ابن عمرؓ کو عبدالرزاقؒ نے موصولاً بیان فرمایا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ لما قدم عمر الشام صنع له رجل من النصارى طعاما وكان من عظامهم وقال ان احب ان تعجيني وتكرمني فقال له عمرؓ انا لا ندخل كنائسكم من اجل الصور التي فيها

وكان ابن عباس يصلى في البيعة الا بيعة فيها تماثيل

ابن عباسؓ کلیسا میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن جن میں مجسمے رکھے ہوتے تھے ان میں نماز نہیں ادا فرماتے تھے

یہ بھی تعلق ہے جسے علامہ بغوی نے جدیدات میں موصولاً بیان فرمایا ہے ۳ اس اثر کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کینسہ یعنی گر جاگھر میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن جن میں مجسمے رکھے ہوتے ان میں نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔

(۴۲۰) حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا عبدة عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة
ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبدہ نے هشام بن عروہ کے واسطے سے خبر دی وہ اپنے والد گرامی قدر سے وہ حضرت عائشہ سے
ان ام سلمة ذكرت لرسول الله ﷺ كنيسة رأتها بارض الحبشة يقال لها مارية
کہ حضرت ام سلمہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اسے ماریہ کہتے تھے
فذكرت له مارات فيها من الصور فقال رسول الله ﷺ اولئك قوم
انہوں نے ان مجسموں کا بھی ذکر کیا جنہیں اس میں دیکھا تھا اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے
اذا مات فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا
کہ اگر ان میں سے کوئی نیک بندہ یا فرمایا نیک شخص مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے
وصوروا فيه تلك الصور اولئك شرار الخلق عند الله (راجع ۴۲۷)
اور اس میں اسی طرح کے مجسمے رکھتے یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں

مطابقته للترجمة توخذ من قوله بنو اعلى قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور.

اور یہ حدیث امام بخاری باب هل ينش قبر مشرکی الجاهلیة میں بھی لائے ہیں جو اس باب

سے پانچ باب پہلے ہے اور اس حدیث کی مزید تفصیل وہاں گزر چکی ہے۔

(۲۹۶)

﴿باب﴾

یہ باب بلا ترجمہ ہے اور پہلے باب کا تمہ ہے۔

باب کی غرض : ..... یہ ہے کہ اس باب سے امام بخاریؒ نے ان لوگوں کی طرف اشارہ فرمادیا جو گر جاگھر میں مطلقاً کراہت کے قائل ہیں۔

اور دوسری غرض یہ ہے کہ پہلے باب سے صلوٰۃ فی معبد النصارى ثابت فرمایا تھا اور اس سے صلوٰۃ فی معبد

اليهود ثابت فرماتے ہیں!

(۴۲۱) حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة ان

هم سے ابو اليمان نے بیان کیا کہا کہ ہمیں شعيب نے خبر پہنچائی زہری کے واسطے سے کہا کہ مجھے عبيد الله بن عبد الله بن عتبة نے خبر پہنچائی

عائشة و عبد الله بن عباس قالوا لما نزل برسول الله ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةَ لَهُ عَلِيٌّ وَجْهَهُ

کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مرض الوفا میں اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے تھے

فَاذًا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى

جب کچھ افاقہ ہوتا تو چادر ہٹا دیتے آپ ﷺ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر

اتخذوا قبور انبيائهم مساجد يُحَدِّثُ مَا صَنَعُوا (انظر ۱۳۳۰، ۱۳۹۰، ۳۳۵۳، ۳۳۴۱، ۳۳۳۳، ۳۳۳۲، ۳۳۳۱، ۳۳۳۰، ۵۸۱۶، ۵۸۱۵)

کہ انہوں نے اپنے انبیاء علی نبی وعلیہم السلام کی قبروں پر مسجدیں بنائیں گویا کہ یہود و نصاریٰ کی بدعت سے آپ ﷺ کو لوگوں کو ڈر ہے تھے

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

اور اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب اللباس میں اور کتاب المغازی میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے اور

امام نسائی نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

طفق : ..... یہ افعال مقاربتہ میں سے ہے۔

خميصة : ..... بمعنی چادر۔

اس حدیث مبارکہ کا اور ما بعد والی حدیث مبارکہ کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی مرض الوفا

میں خاص طور پر یہود و نصاریٰ کی اس بدعت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے نبیوں کی قبروں پر مساجد بناتے رہے اور ان کو

سجدہ گاہ بنائے رکھا اور آپ ﷺ نے ان پر لعنت بھیجی کیونکہ آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہما علیہ السلام تھے اور پہلے انبیاء علیہما علیہ السلام اور صالحین کے ساتھ ایک معاملہ پیش آچکا تھا اس لئے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اپنی امت کو اس بات پر خاص طور پر متنبہ فرمادیں کہ تم یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے نبی ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا قبروں کی طرف سجدہ کرنا تمثیل (صورتیں) کی طرف سجدہ کرنے کی مانند ہے اس لئے یہ پہلے باب کا تتمہ ہوا۔

(۴۲۲) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة
هم عن عبد الله بن مسلمة عن أبيه عن مالك عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة
ان رسول الله ﷺ قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنالی ہیں

امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الجنائز میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الوفات

میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فائدہ ۵:..... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی پاک ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے

اور چونہ کے ذریعے پختہ بنانے سے اور عمارت کھڑی کرنے سے منع فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں سمعت رسول

الله ﷺ انهى ان يقعد على القبر وان يقصص (هو بناء ما بالقصة وهو الجص) وان يُبنى عليه!



(۲۹۷)

﴿باب قول النبی ﷺ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا﴾

حضرت نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ مجھے روئے زمین کے ہر حصہ پر نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ پہلے ابواب بیعہ اور کنیسہ وغیرہ میں نماز ادا کرنے کی جو کراہیت ذکر ہوئی ہے وہ کراہیت تحریمی نہیں بلکہ خلاف اولیٰ پر محمول ہے دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ صلوٰۃ علی الارض میں اباحت ہے بیعہ اور کنیسہ اور حمام وغیرہ میں ممانعت عوارض کی وجہ سے ہے اور پھر عوارضات میں بھی فرق ہے بعض عوارض کی وجہ سے نماز ہوتی ہی نہیں مثلاً مزبلہ (یعنی ایسی زمین جس پر پاخانہ پڑا ہو) میں۔

(۴۲۳) حدثنا محمد بن سنان قال حدثنا هشيم قال حدثنا سيار هو ابو الحكم

ہم سے مسدود بن سنان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو الحکم سيار نے بیان کیا

قال حدثنا يزيد بن الفقيه قال حدثنا جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ

کہا کہ ہم سے یزید فقیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اعطيت خمسا لم يعطهن احد من الانبياء قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر

مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو عطا نہیں فرمائی گئی تھیں۔ (۱) میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں پر پڑتا ہے

وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا و ایما رجل من امتی ادركته الصلوٰۃ				
(۲) اور میرے لئے تمام زمین میں نماز ادا کرنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے اس لئے میری امت کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت آجائے				
فیصل	و	أحلت	لی	الغنائم
اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہئے (۳) اور میرے لئے غنیمت حلال فرمائی گئی ہے				
وكان النبی علیہ السلام یبعث الی قومہ خاصة وبعث الی الناس كافة				
(۴) پہلے انبیاء اپنی خاص قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھ دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے				
واعطیٰ		الشفاعة		(راجع ۳۳۵)
(۵)	مجھے	شفاعت	عطاء	فرمائی گئی ہے

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام

نسائیؒ نے کتاب الطہارۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء

کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔

(۱)..... میرا رب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں پر پڑتا ہے۔

(۲)..... اور میرے لئے تمام زمین میں نماز ادا کرنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے اس لئے میری امت

کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت آجائے اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہئے۔

(۳)..... اور میرے لئے غنیمت حلال فرمائی گئی ہے۔

(۴)..... پہلے انبیاء اپنی خاص قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھ دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے

بھیجا گیا ہے۔

(۵)..... مجھے شفاعت عطاء فرمائی گئی ہے۔

(۲۹۸)

## ﴿باب نوم المرأة فی المسجد﴾

عورت کا مسجد میں سونا

ترجمة الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ عورت کے مسجد میں سونے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں یعنی انے کے نزدیک عورت کا مسجد میں سونا جائز ہے۔

عورت کے مسجد میں سونے کا حکم: ..... اس بارے میں اختلاف ہے کہ عورت مسجد میں سو سکتی ہے یا نہیں اس بارے میں چند مذاہب ہیں۔

مذہب مالکیہ: ..... امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً عورت کو مسجد میں سونا جائز نہیں اگرچہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو۔

مذہب جمہور: ..... آئمہ جمہورؒ کے نزدیک خوفِ فتنے کے وقت مکروہ ہے یعنی عورت جو ان ہو تو فتنے کا خطرہ ہے لہذا اس کا مسجد میں سونا مکروہ ہوگا جب کہ حائضہ عورت اور نفاس والی عورت کے لئے بھی مسجد میں سونا مکروہ ہے ہاں اگر طاہرہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

نوم الرجال کا باب آگے قائم فرما رہے ہیں نوم الرجال فی المسجد کی تفصیل وہیں آئے گی۔

سوال: ..... دونوں کا باب الگ قائم کیوں فرمایا؟

جواب: ..... عورت میں چونکہ فتنے کا احتمال زیادہ ہے اس لئے اسے اہتمام کی بناء پر مقدم فرمایا اور اس کا الگ

باب قائم فرمایا۔

(۴۲۴) حدثنا عبید بن اسمعیل قال حدثنا ابواسامة عن هشام عن ابيه عن عائشة

ہم سے عبید اللہ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابواسامہ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ سے

ان ولیدة كانت سوداء لحي من العرب فاعتقوها فكانت معهم

کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک باندی تھی انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور وہ انہیں کے ساتھ رہتی تھی اس نے بیان کیا

قالت فخرجت صبية لهم عليها وشاح احمر من سيور

کہ ان (قبیلہ والوں) کی ایک لڑکی باہر گئی وہ تے کا سرخ ہار پہنے ہوئے تھی

قالت فوضعتہ اووقع منها فمرت به حدياة وهو ملقى فحسبته لحما

اس باندی نے بتایا کہ یا تو لڑکی نے اسے خود کہیں چھوڑ دیا تھا یا اس سے گر گیا تھا پھر اس طرف سے ایک چیل گزری وہ سرخ ہار پڑا ہوا تھا

فحفظته قالت فالتمسوه فلم يجدوه قالت فاتهموني به قالت فطفقوا يفتشوني

چیل اسے گوشت سمجھ کر جھپٹ کر لے گئی بعد میں قبیلہ والوں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن انہوں نے اسے نہیں پایا پس ان

لوگوں نے اس کی تہمت مجھ پر لگا دی اور میری تلاشی لینی شروع کر دی

حتى فتشوا قبلها قالت والله اني لقائمة معهم اذ مرت الحدياة

حتی کہ انہوں نے اس کی شرمگاہ تک کی تلاشی لی اس نے بیان کیا واللہ میں ان کے ساتھ اسی حالت میں کھڑی تھیک وہی چیل آئی

فالتته قالت فوقع بينهم قالت فقلت هذا الذي اتهمتموني به زعمتم

ہوا اس نے ان کا زیور گروا وہ ان کے سامنے ہی گرائیں نے کہا کہ یہی تو تھا جس کی تم مجھ پر تہمت لگاتے تھے تم لوگوں نے مجھ پر لازم لگایا تھا

وانا منه بريئة وهو ذا هو قالت فجاءت الى رسول الله ﷺ فاسلمت

حالانکہ میں اس سے بری تھی یہی تو ہے میرا جس نے کہا کہ اس کے بعد وہ حضرت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا

قالت عائشة فكانت لها خباء في المسجد او حفش قالت

حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ اس کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا یا کہا کہ کوٹھڑی حضرت عائشہ نے بیان کیا

فكانت تأتيني فتحدث عندي قالت فلا تجلس عندي مجلسا الا قالت

کہ وہ باندی میرے پاس آتی تھی اور مجھ سے باتیں کرتی تھی جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی

☆ ويوم الوشاح من تعاجيب ربنا ☆☆ الا انه من بلدة الكفر انجاني ☆

کہ ہارکادن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں سے ایک نشانی ہے آگاہ ہو جاؤ کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی

قالت عائشة ۞ فقلت لهما ما شانك لاتقعدين معي مقعداً الا قلت هذا

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آخربات کیا ہے؟ جب بھی تم میرے پاس بٹھتی ہو تو یہ بات ضرور کہتی ہو

قالت فحدثتني بهلذا الحديث (انظر ۳۸۳)

آپ نے بیان کیا کہ پھر اس نے مجھے یہ واقعہ (تفصیلاً) سنایا

مطابقته للترجمة في قوله ((وكان لها خبأء في المسجد)) لانها لم تنصب خبأء فيه

الالبوتة والنوم فيها

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

وليدة: ..... کے دو معنی آتے ہیں۔ (۱) لطفلة (۲) لونڈی۔ اگرچہ بڑی عمر کی کیوں نہ ہو اور یہاں پر دوسرا معنی مراد ہے۔

وشاح احمر من سيور: ..... وشاح (واؤ کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ) اس کا معنی ہے ہار۔ اور اس کی جمع

اوشحة، وشح اور وشاح آتی ہے سیور سیر کی جمع ہے تسمہ۔

وهو ذاهو: ..... اس جملے کی متعدد ترکیبیں کی گئی ہیں۔

(۱): ..... یہ دو جملے ہیں دوسرے مبتدا یعنی ثانی ہو کی خبر محذوف ہے۔

(۲): ..... ہو ضمیر شان ہے ذامبتدا ہے اور دوسرا ہونہر ہے۔

(۳): ..... ہو مبتدا اول ہے ذامبتدا ثانی ہے اور دوسرا ہو مبتدا ثانی کی خبر ہے مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

ہو کر پہلے ہو مبتدا کی خبر ہوئی مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

- (۴)..... ہومو کد ذاتا کیدمو کد اپنی تاکید سے مل کر مبتدا دوسرا ہواس کی خبر۔
- (۵)..... ہومبتدا ذاجبر اول دوسرا خبر ثانی مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
- (۶)..... ہومو کد اپنی تاکید سے مل کر مبتدا، ذاجبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
- (۷)..... ہومثانی ذاکي تاکید ہے۔
- (۸)..... ہومثانی ذاکا بیان ہے۔

كان لها خِباء في المسجد او حفش:..... اس کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں ایک خیمہ لگا دیا گیا یا یہ کہا کہ کوٹھڑی بنا دی گئی یہ محل ترجمہ ہے اور مقصود بالذات ہے کہ وہ عورت مسجد کے اندر خیمہ ڈال کر رہا کرتی تھی۔

او:..... یہ شک راوی ہے۔

حفش:..... چھوٹی کوٹھڑی کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں ایک خاص واقعہ کا بیان ہے جس سے ایک عورت کا مسجد نبوی ﷺ میں رہنا ثابت ہو رہا ہے اس واقعہ سے زیادہ سے زیادہ رخصت کے طور پر کوئی مسئلہ اخذ کیا جاسکتا ہے کیونکہ سوتے وقت مسجد کا جو واقعی احترام ہے وہ قائم نہیں رکھا جاسکتا۔

مسائل مستنبطہ:.....

- (۱)..... ابن بطل فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس گھر اور رات گزارنے کے لئے جگہ نہ ہو اس کے لئے مسجد میں رات گزارنا مباح ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ شرط یہ ہے کہ فتنے کا خطرہ نہ ہو۔
- (۲)..... آزمائش میں مبتلا انسان ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں جاسکتا ہے جیسے حدیث میں عورت کے قصے سے معلوم ہوا۔



(۲۹۹)

## ﴿باب نوم الرجال فی المسجد﴾

مسجد میں مردوں کا سونا

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ مسجد میں نوم الرجال کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں اس بارے میں بھی آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا مرد کے لئے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

مذہب مالکیہ و حنابلہ :..... ان کے نزدیک تفصیل ہے فرماتے ہیں کہ مرد کے لئے اگر کوئی سونے کی جگہ نہ ہو تو مسجد کے اندر سو سکتا ہے اور اگر جگہ ہو تو پھر مسجد میں سونے کو پسند نہیں کرتے!

مذہب ابن عمرؓ، احنافؓ و سعید بن مسیبؓ و غیر ہم :..... ان بزرگوں کے نزدیک مسجد میں سونا جائز ہے!

مذہب ابن مسعودؓ، مجاہدؓ و غیر ہما :..... ان کے نزدیک مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

سوال :..... باب نوم الرجل کیوں نہیں فرمایا جب کہ باب سابق نوم المرأة ہے نوم النساء نہیں؟ تو جس طرح وہاں مرآة کو مفرد لائے یہاں بھی رجل لانا چاہئے تھا رجال کیوں فرمایا؟

جواب :..... باب سابق کی حدیث الباب میں ایک عورت کا واقعہ اور قصہ تھا ایک عورت کے قصے کی مناسبت

سے نوم المرأة کہا اور یہاں جمع اس لئے لائے کہ اس باب کے شروع میں جو اثر بیان کیا گیا ہے اس میں جمعیت مراد ہے اس لئے وہاں مفرد اور یہاں جمع کا لفظ لائے۔

اہم فائدہ: ..... چند باتیں اور اصول بطور تمہید سمجھ لیں انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کے متعلق آنے والے تمام ابواب حل ہو جائیں گے۔ اور سمجھ بھی آ جائیں گے

اصول اول: ..... امام بخاریؒ کے نزدیک مسجد کے احکام میں توسع ہے اور اسی طرح مسجد کے اطلاق میں بھی توسع ہے احکام میں توسع اس طرح ہے کہ سونا، کھانا، ریح خارج کرنا سب کو جائز کہتے ہیں۔

مسجد کے اطلاق میں توسع اس طرح ہے کہ احاطہ مسجد کو مسجد سے تعبیر بھی کر دیتے ہیں۔

اور جمہور کہتے ہیں کہ بہت سارے احکام جو احاطہ مسجد میں ہو سکتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ مسجد میں بھی جائز ہوں۔

اصول ثانی: ..... کوئی چیز حدیث سے ثابت ہو جائے تو امام بخاریؒ اس پر جواز کا باب قائم کر دیتے ہیں اور جمہور اس چیز کو کسی خاص علت کے پائے جانے کی بناء پر مکروہ کہتے ہیں۔ ایک ہے ثبوت اور عرض، اور ایک ہے اس کی عادت، تو چونکہ مساجد ایسے کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں اسی لئے، کھانے، سونے اور ریح خارج کرنے کی عادت بنانا جائز نہیں۔

وقال ابو قلابہ عن انس بن مالک قدم رھط من عکل علی النبی ﷺ وکانوا فی الصفة
اور ابو قلابہ نے حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ عکل کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صف میں قیام پر رہے
وقال عبدالرحمن بن ابی بکر کان اصحاب الصفة الفقراء
عبدالرحمن بن ابی بکر نے فرمایا کہ صفہ میں قیام پذیر صحابہ کرام فقراء تھے

## ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

یہ تعلق ہے قصہ عمر بنین کا ایک حصہ ہے، اور امام بخاریؒ اس کو حارین میں موصولاً لائے ہیں۔

ابو قلابہؒ: ..... کا نام عبداللہ بن زید ہے۔

رہط من عکل: ..... رہط کا اطلاق دس سے کم افراد پر ہوتا ہے اور ان میں کوئی عورت بھی نہیں ہوتی! رہط عکل یہ وہی لوگ ہیں جو دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ اسلام ظاہر کیا اور پھر کہا کہ ہمیں مدینہ کی آب و ہوا مناسب نہیں۔ آپ نے انہیں صدقات کے اونٹوں میں چلے جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ وہاں جا کر انہوں نے غداری کی۔ اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔

فکانوا فی الصفۃ: ..... صفہ مسجد کا حصہ تھا اس کے اندر ان لوگوں نے قیام کیا۔ تو قیام فی المسجد ثابت ہو گیا۔ کیونکہ حضرت نبی پاک ﷺ کے ہاں مہمانوں کے لئے کوئی مستقل ڈیرہ اور بیٹھک نہیں تھی کوئی وفد وغیرہ آتا تو آپ ﷺ انہیں صفہ میں ٹھہراتے تھے۔

وقال عبدالرحمن بن ابی بکرؓ: ..... یہ تعلق ہے، اور اس طویل حدیث کا ابتدائی حصہ ہے جو باب السمر مع الامل والضيف میں آئے گی۔

اصحاب الصفہ: ..... صفہ میں قیام پذیر صحابہ کرام فقراء تھے ان کے پاس کچھ ہوتا ہی نہیں تھا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا بھی ساتھ لے جائے۔ اشارہ انہیں اصحاب صفہ کی طرف تھا یہ آپ ﷺ کے مدرسہ کے طالب علم تھے دین سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو یہ حضرات مسجد میں ہی رہتے تھے۔ انہی آثار کی بنا پر امام مالک نے فرمایا کہ جس کے لئے گھر (رات گزارنے) کا انتظام نہ ہو تو وہ مسجد میں سو سکتا ہے۔

(۴۲۵) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن عبيد الله قال حدثني نافع قال اخبرني عبد الله بن عمرؓ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے عیبد اللہ سے بیان کیا کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہا کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے خبر پہنچائی



فجعل رسول اللہ ﷺ یمسحه عنه ویقول قم ابتراب قم ابتراب (انظر ۰۳۳۷۰۳۲۰۲۴۰۲۸۰)

رسول اللہ ﷺ حضرت علیؑ کے جسم سے مٹی کو صاف کرنے لگے اور آپ ﷺ کہنے لگے مٹی والے کھڑا ہوا مٹی والے کھڑا ہو

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے حضرت سعدؓ ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الفضائل میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

این ابن عمک :..... تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے یہ مجازاً فرمایا کیونکہ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کے چچا کے بیٹے نہیں تھے بلکہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔

سوال :..... آپ نے ابن زوجک یا ابن علی کیوں نہیں فرمایا؟ پوچھنے کا یہ انداز کیوں اپنایا؟

جواب :..... جیسے میاں بیوی کے درمیان بعض اوقات کوئی ایسی ویسی بات ہو جاتی ہے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے درمیان کسی بات پر عارضی اختلاف ہو گیا تھا تو حضرت فاطمہؑ کو نرم کرنے کی غرض سے قریبی رشتہ یاد دلانے کے لئے ابن عمک فرمایا!

مسائل مستنبطہ :.....

(۱)..... والد اپنی بیٹی کے گھر اس کے زوج کی اجازت کے بغیر داخل ہو سکتا ہے۔

(۲)..... کسی کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے رشتہ داری یاد دلانی جاسکتی ہے۔

(۳)..... امراء اور مقامی حضرات مسجد میں سو سکتے ہیں۔

(۴)..... غیر ولد کی طرف نسبت کرتے ہوئے کنیت رکھنا جائز ہے۔

(۴۲۷) حدثنا یوسف بن عیسیٰ قال حدثنا ابن فضیل عن ابیہ عن ابی حازم عن ابی ہریرۃ

بیان کیا ہمیں یوسف بن عیسیٰ نے کہ کہایان کیا ہمیں ابن فضیل نے وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی حازم سے وہ ابی ہریرۃ سے

قال لقد رأیت سبعین من اصحاب الصفة مامنهم رجل علیہ ردآء اما ازار واما کساء

کہا کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی نہیں تھا کہ جس پر چادر ہو یا ازار اور یا کساء

قد ربطوا فی اعناقهم فمنها ما یبلغ نصف الساقین

انہوں نے اس کو اپنی گردنوں میں باندھ رکھا تھا ان میں سے بعض کے نصف پنڈلی تک پہنچتی تھی

ومنها ما یبلغ الکعبین فیجمعه بیدہ کراہیۃ ان تری عورتہ

اور ان میں سے بعض کوٹنوں تک پس وہ اس کو جمع کر لیتے تھاپنے ہاتھ سے اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کوئی ان کی شرمگاہ نہ دیکھ لے

حدثنا یوسف بن عیسیٰ : ..... یوسف بن عیسیٰ سے مراد مروزی ہیں۔

رأیت سبعین من اصحاب الصفة : ..... یہ ستر صحابہ کرام جن کو حضرت ابو ہریرۃ نے دیکھا تھا یہ ان

ستر صحابہ کرام کے علاوہ ہیں جن کو حضرت نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر معونہ میں بھیجا تھا وہ بھی اصحاب صفہ تھے لیکن

حضرت ابو ہریرۃ کے اسلام لانے سے پہلے شہید ہو گئے تھے اصحاب صفہ کی تعداد ستر سے زائد دو سو تک پہنچتی ہے۔

ان کی تعداد میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم سیکھنے کے لئے آتے اور صفہ میں قیام فرماتے

اس لئے کبھی زیادہ ہو جاتے اور کبھی کم ہو جاتے جیسے مدارس کے طلباء کبھی بڑھ جاتے ہیں اور کبھی کم ہو جاتے ہیں۔



(۳۰۰)

## ﴿باب الصلوة اذا قدم من سفر﴾

سفر سے واپسی پر نماز

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ جب کوئی آدمی سفر سے واپس آئے تو تحیة المسجد پڑھے اور اس کا نام صلوة تحیة القدوم من السفر ہے۔  
 آئمہ کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو سب سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز تحیة السفر پڑھے تاکہ ابتداءً اچھے مقام سے تلبیس ہو۔

قال كعب بن مالك كان النبي ﷺ اذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فصلى فيه

كعب بن مالكؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز ادا فرماتے

یہ تعلق ہے جسے امام بخاریؒ نے غزوہ تبوک کے بیان میں مسنداً بیان فرمایا ہے۔ اس تعلق کا حاصل یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں تشریف لے جا کر دو گانہ ادا فرماتے۔ اس تعلق کی ترجمتہ

الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔

(۳۲۸) حدثنا خلا بن يحيى قال حدثنا مسعر قال حدثنا محارب بن دثار عن جابر بن عبد الله

ہم سے خلا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مسعرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے محارب بن دثارؒ نے بیان کیا جابر بن عبد اللہؓ کے واسطے سے

قال آیت النبی ﷺ وهو فی المسجد قال مسعر أراه

آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ

قال ضحیٰ فقال صل رکعتین وكان لی علیہ دین فقضانی وزادنی

محارب نے چاشت کا وقت بتایا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (پہلے) دو رکعت نماز پڑھ لو۔ میرا آنحضرت ﷺ پر کچھ قرض تھا جسے آپ ﷺ نے ادا کیا اور مزید بخشش کی

(انظر ۱۸۰۱، ۲۰۹۷، ۲۱۵۰، ۲۳۸۵، ۲۳۹۳، ۲۴۰۶، ۲۴۷۰، ۲۴۸۰، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۷۱۸، ۲۸۶۱، ۲۹۶۸،

۳۰۸۷، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰،

فقال صلّ رکعتین ..... اس جملہ سے استدلال تفصیلی روایات کے لحاظ سے ہے کیونکہ اس میں تو قدوم من سفر کا ذکر نہیں ہے اور تفصیلی روایتوں میں یہ الفاظ ہیں الان قدمت قلت نعم! حضرت جابر بن عبد اللہؓ بھی سفر سے اس وقت لوٹے تھے اور آپ ﷺ بھی۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو سترہ مقامات پر لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ اور کتاب البيوع میں اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے بھی کتاب البيوع میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

وكان لي عليه دين فقضاني وزادني ..... اور میرا آپ ﷺ پر کچھ قرض تھا جسے آپ ﷺ نے ادا کیا اور مزید بخشش کی، یہ وہی اونٹ والا واقعہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا تھا جب مدینہ آئے تو آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے حضرت جابرؓ اپنا قرض لینے آئے تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ پہلے حمیہ سفر پڑھیں اور پھر آپ ﷺ نے اُن کا قرض ادا فرمایا اور خوب ادا فرمایا!ؒ



(۳۰۱)

﴿باب اذا دخل احدكم المسجد فليركع﴾

ر كعتين قبل ان يجلس ﴿﴾

جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہاں سے تحیة المسجد کا بیان فرما رہے ہیں

اور حدیث کے الفاظ کو ہی ترجمہ الباب بنایا ہے یعنی ترجمہ اور متن حدیث برابر ہیں۔

دخول فی المسجد کی اقسام : ..... دخول فی المسجد تین قسم پر ہے۔

(۱) للمرور (۲) للجلوس (۳) للعبادات

اختلاف اول : .....

جمہور آئمہ : ..... فرماتے ہیں کہ کسی قسم کا بھی دخول ہو تو رکعتیں پڑھے۔

امام مالک : ..... فرماتے ہیں کہ اگر دخول للمرور ہے تو اس پر رکعتیں نہیں ہیں باقی دو میں رکعتیں پڑھے

اختلاف ثانی : .....

اذا دخل اپنے عموم کی وجہ سے شافعیہ کے نزدیک اوقات مکروہہ کو بھی شامل ہے جو وقت بھی ہو اس کی طرف تحیة

المسجد کا حکم متوجہ ہوگا اگرچہ وقت مکروہہ ہو۔

آئمہ جمہور: ..... کے نزدیک تخصیص ہے اوقات مکروہہ میں رکعتیں ادا نہیں کی جائیں گی۔

امام احمد بن حنبل: ..... جمہور کے ساتھ ہیں لیکن خطبے میں وہ بھی امام شافعی کے ساتھ ہو گئے ہیں یعنی دوران خطبہ جمعہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو ان کے نزدیک تحیۃ المسجد کا حکم متوجہ ہوگا جمہور آئمہ کے نزدیک نہیں! ان دونوں اختلافوں کا تعلق اذا دخل کے ساتھ ہے۔

فلیرکع رکعتین: ..... دو رکعتیں واجب ہیں یا مستحب۔ اس میں اختلاف ہے۔

مذہب ظاہریہ: ..... ظاہریہ کے نزدیک دو رکعتیں واجب ہیں۔

مذہب جمہور: ..... جمہور حضرات کے نزدیک دو رکعتیں مستحب ہیں۔

رکعتین: ..... دو رکعتیں ضروری ہیں یا تحیۃ المسجد میں ایک رکعت پر اکتفا کیا جاسکتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔

مذہب احناف و مالکیہ: ..... حنفیہ اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ دو رکعت سے کم نماز ہی نہیں اس لئے یہاں بھی دو سے کم نہیں پڑھی جائیں گی۔

مذہب شوافع و حنابلہ: ..... شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تنفل ہر رکعہ جائز ہے مگر تحیۃ المسجد میں وہ بھی دو سے کم کے قائل نہیں۔

قبل ان یجلس: ..... اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو کر رکعتیں ادا کرنے سے پہلے بیٹھ گیا تو اس کی تحیۃ المسجد فوت سمجھی جائیں گی یا نہیں؟ یعنی داخل ہوتے ہی فوراً ادا کرے یا تھوڑی دیر بعد بھی ادا کر سکتا ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔

مذہب مالکیہ و حنفیہ: ..... امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر رکعتیں ادا کرنے سے پہلے بیٹھ گیا تو بیٹھنے سے ریوت نہیں ہوگی تھوڑی دیر بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔

مذہب شوافع: ..... شافعیہ کے نزدیک قصداً تھوڑی دیر بھی بیٹھنے سے استحباب فوت ہو جائے گا اور اگر بھول کر زیادہ دیر بیٹھ گیا تو بھی تحیۃ المسجد فوت ہوگئی۔

مذہب حنابلہ: ..... امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر تھوڑی دیر قصد آیا بھول کر بیٹھا تو استحباب فوت نہیں ہوگا اور اگر زیادہ دیر تک بیٹھا رہا خواہ قصد ہو یا بھول کر مطلقاً استحباب فوت ہو گیا۔

خلاصہ: ..... اذا دخل میں دو مکے ہیں۔

فلیرکع: ..... میں ایک مسئلہ ہے اور رکعتین: ..... میں دو مکے ہیں۔ تو کل پانچ مکے ہوئے جن میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴۲۹) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالک عن عامر بن عبد الله بن الزبير
هم سے عبد الله بن يوسف نے بیان کیا، کہا ہمیں مالک نے عامر بن عبد الله بن زبير کے واسطے سے خبر پہنچائی
عن عمرو بن سليم الزرقی عن ابی قتادة السلمی ان رسول الله ﷺ قال
وه عمرو بن سليم زرقی سے وہ حضرت ابو قتاده سلمی سے کہ حضرت رسول الله ﷺ نے فرمایا
اذا دخل احدكم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (النظر ۱۱۶۳)
جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابو قتادہ ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی حارث بن ربیع (بکسر الراء) سلمی ہے آپ کی کل مرویات ایک سو ستر (۱۷۰) ہیں امام بخاری نے ان میں سے تیرہ (۱۳) احادیث کو اپنی بخاری شریف میں جگہ دی ہے پڑن (۵۴) ہجری کو ان کا انتقال ہوا۔

امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فلیرکع: ..... جزء بول کر کل مراد لیا ہے۔ اور تحیة المسجد پڑھنا مستحب ہے اور اہل ظواہر نے اسے واجب کہا ہے۔

(۳۰۲)

## ﴿باب الحدّث فی المسجد﴾

مسجد میں ریح خارج کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاری إخراج ریح فی المسجد کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر مسجد میں بیٹھے بیٹھے ریح خارج کرنے کی ضرورت ہو جائے تو ریح خارج کرنا جائز ہے حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیان جواز کے ساتھ ساتھ خلاف اولویت کو بھی بیان فرمانا ہے کیونکہ مقصود مسجد میں بیٹھ کر ہوا خارج کرنے والا فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے لہذا جو اس محرومی کا باعث ہو وہ خلاف اولیٰ ہوگا

مسجد میں إخراج ریح کے متعلق اختلاف :..... جمہور آئمہ کے نزدیک مسجد میں بے وضوء ہونا مکروہ ہے امام بخاری نے نبی کا ذکر نہیں کیا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں حدّث (إخراج ریح) کر سکتا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا مذہب بھی جمہور کی طرح ہے کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم اپنے مصلے پر جہاں تم نے نماز پڑھی تھی رہو ہوا خارج نہ کرو تو ملائکہ تم پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما دیجئے اے اللہ اس پر رحم فرما دیجئے إخراج ریح فی المسجد ملائکہ کی دعا کیلئے مانع ہے إخراج ریح سے جب فرشتے دعا کرنا ہی چھوڑ دیں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے اس لئے کہ فرشتے راحہ خبیثہ سے متاثر

ہوتے ہیں ویسے تو مومنوں کیلئے بہت سارے ایسے فرشتے ہیں جو ان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں لیکن نمازی کی دعا کے لئے خاص فرشتے ہیں!

(۲۳۰) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ابو الزناد کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے
ان رسول اللہ ﷺ قال ان الملائكة تصلي على احدكم مادام في مصلاه الذي صلى فيه ما لم يحدث
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تم اپنے مصلی پر جہاں تم نے نماز پڑھی تھی وہ لوورتی خارج نہ کرو تو ملائکہ تم پر برابر رود بھیجتے رہتے ہیں
تقول اللهم اغفر له اللهم ارحمه (راجع ۱۷۶)
کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما دیجئے اے اللہ اس پر رحم فرما دیجئے

مطابقتہ للترجمة ظاهرة: ..... لان المراد من قوله " مادام في مصلاه الذي صلى فيه " هو المسجد يدل على ذلك رواية البخاری .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الصلوة میں بھی لائے ہیں، امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام مسلم نے بھی کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔  
اللهم اغفر له: ..... مغفرت اور رحمت میں فرق: ..... یہ ہے کہ مغفرت سترۃ الذنوب (یعنی گناہوں کے ڈھانپ دینے کا) نام ہے اور رحمت احسان کرنے کا نام ہے۔

فائدہ: ..... ابن بطال فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر کسی تھکان (مشقت) کے اپنے گناہ معاف کرانا چاہے تو اسے چاہئے نماز کے بعد اپنی جگہ کو لازم پکڑے اور بیٹھا رہے تاکہ فرشتے اس کے لئے کثرت سے دعا کریں اور اس کے لئے استغفار کریں امید ہے فرشتوں کی دعا اس کے حق میں قبول ہو جائے گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَا يَسْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ ۚ

(۳۰۳)

## ﴿باب بنیان المسجد﴾

مسجد تعمیر کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... ترجمہ الباب کی دو غرضیں شرح حضرات بیان فرماتے ہیں۔

غرض اول : ..... بناء مسجد کے اہتمام کو بیان فرما رہے ہیں۔

غرض ثانی : ..... مسجد میں نقش و نگار نہیں ہونے چاہئیں!

مسجد کو پکا بنانا جائز ہے یا ناجائز؟ ..... اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کو پکا بنانا تو جائز ہے لیکن مزخرف بنانا (یعنی نقش و نگار بنانا) جائز نہیں۔

حنفیہ کی کتب میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے مال سے مسجد کو مزخرف بنائے تو جائز ہے ایک ہے مسجد کو پختہ بنانا اور ایک ہے مسجد میں نقش و نگار بنانا۔ اگر تزخرف یعنی سجاوٹ ایسے ہے کہ نمازی کے لئے غفلت کا سبب بنے پھر تو مکروہ ہے۔ متعدد صحیح احادیث میں مساجد کے پختہ بنوانے کو قیامت کی علامات میں سے فرمایا گیا ہے ان احادیث و آثار سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کو پختہ بنانا جائز ہی نہیں ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ جب پہلی مرتبہ حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد نبوی کو پتھروں اور چونے سے پکا بنوانے کا ارادہ فرمایا تو بعض صحابہ کرامؓ نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت علیؓ نے ان حضرات کو نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان سنایا من بنی اللہ مسجد ابنی اللہ له بیتا فی الجنة مثله ۲ کا مطلب یہ

ہے کہ جیسے اس دنیا میں اور گھروں کی نسبت اللہ کا گھر امتیازی حیثیت کا مالک ہوتا ہے ایسے ہی جنت میں اس کا گھر امتیازی ہوگا یہ سن کر تمام صحابہ کرامؓ خاموش ہو گئے تو اجماع سکوتی ہو گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپؓ کو حالات کا علم ہوا تو آپؓ نے ایک حدیث سنائی جس میں صراحت کے ساتھ اس بات کی پیشین گوئی تھی کہ ایک دن آئے گا کہ میری اس مسجد کی پختہ بنیادوں پر تعمیر ہوگی حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی ﷺ کو اپنے دور خلافت میں اپنے ذاتی خرچ سے پختہ کروایا تھا اور آپؓ کو جب حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث سنائی تو خوش ہو کر اپنی جیب سے پانچ سو دینار حضرت ابو ہریرہؓ کو ہدیہ عنایت فرمائے۔

وقال ابو سعیدؓ كان سقف المسجد من جريد النخل وامر عمرؓ ببناء المسجد
ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کی شاخوں سے ہموار کی گئی تھی حضرت عمرؓ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا
وقال ائبن الناس من المطر واياك ان تحمّر او تصفّر ففتن الناس
تو فرمایا کہ میں تمہیں بارش سے بچانا چاہتا ہوں مسجدوں پر سرخ یا زرد رنگ کروانے سے بچو کہ اس سے لوگ غافل ہو جائیں گے
قال انسؓ يتباهون بها ثم لا يعمرونها الا قليلا
حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (اس طرح پختہ بنانے سے) لوگ مساجد پر فخر کرنے لگیں گے اور ان کو آباد کرنے کے لئے بہت کم لوگ مدد جائیں گے
وقال ابن عباسؓ لتزخرقنها كما زخرقت اليهود والنصارى
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم بھی مساجد کی اسی طرح زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کی

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ اس تعلیق کو باب هل یصلی الامام بمن حضر میں مندر آلائے ہیں۔

سقف المسجد : ..... اسی سقف مسجد رسول اللہ ﷺ یعنی مسجد کافلہ لام عہدی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کی شاخوں سے ہموار کی گئی تھی۔ (ان المسجد کان علی عہد رسول اللہ ﷺ)

مبنياً باللبن وسقفه الجريد وعمده خشب النخل (۱)

وامر عمر ببناء المسجد الخ: ..... مطابقته للترجمة ظاهرة جدا. والمراد من المسجد،  
مسجد رسول الله ﷺ.

اکن: ..... اس کو کئی طرح سے پڑھا گیا ہے۔

۱: ..... روایت اصلی میں ہمزہ کے فتح، کاف کے کسرہ اور نون کے فتح کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ اکنان سے مشتق ہے اور یہ زیادہ ظاہر ہے۔

۲: ..... ہمزہ کے ضمہ اور کاف کے کسرہ اور نون مشدّد مضموم واحد متکلم فعل مضارع معروف۔

۳: ..... قاضی عیاضؒ کے نزدیک ہمزہ محذوف ہے کاف کا کسرہ اور نون مشدّد کے ساتھ امر کامیغہ کن، بہکن سے ہے۔ اور اس کی اصل اکن (ہمزہ کے ساتھ ہے ہمزہ کو خلاف قیاس تخفیفاً حذف کیا گیا ہے)

۴: ..... کُنْ (کاف کے ضمہ کے ساتھ) کن سے مشتق ہے

وایاک ان تحمروا تصفرو: ..... مسجد پر سُرخ یا زرد رنگ کروانے سے بچو کہ اس سے لوگ غافل ہو جائیں گے۔

سوال: ..... اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کو مزخرف بنانے سے ممانعت ہے؟

جواب: ..... نہی سے مقصود بیان حرمت نہیں ہے بلکہ بیان لیاقت ہے کہ اس لائق نہیں کہ اس طریقے سے پیسہ ضائع کیا جائے اور مزخرف (نقش و نگار) کرنے میں اصل کراہت ہے اور اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

الوجه الاول: ..... اس کے جواز پر اجماع سکوتی ہوا ہے۔

الوجه الثانی: ..... اختلاف احوال سے احکام بدل جایا کرتے ہیں کہ لوگوں کے مکان تو پکے ہوں اور مسجد کچی ہو تو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

الوجه الثالث: ..... اختلاف ابلکنہ سے بھی احکام بدل جاتے ہیں جو علاقہ سیم زدہ ہو وہاں پکی مسجد بنانا ضروری ہے۔

الوجه الرابع: ..... مسجد عموماً مشترکہ سرمائے سے بنائی جاتی ہے ہر روز سرمایہ جمع کرنا اور بنانا مشکل ہے

اور مشترکہ چیز کا خیال بھی کم کیا جاتا ہے لہذا جب بنائی جائے تو مضبوط اور پختہ بنائی جائے۔

مسئلہ : ..... مال وقف سے مسجد میں نقش و نگار کرنا جائز نہیں اور جو شخص ایسا کرے اس سے خرچ ہونے والا سرمایہ وصول کیا جائے خواہ وہ مسجد کا نگران ہو یا کوئی اور ۱

مساجد کے نقش و نگار کا بانی : ..... اول من زخرف المساجد الولید بن عبد الملک بن مروان ۲

وقال انسٌ يتباهون الخ : ..... یہ بھی تعلق ہے صحیح ابن خزیمہ میں محمد بن عمرو بن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے اور ابو یعلیٰ موصلیؒ نے بھی اپنی مسند میں اس کو روایت کیا ہے اور امام ابو داؤدؒ نے اسے اپنی سنن میں روایت فرمایا ہے امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں یہ روایت اس طرح ہے فقال انسٌ ان رسول الله ﷺ قال يأتي على الناس زمان يتباهون بالمساجد ثم لا يعمرونها الا قليلا او قال يعمرونها قليلا ۳

وقال ابن عباسؓ الخ : ..... یہ بھی تعلق ہے اس کو امام ابو داؤدؒ نے ابوالطحؒ سے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ اس تعلق کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ تم بھی مساجد کی زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کی۔ اس طرح کے تمام مسائل میں بنیادی وجہ یہ ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ، روح تقویٰ اور دلوں کی طہارت کے لئے سب سے زیادہ مہلک ہے اور ان تمام احادیث و آثار میں جو کچھ کہا گیا ہے اُس میں یہی بنیادی مقصد پیش نظر ہے جب یہود و نصاریٰ اپنے مذہب کی روحوں سے غافل ہو گئے تو سارا زور چند ظاہری رسومات و رواج پر دینے لگے۔

(۴۳۱) حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي

هم سے علي بن عبد الله نے بیان کیا کہا کہ ہم سے يعقوب بن ابراهيم بن سعيد نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے

عن صالح بن كيسان ثنا نافع عن عبد الله بن عمرؓ اخبره

صالح بن كيسان کے واسطے سے بیان کیا کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے انہیں خبر دی

ان المسجد كان على عهد رسول الله ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبْنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعُمْدُهُ خَشْبُ النَّخْلِ  
 کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد کئی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون اسی کی کڑیوں کے  
 فلم يزد فيه ابو بكرٌ شينًا وزاد فيه عمرٌ وبناه علي بنيناہ في عهد رسول الله ﷺ  
 حضرت ابو بکرؓ نے اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی بلکہ حضرت عمرؓ نے اسے بڑھایا اور اس کی تعمیر رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق  
 بِاللَّبْنِ وَالْجَرِيدِ وَاَعَادَ عُمْدَهُ خَشْبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عَثْمَانُ  
 کئی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون بھی کڑیوں ہی کے رکھے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس کی عمارت کو بدل دیا  
 فزاد فيه زيادة كثيرة وبنى جداره بالحجارة المنقوشة والقصة  
 اور اس میں بہت سے تغیرات کئے اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنائیں  
 وجعل عُمْدَهُ من حجارة منقوشة وسقفه بالساج  
 اس کے ستون بھی منقش پتھروں سے بنوائے اور چھت ساکھو کی کردی

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة.

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا علي بن عبد الله الخ: .....

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے کتاب الصلوٰۃ میں محمد بن یحییٰ اور مجاہد بن موسیٰ سے

تخریج کیا ہے۔

وزاد فيه عمر وبناه علي بنيناہ: .....

سوال: ..... ان دو جملوں میں بظاہر تعارض ہے زاد فيه عمر کا تقاضا یہ ہے کہ بنائے مسجد تعمیر کی زیادتی کے

بعد بدل گئی اور و بناہ علی بنیاناہ جملہ ثانیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بناء وہی رہی جو پہلے تھی تو پھر حضرت عمرؓ نے کس چیز

کا اضافہ کیا؟ اس کے متعدد جواب ہیں۔

جواب اول : ..... بعض بنیادوں میں زیادتی کی اور بعض میں نہیں کی۔ جانب قبلہ میں دو صف کی مقدار حضرت عمرؓ نے اضافہ کرایا اور باقی بناء حال سابق پر رکھی تو جملہ اول جدار قبلہ سے متعلق ہے اور دوسرا جملہ آلات بناء سے متعلق ہے۔ (ولم یغیر فی بناءہ بل بناہ علی بنیان النبی ﷺ یعنی بالآلہ النبی بناہا النبی ﷺ)۔

جواب ثانی : ..... بنیادوں کو نہیں چھیڑا گیا لیکن چھت میں اضافہ کیا۔

جواب ثالث : ..... بیت میں زیادتی کی۔ راجح ان جوابات میں سے اول ہے کہ قبلہ کی جانب زیادتی کی۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع : ..... فیض الباری میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کو دو دفعہ تعمیر فرمایا پہلی مرتبہ طول و عرض ساٹھ ساٹھ ذراع رہا اور دوسری بار خیر کی لڑائی کے بعد طول و عرض سو، سو ہاتھ رکھا گیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی توسیع فرمائی اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے مسجد نبوی میں کما اور کیفاً اضافہ فرمایا (فیض الباری ص ۵۱ ج ۲) پھر حسب ضرورت مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا سلسلہ چلتا رہا بعض سلاطین نے ان تمام تعمیرات کو جو عہد نبوی ﷺ میں ہوئیں اور اس کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوئیں نشانات لگا کر ممتاز کر دیا ہے اس کے بعد متعدد سلاطین نے بھی مسجد نبوی ﷺ میں اضافہ کرایا لیکن یہ ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں اور آج بھی تعمیر و تزئین کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔



(۳۰۴)

## ﴿باب التعاون فى بناء المسجد﴾

تعمیر مسجد میں ایک دوسرے کی مدد کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں ایک دوسرے کا تعاون حاصل کرنا جائز ہے مال کے لحاظ سے ہو یا جان کے لحاظ سے یعنی تعاون مالی ہو یا بدنی۔ لیکن ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ تعمیر مسجد کے لئے مشرکوں سے مدد نہیں لینی چاہیے آیت کریمہ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَغْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ (الآیۃ) ذکر فرما کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ مشرکین سے مدد نہیں لی جائے گی خصوصاً جب کہ کافر تعاون مانگنے پر مسلمانوں کے بارے میں تحقیر اور طعن بھی کریں۔

حیلہ : ..... اگر کوئی کافر تعاون کے لئے بے تاب ہو اور تعمیر مسجد میں حصہ ملانا چاہے اور مسلمان لینا بھی چاہیں تو اس کے لئے حیلہ یہ ہے کہ کافر اپنا مال کسی مسلمان کو ہبہ کر دے پھر وہ مسلمان تعمیر مسجد پر لگائے تو لگانا جائز ہے کافر نہ لگانے تبدیل ملک کے بعد مسجد پر لگانا جائز ہے۔

وقول الله مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَغْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ (ترجمہ) اور خدا تعالیٰ شانہ کا قول ہے مشرکین خدا تعالیٰ شانہ کی مسجدوں کو تعمیر نہ کریں۔ (الآیۃ)

اکثر روایتوں میں اسی طرح ہے اور حضرت ابو ذرؓ کی روایت میں وقول الله کا جملہ نہیں ہے اس آیت

پاک کا شان نزول تو اپنے مقام یعنی کتاب التفسیر میں (انشاء اللہ) آئے گا۔ یہ آیت لا کر امام بخاریؒ نے اشارہ فرما دیا

کہ تعمیر کے لئے مشرکوں سے مدد نہیں لی جائے گی بلکہ مسلمانوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا تعمیر سے تعمیر ظاہری یعنی عمارت اور تعمیر معنوی یعنی ذکر اللہ دونوں احتمال ہیں۔

(۴۳۲) حدثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن مختار قال حدثنا خالد الحذاء عن عكرمة قال
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز بن مختار نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے عکرمہ کے واسطے سے بیان کیا
قال لی ابن عباسؓ ولابنہ علی انطلقا الی ابی سعیدؓ فاسمعا عن حدیثہ فانطلقنا فاذا ہوفی حائط یصلحہ
انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم حضرت ابوسعیدؓ کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو تو ہم چل پڑے ہم نے دیکھا کہ ابوسعیدؓ اپنے ایک باغ کی اصلاح (کھوالی) کر رہے تھے
فاخذ ردائہ فاحتبی ثم انشأ یحدثنا حتی اتی علی ذکر بناء المسجد
(جب ہم حاضر خدمت ہوئے) تو آپؐ نے اپنی چادر سے جوہ باندھ لیا پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا ذکر آیا
فقال کنا نحمِلُ لَبْنَةً لَبْنَةً وَعِمَارٌ لَبْنَتَيْنِ لَبْنَتَيْنِ
تو آپؐ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے لیکن حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے
فراہ النبی ﷺ فجعل ینفض التراب عنہ ویقول ویح عمارٌ تقتلہ الفتنۃ الباغیۃ
حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا افسوس عمارؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی
یدعوہم الی الجنة یدعوہم الی النار قال یقول عمارٌ اعوذ باللہ من الفتن (انظر ۲۸۱۲)
جسے عمارؓ جنت کی دعوت دیں گے وہ جماعت عمارؓ کی دعوت دے ہی ہوگی ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کہتے تھے کہ فتنوں سے خدا کی پناہ

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ جب کہ چھٹے حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو

کتاب الجہاد میں بھی لائے ہیں۔

قال لی ابن عباسؓ ولابنہ علیؓ انطلقا الی ابی سعیدؓ :..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے

مجھ سے اور اپنے صاحبزادے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔

سوال :..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ تو رئیس المفسرین ہیں کیا ان کے پاس احادیث کی کمی تھی جو انہوں نے  
عکرمہ اور علیؓ کو ابوسعید خدریؓ سے حدیث حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔

جواب :..... یہ ان حضرات کا طریقہ تھا ہم چوں ما دیگرے نیست ان کا شیوہ نہیں تھا بلکہ دوسروں کے  
پاس تحصیل علم کے لئے بھیجتے تھے حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس اس لئے بھیجا چونکہ وہ طویل الصبوت تھے یعنی انہوں  
نے آنحضرت ﷺ کی صحبت میں بہت زیادہ عرصہ گزارا تھا تو ان کو احادیث زیادہ معلوم ہوں گی اس لئے انہیں فرمایا  
کہ وہاں جا کر علم حاصل کرو۔ یہ دونوں حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس پہنچے تو وہ اپنے ایک باغ کی رکھوالی کر رہے تھے  
تو آپؐ نے اپنی چادر سنبھالی اور اس سے جوہ باندھ لیا پھر حدیثیں بیان کرنے لگے جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا ذکر آیا  
تو آپؐ نے اس کا تفصیلاً بیان فرمایا جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔

ویح :..... ”ویح“ کلمہ رحمت ہے جیسے ویل کلمہ عذاب ہے۔ ویل۔ اُس کے لئے بولا جاتا ہے جو مستحق عذاب  
اور ہلاکت ہو اور ویح اس کے لئے بولا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو، اور ہلاک ہو جائے۔ لہذا ویح کے کلمہ سے معلوم  
ہوا کہ حضرت عمارؓ قتل کے مستحق نہیں ہوں گے پھر بھی انہیں باغیوں کی ایک جماعت قتل کر دے گی۔ حضرت عمارؓ بڑے  
مالدار تھے۔ صبح و شام میں نیا جوڑا پہنتے تھے۔ مگر جب اسلام لائے تو یہاں تک پہنچے کہ ایک چادر بھی مشکل سے ملتی تھی  
حضرت علیؓ کی جماعت میں تھے اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کے لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار :..... ”فئة باغية“

کا مصداق حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت ہے۔ اس حدیث سے غیر اہل سنت والجماعت لوگوں نے  
استدلال کیا ہے جیسے شیعہ، مگرین حدیث اور پانچواں مجتہد (مودودی) کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت  
امیر معاویہؓ کی جماعت باغی ہے اور دوسری بات یہ کہ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی جہنمی ہیں۔ (نعوذ

باللہ من ذلک)

اہل تشیع، منکرین حدیث اور پانچویں مجتہد کی دلیل کا جواب: ..... ان کے اس اعتراض کے جواب کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں جملوں کا اکٹھا جواب ہو جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر جملے کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا جائے۔

جملہ اولیٰ کے جوابات: .....

طریق اول: ..... اہل سنت والجماعت محدثین، مراح اور فقہاء نے اس کی توجیہ کی ہے علامہ کرمانی اور علامہ بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے گمان میں اللہ کی طرف بلاتے تھے اور مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کرنے میں معذور ہوتا ہے اگر مصیب (اس کا اجتہاد صحیح) ہو تو دو ثواب۔ خاطی (اجتہاد میں خطا ہو) ہو تو ایک ثواب۔ اس حدیث پاک سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا طریق مصیب نہیں تھا یعنی اپنے اجتہاد میں مصیب نہیں تھے اور حضرت علی مصیب تھے اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور اعتقاد ہے کہ حضرت امیر معاویہ ان واقعات کی وجہ سے عدالت سے نہیں نکلے بلکہ بدستور عادل ہیں۔

طریق ثانی (۱): ..... دوسرا طریق یہ ہے ہر جملے کا جدا جدا جواب دیا جائے اور وہ اس طرح کہ یہ بات تو صحیح ہے کہ فتنہ باغیہ کا مصداق حضرت امیر معاویہ کی جماعت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ باغی تھے اس لئے کہ بغاوت دو قسم پر ہے۔

۱: ..... بغاوتِ اصطلاحی: ..... یہ ہے کہ خلافت کا استحکام ہو جائے اور خلافت مان لی جائے اور پھر اس خلیفہ کے خلاف بغاوت کی جائے۔

۲: ..... بغاوتِ لغوی: ..... یہ ہے کہ خلافت کے استحقاق ہی میں اختلاف ہو اور خلافت کا ابھی تک استحکام بھی نہ ہو اس کو زیادہ سے زیادہ مخالف، مقابل یا فریق کہہ سکتے ہیں تو اس طرح اعتراض کی سنگینی ختم ہو جائے گی تو صرف لفظ اور اصطلاح کو دیکھ کر معنی متعین کر دینا درست نہیں کیونکہ لفظوں کے معنی منسوب الیہ کو دیکھ کر متعین کیے جاتے ہیں جس جماعت کو آپ باغی کہہ رہے تھے اس کا مصداق تو وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید کا اعلان ہے **يَتَّبِعُونَ فِضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لِّمَا وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ** کا مصداق نہیں ہیں؟ ۵۰

حدیث پاک میں آنے والے ان کلمات یعنی **بایہم اقتدیتم اہتدیتم** کا مصداق نہیں ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہے

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ كَامِصِدَاقٍ بَعْجِي صَحَابَةٍ ۙ

طریق ثانی (۲): ..... بعض حضرات نے بہت ہی لغوی کر دیا انہوں نے کہا باغیہ واحد مؤنث اسم فاعل ہے اور یہ البغی سے مشتق ہے البغی کا معنی ہے "تلاش کرنا" تو الباغیہ کا معنی ای الطالبہ لد م عثمان یعنی اُن کو ایسی جماعت قتل کرے گی جو مطالبہ کرنے والی ہوگی اور حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت قصاص حضرت عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والی تھی اس موقع پر حضرت الاستاذ دامت برکاتہم العالیہ نے تلامذہ سے استفسار فرمایا کہ اس تقریر اور تشریح کون کر آپ کے دل میں کوئی بوجھ تو نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ آپ کے دل کی صفائی کی نشانی ہے اس پر ایک شعر سنایا۔

عين الرضا لكل عيب قليلة \* عين السخط تبدى المساويا

پانچواں مجتہد (مودودی) لکھتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ تم نے شاہ عبدالعزیزؒ کی کتاب جو صحابہؓ کی عظمت و شان میں ہے اور ابن عربیؒ کی کتاب پر کیوں اعتماد نہیں کیا؟ نئی تحقیق کیوں کر ڈالی؟ تو میں کہوں گا کہ ان حضرات کی شان ایک وکیل صفائی کی سی ہو کر رہ گئی اور وکیل صفائی تو وہ باتیں تلاش کرتا ہے جو صفائی میں جاتی ہوں۔ عزیز طلباء آپ اس پانچویں مجتہد کی بات سمجھے؟ کہ وہ ان دوسطروں میں یہ کہہ گیا ہے کہ میں وکیل جرح ہوں اگرچہ صراحتاً نہیں کہہ سکا۔

ناخذ کی اس بحث کو ختم کر کے آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی العواصم من القوصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تحفہ اثنا عشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں اور یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت و امانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہیں لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں، میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل ماخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے رد میں لکھی ہیں جس کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی

سی ہوگی، اور وکالت، خواہ، وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اسی کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہے اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے!

جملہ ثانیہ کے جوابات: ..... اب تک آپ نے پہلے جملے تقتله الفتنۃ الباغیۃ کا جواب سمجھا اور اب جملہ ثانیہ یدعوہم الی الجنة الخ کا جواب سمجھیں۔

جواب (۱): ..... سلف صالحین سے جو توجیہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے طریق کا حکم بیان فرمایا نہ کہ اہل طریق کا حکم۔ تو یہ بیان حکم طریق ہے نہ کہ بیان حکم اہل طریق۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ عند اللہ صحیح اور غیر صحیح کے اعتبار سے دعوت دے گا تو عند اللہ حضرت امیر معاویہؓ غیر حق کی طرف دعوت دے رہے تھے اس لئے لفظ نار سے تعبیر فرمادیا۔ یہ نہیں کہ وہ فرقہ ناری ہو گا ورنہ حضرت امیر معاویہؓ نیک نیتی سے اپنے طریق کو حق سمجھتے تھے اس سے ایک ثواب ملے گا۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اس جگہ عنوان میں طریق کا حکم بتلایا اہل طریق کا حکم نہیں بتایا یہ مشہور توجیہ ہے!

جواب (۲): ..... یہاں بیان حکم جنس ہے نہ کہ بیان حکم افراد۔ ضروری نہیں ہوتا کہ جنس کے تمام افراد کسی حکم میں مساوی ہوں یعنی کسی حکم کے جنس میں وقوع کے لئے اس کے تمام افراد میں پایا جانا ضروری نہیں ہے!

جواب (۳): ..... یہاں پر بیان حکم سبب ہے نہ کہ ترتیب سبب، اور ضروری نہیں کہ ہر سبب پر سبب مرتب ہو کیونکہ سبب پر حکم مرتب ہونے کے لئے اجتماع شرائط اور ارتقاع موانع ضروری ہے!

جواب (۴): ..... جواب دینے سے پہلے حضرت الاستاذ مدظلہم العالی نے ازراہ مزاح فرمایا کہ بوجھ تو آپ کا اتر گیا اب تھکان اتارنے کے لئے مفزع اور مروّح کی ضرورت ہے مفزع اور مروّح یہ ہے کہ قائل اور فاعل اور منسوب الیہ کے اعتبار سے معنی متعین کیے جاتے ہیں تو جب منسوب الیہ یہاں حضرات صحابہ کرامؓ ہیں تو آپ نار سے مراد حرب کیوں نہیں لیتے کہ حضرت عمارؓ ان کو امن کی طرف بلائیں گے اور یہ فتنۃ باغیہ حضرت عمارؓ کو حرب کی طرف بلائیں گے۔

جواب (۵): ..... حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ یدعوہم الی الجنة ویدعو نہ الی النار مستأنفہ ہے اور یہ کلام استثنائی حالتِ ماضی کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ کفار قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے اور مشرکین حضرت عمارؓ کو ناری کی طرف بلاتے تھے اور یہ ان کو جنت کی طرف بلا رہے تھے۔

(۳۰۵)

## ﴿باب الاستعانة بالنجار والصنّاع﴾

### ﴿فی أعواد المنبر والمسجد﴾

بڑھئی اور کاریگر سے مسجد اور منبر کے تختوں کو بنوانے میں تعاون حاصل کرنا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... شرح کرامؒ نے ترجمۃ الباب کی دو غرضیں بیان فرمائی ہیں۔  
غرض اول : ..... اس سے پہلے خود بنا مسجد میں تعاون کا باب تھا اور اس باب سے مسجد کی دیگر ضروریات کے بارے میں نجار (بڑھئی) اور کاریگر سے تعاون حاصل کرنے کا ذکر ہے۔

غرض ثانی : ..... ایک حدیث کی توجیہ مقصود ہے جو کنز العمال میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنبوا مساجد کم صنّاعکم کہ بڑھیوں کو مسجدوں سے دور رکھو تو امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے

کہ اپنا کام مسجد میں مت کرو۔ مسجد کا کام مسجد میں ہو سکتا ہے۔

سوال : ..... امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت دو حدیثیں نقل کی ہیں جب کہ دونوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر بنوانے کی خواہش ظاہر کی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے منبر بنوانے کی خود پیشکش کی اس کے متعدد جواب دیئے جاتے ہیں!

جواب اول : ..... عورت نے خود پیشکش کی تھی آپ ﷺ نے قبول فرمائی اور فرمایا کہ جب منبر کی ضرورت ہوگی تو کہہ دوں گا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے عورت کی طرف پیغام بھیجا۔

جواب ثانی : ..... ہو سکتا ہے کہ پیشکش تو کی اور عورت نے منبر بنوانے کا وعدہ کر لیا پھر دیر ہوئی تو پیغام بھیجا۔

جواب ثالث : ..... ہو سکتا ہے کہ منبر جب بن رہا ہو تو منبر کی ہیئت بتانے کے لئے پیغام بھیجا ہو۔

منبر بنانے والے بڑھئی کا نام : ..... ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے شراح نے کئی نام لکھے ہیں جن میں سے ایک قبیصہ یا قبصہ ہے اور دوسرا میمون ہے وغیرہ ذلک۔

تنبیہ : ..... منبر کی تفصیلی معلومات باب الصلوٰۃ فی المنبر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

(۴۳۳) حدثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا عبد العزيز عن ابی حازم عن سهل
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عبد العزیز نے ابو حازم کے واسطے سے بیان کیا وہ سهل سے
قال بعث رسول الله ﷺ الى امرأة مری غلامک النجار يعمل لی اعداداً جلس علیہن
کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے یہاں ایک آئی بھیجا کہ پڑھتی غلام سے کہیں کہ میرے لئے (منبر) لکڑیوں کے تختوں سے بنائے جن پر میں بیجا کروں

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. (راجع ۳۷۷)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں بھی لائے ہیں اور امام

مسلمؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۴۳۴) حدثنا خلاد بن يحيى قال حدثنا عبد الواحد بن ايمن عن ابيه عن جابر بن عبد الله

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے بیان کیا اپنے والد کے واسطے سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے

ان امرأة قالت يا رسول الله الا اجعل لك شيئا تقعد عليه

کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ ﷺ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ بنا دوں جس پر آپ ﷺ بیٹھا کریں

فان لي غلاما نجار قال ان شئت فعملت المنبر (انظر ۹۱۸، ۲۰۹۵، ۳۵۸۳، ۳۵۸۵)

کیونکہ میری ملکیت میں ایک بڑھی غلام بھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو منبر بنا دو تو اس عورت نے بنوایا

حدیث پاک میں نجار اور منبر کا لفظ آیا ہے انہی دو الفاظ کے ذریعے حدیث ترجمہ الباب کے مطابق ہے۔ اس

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری کتاب البیوع میں خلاد بن یحییٰ سے اور علامات النبوت میں

ابی نعیم سے لائے ہیں۔

(۳۰۶)

### ﴿باب من بنی مسجدا﴾

جس نے مسجد بنوائی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ امام بخاری "عمدہ اور اچھی مسجد بنانے کی فضیلت بیان

فرما رہے ہیں جو جتنی اچھی مسجد بنائے گا جنت میں اتنا اچھا مل پائے گا۔

(۴۳۵) حدثنا يحيى بن سليمان حدثنا ابن وهب قال اخبرني عمرو ان بكيرا حدثه

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہا کہ مجھے عمرو نے خبر پہنچائی کہ بکیر نے ان سے بیان کیا

ان عاصم بن عمر بن قتادة حدثه انه سمع عبيدالله الخولاني انه سمع عثمان بن عفان  
ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عبيدالله خولانی سے سنا انہوں نے حضرت عثمان بن عفان سے سنا  
يقول عند قول الناس فيه حين بنى مسجدا لرسول الله ﷺ انكم اكثرتم واني  
کہ مسجد نبوی ﷺ کی (اپنی ذاتی خرچ سے) تعمیر کے متعلق لوگوں کے اعتراضات سن کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے ہو  
سمعت رسول الله ﷺ يقول من بنى مسجدا قال بكيه حسبت انه قال  
حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ جس نے مسجد بنائی بکیر (راوی) نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا  
يبتغى به وجه الله بنى الله له مثله في الجنة  
کہ اس سے مقصود خداوند تعالیٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائیں گے

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

### ﴿تحقيق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں سات راوی ہیں۔ ساتویں خلیفہ ثالث دانا دانی نبی ﷺ جامع قرآن حضرت عثمان بن  
عفان ہیں اس حدیث کی امام مسلم نے کتاب کے آخر میں اور کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ترمذی نے کتاب الصلوٰۃ میں  
اور امام ابن ماجہ نے بھی تخریج فرمائی ہے۔

انکم اکثرتم : ..... جب حضرت عثمانؓ پر ان کے مسجد میں تغیر کر دینے کی وجہ سے لوگوں نے کثرت سے  
اعتراضات کرنے شروع کیے تو انہوں نے ان کو چپ کرانے کے لئے اور اپنی حجت بیان کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ  
میں نے رسول اللہ سے سنا من بنی للہ مسجد ابنی اللہ له مثله فی الجنة . لہذا میں تو جنت میں اپنا اچھا مکان  
بنانا چاہتا ہوں اس لئے میں نے مسجد نبوی ﷺ بھی عمدہ بنوادی!

(۳۰۷)

## ﴿باب يأخذ بنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ﴾

جب مسجد سے گزرے تو اپنے تیر کے پھل کو تھامے رکھے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مساجد میں سے کسی مسجد میں کوئی جارح (زخمی کرنے والی) چیز لے کر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کی دھار پر ہاتھ رکھ لے تاکہ کوئی اس سے زخمی نہ ہو جائے۔

(۴۳۶) حدثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا سفیان قال قلت لعمر و سمعت جابر بن عبد اللہ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے یہ سنا ہے

یقول مر رجل فی المسجد ومعه سهام فقال له رسول اللہ أمسک بنصالها

کہ ایک شخص مسجد نبوی ﷺ سے گزرا وہ تیر لے ہوئے تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کے پھل کو تھامے رکھو

(انظر ۷۰۷۳، ۷۰۷۴)

مطابقتہ للترجمة ظاهرة لانه ﷺ امر بامساک النصال عند مرور في المسجد .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ اور امام بخاریؒ اس حدیث کو باب الفتن میں علی بن عبد اللہ سے لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الادب میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الادب میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

نصال :..... کا معنی ہے ”پھل“

(۳۰۸)

## ﴿باب المرور فی المسجد﴾

مسجد سے گزرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے کہ مرور فی المسجد بیان کرنا مقصود ہے کہ جب کوئی شخص مسجد سے تیرے کر گزرے تو اگر پھالے پر ہاتھ رکھا ہوا ہو تو گزرنا جائز ہے۔ علامہ بدرالدین عینی عمدة القاری میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کا یہ ترجمہ ناقص ہے کیونکہ ترجمے کا مقصد مرور مع النبل فی المسجد بیان کرنا ہے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اور ترجمہ الباب میں مع النبل کا ذکر ہی نہیں! حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مطلقاً مرور فی المسجد کا جواز بیان کرنا مقصود ہے۔

اختلاف :..... مسجد میں گزرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔

جمهور :..... اس کے قائل ہیں کہ مسجد سے گزرنا جائز ہے اور امام بخاری حدیث لا کر جمهور کی تائید فرما رہے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ :..... فرماتے ہیں کہ مسجد کو راستہ بنانا منع ہے کیونکہ پھر غرض مسجد ختم ہو جائے گی۔

دلیل اول حضرت امام ابو حنیفہ :..... حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ نزهو

المساجد ولا تتخذوها طرقاً ولا تمر فیہ حائض. (الحدیث) ۲

دلیل ثانی حضرت امام ابو حنیفہ :..... دوسری دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے لا تتخذوها

طرقاً. (الحدیث)

دلیل امام بخاری: ..... دلیل امام بخاری حدیث الباب ہے جس میں من مر فی شنی من مساجدنا . امام بخاری کی دلیل کا پہلا جواب: ..... اس روایت سے استدلال تام نہیں اس لئے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ راستہ بھی بنایا ہے کیونکہ مر، مرور سے ہے اور مرور کی تعریف یہ ہے کہ ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکل جائے اور یہی ترازو فیہ ہے۔ اگلی صف میں جانے کے لئے پہلی صف سے تو گزرتا ہی پڑے گا حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اگر اعتکاف کی نیت سے داخل ہو اور نکل جائے تو دو نیتیں ہو جائیں گی اور مرور نہیں پایا جائے گا۔

امام بخاری کی دلیل کا دوسرا جواب: ..... یہ ہے کہ احناف کی دلیل نص ہے یہ روایت الباب نص نہیں لہذا نص راجح ہوگی۔

(۳۳۷) حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا ابو بردة بن عبد الله
ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا
قال سمعت ابا بردة عن ابيه عن النبي ﷺ قال من مر في شني من مساجدنا او اسواقنا
کتاب نے اپنے وطن سے سناہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہماری مساجد یا ہمارے بازاروں سے
بنبل فليأخذ علي نصالها لا يعقر بكفه مسلما (انظر ۷۵۷-۷۰۷)
تیر لئے گزرے تو اسے اس کے پھل کو تھامے رکھنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں کسی مسلمان کو زخمی کر دے

امام بخاری اس حدیث کو باب الفتن میں بھی لائے ہیں۔ اور امام مسلم نے کتاب الادب میں اور امام ابو داؤد

نے کتاب الجہاد میں اور امام ابن ماجہ نے کتاب الادب میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اور اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں جن کا نام عبد اللہ بن قیس ہے۔

او اسواقنا: ..... کلمہ ”او“ تنویح کے لئے ہے شک راوی کے لئے نہیں ہے۔

(۳۰۹)

## ﴿ باب الشعر فى المسجد ﴾

مسجد میں اشعار پڑھنا

## ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... اس باب کی دو غرضیں ہیں۔

غرض اول : ..... کہ یہ ترجمہ شارح ہے کیونکہ حدیث میں مسجد کا ذکر کہیں نہیں ہے۔

غرض ثانی : ..... امام بخاری مسجد میں شعر پڑھنے کا حکم بیان فرما رہے ہیں۔ اور اس باب کو قائم کر کے ایک حدیث میں تخصیص کرنا چاہتے ہیں کیونکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ہے ”نہی

رسول اللہ ﷺ عن تناسد الاشعار فى المساجد“ امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ مطلقاً ممنوع نہیں ہے بلکہ اُس

وقت ممنوع ہے جب کہ شعر کا مضمون صحیح نہ ہو یا شعر خوانی سے مسجد میں شور برپا ہوتا ہو۔ ورنہ جائز ہے۔

جواز کی دلیل : ..... حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے منبر لگایا جاتا اور آپ ﷺ حضرت حسانؓ کے لئے

دعا فرماتے۔ حضرت حسانؓ ایک مرتبہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے اور حضرت عمرؓ نے سنا اور اس پر نکیر فرمائی اور تادیب

کا ارادہ فرمایا تو حضرت حسانؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ تم گواہی دو کہ میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خود

آپ ﷺ کے سامنے منبر پر (مسجد نبوی ﷺ میں) اشعار پڑھا کرتا تھا حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ کی گواہی دی کہ

انہوں نے حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی ﷺ میں اشعار پڑھے ہیں۔ استدلال دوسری روایتوں سے ہے جن میں مسجد کا ذکر ہے۔

(۴۳۸) حدثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهري
ہم سے ابویمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا کہ ہمیں شعيب نے زہری کے واسطے سے خبر پہنچائی
قال اخبرني ابو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف انه سمع حسان بن ثابت الانصاري
کہا کہ مجھ کو خبر دی ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے انہوں نے حسان بن ثابت انصاری سے سنا کہ
يستشهد ابا هريرة انشدك الله هل سمعت النبي ﷺ يقول
وہ ابو ہریرہ کو اس بات پر گواہ بنا رہے تھے کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے؟
ياحسان اجب عن رسول الله اللهم ابدع بروح القلس قال ابو هريرة نعم (انظر ۳۲۱۲، ۶۱۵۲)
کہ جس حدیث ﷺ کی طرف سے (مشکوٰۃ شامی) باب طہارت حسان کی حدیث (حضرت جبریل) کے ذریعہ کیجئے حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں گواہ

### ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

سوال : ..... حدیث الباب، ترجمہ الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ باب میں مسجد کا لفظ ہے۔ اور حدیث پاک میں مسجد کا لفظ ہی نہیں؟

جواب : ..... امام بخاری اسی حدیث کو کتاب بدأ الخلق ص ۲۵۶ سطر نمبر ۲۵ پر تفصیلاً لائے ہیں اور اس میں قال مر عمر في المسجد وحسان نشد (الحدیث)۔ لہذا حدیث ترجمہ الباب کے مطابق ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری کتاب بدأ الخلق اور کتاب الادب میں بھی لائے ہیں امام مسلم نے کتاب الفضائل میں اور امام ابوداؤد نے کتاب الادب میں اور امام نسائی نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری : ..... حضرت حسان بن ثابت مدنی شاعر رسول ہیں زمانہ

جاہلیت اور زمانہ اسلام کے قابل قدر شعراء میں سے ہیں زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے۔ اور ساٹھ سال ہی اسلام کی نشرو اشاعت میں صرف کیے۔ مشرکین عرب جب آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے تو حضرت حسانؓ خاص طور سے ان کا جواب دیتے تھے۔ آپؐ دربار نبوی ﷺ کے بلند پایہ شاعر تھے مشرکوں کو خوب جواب دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ آپؐ کے جواب سے محظوظ ہوتے اور دعائیں دیتے اور مسجد نبوی ﷺ میں آپؐ کے لئے منبر رکھ دیا جاتا۔ آپؐ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو اشعار سناتے تھے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو لا کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ شریعت کی حدود سے باہر نہ ہوں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کی وفات: ..... آپؐ نے ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پا کر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ مدینہ منورہ میں آپؐ کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں ہی آپؐ کو دفن کیا گیا۔  
اللہم ایدہ: ..... حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ہے اے اللہ سے کفار پر روح القدس کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ اور روح القدس سے مراد حضرت جبرئیل امینؑ ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ حضرت برائہؓ کی حدیث لائے ہیں اس میں حضرت جبرئیلؑ کی صراحت ہے۔

(۳۱۰)

### ﴿باب اصحاب الحراب فی المسجد﴾

حراب والے مسجد میں

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ دخول اصحاب الحراب فی المسجد کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں  
حراب :..... حاء کے کسرہ کے ساتھ حربہ کی جمع ہے جیسے قصاع ، قصعة کی جمع ہے اور حراب باب مفاعلہ کا  
صدر بھی ہے لیکن یہاں حویہ کی جمع ہے

(۳۳۹) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن صالح بن كيسان عن بن شهاب
هم من عبدالعزيز بن عبدالله في بيان ما رواه عن ابراهيم بن سعد في بيان ما رواه عن بن شهاب
قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة قالت لقد رأيت رسول الله ﷺ يوما على باب حجرتي
كأنه يجيء عروة بن زبير في خبره بنحو ما رواه عن ابراهيم بن سعد في بيان ما رواه عن بن شهاب
والحبيشة يلعبون في المسجد ورسول الله ﷺ يسترنني بردائه أنظر الى لعبهم
اس وقت جبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپا لیا تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھ سکوں
زاد ابراهيم بن المنذر قال حدثنا ابن وهب قال اخبرني يونس
ابراهيم بن منذر في حديثه في بيان ما رواه عن ابراهيم بن سعد في بيان ما رواه عن بن شهاب
عن بن شهاب عن عروة عن عائشة قالت رأيت النبي ﷺ والحبيشة يلعبون بحراهم
ابن شہاب کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ عروہ سے حضرت عائشہ سے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب کہ جبشہ کے لوگ چھوٹے نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے

مطابقتها للترجمة في قوله والحبيشة يلعبون بحراهم .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں نوراوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب العیدین اور باب مناقب قریش  
میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے عیدین میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

لقد رأيت رسول الله ﷺ: ..... ای واللہ لقد ابصرت. قسم کا معنی لام سے سمجھا گیا۔ لام اور قد دونوں تاکید پر دلالت کرتے ہیں۔ اور رأیت ابصرت کے معنی میں ہے اسی لئے ایک مفعول پر اکتفا کیا گیا جب کہ رأیت دو مفعولوں کا متقاضی ہے۔

الحبشة: ..... حبشی یہ سوڈانیوں کی جنس ہے۔

ورسول الله ﷺ يسترنى بردائه انظر الى لعنهم: ..... رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپا لیا تاکہ میں ان کا کھیل دیکھ سکوں۔

سوال: ..... حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حبشیوں کا یہ جنگی کھیل نزول حجاب کے بعد دیکھا ہے یا پہلے؟

جواب: ..... علامہ بدر الدین عینیؒ (عمدة القاری ص ۲۲۰) پر لکھتے ہیں کہ یہ نزول حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔

سوال: ..... حضرت عائشہ حبشہ والوں کے کھیل کو دیکھ رہی ہیں اور آپ ﷺ کھڑے دکھا رہے ہیں جب کہ وہ تو اجنبی مرد ہیں تو آپؐ نے اجنبی مردوں کو کیوں دیکھا؟

جواب اول: ..... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کو حبشیوں کا کھیل دیکھنے کی اجازت دی ہو تاکہ اس بارے میں سنت کو ضبط کر سکیں اور ان کے جنگی داؤ پیچ کو سیکھ کر مسلمانوں کے بچوں تک پہنچا سکیں!

جواب ثانی: ..... مرد کے لئے عورتوں کو دیکھنا خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بلا شہوت کے دونوں صورتوں میں ناجائز ہے لیکن عورت کا مرد کو دیکھنا اگر بلا شہوت ہو تو جائز ہے جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس کے بالمقابل حضور اکرم ﷺ نے حضرت فضلؓ کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا تھا جس وقت وہ ایک اجنبیہ کو دیکھ رہے تھے جب کہ یہ دیکھنا شہوت کے ساتھ نہیں تھا ۲ بیاض صدیقی (ص ۱۲۲) پر لکھا ہے کہ اگر نظر بد نہ ہو تو مباح فی ذاتہ ہے لہذا کوئی عیب نہیں ۳ اعتراض: ..... لہو و لعب سے تو منع کیا گیا ہے تو ان کو اپنے کرتب دکھانے کی اجازت کیسے مل گئی؟

جواب: ..... یہ کھیل نہیں تھا بلکہ سپہ گری کی مشق تھی اور لوگوں کو بہادری سکھانے کا طریقہ تھا اور جو کھیل جہاد

کا شوق دلائے اور جہاد کی تیاری کا سبب ہو اس کو نعوذیں کہا جا سکتا لہذا یہ اعداد للجهاد ہے۔

اعتراض: ..... یلعون فی المسجد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے مسجد میں تو لہو و لعب جائز نہیں۔

جواب: ..... مسجد سے مراد احاطہ مسجد ہے۔

(۳۱۱)

### ﴿باب ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد﴾

مسجد کے منبر پر خرید و فروخت کا ذکر

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مسجد میں بیع و شراء کرنا جائز نہیں اور بیع و شراء کے مسئلے کا ذکر ممنوع نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ترجمہ الباب کی غرض یہ ہے کہ اگر بیع حاضر نہ ہو تو ایجاب و قبول کرنا جائز

ہے مگر واضح اور راجح پہلی غرض ہے!

(۴۴۰) حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین عن یحییٰ عن عمرة عن عائشة قالت

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفین نے یحییٰ کے واسطے سے بیان کیا وہ عمرہ سے حضرت عائشہ سے کہ آپ نے فرمایا



## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب حدیث کے ان الفاظ سے ثابت ہے یشرطون شروطا. حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ترجمہ کا اثبات اس سے ہے یہی حدیث جہاں دوسری جگہ آئے گی وہاں اس کی تفصیل مذکور ہے اس میں حضور ﷺ نے بیع و شراء کا ذکر بھی فرمایا ہے!

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری کتاب الزکوٰۃ، باب العتق، مکاتب، ہبہ، بیوع، فرائض، طلاق وغیرہم میں بھی لائے ہیں اور امام مسلم نے مطولاً اور مختصراً اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے امام ابو داؤد نے عتق میں اور امام ترمذی نے کتاب الوصایا میں اور امام نسائی نے کتاب البیوع میں اور امام ابن ماجہ نے عتق میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس حدیث پاک میں کتابت کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔

بریرہ: ..... بروزن فعیلہ ہے اور یہ بر سے مشتق ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بریرہ بمعنی برورہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ بروزن فاعلہ ہو جیسے رحیمہ بروزن راحمہ ہے یہ صفوان کی بیٹی ہیں اور آپ قبلیہ تھیں۔

کتابتہا: ..... کوئی غلام اپنے آقا سے طے کر لے کہ ایک متعینہ مدت میں اتنا روپیہ یا کوئی اور چیز اپنے آقا کو دے گا اگر وہ اس مدت میں وعدہ کے مطابق متعینہ روپیہ وغیرہ اپنے آقا کے حوالے کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا اسی کو کتابت یا مکاتب کہتے ہیں۔ غلام کی آزادی کے بعد بھی آقا اور غلام میں ایک تعلق شریعت نے باقی رکھا ہے جسے ولاء کہتے ہیں۔ اور اس کے کچھ حقوق بھی ہیں اور ولاء کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ولاء العتاقہ (۲) ولاء الموالات مزید تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کتاب العتاق میں آئے گی۔

قال سفیان مرة فصعد رسول الله ﷺ: ..... امام بخاری کا اس عبارت کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سفیان نے اس روایت کو دو طرح سے روایت کیا ہے۔ (۱) ثم قام رسول الله ﷺ على المنبر

(۲) ایک دفعہ اس طرح کہا فصعد رسول الله ﷺ على المنبر

(۳۱۲)

## ﴿باب التقاضى والملازمة فى المسجد﴾

قرض کا تقاضہ کرنا اور قرض دار کا پیچھا مسجد تک کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ مسجد میں قرضہ مانگنا اور ملازمت جائز ہے ملازمت کہتے ہیں قرض خواہ کا مقروض کے ساتھ چمٹے رہنا کہ جہاں وہ جائے یہ بھی اس کے ساتھ رہے اور برابر اپنے قرض کا مطالبہ کرتا رہے۔

(۴۴۱) حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرني يونس عن الزهري

هم سے عبد اللہ بن محمدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عثمان بن عمرؓ نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونسؒ نے زہریؒ کے واسطے سے خبر دی

عن عبد الله بن كعب بن مالك عن كعب انه تقاضى ابن ابى حنيرة دينا كان له عليه فى المسجد

وہ عبد اللہ بن کعب بن مالکؒ سے وہ کعبؒ سے کہ انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں ابن ابی حنیرہؒ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا

فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته فخرج اليهما

(اسی دوران میں) دونوں کی گفتگو تیز ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے معتکف سے سن لیا پس آپ ﷺ ان کی طرف

حتى كشف سبف حجرته فنادى يا كعب قال ليك يا رسول الله ﷺ
اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے تو پکارا کعب! حضرت کعبؓ بولے حاضر جناب اے اللہ کے رسول
قال ضع من دينك هذا و اوما اليه اى الشطر
آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے قرض میں سے اتنا کم کر دو آپ ﷺ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کر دیں
قال لقد فعلت يا رسول الله قال قم فاقضه (انظر ۴۷۱، ۴۷۱، ۴۷۱، ۴۷۱، ۴۷۱، ۴۷۱)
انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کر دیا پھر آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب اٹھو اور اس کو ادا کر دو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اور چھٹے راوی حضرت کعب بن مالکؓ انصاری ہیں۔ یہ ان تین صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں جن کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اور ان کے بارے میں یہ آیت پاک نازل فرمائی و علی الثلاثة الذین خلفوا۔ (الآیۃ) ان کی کل مرویات اسی (۸۰) ہیں امام بخاریؒ ان میں سے چار کو بخاری شریف میں لائے ہیں۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے ان کے بیٹے عبداللہؒ ان کے قائد اور رہبر ہوا کرتے تھے پچاس (۵۰) ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الصلح وغیرہ میں لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب البیوع میں، امام ابوداؤدؒ نے کتاب القضاء میں، امام نسائیؒ نے بھی کتاب القضاء میں اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الاحکام میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ..... روایت الباب سے قرضہ مانگنا تو آسانی سے ثابت ہو گیا لیکن ملازمت ثابت نہیں ہوئی تو ترجمۃ الباب کے دو جزوں میں سے ایک جزء ثابت ہوا۔

جواب : ..... حضرات شراحؒ فرماتے ہیں کہ جب قرض کی ادائیگی کا تقاضا کرے گا تو کچھ دیر تو لگے گی اتنی دیر تو اس کے پاس رہے گا یعنی چنٹا رہے گا لہذا ملازمت ثابت ہوگی! علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت کعبؓ نے جب ابن ابی حدردؓ سے مسجد نبوی ﷺ میں اپنے قرض کا مطالبہ کیا تو آنحضرت ﷺ کے باہر تشریف لانے اور ان دونوں کے درمیان

فیصلہ فرمانے تک حضرت کعبؓ اس کو چمٹے رہے اور پاس رہے۔ لہذا ملازمت ثابت ہوگئی! اور ملازمت کی ایک اور صورت بھی علامہ عینیؒ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب الصلح، باب الملازمہ میں بھی لائے ہیں جو بخاری شریف ص ۳۷۳ پر آرہی ہے اس میں فلزمہ کا کلمہ موجود ہے جس سے صراحت کے ساتھ ملازمت ثابت ہو رہی ہے!

قصہ : ..... ایک شاعر مقروض ہو گیا لوگوں نے اسے جیل بھجوا دیا تاکہ تنگ پڑ جائے۔ شعراء تو بڑے بے پرواہ ہوتے ہیں چنانچہ اسے جیل بھجوا دیا گیا وہ وہاں بے پرواہ ہو کر رہنے لگا قرض خواہوں نے سوچا کہ جب تک یہ تنگ نہیں ہوگا اس وقت تک قرض ادا نہیں کرے گا انہوں نے جیل میں مقروض شاعر کے پاس ایک مسخرہ بھیج دیا جب وہ اندر داخل ہوا تو شاعر نے پوچھا آپ کون ہیں تو مسخرے نے کہا کہ آپ کون ہیں شاعر نے کہا کہ میں تو شاعر ہوں مسخرے نے کہا میں تو ماثر ہوں، شاعر نے کہا کہ ماثر کیا ہوتا ہے اس نے کہا شاعر کیا ہوتا ہے؟ جواب دیا کہ شاعر تو شعر کہتا ہے مسخرے نے کہا ماثر میسر کہتا ہے۔ شاعر نے کہا کہ کوئی میسر سناؤ مسخرے نے کہا کہ تم کوئی شعر سناؤ، شاعر نے شعر سنایا۔

۔ باغوں میں کیا خوش خوش پھرتے ہے چکور (مسخرے نے کہا) ماغوں میں کیا موش موش مرتے ہے مکور  
شاعر نے کہا کیسے احق سے پالا پڑا ہے مسخرے نے کہا کہ کیسے مخمق سے مالہ مڑا ہے۔ شاعر نے تنگ آ کر کہا کہ  
اس ماثر سے میری جان چھڑاؤ میرا مکان بیچ کر قرضہ وصول کر لو۔

(۳۱۳)

## ﴿باب کَنَسِ الْمَسْجِدِ وَالتَّقَاطِ الْخَرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ﴾

مسجد میں جھاڑو دینا اور مسجد سے چھتھرے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کو چین لینا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... ابوداؤد شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد سے کنکری نکالتا ہے تو وہ اس کو قسم دلاتی ہے کہ مجھ کو مت نکال۔ کیوں نکالتا ہے؟ تو ابوداؤد شریف کی اس روایت (ان الرجل اذا اخرج الحصة من المسجد تناشده) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کے اندر کوئی کنکری، تنکا، خس و خاشاک جو بھی ہو اس کو نہ نکالا جائے امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر اس بات پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ کنکری کا قسم دلانا عام نہیں یعنی یہ بات نہیں کہ جو چیز بھی مسجد میں آجائے اس کو مسجد سے نہ نکالا جائے اور کباڑ خانہ بنا دیا جائے بلکہ مسجد کے خس و خاشاک کو دور کیا جائے۔ مسجد میں جھاڑو دیا جائے مسجد سے چھتھرے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کو چین لینا چاہیے تو ترجمہ الباب کی غرض یہ ہوئی کہ مسجد کو خس و خاشاک سے پاک رکھا جائے۔

(۳۴۲) حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن ثابت عن ابي رافع عن ابي هريرة

هم سے سليمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زيد نے بیان کیا وہ ثابت سے وہ ابورافع سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے

ان رجلا اسود او امرأة سوداء كان يقيم المسجد فمات
کہ ایک حبشی مرد یا عورت مسجد نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس کا انتقال ہو گیا
فسأل النبي ﷺ عنه فقالوا مات فقال
تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو انتقال کر گئی آپ ﷺ نے اس پر فرمایا
افلا كنتم اذ نتموني به ذلوني على قبره او قال قبرها فاتي قبره فصلى عليها
کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔ اچھا اس کی قبر تک مجھے لے چلو پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی

(انظر ۲۶۰، ۱۳۳۷)

مطابقة الحديث للترجمة في قوله كان يقيم المسجد اي يكتسه .

### ﴿تحقيق وتشرح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الصلوة اور کتاب الجنائز میں بھی لائے ہیں اور امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے کتاب الجنائز میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ او امرأة سوداء: ..... میں ”او“ تشکیک کے لئے ہے یہ شک ثابت گو ہوا ہے یا ابی رافعؓ کو؟ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ شک ثابت گو ہوا ہے۔

عورت کا نام: ..... عورت کا نام ام محجن ہے۔

كان يقيم المسجد: ..... حبشی عورت مسجد نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔

فصلى عليها: ..... آپ ﷺ نے اس عورت کی قبر پر نماز پڑھی۔

مسئله: ..... اگر کسی میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے تو جب تک قبر میں وجود کے باقی ہونے کا احتمال ہو اور میت کے نہ پھٹنے کا احتمال بھی ہو تو قبر پر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ لاش (میت) کے نہ پھٹنے کا محتاط اندازہ تین دن ہے جب وجود باقی نہ رہا ہو تو جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں اگر جنازہ تو پڑھا گیا لیکن غیر اولیاء نے پڑھا کر

دفن کر دیا تو ولی تین دن کے اندر لاش (میت) کے نہ پھٹنے تک قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

سوال : ..... عورت کے ورثاء نے جنازہ پڑھا پھر دفن کر دیا تو آپ ﷺ نے قبر پر جا کر دوبارہ نماز جنازہ کیوں ادا فرمائی؟

جواب اول : ..... چونکہ آپ ﷺ اپنی امت کے ولی اور سلطان ہیں اس لئے آپ ﷺ دوبارہ پڑھ سکتے ہیں۔

جواب ثانی : ..... بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپ ﷺ پر اپنے ساتھیوں کا نماز جنازہ پڑھنا فرض تھا جب تک آپ ﷺ نماز جنازہ نہ پڑھ لیتے تو یہ فرض ساقط نہ ہوتا۔ حاصل یہ کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

جواب ثالث : ..... بعض حضرات نے کہا ہے کہ جس نماز میں آپ ﷺ کی شرکت ممکن ہو اس میں دوسرے کے لئے امامت جائز ہی نہیں ہوتی تو وہ جنازہ ہو ہی نہیں تھا جو آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کے صحابہ نے پڑھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا فرمائی۔

قرینہ : ..... دوسرے جواب کا قرینہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں اندھیرے سے بھرنی ہوئی ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ انہیں میری اُن پر نماز پڑھنے کے ذریعے چکا و نیگے مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان ہذہ

القبور مملوۃ ظلمۃ علی اہلہا وان اللہ تعالیٰ ینورہا لہم بصلاۃ علیہم۔

التقاط الخرق : ..... سوال : ..... حدیث الباب سے ترجمہ الباب کا صرف ایک حصہ و جزء ثابت ہو رہا ہے مسجد سے چیتھڑے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کا چن لینا ثابت نہیں ہو رہا۔ لہذا حدیث الباب کو ترجمہ الباب سے مناسبت تامہ نہ ہوئی۔

جواب (۱) : ..... علامہ کرمانی فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ امام بخاری نے التقاط الخرق اور قذی اور عیدان کو کنس المسجد پر قیاس کر لیا ہو کیونکہ ان سب کے دور کرنے کا مقصد مسجد کو صاف کرنا ہے۔

جواب (۲) : ..... امام بخاری کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا کرتے ہیں تو یہاں

بھی امام بخاریؒ نے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ان میں ان تینوں کا صراحتہ ذکر ہے ابن خزیمہ سے روایت ہے و كانت تلتقط الخرق والعیدان من المسجد. اور حدیث بریدہ عن ابیہ میں ہے كانت مولعة بلفظ

القذی من المسجد

(۳۱۴)

### ﴿باب تحريم تجارة الخمر في المسجد﴾

مسجد میں شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ خمر اگرچہ اشیاء نجس میں سے ہے اس کا مسجد میں نام بھی لینا چاہئے مگر ان کا مسئلہ بتلانے میں کوئی حرج نہیں۔ مساجد نماز وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں فواحش، خمر اور ربآء وغیرہ سے ان کو پاک رکھنا چاہئے۔

(۴۴۳) حدثنا عبدان عن ابی حمزة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشة قالت

ہم سے عبدان نے ابو حمزہ کے واسطے سے بیان کیا ہے وہ اعمش سے وہ مسلم سے وہ مسروق سے وہ حضرت عائشہ سے آپ نے فرمایا

لما أنزلت الايات من سورة البقرة في الربوا خرج النبي ﷺ الى المسجد

کہ جب سورۃ بقرہ کی آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے

فقراً هن علی الناس ثم حرم تجارة الخمر (انظر ۲۰۸۳، ۲۲۲۶، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۳)

اور ان کی لوگوں سے سامنے تلاوت فرمائی پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب البیوع اور کتاب التفسیر میں بھی لائے ہیں امام مسلم، امام ابو داؤدؒ اور امام نسائی نے کتاب البیوع میں اور امام ابن ماجہ نے کتاب الاشربہ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

لما انزلت الايات من السورة البقرة من الربوا:..... وہ آیات یہ ہیں الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبِطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ إِلَى قَوْلِهِ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ! جب حرمت ربوا کی آیات نازل ہوئیں تو حضور پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور آیت ربوا تلاوت فرمائی اور پھر تحریم خمر کو بیان فرمایا۔

اشکال: ..... یہ ہے کہ حرمت ربوا کی آیت آپ ﷺ کے وصال سے کچھ دن پہلے نازل ہوئی تھی حتیٰ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھ لیتا اور خوب تحقیق کر لیتا۔ (۱) خمر (۲) کلالہ (۳) ربوا۔ اور تحریم خمر اس سے چار پانچ سال پہلے ہے پھر آیت ربوا کے بعد تحریم خمر کا کیا مطلب ہے؟

جواب (۱): ..... تحریم خمر پہلے نازل ہو چکی تھی تاکہ تحریم ربوا کے ساتھ ساتھ اس کی حرمت کو بھی بیان فرمادیا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت تحریم خمر فرمایا۔

جواب (۲): ..... نفس حرمت خمر تو ربوا کی حرمت سے مقدم ہے ممکن ہے کہ تجارت خمر ممنوع نہ ہوئی ہو اور وہ ربوا کی تحریم کے بعد ہوئی ہو اس لئے آپ ﷺ نے اس کو بیان فرمادیا۔

جواب (۳): ..... یہ ہے کہ راوی نے اس وقت سنا ہو اور اپنے خیال کے مطابق بیان کر دیا ہو۔

(۳۱۵)

## ﴿باب الخدم للمسجد﴾

مسجد کے لئے خادم مقرر کرنا

وقال ابن عباس نذرت لك مافی بطنی محرراً محرراً للمسجد یخدمه

اور ابن عباس نے فرمایا نذرمانی میں نے آپ کے لئے اس کی جو میرے پیٹ میں آزا، آزا ہوگا مسجد کے لئے کہ اس کی خدمت کرے گا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ مسجد کے لئے خادم رکھنا سنت قدیمہ ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ امام بخاریؒ مسجد کے لئے خادم رکھنے کا جواز بیان فرما رہے ہیں علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کو چاہئے تھا کہ یہ باب، باب کنس المسجد کے بعد لاتے یہ وہاں مناسب تھا۔

وقال ابن عباس : ..... امام بخاریؒ نے اس تعلق کے ذریعے تعظیم مسجد کی طرف اشارہ فرمایا کہ خادم رکھ کر مسجد کی تعظیم و تکریم کے لئے اس سے خدمت لی جائے۔ اور یہ چیز زمانہ ماضیہ میں بھی مشروع تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی اماں کا قصہ بیان فرمایا جس میں ہے کہ جب وہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے کہا کہ جو اولاد میرے بطن میں ہے اس کو تیرے لئے آزاد چھوڑنے کی میں نے نذرمانی ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مسجد کے لئے

چھوڑ دینے کی نذر مانی کہ وہ اس کی خدمت کیا کرے گا، اس سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گزشتہ امتوں میں بھی مساجد کی تعظیم کے پیش نظر اپنی خدمات اس کے لئے پیش کی جاتی تھیں، اور مسجد سے مسجد اقصیٰ مراد ہے۔

(۴۴۴) حدثنا احمد بن واقد حدثنا حماد عن ثابت عن ابی رافع عن ابی ہریرۃ
ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد نے ثابت کے واسطے سے بیان کیا وہ ابی رافع سے وہ ابو ہریرہ سے
ان امرأۃ او رجلا كانت تقم المسجد ولا اراه الا امرأۃ فذكر حدیث النبی ﷺ انه صلی علی قبرها
کیک عمت یہ مرد مسجد میں جھانڈیا کرتا تھا لیتے کہا یہ اخیل ہے کہ عمت تھی پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث نقل کی کہ آپ ﷺ نے ان کی قبر پر نذر پڑھی

مطابقتہ للترجمة ظاهرة . (راجع ۴۵۸)

اور اس حدیث کی تفصیل قریب ہی گزری ہے باب کنس المسجد الخ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۱۶)

### ﴿باب الاسیر او الغریم یربط فی المسجد﴾

قیدی یا قرض دار جنہیں مسجد میں باندھا گیا ہو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ اگر قیدی یا قرض دار کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تو جائز ہے۔ اور یہ بھی امام بخاریؒ کے تو سعادت میں سے ہے یعنی مسجد سے احاطہ مسجد مراد ہے یا جب کوئی اور جگہ نہ ہو تب مسجد میں باندھ سکتے ہیں اس سے زیادہ سے زیادہ ثبوت کا درجہ ہے نہ کہ عادت کا۔ قیدی اور مقرض کو مسجد میں باندھنے کی عادت نہ بنائی جائے۔

(۴۴۵) حدثنا اسحق بن ابراهيم قال انا روح ومحمد بن جعفر عن شعبة عن محمد بن زياد

ہم سے اسحق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہمیں روح نے اور محمد بن جعفر نے خبر پہنچائی شعبہ کے واسطے سے وہ محمد بن زیاد سے

عن ابي هريرة عن النبي ﷺ قال ان عفريتاً من الجن تفلت على البارحة

وہ ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا

او كلمة نحوها ليقطع علي الصلوة فامكنني الله منه

یاسی طرح کی کوئی بات آپ ﷺ نے فرمائی وہ میری نماز میں خلل انداز ہونا چاہتا تھا لیکن خداوند تعالیٰ نے مجھ سے اپنی قدرت سے

واردت ان اربطه الى سارية من سواري المسجد حتى تصبحوا وتنظروا اليه كلكم

اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو

فذكرت قول اخي سليمان رب هب لي ملكاً لا ينبغي لاحد من بعدي

لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آگئی ”اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا کیجئے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو“

قال روح فرده خاسئا (انظر ۱۲۱۰، ۳۲۸۴، ۳۳۲۳، ۳۸۰۸)

راوی حدیث روح نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شیطان کو نامراد واپس فرمادیا

مطابقته للترجمة في قوله الاسير ظاهر. والغريم فبالقياس عليه لان الغريم مثل الاسير في يد صاحب

الدين.

### تحقيق و تشریح

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں اور احادیث الانبیاء

میں بھی لائے ہیں امام مسلم نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام نسائی نے کتاب التفسیر میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عفريتاً من الجن لفلت على البارحة : ..... ”گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا

“عفريت کا معنی خبیث منکر ہے اور قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (سورۃ النمل پارہ نمبر ۱۹ میں ہے) قال عفريت

مِنَ الْجَنِّ. سليمان کے سامنے ایک طاقتور جن بولا کہ میں آپ کی اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دوں گا۔ (اَيْكُم يَأْتِينِي بَعْرُ شَيْهَا کے جواب میں کہا تھا)

جن: ..... کی جمع جنان ہے بمعنی پوشیدن۔ ابن عقیل کہتے ہیں کہ جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہوتے ہیں!

واردت ان اربطه الى سارية من سواری المسجد: ..... میں نے سوچا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں۔

اشکال: ..... شیطان کو کیسے باندھتے ہیں؟

جواب: ..... شیطان جب انسانی شکل میں آئے تو انسان کے لوازمات اس میں آجاتے ہیں لہذا اسے اس وقت باندھنا کوئی مشکل نہیں۔

اشکال: ..... روایت میں اسیر کا تو ذکر ہے لیکن غریم کا نہیں جب کہ ترجمہ الباب میں دونوں ہیں؟

جواب: ..... غریم کو اس پر قیاس کر کے ثابت فرمادیا۔



(۳۱۷)

﴿باب الاغتسال اذا اسلم وربط الاسير ايضا فى المسجد﴾

جب کوئی شخص اسلام لائے تو اس کا غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا

و كان شريح يأمر الغريم ان يُحْبَسَ الى سارية المسجد  
اور قاضی شریح مقروض کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا کرتے تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال : ..... اس باب کا یہاں کیا ربط اور جوڑ ہے اغتسال تو کتاب الطہارۃ کا مسئلہ ہے اور ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء یعنی ربط الاسیر پر یہ اعتراض ہے کہ وہ تو ابھی گزرا ہے اس کے بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں؟

جواب : ..... یہ مستقل باب نہیں ہے بلکہ یہاں یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے روایت الباب میں چونکہ مسئلہ اغتسال قبل الاسلام آ گیا اس لئے اس کو امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں ذکر فرمادیا۔

مسئلہ اغتسال عند الاسلام : ..... اسلام قبول کرنے والے پر غسل ضروری ہے یا نہیں اس بارے میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب حنابلہ : ..... امام احمد بن حنبل کے نزدیک مطلقاً غسل کرنا واجب ہے خواہ موجب غسل پایا گیا ہو یا نہ۔

مذہب آئمہ ثلاثہ: ..... آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی موجب غسل پایا جا رہا ہو جیسے احتلام، جماع اور عورت کے لئے حیض و نفاس۔ تب تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔

حالت کفر کے غسل کا حکم: ..... اسلام لانے سے پہلے اگر کوئی موجب غسل پایا گیا اور اس نے حالت کفر میں غسل کر لیا تو اس کا اعتبار ہو گا یا نہیں اس بارے میں آئمہ ثلاثہ کے درمیان اختلاف ہے۔

مذہب احناف: ..... حنفیہ کے نزدیک یہ غسل معتبر ہوگا۔ دلیل حدیث الباب ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک وضوء اور غسل کے اندر نیت شرط نہیں ہے اسلام لانے کے بعد دوبارہ غسل کر لینا مستحب ہے۔

مذہب مالکیہ و شافعیہ: ..... امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک حالت کفر کا غسل معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ان کے یہاں وضوء اور غسل میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت کا اعتبار نہیں لہذا دوبارہ غسل کرنا واجب ہے۔ امام مالک یہاں ایک بات اور فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر اس کو اعتقاد جازم ہو گیا ہو اور اس نے زبان سے ابھی تک کلمہ شہادت نہ پڑھا ہو اور اس سے قبل غسل کر لیا تو اس جزم و اعتقاد کی بنا پر اس کی نیت معتبر ہوگی اور غسل صحیح ہو جائے گا۔

وکان شریح الخ: ..... شرح حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے قاضی رہے۔ اسی (۸۰) ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ اس کا ترجمہ الباب کے دوسرے جزء سے تعلق ہے اور اس کے مطابق ہے۔

اور تعلیقات بخاری میں سے ہے اور اسے عمر نے ایوب عن ابن سیرین سے موصولاً بیان کیا ہے قال کان شریح اذا قضی علی رجل بحق امر یحسبه فی المسجد الی ان یقوم بما علیہ فان اعطی الحق والامر بہ فی السجن۔

(۴۴۶) حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا الليث قال حدثني سعيد بن ابی سعید ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھے سعید بن ابی سعید نے خبر دی انہ سمع ابا ہریرۃ قال بعث النبی ﷺ خیلاً قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ کہ انہوں نے ابو ہریرہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے چند سوار نجد کی طرف بھیجے یہ لوگ (قبیلہ) بنو حنیفہ کے ایک شخص کو

يقال له ثمامة بن أثال فربطوه بسارية من سواري المسجد فخرج اليه النبي ﷺ

جس کا نام ثمامہ بن اُثال تھا پکڑ لائے انہوں نے قیدی کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے

فقال اطلقوا ثمامة فانطلق الي نخل قريب من المسجد

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (ربائی کے بعد) ثمامہ مسجد نبوی ﷺ سے قریب ایک کھجوروں کے باغ تک گئے

فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله

اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد ا رسول اللہ

(انظر ۴۶۹، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کو ترجمہ الباب کے دوسرے جزء سے مطابقت ہے جیسا کہ مذکورہ اثر ترجمہ الباب کے دوسرے جزء کے

مطابق ہے۔

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں امام مسلمؒ

نے کتاب المغازی میں اور ابوداؤدؒ نے کتاب الجہاد میں اور امام نسائیؒ نے طہارت میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قبل نجد : ..... سرزمین عرب کے پانچ حصے ہیں۔ (۱) تہامہ (۲) نجد (۳) حجاز (۴) عروض (۵) یمن۔

(۱) تہامہ : ..... حجاز کا جنوبی حصہ ہے یہ تقریباً پست و نشیبی علاقہ ہے۔

(۲) نجد : ..... مکہ سے مشرقی جانب ہے جو اونچا علاقہ ہے یعنی وہ کنارہ ہے جو حجاز اور عراق کے درمیان ہے۔

(۳) حجاز : ..... جبل سد من الیمن حتی يتصل بالشام وفيه المدينة و عمان وقال الواقدي

الحجاز من المدينة الى تبوك ومن المدينة الى طريق الكوفة - حاصل یہ ہے کہ تہامہ اور نجد کا درمیانی

علاقہ حجاز کہلاتا ہے۔

(۴) عروض : ..... یمامہ سے بحرین تک کا علاقہ عروض کہلاتا ہے۔

(۵) یمن : ..... ایک ملک ہے۔

فربطوه بساریة : ..... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

فخرج الیہ النبی ﷺ فقال اطلقوا ثمامة : ..... پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ یہاں یہ روایت مختصر ہے قصہ یہ ہوا تھا کہ ثمامہ بن اثال پکڑ کر لائے گئے اور ان کو مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا گیا پہلے دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ما عندک یا ثمامہ تو انہوں نے جواب دیا ان تقتل تقتل ذام وان تنعم تنعم علی شاکروان اردت المال فھولک . حضور اکرم ﷺ یہ سن کر تشریف لے گئے دوسرے دن پھر تشریف لائے اور یہی سوال و جواب ہوا تیسرے دن پھر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور یہی بات ہوئی تو فرمایا اطلقوه ۔ چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا وہ ایک باغ میں جو مسجد نبوی ﷺ کے پاس تھا، گئے، غسل کیا اور مسجد میں آ کر مسلمان ہو گئے۔

فاغتسل : ..... اس حدیث میں ہے کہ ثمامہ نے پہلے غسل کیا بعد میں کلمہ شہادت پڑھا یہ حنفیہ کے موافق ہے کہ کافر کا غسل کر لینا قبل از اسلام معتبر ہے!

سوال : ..... ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے میں کیا حکمت تھی؟

جواب : ..... علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو اس لئے باندھا گیا ہوتا کہ وہ مسلمانوں کے حسن صلوٰۃ کو دیکھے اور ان کے اس اجتماع پر نظریں جمائے اور اس وجہ سے وہ اسلام سے مانوس ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ مسلمانوں کے اعمال و افعال کو دیکھ کر مسلمانوں سے مانوس ہوئے، کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(۳۱۸)

## ﴿باب الخیمة فی المسجد للمرضی و غیرہم﴾

مسجد میں مریضوں و غیرہ کے لئے خیمہ

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر مریضوں کے لئے مسجد میں خیمہ لگانے کا جواز ثابت فرمانا چاہتے ہیں یہاں بھی توسع سے کام لیا گیا ہے کہ احاطہ مسجد کو مسجد شمار کیا گیا ہے۔

(۴۴۷) حدثنا زکریا بن یحییٰ قال حدثنا عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ہشام عن ابیہ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام نے اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا

عن عائشةؓ قالت أصیب سعدٌ یومَ الخندقِ فی الأکحلِ

وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ غزوہ خندق میں سعدؓ کے بازو کی ایک اکحل (رگ) میں زخم آ گیا تھا

فضرب النبی ﷺ خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعہم

اس لئے نبی کریم ﷺ نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کر دیا تھا تاکہ آپ ﷺ قریب رہ کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں

وفي المسجد خيمة من بني غفار الا الدم يسيل اليهم

مسجد ہی میں بنی غفار کے لوگوں کا بھی خیمہ تھا سعدؓ کے زخم کا خون (جو رگ سے کثرت سے نکل رہا تھا) بہہ کر جب ان کے خیمہ تک پہنچا

فقالوا يا اهل الخيمة ما هذا الذي ياتينا من قبلكم

تو وہ گھبر اگئے انہوں نے کہا کہ خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ کیسا خون ہمارے خیمہ تک آتا ہے

فاذا سعد يغذو جرحه دماً فمات منها (انظر ۲۸۱۳، ۳۹۰۱، ۴۱۱۷، ۴۱۲۲)

پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خون حضرت سعدؓ کے زخم سے بہا ہے حضرت سعدؓ کا انتقال اسی زخم کی وجہ سے ہوا

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوة میں کتاب المغازی میں اور کتاب الهجرة میں مقطوعاً لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے مغازی میں اور ابوداؤدؒ نے کتاب الجنائز میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سعدؓ: ..... اس سے مراد حضرت سعد بن معاذؓ جو قبیلہ اوس کے سردار اور بدری صحابی ہیں شوال ۵ ہجری میں آپؓ کا انتقال ہوا آپؓ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے اور آپؓ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت کرنے لگا (یعنی خوشی سے جھوم اٹھا)

يوم الخندق: ..... اس کا دوسرا نام ”احزاب“ ہے اور قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام بھی احزاب ہے جو ۲۱ پارے کے آخر میں ہے۔

في الاكل: ..... اکل ہاتھ میں ایک رگ ہوتی ہے ران میں اسی رگ کا نام نسأ ہے

خيمة في المسجد: ..... خیمہ کی جمع خیمات اور خیم آتی ہے محل استدلال یہی ہے۔

سوال: ..... مسجد میں زخمی کو ٹھہرانا تو درست نہیں کیونکہ تلویث کا خطرہ ہے تو پھر حضرت سعدؓ کو مسجد میں کیسے ٹھہرایا گیا؟

جواب اول: ..... مسجد سے مراد احاطہ مسجد ہے۔

جوابِ ثانی: ..... مسجد سے لغوی مسجد مراد ہے آپ ﷺ جہاں تشریف لے جاتے خیمہ لگاتے اور ایک جگہ نماز کے لئے مقرر فرمالتے اور چاروں طرف سے کسی چیز کے ذریعے اسے گھیر دیتے تھے اصحابِ سیر ہمیشہ اس کا ذکر مسجد کے لفظ سے کرتے ہیں حالانکہ فقہی اصول کی بناء پر اس پر مسجد کا اطلاق نہیں ہو سکتا حضرت سعدؓ کا قیام بھی اسی طرح کی مسجد میں تھا۔ مسجد نبوی ﷺ بنو قریظہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہے اس لئے آپ ﷺ جس وقت بنو قریظہ کا محاصرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے حضرت سعدؓ کو ساتھ لے گئے تھے تو اگر حضرت سعدؓ کو مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا ہوتا تو پھر انہیں قریب رکھ کر عیادت اور دیکھ بھال نہیں ہو سکتی تھی۔

یغذو جرحہ دماً: ..... حضرت سعدؓ کی وہ رگ جو بند تھی اس کا منہ کھل گیا اور اس سے خون جاری ہو گیا اور اسی میں وفات ہوئی!

(۳۱۹)

### ﴿باب ادخال البعیر فی المسجد للعلّة﴾

کسی ضرورت کی وجہ سے مسجد میں اونٹ لے جانا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اونٹ وغیرہ کو کسی عذر کی بناء پر مساجد

میں داخل کرنا جائز ہے علت بمعنی حاجت ہے اور یہ عام ہے ضعف کی وجہ سے ہو یا اس کے علاوہ ہوا کئی ہو سکتی ہیں۔  
(۱) تاکہ لوگ ارکان سیکھ سکیں (۲) حفاظت مقصود ہو۔

وقال	ابن عباس	طاف	النبي ﷺ	علي	بعيره
اور ابن عباسؓ نے فرمایا	بنی کریم ﷺ نے اپنے	اونٹ پر طواف	کیا		

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس کو یہاں مُعلّق بیان فرما رہے ہیں اور کتاب الحج باب من اشار الي ركن في اس كوسنء ايامان فرمائیں گے۔

(۴۴۸) حدثنا عبد الله بن يوسف قال انا مالک عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل
ہم سے عبد اللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالکؒ نے محمد بن عبد الرحمن بن مالک بن نوفلؒ کے واسطے سے یہ خبر پہنچائی
عن عروة بن الزبير عن زينب بنت ابي سلمة عن ام سلمة قالت
وہ عروہ بن زبیرؒ سے وہ زینب بنت ابی سلمہؒ سے وہ ام سلمہؒ سے انہوں نے بیان کیا
شكوت الي رسول الله اني اشتكى قال طوفى من وراء الناس وانت راكبة
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جبہ اوڑھ میں اپنی بیماری کے متعلق کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے پرے سے سول ہو کر طواف کر لو
فطفت ورسول الله ﷺ يصلي الي جنب البيت يقرأ بالطور وكتاب مسطور
پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز فرما رہے تھے آپ آیتوں اور کتب مسطور کی تلاوت فرما رہے تھے

(انظر ۱۶۱۹، ۱۶۲۶، ۱۶۳۳، ۳۸۵۳)

مطابقتہ للترجمة في قوله طوفى من وراء الناس وانت راكبة .

### ﴿تحقيق وتشرح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹی راوی ام سلمہ ام المؤمنینؓ ہیں۔ اور آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوة، کتاب التفسیر اور کتاب الحج میں لائے ہیں امام مسلمؒ، ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

طاف النبی ﷺ علی بعیرہ:.....

سوال :..... قول ابن عباسؓ سے ترجمہ الباب تو ثابت ہو گیا لیکن اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مسجد حرام بن گئی تھی زیادہ سے زیادہ مطاف کہہ سکتے ہیں۔

جواب :..... مسجد ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے پندرہویں (۱۵) پارے میں مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ فرمایا ہے نص قرآنی سے ثابت ہے کہ مسجد تھی۔

سوال :..... آج کل اگر کوئی اونٹ وغیرہ پر بیٹھ کر طواف کرے تو کیا اجازت ہے؟

جواب :..... یہ ہے کہ جائز تو ہے مگر اس کو عادت نہ بنایا جائے آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی سواری مطاف میں پیشاب نہیں کرتی تھی۔

سوال :..... کیا اونٹوں کو یہ شعور ہے کہ ہم مطاف میں پھر رہے ہیں یہاں پیشاب کرنا مناسب نہیں لہذا ہمیں بھی پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

جواب :..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو شعور دیا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اونٹوں نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا؟ اور ایسے ہی قربانی کے وقت اونٹوں کا ایک دوسرے سے سبقت لے جانا بھی احادیث سے ثابت ہے ذبح کے لئے اونٹوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔

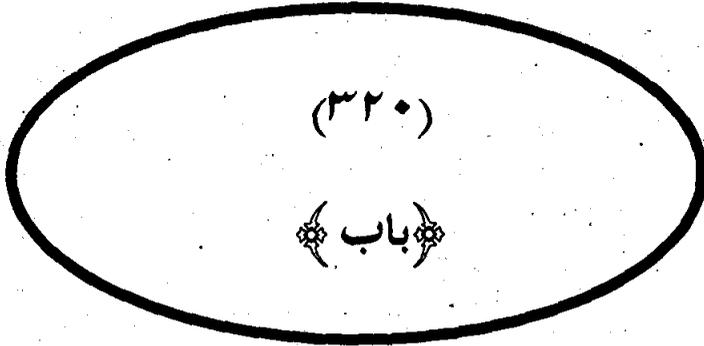
سوال :..... حضور ﷺ نے مرض کی وجہ سے طواف عمرہ اونٹ پر کیا اور جیسے حضرت ام سلمہؓ نے مرض کی وجہ سے طواف اونٹ پر کیا اگر علت سے مراد ضعف اور بیماری لی جائے جیسے بعض شراخ نے کہا ہے تو پھر امام بخاریؒ پر اعتراض ہوگا کہ ام سلمہؓ کی حدیث تو ترجمہ الباب کے مطابق ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اثر ترجمہ الباب کے موافق نہیں۔

جواب :..... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سوال علت سے ضعف کا معنی مراد لینے کی وجہ سے

پیدا ہوا حالانکہ علت سے مراد عارض اور حاجت ہے اور اس پر کوئی اشکال نہیں!

سوال : ..... یہ کس موقع کی بات ہے اور کب کا قصہ ہے؟

جواب : ..... یہ متعین تو نہیں ہو سکا البتہ اگر حفاظت کی خاطر اونٹ پر طواف کیا ہے تو عمرۃ القضاء کی بات ہے اور اگر ارکان سکھانے کے لئے ہے تو حجۃ الوداع کی بات ہے۔ حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ یہ چودہ (۱۴) تاریخ فجر کی نماز کا طواف ووداع کے بعد کا واقعہ ہے اس کے بعد حضور ﷺ حضرت تشریف لے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے!



(۳۲۰)

﴿باب﴾

جب باب کے ساتھ ترجمہ نہ ہو تو پچھلے باب کے ساتھ اس کا تعلق اور ربط ہوتا ہے۔ احکام المساجد کا ذکر ہو رہا

تھا امام بخاریؒ نے اس باب میں مسجد کے اندر بیٹھنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ کلام فی المسجد کا جواز ثابت فرما رہے ہیں!

سوال : ..... پوری روایت میں مسجد کا تو ذکر ہی نہیں تو پھر یہ گزشتہ باب کا تمہ کیسے بن گیا؟

جواب اول : ..... روایت میں من عند النبی ﷺ فی لیلۃ مظلمۃ کے الفاظ ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں ہی ہو گئے۔

جواب ثانی : ..... ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ صحابی مسجد میں بیٹھے رہے ابن بطال فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ

اس حدیث کو باب احکام المساجد میں بھی لاسچے ہیں وہاں مسجد کا لفظ صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

(۴۴۹) حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن هشام قال حدثنی ابی عن قتادة

ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا کہا کہ مجھے میرے باپ نے قتادہ سے بیان کیا

قال حدثنا انس ان رجلیین من اصحاب النبی ﷺ خرجا من عند مسجد النبی ﷺ

کہا کہ ہم سے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ دو شخص نبی کریم ﷺ کے پاس سے یعنی مسجد سے نکلے

احدهما عبّاد بن بشرٌ واحسب الثاني أسيد بن حُضيرٌ في ليلة مظلمة

ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے صاحب کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ اسید بن حُضیرؓ تھے رات تاریک تھی

ومعهما مثل المصباحين يضيآن بين ايديهما

اور ان دونوں اصحابؓ کے پاس مَنُور چراغ کی طرح کوئی چیز تھی جس سے آگے روشنی پھیل رہی تھی

فلما افتراقا صار مع كل واحد منهما واحد حتى اتى اهله (انظر ۳۶۳۹، ۳۸۰۵)

وہ دونوں اصحابؓ جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دونوں کے ساتھ اسی طرح کی ایک ایک روشنی تھی آخر وہ اسی طرح اپنے اپنے گھر پہنچ گئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اسے باب علامات النبوة میں بھی لائے ہیں۔

رجلیین : ..... ایک کا نام عبّاد بن بشرؓ اور دوسرے کا نام اسید بن حُضیرؓ ہے اور بعض حضرات نے دوسرے کا نام عویم بن ساعدہ بتایا ہے۔

امام بخاریؒ یہ حدیث مبارکہ لاکر دو صحابیوںؓ کی کرامت بیان فرما رہے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القيامة . اصل میں تو یہ آخرت کے بارے میں ہے لیکن اللہ پاک نے دنیا ہی میں صحابہ کرامؓ کو یہ نور نصیب فرمادیا۔

اسی سے کوئی کام خرق عادت ظاہر ہو جائے تو کرامت کہلاتی ہے۔ اور اگر نبی ﷺ سے کوئی کام خرق عادت ظاہر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے۔ کرامت اولیاء حق ہے یہی میں ہے کہ ابوبسؓ نبی پاک ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے فارغ ہو کر بنو حارثہ کی طرف لوٹتے ایک مرتبہ با دو بار اسی تاریک رات میں نکلے تو ان کی لائٹیں روشن ہوئی یہاں تک کہ وہ دار بنی حارثہ میں داخل ہوئے۔

(۳۲۱)

## ﴿باب الخَوْخَة وَالْمَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ﴾

مسجد میں کھڑکی اور راستہ

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

خَوْخَة : ..... کھڑکی، چھوٹا دروازہ۔

مَمْرٌ : ..... میم کے فتح کے ساتھ ہے اور راء مشدود ہے بمعنی راستہ۔

ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں۔

جزء اول : ..... الخَوْخَة فِي الْمَسْجِدِ .

جزء ثانی : ..... الْمَمْرُ فِي الْمَسْجِدِ . دوسرے جزء کی تفصیل تو گزر چکی ہے۔

سوال : ..... امام بخاری نے استدلال میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خصوصیت کا ذکر فرمایا تو امام بخاری نے خاص

سے استدلال علی العام (عام پر استدلال) فرمایا؟

جواب : ..... عند الجہور یہ عام نہیں لیکن امام بخاری اس کو عام فرماتے ہیں۔ اس باب کے تحت دو بحثیں ہیں۔

(۱) خَوْخَة کی بحث۔ (۲) خَلْت کی بحث۔

البحث الاول : ..... روایت الباب میں الأباب ابی بکر ہے اور ترمذی شریف میں الأباب علی ہے

تو بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔

**جواب اول :** ..... امام ترمذیؒ نے جہاں یہ روایت نقل کی ہے خود بھی اس پر جرح فرمائی ہے اور فرمایا ہے وہوغریب۔ وقال البخاریؒ حدیث الاباب ابی بکر اصحابہ۔ تو وہ (روایت ترمذی) اصح روایت کے مقابلہ میں نہیں آسکتی۔ بعض حضراتؒ نے تو اس (روایت ترمذی) کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ زیادتی ہے اس لئے کہ امام ترمذیؒ موضوع روایتیں نقل نہیں فرماتے پھر جب کہ تطبیق بھی ہو سکتی ہے۔

**جواب ثانی :** ..... یہ ہے کہ ابتداء میں صحابہ کرامؓ کے مکانات مسجد کے ساتھ تھے مسجد میں آنے کے لئے دروازے بھی رکھے ہوئے تھے۔ اور ابھی تک مسجد میں جنبی کا داخلہ بھی ممنوع نہیں تھا۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمام دروازے بند کر دو سوائے باب علیؓ کے۔ کیونکہ اور کوئی راستہ نہ تھا تو اب صحابہ کرامؓ نے دروازے بند کر دیئے لیکن کھڑکیاں کھول لیں ان سے نماز کے لئے آجایا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ منشا نبوت سمجھ گئے تھے۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ساری کھڑکیاں بھی بند کر دو صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کھڑکی کھلی رہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نماز پڑھانے کے لئے آنا ہوگا۔

**الآ باب ابی بکر :** ..... باب سے مراد چھوٹا دروازہ ہے یعنی چھوٹی کھڑکی جو بعض مرتبہ ایک ہی کواڑ کا ہوتا ہے۔ حضرات آئمہ کرامؓ نے اس سے استدلال کر کے خلافت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ یاد رکھئے کہ قیاس سے زیادہ اجماع صحابہؓ دلیل ہے پس اسے پوری قوت کے ساتھ منظر عام پہ لایا جائے اشارے تائید ہوا کرتے ہیں مدار نہیں۔ اجماع صحابہؓ حجت ہے قرآن میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا وَيَبْتَغِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى س

**البحث الثانی :** ..... خلت دوستی کا ایک مقام ہے جو خال قلب میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لائق نہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لو كنت متخذاً من الناس خليلاً لا اتخذت ابا بکر خليلاً  
الحديث ۳

مقام خلت اعلیٰ ہے یا مقام محبت؟ ..... اس میں بحث ہوئی ہے کہ مقام خلت اعلیٰ ہے یا مقام محبت۔ ابن فورکؒ نے کہا ہے کہ مقام خلت مقام محبت سے اعلیٰ اور ارفع ہے حضرت ابراہیمؑ کا لقب خلیل اللہ ہے قرآن میں ہے **وَاتَّخَذَ اللَّهُ اِبْرَاهِيمَ خَلِيْلًا** اور یہ حبیب اللہ سے اعلیٰ ہے تو لقب کے لحاظ سے فضیلت جزئی ہوئی۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ مقام محبت مقام خلت سے افضل ہے تو حبیب اللہ خلیل اللہ سے افضل ہوئے اگر خلت کو اعلیٰ مان لیا جائے تو اس حدیث کے پیش نظر آپ ﷺ جیسے حبیب اللہ ہیں خلیل اللہ بھی ہیں حبیب اللہ ہونا داری میں مصرح ہے اور صحیح مسلم میں ہے ان اللہ قد اتخذنی خلیلاً کما اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاًؑ گو لقب کے لحاظ سے اگرچہ آپ ﷺ حبیب اللہ مشہور ہیں لیکن آپ ﷺ کو دونوں مقام حاصل ہیں۔

### الفرق بین الخلة والمودة: .....

(۱)..... بعض حضرات نے کہا ہے کہ معنی تو دونوں کے ایک ہیں لیکن متعلق کے لحاظ سے فرق ہے اگر دین اور اسلام کے لحاظ سے دوستی ہو تو مودت ہے اللہ کے لحاظ سے ہو تو خلت ہے پہلی حدیث میں فرمایا **ولکن اخوة الاسلام ومودته** اور دوسری حدیث میں فرمایا **ولکن خلة الاسلام افضل**۔

(۲)..... بعض حضرات نے کہا ہے کہ مودت عام ہے اور خلت مودت کے درجوں میں سے ایک خاص درجہ کا نام ہے تو خاص درجے کی نئی کی اور عام درجہ کا اثبات فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا لقب چونکہ مقام خلت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لائق یہ مقام خلت ہوتا تو حضرت ابو بکرؓ کو خلیل بنا لیتا۔

سوال: ..... آپ ﷺ کی دوستی حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اسلام سے پہلے بھی تھی اور ضرب المثل تھی لہذا اس کا کیا مطلب اگر میں کسی کو دوست بنا تا تو حضرت ابو بکرؓ کو بنا تا؟

جواب: ..... یہ ہے کہ مودت و محبت عام ہے اور خلت اس محبت کو کہتے ہیں جو خلال قلب میں ہو جیسے متنتی نے کہا

عذل العواذل حول قلبی التانہ وهو ی الاحبة منه فی سوانہ

حضور اکرم ﷺ کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا تھا پھر اس میں دوسرے کے لئے محبت کی جگہ کیسے ہو سکتی تھی!

(۳۵۰) حد ثنا محمد بن سنان قال نا فلیح قال نا ابو النضر عن عبید بن حنین

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو النضر نے بیان کیا عبید بن حنین کے واسطے سے

وعن بسر بن سعید عن ابی سعید الخدری قال خطب النبی ﷺ

وہ بشر بن سعید سے وہ ابو سعید خدری سے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا خطبہ میں آپ ﷺ نے

فقال ان الله سبحانه خیر عبدا بين الدنيا وبين ما عنده فاختار ما عند الله

فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندہ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا (کہ جس کو چاہے اختیار کرے) بندہ نے آخرت کو پسند کر لیا

فبکی ابوبکر فقلت فی نفسی مایکی هذا الشيخ ان یکن الله

اس بات پر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر خدا تعالیٰ نے

خیر عبدا بين الدنيا وبين ما عند الله فاختار ما عند الله عزوجل

اپنے کسی بندہ کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کو کہہ بندہ نے آخرت چننے کو پسند کر لی تو اس میں ہرزگ (حضرت ابوبکرؓ) کے ہونے کی کیلیت ہے؟

فکان رسول الله ﷺ هو العبد وکان ابوبکر اعلمنا فقال یا ابابکر

لیکن بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندہ تھے اور ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اے ابوبکر!

لَا تَبْكُ أَنْ أَمَّنَ النَّاسُ عَلَيَّ فِي صَحْبَتِهِ وَمَالِهِ ابوبکر

آپ رویے مت اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں

ولو كنت متخذاً من امتی خلیلاً لاتخذت ابابکر و لكن اخوة الاسلام و مودته

اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اس کے بدلہ میں اسلام کی اخوت و مودت کافی ہے

لا يُفْقِنَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابَ الْأَسَدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ (انظر ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۹۰)

مسجد میں حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیے جائیں

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب فضل ابی بکرؓ میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الفضائل میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ..... ترجمۃ الباب کے تو دو جزء ہیں۔ (۱) خوخة (۲) ممر۔ اس حدیث سے تو ایک جزء ثابت ہوتا ہے وہ ہے خوخة جو لفظ باب سے مفہوم و مراد ہے اور دوسرا جزء حدیث میں مذکور نہیں لہذا حدیث کو ترجمہ سے مطابقت تامہ نہ ہوئی۔

جواب : ..... مرعینی راستہ یہ خوخة (چھوٹا دروازہ یا کھڑکی) کے لوازم میں سے ہے خوخة کا لفظ ممر سے بے نیاز کر رہا ہے۔ لہذا عدم مطابقت کا سوال نہ رہا۔

خلیلا: ..... قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خلیل کا اصل معنی افتقار اور انقطاع ہے وقیل الخلة الاختصاص باصل الاصطفاء وسمی ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ لانه والی فیہ وعادی فیہ ۲ قلت سے مراد وہ تعلق ہے جو صرف خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہو سکتا ہے اور ایسا تعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ ﷺ کے درمیان ممکن ہی نہیں۔

(۴۵۱) حدثنا عبد الله بن محمد الجعفی قال نا وهب بن جریر قال نا ابی

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وھب بن جریر نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا

قال سمعت یعلی بن حکیم عن عكرمة عن ابن عباس قال

کہا کہ میں نے یعلی بن حکیم سے سنا وہ عکرمہ کے واسطے سے بیان کرتے تھے وہ حضرت ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے بیان کیا

خرج رسول الله ﷺ في مَرَضِهِ الذي مات فيه عاصباً رأسه بخرقه

کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وفات میں باہر تشریف لائے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی

فقعد علی المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال

آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا

انه ليس من الناس احد آمن علي في نفسه وماله من ابى بكر بن ابى قحافة

کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے ابوبکر بن قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو

ولو كنت متخذاً من الناس خليلاً لاتخذت ابابكر خليلاً ولكن خلة الاسلام افضل

اور اگر میں کسی کو انسانوں میں خلیل بنا تا تو حضرت ابوبکرؓ کو بنا تا لیکن اسلام کا تعلق افضل ہے

سدوا عنى كل خوخة في هذا المسجد غير خوخة ابى بكر (انظر ۳۶۵، ۳۸۳، ۶۷۷)

حضرت ابوبکرؓ کی کھڑکی کو چھوڑ کر اس مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

ابى بكر بن ابى قحافة : ..... باپ بیٹے کا نام عبداللہ بن عثمان ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد

محترم عثمان بن عامر التیمیؓ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے حضرت عمرؓ کی خلافت تک حیات رہے

ستانوے (۹۷) سال عمر پائی صحابہ کرامؓ میں ایسا کوئی نہیں جس کی تین نسلوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہوا

ہو سوائے ان کے



(۳۲۲)

## ﴿باب الابواب والغلق للكعبة والمساجد﴾

کعبہ اور مساجد میں دروازے اور تالاکانا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عند الضرورة کعبہ پاک اور مساجد کے دروازے بند کئے جاسکتے ہیں اور تالاکانا بھی لگایا جاسکتا ہے۔

قال ابو عبد الله وقال لي عبد الله بن محمد حدثنا سفين عن ابن جريج
ابو عبد الله (امام بخاریؒ) نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے کہا کہ ہم سے سفیان نے ابن جریج کے واسطے سے بیان کیا
قال قال لي ابن ابي مليكة يا عبد الملك لورایت مساجد ابن عباسؓ وابوابها
انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبد الملک کاش تم ابن عباسؓ کی مساجد اور ان کے دروازوں کو دیکھتے
قال ابو عبد الله : ..... اس سے امام بخاریؒ خود مراد ہیں۔ مطابقتہ للترجمة في قوله ابو ابياها . یعنی
ابو ابياها سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔ یا عبد الملک لورایت اے عبد الملک کاش تم ابن عباسؓ کی مساجد اور ان کے
دروازوں کو دیکھ لیتے یعنی ان کے تالے اور دروازے بہت احسن تھے اس لئے رغبت دلار ہے ہیں۔

(۳۵۲) حدثنا ابو النعمان وقتيبة بن سعيد قالانا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر
ہم سے ابو نعمان اور قتیبة بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب کے واسطے سے بیان کیا وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے

ان النبی ﷺ قدم مكة فدعا عثمان بن طلحة ففتح الباب فدخل النبي ﷺ وبلال

کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلوایا۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو نبی کریم ﷺ بلال

واسامہ بن زید و عثمان بن طلحة ثم أغلق الباب فلبث فيه ساعة ثم خرجوا اقال ابن عمر

اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اندر تشریف لے گئے پھر دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ ﷺ وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آئے ابن عمر نے فرمایا

فبدرت فسالت بلالا فقال صلی فیہ

کہ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر حضرت بلال سے پوچھا، انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے اندر نماز پڑھی تھی

فقلت فی ای فقال بین الاسطوانین قال ابن عمر فذهب علی ان اسأله کم صلی

میں نے پوچھا کس جگہ، کہا کہ دونوں ستونوں کے درمیان، ابن عمر نے فرمایا کہ یہ پوچھنا مجھے یاد نہ رہا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں

مطابقته للترجمة فی قوله «فتح الباب» وفی قوله «ثم اغلق» (راجع ۳۹۷)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاری اس حدیث کو کتاب المغازی اور کتاب الجہاد میں بھی لائے ہیں امام مسلم کتاب الحج میں، امام

ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عثمان بن طلحة: ..... فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ فتح مکہ والے دن بیت اللہ شریف کی چابی

لائے اور دروازہ کھولا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا چابی لے لو، اے آل ابوطلحہ یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی

نہیں چھینے گا یہ چابی مگر کوئی ظالم۔ سنا ہے آج تک چابی انہیں کے خاندان میں آرہی ہے واللہ اعلم۔

حضرت عثمان بن طلحہ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ ﷺ کے وصال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا وصال کے بعد

مکہ المکرمہ تشریف لے گئے۔

کم صلی :.....

سوال :..... کعبہ پاک میں کتنی رکعتیں پڑھیں؟

جواب :..... دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھیں اور مستحب ہے کہ جسے بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو وہ دو اسطوانوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھے جیسے آپ ﷺ نے پڑھیں!

سوال :..... آپ ﷺ کے زمانہ میں کعبہ کی چھت کتنے ستونوں پر قائم تھی؟

جواب :..... چھ ستونوں پر قائم تھی!

(۳۲۳)

## ﴿باب دخول المشرك في المسجد﴾

مشرك کا مسجد میں داخل ہونا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

(۴۵۳) حدثنا قتیبہ قال نا اللیث عن سعید بن ابی سعید انه سمع ابا هریرة

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث نے سعید بن ابی سعید کے واسطے سے بیان کیا کہ انہوں نے ابو ہریرہ سے سنا تھا

یقول بعث رسول اللہ ﷺ خيلاً قبل نجد فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له ثمامة بن أثال

و فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے چند سواروں کو نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنو حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اٹال نامی کو پکڑ کر لائے

فربطوہ	بساریہ	من	سواری	المسجد	(راجع ۳۶۲)
اور مسجد کے	ستونوں	میں	سے	ایک	ستون سے باندھ دیا

ترجمۃ الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ مشرک مطلقاً مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ گویا کہ امام بخاریؒ مشرک کے مسجد میں دخول کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں۔ آئمہ کرامؒ کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔

مذہب حنفیہ و حنابلہ: ..... امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مشرک کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

مذہب مالکیہ: ..... امام مالکؒ کے نزدیک مشرک کا مسجد میں جانا مطلقاً ناجائز ہے۔

مذہب شوافع: ..... شوافعؒ کے نزدیک تفصیل ہے مسجد حرام میں مشرک کا جانا ناجائز ہے اور اس کے ماسواہ مساجد میں جانا جائز ہے۔

مذہب امام بخاری: ..... بظاہر ترجمۃ الباب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک مطلقاً مسجد میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ انہوں نے ترجمہ میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی۔

مانعین کی دلیل: ..... قرآن مجید کے دسویں پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا (الایۃ ۱) سے استدلال فرماتے ہیں۔

مانعین کی دلیل کا جواب: ..... اس آیت پاک میں نجاست معنوی کا ذکر ہے نجاست جسمانی کا ذکر نہیں، امام بخاریؒ نے حنفیہؒ کی تائید فرمائی ہے۔

حدیث الباب ترجمۃ الباب کے عین مطابق ہے کہ ثمامہ بن اثمال کو مسجد کے ستون سے باندھا گیا حالانکہ وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے اور یہ حدیث باب الاغتسال اذ اسلم میں گزر چکی ہے۔

(۳۲۳)

## ﴿باب رفع الصوت فى المسجد﴾

مسجد میں آواز اونچی کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ رفع الصوت فی المسجد کا حکم بیان فرما رہے ہیں اور یہ حکم عام ہے ممنوع ہو یا غیر ممنوع۔ امام بخاریؒ دو حدیثیں لاکر تفصیل کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ مسجد میں آواز بلند کرنے کے بارے میں مختلف مذاہب ہیں۔

(۱) مذهب امام مالکؒ : ..... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں آواز بلند کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔

(۲) مذهب جمہورؒ : ..... جمہور ائمہ تفصیل کے قائل ہیں جمہور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غرض دینی ہو یا اس کا کوئی فائدہ ہو تو آواز بلند کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نمازی کو ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو آواز اونچی کی جاسکتی ہے۔

بعض حضرات نے تو تلاوت اور ذکر کو بھی اونچی آواز سے کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ بہر حال ضرورت اور عدم ضرورت، اضرار اور عدم اضرار کے لحاظ سے حکم لگایا جائے گا۔ امام بخاریؒ نے ممانعت اور عدم ممانعت دونوں طرح کی روایات ذکر فرمادیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جمہورگی تائید فرما رہے ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب

(نور اللہ مرقدہ) فرماتے ہیں رفع الصوت چونکہ مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہے اس لئے ممنوع ہے!

۴۵۴) حلشا علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح الملبنی قال نا یحییٰ بن سعید القطان قال نا الجعید بن عبد الرحمن
ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جعید بن عبدالرحمن نے بیان کیا
قال حدثنی یزید بن خُصیفۃ عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد
کہا کہ مجھ سے یزید بن خُصیفہ نے بیان کیا سائب بن یزید کے واسطے سے انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا
فحصنی رجل فنظرت الیہ فاذا عمر بن الخطاب فقال
کہ کسی شخص نے میری طرف نکمری پھینکی میں نے جب نظر اٹھائی تو عمر بن الخطاب سامنے تھے آپ نے فرمایا
اذہب فاتی بہذین فجنتہ بہما فقال ممن انتما او من این انتما
جا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس لاؤ میں بلا لایا آپ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے یا کہاں رہتے ہو
قالا من اهل الطائف قال لو کنتما من اهل البلد
انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے
لاؤ جعتكما ترفعان اصواتكما فی مسجد رسول اللہ ﷺ
تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ رہتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں سائب بن یزید ہیں۔

لو کنتما من اهل البلد لا وجعتكما: ..... آپ نے فرمایا اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں

تمہیں سزا دیئے بغیر نہ رہتا۔ اس جملے سے معلوم ہوا کہ بدوی جاہل کے لئے کچھ رخصت ہو جاتی ہے۔

فی مسجد رسول اللہ ﷺ: ..... خصوصیت سے مسجد رسول اللہ کا ذکر فرمایا اس لئے اکابر حضرات

لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ادب جیسے وصال سے پہلے تھا ایسے ہی اب بھی ہے۔

اس حدیث پاک سے رفع الصوت فی المساجد کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

(۳۵۵) حدثنا احمد بن صالح قال نا ابن وهب قال اخبرني يونس بن يزيد عن ابن شهاب

هم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وهب نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی ابن شهاب کے واسطے سے

قال حدثني عبدالله بن كعب بن مالك ان كعب بن مالك اخبره

کہا کہ مجھ سے عبدالله بن كعب بن مالك نے بیان کیا انہیں كعب بن مالك نے خبر دی

انه تقاضى ابن ابى حدرود دينا كان له عليه فى عهد رسول الله ﷺ فى المسجد

کہ انہوں نے ابن ابى حدرود سے اپنے قرض کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسجد نبوی ﷺ کے اندر تقاضا کیا

فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته فخرج اليهما رسول الله ﷺ

تو دونوں کی آواز (باہمی جواب سوال کے وقت) اتنی اونچی ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے معکف میں سنا۔ آپ ﷺ اٹھے

حتى كشف سجع حجرته ونادى كعب بن مالك فقال يا كعب فقال ليك يا رسول الله ﷺ

اور معکف پر پڑے ہوئے پردہ کو ہٹایا آپ ﷺ نے كعب بن مالك کو آواز دی یا كعب! كعب بولے ليك يا رسول الله

فاشار بيده أن ضع الشطر من دينك قال كعب قد فعلت

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنا آدھا قرض معاف کرو كعب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے معاف کر دیا

يا رسول الله ﷺ قال رسول الله ﷺ قم فاقضه (راجع ۳۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے ابن ابى حدرود سے فرمایا اچھا اب تم (بتایا) قرض ادا کر دو

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے حضرت كعب بن مالك ہیں اور یہ حدیث باب التقاضی

والملازمة فى المسجد میں گزر چکی ہے تقریباً دس باب پہلے ہے۔



(۳۲۵)

## ﴿باب الحلق والجلوس فی المسجد﴾

مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں۔

جزء اول : ..... دائرہ بنا کر مسجد میں بیٹھنا۔

جزء ثانی : ..... مطلق جلوس۔

انتظار صلوة کے لئے جلوس فی المسجد صلوة کے حکم میں ہے اور جلوس للتلاوة والذکر بھی جائز ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے دخل رسول الله ﷺ المسجد وهم حلق فقال مالي اراكم عزين۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے نہی عن الحلق فی المسجد یوم الجمعة اسی طرح ایک روایت میں ہے لعن الله من جلس وسط الحلقة۔ ان روایتوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور امام بخاری نے باب باندھ کر تنبیہ فرمائی ہے کہ جن روایات کے اندر نہی آئی ہے وہ اپنے عموم پر نہیں ہیں۔

وجوہ تطبیق : .....

(۱)..... ممانعت کا مدار اس بات پر ہوگا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

(۲)..... یا حلقہ دنیا کی باتوں اور گپ شپ کے لئے بنایا گیا ہو۔

(۳)..... یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ خطیب خطبہ جمعہ کے لئے آئے کیونکہ اس صورت میں حلقہ بنا کر بیٹھنے سے اعراض عن الخطبہ ہو جائے گا لہذا اگر گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو اور حلقہ سے اعراض عن الخطبہ نہ ہو رہا ہو اور گپ شپ کے لئے بھی حلقہ نہ بنایا گیا ہو تو حلقہ بنانا جائز ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حلقہ بنانا مطلقاً منع نہیں ہے۔

(۲۵۶) حدثنا مسدد قال نا بشر بن المفضل عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا عبيد اللہ کے واسطے سے وہ نافع سے وہ حضرت ابن عمر سے
قال سال رجل النبي ﷺ وهو على المنبر ماترى فى صلوة الليل
کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ فرمائیں کہدات کی نماز کس طرح پڑھنی چاہئے
قال مثنى مثنى فاذا خشى احدكم الصبح صلى واحدا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو، دو رکعت کر کے اور جب طلوع صبح صادق قریب ہونے لگے تو ایک رکعت اور اس میں طالی بنا چاہیے
فاوترث له ماصلى وانہ كان يقول اجعلوا اخر صلاتكم بالليل وترا فان النى ﷺ امر به
یہ ایک رکعت اس کی نماز کو پڑھا گیا اور حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہدات کی آخری نماز کو پڑھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے

مطابقة هذا الحديث للجزء الثاني من الترجمة ظاهرة. (انظر ۳۷۳، ۹۹۰، ۹۹۲، ۹۹۵، ۱۱۳۷)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

جب نبی پاک ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے تو ایک آدمی نے سوال کیا تو لوگ یعنی صحابہ کرام یقیناً آس پاس حلقہ کئے ہوئے بیٹھے ہونگے تو ترجمہ الباب ثابت ہو گیا۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں۔ اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں بارہ (۱۲) طرق سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلوة الليل کے بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف:.....

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل:..... ان حضرات کے نزدیک نوافل

دن اور رات میں دو، دو رکعت افضل ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ: ..... فرماتے ہیں کہ دن رات میں چار چار رکعت نوافل افضل ہیں۔ نافلۃ اللیل آٹھ رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں!

امام ابو یوسفؒ و محمدؒ: ..... یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رات کو دو رکعت اور دن کو چار رکعت افضل ہیں۔  
فاو ترث له ماضی: ..... یہ ایک رکعت اس کی نماز کو تر بنا دے گی اس کے دو مطلب ہیں۔

(۱): ..... اس آخری شفع کو تر بنا دے گی۔

(۲): ..... ساری رات کی نماز کو تر بنا دے گی۔ اگر شفع اخیرہ مراد ہو تو اتوت کے معنی وتر اصطلاحی ہوں گے اور اگر کل صلوٰۃ اللیل مراد ہو تو اتوت کے معنی وتر لغوی پر محمول ہوگی یا صلوٰۃ اللیل پر محمول ہوگا۔

وانہ کان یقول: ..... جملہ متانفہ ہے اور ضمیر حضرت ابن عمرؓ کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس کے قائل حضرت نافعؓ ہیں۔

اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وتراً: .....

تعارض: ..... صریحی روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ وتروں کے بعد بھی دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور حدیث الباب میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی آخری نماز کو طاق (وتر) رکھا کرو۔ تو بظاہر تعارض ہوا۔ شرح کرام نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب (۱): ..... کھڑے ہو کر آخری نماز وتر ہونی چاہئے کیونکہ اصل ہیئت صلوٰۃ قیام (کھڑا ہونا) ہے۔

جواب (۲): ..... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھے جائیں۔ اب رہی یہ بات کہ دو رکعت نفل تو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہیں تو اس کو جواب یہ ہے کہ یہ آخری نماز صلوٰۃ وتر ہونے کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ نوافل تو تابع ہیں اصل تو فرائض و واجبات ہیں۔

ضمنی اختلاف: ..... وتر کے بعد پڑھے جانے والے دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں یا بیٹھ کر؟ اس میں

اختلاف ہے جو حضرات پہلی توجیہ کرتے ہیں اُن کے نزدیک تو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے اور دوسری توجیہ کرنے والوں کے نزدیک کھڑے ہو کر نفل پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں پورا ثواب ہے اور جب کہ بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے اور آپ ﷺ کا بیٹھ کر پڑھنا آپ کی خصوصیات پر محمول ہے۔

انطباق: ..... ترجمۃ الباب کا جزء ثانی وهو علی المنبر سے ثابت ہے آپ ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوں گے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے ہوں گے اس سے جلوس پر استدلال ہو گیا۔

(۴۵۷) حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر
هم من ابونعمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ایوب کے واسطے سے۔ وہ نافع سے وہ ابن عمر سے
ان رجلا جاء الى النبي ﷺ وهو يخطب فقال كيف صلوة الليل فقال مثنى مثنى
کیک شخص حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وقت آپ ﷺ خطبہ سے تھا نفل نے پوجت کاندکس طرح پڑھی جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ
فاذا خشيت الصبح فأوتر بواحدة توتره لك ما قد صليت
پھر جب طلوع صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت اور ملاوٹا کہ تم نے جو نماز پڑھی ہے اسے یہ ایک رکعت وتر بنا دے
وقال الوليد بن كثير حدثني عبيد الله بن عبد الله ان ابن عمر حدثهم
اور ولید بن کثیر نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہ ابن عمر نے اس سے بیان کیا
ان رجلا نادى النبي ﷺ وهو في المسجد (راجع ۴۷۲)
کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو آواز دی جب کہ آپ ﷺ مسجد میں تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث پاک کے الفاظ وهو یخطب سے مطابقت ثابت کی جائے گی کیونکہ جب آپ ﷺ خطبہ بنا رہے ہوں گے یقیناً سامعین آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوں گے اور خطبہ سن رہے ہوں گے تو اس سے جلوس ثابت ہوا۔

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

تو تو: ..... اس کے ترکیبی احتمال دو ہیں۔

(۱)..... مجرّم پڑھیں گے تو یہ جواب امر ہوگا۔

(۲)..... اگر توتر کی راء پڑھیں گے تو پھر یہ جملہ مستانفہ ہوگا

وہو فی المسجد :..... ضمیر کے مرجع کے بارے میں تین احتمال ہیں۔

(۱)..... نبی پاک ﷺ (۲)..... رجل (۳)..... نداء جس پر اس کا قول ((نادی)) دال ہے

(۳۵۸) حدثنا عبد الله بن يوسف قال انا مالک عن اسحق بن عبد الله بن ابی طلحة

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کے واسطے سے

ان ابامرة مولى عقيل بن ابی طالب اخبره عن ابی واقد الليثی قال بینما رسول اللہ ﷺ

کہ عقیل بن ابی طالب کے مولیٰ ابومرہ نے انہیں خبر پہنچائی واقد لیسّی کے واسطے سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

فی المسجد فاقبل نفرثلثة فاقبل اثنان الی رسول اللہ ﷺ

مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ تین آدمی باہر سے آئے دو تو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری کی غرض سے آگے بڑھے

وذهب واحد فاما احدهما فرای فرجة فی الحلقة فجلس واما الآخر فجلس خلفهم

لیکن تیسرا چلا گیا باقی ماندہ دو میں سے ایک نے درمیان میں خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا دوسرا شخص سب سے پیچھے بیٹھ گیا

واما الآخر فادبر ذابا فلما فرغ رسول اللہ ﷺ قال الا اخبرکم عن النفر الثلثة

اور تیسرا تو وہاں ہی چلا گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان تینوں کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں

اما احد هم فاوی الی اللہ فاواه اللہ واما الآخر

ایک شخص نے تو خدا تعالیٰ کی طرف ٹھکانہ پکڑا اور خدا تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا (یعنی پہلا شخص) ربا دوسرا

فاستحیی فاستحیی اللہ منه واما الآخر فاعرض فاعرض اللہ عنه (راجع ۶۲)

تو اس نے خدا تعالیٰ سے حیا کی اس لئے خدا نے بھی اس سے حیا کی، تیسرے نے روگردانی کی اس لئے خدا نے بھی اس کی طرف سزا پائی رحمت کا رخ موڑ لیا

مطابقته للترجمة ظاهرة. خصوصا فی قوله فرای فرجة فی الحلقة.

(۳۲۶)

## ﴿باب الاستلقاء فى المسجد ومد الرجل﴾

مسجد میں چت لیٹنا اور پاؤں کا لمبا کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ اس باب سے ایک حدیث کی توجیح بیان فرمانا چاہتے ہیں اور وہ حدیث پاک یہ ہے ان رسول اللہ نہی ان يضع الرجل احدی رجلیه علی الاخری وهو مستلق امام بخاریؒ اس باب میں جواز ثابت کر کے اس طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث یا تو منسوخ ہے یا پھر کشف العورة پر محمول ہے یعنی اگر رنگا ہونے کا خطرہ ہو تو چت نہیں لیٹنا چاہئے۔ ترجمہ الباب کے دوسرے جزء مدارجل میں بھی تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر رنگا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو پاؤں پھیلا کر مسجد میں سوکتے ہیں ورنہ نہیں۔

(۴۵۹) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن ابن شهاب عن عباد بن تميم عن عمه

هم عن عبد الله بن مسلمة عن ابن شهاب عن عباد بن تميم عن عباد بن شهاب عن عباد بن تميم عن عمه

انه رأى رسول الله ﷺ مستلقيا فى المسجد واضعا احدی رجلیه علی الاخری

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پر رکھے ہوئے تھے

وعن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب كان عمرو وعثمان يفعلان ذلك (انظر ۵۹۶، ۶۲۸)

ابن شهاب سے مروی ہے وہ سعید بن مسیب سے کہ عمرو اور عثمان بھی اس طرح لیٹتے تھے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری کتاب اللباس میں اور استیذان میں بھی لائے ہیں اور امام مسلم نے کتاب اللباس میں اور امام ابو داؤد نے کتاب الادب میں اور امام ترمذی نے کتاب الاستیذان میں اور امام نسائی نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

واضعا احدی رجليه على الاخرى: ..... اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱): ..... پاؤں پر پاؤں ہو۔

(۲): ..... ٹانگ پر ٹانگ ہو۔ تو دوسری صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں کشفِ ستر ہو جاتا ہے اور پہلی صورت جائز ہے اور اگر دوسری صورت میں کشفِ ستر (عورة) نہ ہو تو وہ بھی جائز ہے۔

وعن ابن شهاب عن سعيد من مسيب<sup>ط</sup>: ..... علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ تعلق ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے سند سابق کے تحت داخل ہو۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھا کرتے تھے اگر ستر عورت کا پورا اہتمام ہو تو اس طرح چت لیٹ کر سونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔



(۳۲۷)

## ﴿باب المسجد یكون فی الطریق من غیر ضرر بالناس فیہ﴾

عام گزرگاہ پر مسجد بنانا جب کہ کسی کو اس سے نقصان نہ پہنچے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ من غیر ضرر بالناس کی قید بڑھا کر راستے میں مسجد بنانے کا جواز ثابت کر رہے ہیں اور ربیعہ الرائےؒ کی رائے پر رد فرما رہے ہیں ہے کیونکہ ربیعہ نے راستے پر مسجد بنانے کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔ راستے پر مسجد بنانے کی دو صورتیں ہیں۔

الصورة الاولى: ..... راستہ اپنی ملک میں ہو تو مسجد بنانا بالاجماع جائز ہے۔

الصورة الثانية: ..... ارض مباحہ میں مسجد بنانا یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ ہو۔ اور اگر ارض مباحہ میں مسجد بنالی گئی کچھ عرصہ بعد عامۃ الناس کو اس جگہ کی ضرورت پیش آئی تو اب مسجد گرانا جائز نہیں جیسا کہ بسا اوقات ایک چھوٹی سی بستی ہوتی ہے حکومت نئی کالونی بناتی ہے اگر مسجد راستے میں آجائے تو کالونی کا نقشہ تو تبدیل کیا جائے گا لیکن مسجد کو نہیں گرایا جائے گا یہی بات مہاجرین کی ہے اگر وہ ارض مباحہ پر مسجد تعمیر کر لیں تو حکومت اس بناء پر کہ انہوں نے ہم سے مسجد بنانے کی اجازت نہیں لی مسجد نہیں گرا سکتی۔ ایسے خطرے کے موقعوں پر ابتداء ہی سے اجازت لے لینی چاہئے لیکن بن جانے کے بعد گرانا جائز نہیں ہے کیونکہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ کی زمین اللہ کے بندوں کے لئے ہے اور ان بندوں کو زمین میں تصرف کرنے کا حق ہے یعنی خدا کی عبادت کے لئے مسجد بنائیں اگر کسی

نے متعین راستے پر مسجد بنائی تو گرائی جاسکتی ہے لیکن ریجہ الرائے ایک بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عامۃ الناس کو ضرر نہ بھی ہو تو بدوں اجازت مسجد بنانا جائز ہی نہیں تو امام بخاری اُن پر رد کر رہے ہیں کہ اگر لوگوں کو ضرر نہ ہو تو بغیر پوچھے مسجد بنانا جائز ہے۔

وبہ قال الحسن وایوب و مالک: ..... حسن، ایوب اور مالک راستے میں مسجد بنانے کے جواز کے قائل ہیں بشرطیکہ لوگوں کو ضرر نہ ہو۔

سوال: ..... ائمہ جمہور بھی تو اس کے جواز کے قائل ہیں امام بخاری نے ان تینوں کے ناموں کی تصریح اور تخصیص کیوں فرمائی ہے؟

جواب: ..... بناء مسجد فی الطريق کے جواز کا حکم ان تینوں بزرگوں سے صراحتاً مروی تھا اس لئے امام بخاری نے ان تینوں کی صراحت فرمادی۔

(۴۶۰) حدثنا يحيى بن بكير قال نا الليث عن عقيل عن ابن شهاب
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے عقیل کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے
قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة زوج النبي ﷺ قالت
انہوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ نے فرمایا
لم أعقل أبوي إلا وهما يدينان الدين ولم يمر علينا يوم
میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا بیج پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا
الا يأتينا فيه رسول الله ﷺ طرفي النهار بكرة وعشية ثم بدا لابي بكر
جس میں رسول اللہ ﷺ صبح و شام دن کے دونوں وقت ہمارے گھر تشریف نہ لائے ہوں پھر ابو بکرؓ کی سمجھ میں ایک صورت آئی
فابتني مسجداً ببناء داره فكان يصلي فيه ويقرأ القرآن فيقف عليه نساء المشركين
اور انہوں نے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی آپ اس میں نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو مشرکین کی عورتیں

وابنآ و هم یعجبون منه وینظرون الیه وکان ابو بکر رجلاً بکاءً

اور ان کے بچے وہاں تعجب سے کھڑے ہو جاتے اور آپؐ کی طرف دیکھتے رہتے ابو بکرؓ بڑے رونے والے شخص تھے

ولا یملک عینہ اذا قرأ القرآن فأفزع ذلك أشراف قریش من المشرکین

جب قرآن پاک پڑھتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا قریش کے مشرک سردار اس صورت حال سے گھبرائے

مطابقہ للترجمة ظاهرة. (انظر ۲۱۳۸، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۵۸۰۷، ۶۰۷۹)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو ہجرت، اجارہ، کفالہ اور ادب میں مختصر

اور مطولاً لائے ہیں۔

قالت لم اعقل ابوی : ..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو

دین اسلام کا نتیجہ پایا۔ حضرت عائشہؓ کے والد ماجد عبداللہ بن عثمانؓ یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور آپؐ کی والدہ

ماجدہ ام رومانؓ ہیں۔ اور یہ تثنیہ تغلیب کے باب سے ہے اور بعض نسخوں میں ابوی (الف کے ساتھ) ہے۔

فابتنی مسجد ابغناء دارہ : ..... یہ روایت ابواب الهجرة کے اندر پورے تین صفحہ پر آئے گی۔

مختصر قصہ یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے تو کچھ مسلمانوں نے

تو ہجرت کا ارادہ کر لیا اور جانے لگے، چونکہ حبشہ کا بادشاہ رحم دل تھا اس لئے صحابہ کرامؓ وہیں جا رہے تھے حضرت

ابو بکر صدیقؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ فرمایا اور تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ابی دغنه ملا جو اپنی قوم کا سردار تھا اس

نے پوچھا اے ابو بکرؓ کہاں جا رہے ہو تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بتلادیا کہ لوگ مجھے دین پر عمل کرنے سے منع کرتے

ہیں اس لئے ہجرت کر کے جا رہا ہوں، کہنے لگا کہ تم جیسا آدی نہیں جا سکتا تم تو صلہ رحمی کرتے ہو غریبوں کی خیر خواہی

و خیر گیری کرتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، میرے ساتھ چلو تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا عرب میں دستور تھا کہ اگر

کوئی کسی کو پناہ دے دیتا تو پھر اس سے کوئی تعرض نہیں کرتا تھا اور اگر کوئی کرتا تو پھر اس کی لڑائی اس پناہ دینے والے

کے سارے قبیلے سے ہو جاتی تھی ابن دغنه حضرت ابو بکر صدیقؓ کو واپس لے آئے اور ادھر ادھر پھر کر سب کو خیر کر دی

کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پناہ دے دی ہے اب ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے قریش نے جب سنا تو کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے امان دینے سے کوئی انکار نہیں ابو بکرؓ شوق سے رہیں مگر بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ قرآن پاک اونچا پڑھتے ہیں تو بہت زیادہ روتے ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں ہم سے پھر نہ جائیں اس لئے کہ عورتوں اور بچوں کا دل بہت نرم ہوتا ہے لہذا اے ابن دغنے تم یہ شرط لگا دو کہ وہ قرآن شریف اپنے گھر کے اندر پڑھا کریں اس نے آ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہہ دیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اولاً تو منظور کر لیا مگر کب تک اللہ کے ذکر، دین کو چھپاتے، دروازے کے سامنے مسجد بنالی اور اس میں قرآن پاک پڑھتے رہتے، قریش نے اس کی شکایت ابن دغنے سے کی وہ آیا اس نے آپؐ کو شرط یاد دلائی اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کا امان واپس دے دیا۔

مفصل واقعہ کتاب الکفالة میں آئے گا۔ انشاء اللہ!

(۳۲۸)

## ﴿باب الصلوٰۃ فی مسجد السوق﴾

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض: ..... ترجمہ الباب کی دو غرضیں ہیں۔

غرض اول: ..... یہ ہے کہ جماعت کا ثواب جس طرح محلہ کی مسجد میں حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح مسجد سوق میں بھی حاصل ہو جاتا ہے اور مسجد سوق سے مراد مسجد اصطلاحی نہیں بلکہ وہ جگہ ہے جو نماز کے لئے دوکان وغیرہ

میں خاص کر لی گئی ہو۔

غرض ثانی : ..... بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس بات پر تنبیہ فرمانا ہے کہ اگرچہ آنحضرت ﷺ اسواق کو شرب البقاع (بدترین ٹکڑا، مقام) فرمایا ہے لیکن اگر اس کے اندر مسجد بنالی جائے یعنی مسجد اصطلاحی (مسجد شرعی) بنالی جائے تو اس کے ساتھ خیر کا تعلق ہو جائے گا اور نماز کا پورا ثواب ملے گا۔

مسجد شرعی اور مسجد سوق میں فرق : ..... یہ ہے کہ مسجد شرعی احناف کے نزدیک وہ ہے جس میں اذن عام ہو اور مسجد سوق میں عام اجازت نہیں ہوتی اور بازار کی مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو دکان میں نماز کے لئے مقرر کر لی جائے لیکن جو مسجد سوق کہ اس میں اذن عام ہو وہ مسجد اصطلاحی بن جاتی ہے امام بخاریؒ نے جواز ثابت فرمایا ہے کہ مسجد سوق سے مسجد شرعی مراد ہو سکتی ہے۔

وصلی ابن عون فی مسجد فی دار یغلق علیہم الباب

اور عبداللہ بن عونؒ نے گھر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ بند کر دیا تھا وصلی ابن عون فی مسجد الخ : ..... پہلی غرض کے لحاظ سے اس کی مناسبت لغوی مسجد ہونے کے لحاظ سے ہوگی کہ ترجمہ الباب اور اثر دونوں میں لغوی مسجد مراد ہے اگرچہ اثر میں دار کا لفظ ہے اور ترجمہ میں سوق کا، اور دوسری غرض کے اعتبار سے جب کہ ترجمہ میں مسجد سے مراد اصطلاحی مساجد ہیں تو اثر کو مناسبت خیر اور انتفاء شر کے اعتبار سے ہوگی۔

(۳۶۱) حدثنا مسدد قال نا ابو معاوية عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة عن النبی ﷺ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا اعمش کے لفظ سے صحیح سے حضرت ابو ہریرہؓ سے حضرت نبی کریم ﷺ سے

قال صلوة الجميع تزيد على صلوته في بيته و صلوة في سوقه خمسا وعشرين درجة

کہ آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں، گھر کے اندر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے

فان احدكم اذا توضأ فاحسن الوضوء واتى المسجد لا يريد الا الصلوة

کیونکہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اس کے تمام آداب کا لحاظ رکھے پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے

لم یخط خطوة الا رفعه الله بها درجة او حط عنه بها خطیة حتى یدخل المسجد

تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ اس کا بلند فرماتے ہیں اور ایک گناہ اس سے ساقط فرماتے ہیں اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا

واذا دخل المسجد كان في صلوة ما كانت تحبسه

مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا

وتصلي الملائكة عليه ما دام في مجلسه الذي يصلي فيه

اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے گا جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت خداوندی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں

اللهم اغفر له اللهم ارحمه ما لم يؤذ يحدث فيه (راجع ۱۷۶)

”اے اللہ اس کی مغفرت کیجئے۔ اے اللہ اس پر رحم کیجئے“ بشرطیکہ ریح خارج کر کے تکلیف نہ دے

مطابقتہ فی قولہ (وصلاتہ فی سوقہ)۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب فضل الجماعة میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلوتہ فی سوقہ خمساً وعشرين درجة: ..... آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں گھر کے اندر یا بازار (دکان وغیرہ) میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے صلوٰۃ فی سوقہ سے مراد غیر اصطلاحی مسجد ہے۔

اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ باجماعت نماز میں تنہا گھر، دکان یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے درحقیقت یہاں تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب کے تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے چونکہ عہد نبوی ﷺ میں بازار محلوں سے علیحدہ ہوتے تھے اور بازار میں (آج کی طرح) مساجد نہیں ہوتی تھیں اس لئے اگر کوئی شخص وہاں نماز پڑھتا تو ظاہر ہے کہ تنہا ہی پڑھتا ہوگا اس لئے اس حیثیت سے حدیث کا یہ حکم ہوگا۔ اس زمانہ میں بازار

آبادی کے اندر ہیں اور اگر بازار میں مسلمان آباد ہوں تو مساجد کا بھی اہتمام ہوتا ہے اس لئے اب بازار کی مساجد کے اندر اگر کوئی نماز پڑھے تو انشاء اللہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

سوال : ..... روایت الباب میں تو خمس و عشرين درجۃ ہے اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے عن ابن عمر صلوٰۃ الرجل فی جماعة تفضل علی صلوٰۃ الرجل وحده بسبع و عشرين درجۃ ۱ تو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

جواب (۱) : ..... سات، پانچ کے بعد ہے گویا اللہ پاک نے آپ ﷺ کو پانچ (پچیس) کی خبر دی پھر سات (ستائیس) کی خبر دی یعنی یہ از یاد علم کے قبیل سے ہے ۲ ذکر عدد قلیل، عدد کثیر کے منافی نہیں۔

جواب (۲) : ..... درجہ کا بڑھنا اور کم ہونا نماز کی تکمیل و تحفیظ پر موقوف ہے پورے اہتمام سے ستائیس درجہ ثواب ملے گا اہتمام کی کمی کی صورت میں پچیس درجہ ثواب ملے گا ۳

جواب (۳) : ..... موسم کے لحاظ سے یعنی سردی، گرمی کے لحاظ سے۔ مشقت کی کمی و زیادتی کے لحاظ سے ہے مشقت زیادہ ہوگی تو ثواب زیادہ ہوگا مشقت کم ہوگی تو ثواب کم ہوگا۔

جواب (۴) : ..... نمازیوں کی قلت و کثرت کے لحاظ سے ہے کہ نمازی کثیر ہوں گے تو ثواب بھی زیادہ، قلیل ہوں تو ثواب بھی کم ملے گا۔

جواب (۵) : ..... دونوں احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اصل نماز کا ثواب تو ہر ایک کو ایک ملتا ہے اقل درجہ اصل انعقاد جماعت دو آدمی ہیں تو ان کو دو کا ثواب ملے گا اور جماعت کا ثواب پچیس (۲۵) درجہ رکھا گیا ہے تو جنہوں نے اصل ثواب اور فضیلت کو جمع کر کے بیان کی انہوں نے ستائیس (۲۷) ذکر کیا اور جنہوں نے جمع نہیں کیا انہوں نے پچیس بتایا ہے ۴

(۳۲۹)

## ﴿باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیره﴾

مسجد وغیره میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں۔

(۱) تشبیک الاصابع فی المسجد (۲) وغیره (ای تشبیک الاصابع فی غیر المسجد)

ترجمة الباب کی غرض :..... البوداؤد وغیره میں ہے اذ اعمد احدکم الی المسجد فلا یسبکن یدہ۔ کہ آنحضرت ﷺ نے تشبیک سے منع فرمایا ہے یعنی ایسی حالت میں مسجد میں آئیں کہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں یہ درست نہیں تو امام بخاریؒ نے عند الضرورة تشبیک کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے یہ باب قائم فرمایا ہے۔ عزیز طلباء ہمارے تو اساتذہ کرام مدظلہم اللہ العالی نے ہمیں سکھلایا ہے کہ خلال بھی ایسے نہ کرو کہ تشبیک کے مشابہ ہو جائے۔

وغیره :..... اصل تو تشبیک کا جواز عند الضرورة فی المسجد ہے۔ وغیره یعنی غیر مسجد کو اس پر قیاس کر لیا کہ مسجد سے باہر بھی تشبیک جائز ہے کہ جب مسجد میں تشبیک جائز ہے تو غیر مسجد میں بدرجہ اولیٰ تشبیک جائز ہوگی۔

تعارض :..... بخاری شریف کی روایت الباب سے تشبیک ثابت ہو رہی ہے البوداؤد وغیره کی روایت میں تشبیک کی ممانعت ہے تو بظاہر ان میں تعارض ہے۔

جواب (۱): ..... علماء فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے کہ بخاری شریف کی روایت نفس تشبیک پر محمول ہے اور وہ جائز ہے اور ابوداؤد وغیرہ کی روایت مَشْنُی الی المساجد پر محمول ہے کیونکہ جب نمازی مسجد کی طرف چلتا ہے تو وہ مصلى کے حکم میں ہے اس لئے اس پر مصلى کا حکم عائد کر دیا گیا کہ نماز کی حالت میں تشبیک جائز نہیں لہذا کوئی تعارض نہ رہا۔

جواب (۲): ..... دوسرا جواب یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھوں کی تشبیک مراد نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر تشبیک کر کے نماز کے لئے جائیں یہ جائز نہیں ہے۔

(۴۶۲) حدثنا حامد بن عُمر عن بشرنا عاصم نا واقد عن ابيه
ہم سے حماد بن عمر نے بشر کے واسطے سے بیان کیا (کہا کہ) ہم سے عاصم نے بیان کیا (کہا کہ) ہم سے واقد نے اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عمر او ابن عمر وقال شبك النبي ﷺ اصابعه وقال عاصم بن علي نا عاصم بن محمد
وہ ابن عمرؓ اور ابن عمرؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور عاصم بن علی نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا
قال سمعت هذا الحديث من ابي فقومه لي واقد عن ابيه
کہا کہ ہم نے اس حدیث کو اپنے والد سے سنا لیکن مجھے حدیث یاد نہیں رہی تھی پھر واقد نے اپنے والد کے واسطے سے نقل کر کے مجھے بتایا
قال سمعت ابي وهو يقول قال عبد الله بن عمرو قال رسول الله ﷺ يا عبد الله بن عمرو
انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ عبد اللہ بن عمروؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد اللہ بن عمروؓ
كيف بك اذا بقيت في خثالة من الناس بهذا (انظر ۳۸۰)
تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم برسوں میں جاؤ گے (اس طرح) تو آپ ﷺ نے نیک ہونے کی باتیں کہیں گی اور اچھے میں داخل کر کے صحت بخاری

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں نو (۹) راوی ہیں۔ اور نوے عاصم بن علیؓ ہیں نصف رجب ۲۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا

یہ تعلیقات بخاری میں سے ہے ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

شبک النبی ﷺ اصابعه : ..... یہ روایت مجمل ہے اور عاصم بن علیؓ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

سمعت هذا الحديث من ابی : ..... عاصمؓ کہتے ہیں کہ جیسے یہ حدیث میں نے واقعہ سے سنی اسی طرح اپنے والد گرامی سے بھی سنی تھی مگر مجھ کو وہ ترتیب یاد نہ رہی جو والد گرامی نے بیان فرمائی تھی کہ پہلے کیا بیان فرمایا تھا اور پھر کیا بیان فرمایا۔

عن ابیہ : ..... کے اندر ابیہ کی ”ہ“ ضمیر واقعہ کی طرف راجح ہے۔

اذابقیۃ فی حثالة الناس بهذا: ..... اے عبداللہ بن عمروؓ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم برے لوگوں میں رہ جاؤ گے اس طرح یعنی آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرما کر صورت واضح فرمائی یہ ابواب الفتن کی روایت ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تشبیک فرما کر اشارہ فرمادیا کہ اچھے اور برے کی تمیز نہ ہو سکے گی وہ سب ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے

تشبیک الاصابع فی المسجد و فی الصلوٰۃ میں اختلاف : .....

مذہب (۱) : ..... امام مالکؒ نے نماز میں تشبیک کو مکروہ فرمایا ہے۔

مذہب (۲) : ..... ابن عمرؓ اور ان کے بیٹے سالم نے نماز میں تشبیک کو جائز قرار دیا ہے۔

سوال : ..... تشبیک سے روکنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب : ..... تشبیک سے روکنے کی متعدد حکمتیں ہیں۔

(۱) : ..... تشبیک شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اذا صلی احدکم فلا یشبکن بین

اصابعہ فان التشبیک من الشیطان الحدیث ابن ابی شیبہؒ

(۲) : ..... تشبیک نیند لانے کا سبب ہے اور نیند سے وضوء ٹوٹنے کا خطرہ ہے اس لئے اس سے روکا۔

(۴۶۳) حدثنا خلاد بن یحییٰ قال ناسفین عن ابی بردة بن عبد اللہ بن ابی بردة عن جدہ

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے ابی بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے دادا (ابو بردہ) سے

عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ انه قال ان المؤمن للمؤمن کا لبنیان

وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے حق میں مثل عادت کے ہے

یشدُّ بعضہ بعضا وشبک اصابعہ (انظر ۲۳۲۶، ۲۰۲۶)

کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور آپ ﷺ نے (مثیلاً) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمایا

حدیث پاک ترجمہ الباب کے دوسرے جزء کے مطابق ہے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہیں۔ آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الادب اور کتاب المظالم میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ نے بھی کتاب

الادب میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ان المؤمن للمؤمن کالبنیان ..... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مؤمن، مؤمن کے واسطے عمارت کی طرح

ہے کہ بعض کو بعض کے ساتھ تقویت حاصل ہوتی ہے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں جیسے دیوار کی اینٹیں کہ جب تک

ان میں تشبیک کی صورت رہتی ہے تو قوت یعنی دیوار مضبوط رہتی ہے اور اگر یہ بات نہ ہو بلکہ ایک اینٹ پر دوسری اینٹ

رکھ دی جائے تو دیوار ایک دم گر جائے گی!

(۳۶۲) حدثنا اسحق قال نا ابن شَمِيْل قال انا ابن عون عن ابن سيرين عن ابى هريرةؓ

ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابن شَمِيْل نے خبر دی کہا کہ ہمیں ابن عون نے خبر دی وہ ابن سيرين سے وہ ابو ہریرہؓ سے

قال صلى بنا رسول الله ﷺ احدى صلوتي العشي قال ابن سيرين قد سماها ابو هريرةؓ

انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی ابن سيرين نے کہا کہ ابو ہریرہؓ نے اس کا نام لیا تھا

ولكن نسيث انا قال فصلي بنا ركعتين ثم سلم فقام الى خشبة معروضة في المسجد

لیکن میں بھول گیا ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا

پھر ایک ٹکڑے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے جو مسجد میں رکھی ہوئی تھی

فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الِئْمَنَى عَلَى الْيَسْرَى

آپ ﷺ اس کا اس طرح سہلائے ہوئے تھے جیسا آپ ﷺ بہت ہی غصہ میں ہوا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا

وَشَبَّكَ بَيْنَ إِصْبَاحِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاِئْمَنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيَسْرَى

اور ان کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور آپ ﷺ نے اپنے دائیں رخسار مبارک کو بائیں ہاتھ کی پشت سے سہارا دیا

وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنَ ابْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ

جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد سے نکل گئے وہ کہنے لگے کہ نماز کی رکعتیں کم کر دی گئی ہیں؟

وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٌ وَعُمَرُ فَهَا بَاهُ ان يَكْلُمَا هُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ

حاضرین میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی بولنے کی ہمت نہ ہوئی انہیں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے

يَقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْسَيْتِ ام قُصِرَتِ الصَّلَاةُ

اور انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ ﷺ بھول گئے یا نماز (کی رکعتیں) کم کر دی گئیں

قَالَ لَمْ اَنْسُ وَلَمْ تُقْصِرْ فَقَالَ اَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھلا ہوں ہنہ نماز کی رکعتوں میں کوئی کمی ہوئی ہے پھر آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں

فَقَالُوا نَعَمْ فَقَامَ فَصَلَّى مُتْرَكًا ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سَجْدِهِ اَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ

حاضرین بولے کہ جی ہاں! تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور باقی رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا

مِثْلَ سَجْدِهِ اَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ

معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل سجدہ۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا معمول کے مطابق

یا اس سے بھی طویل پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔ تلامذہ ابن سیرین سے پوچھتے کہ کیا پھر سلام پھیرا

فَيَقُولُ نَبْتُ انِ عِمْرَانِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ (انظر ۷۱۳، ۷۱۵، ۷۱۷، ۱۲۲۷، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۶۰۵۱، ۶۰۵۰، ۷۲۵)

تو وہ جواب دیتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصینؓ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ، اور امام ابوداؤد، امام نسائی نے، امام ابن ماجہ نے اور امام طحاویؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

احدی صلاتی العشی : ..... اکثر روایتوں میں اسی طرح ہے۔ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے صلی بنا للنبی ﷺ الظهر او العصر فسلم فی رکعتین . مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے صلی رکعتین من صلاة الظهر ثم سلم اور ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے صلی بنا رسول الله ﷺ احدی صلاتی العشی الظهر او العصر ازہریؒ فرماتے ہیں کہ عشی عین کے فتح اور شین کا کسرہ اور یاء مشد کے ساتھ ہے، معنی زوال اور غروب کے درمیان کا وقت ۳

قال ابن سیرینؒ قد سماها ابوہریرۃؓ : ..... ظاہر یہ ہے کہ روایت ابوہریرہؓ میں تو صلوٰۃ الظهر ہے اور روایت عمران بن حصینؓ میں عصر کا ذکر ہے ۴

كانه غضبان : ..... چونکہ نماز میں سھو واقع ہوا جس کا اثر قلب اطہر پر پڑا وہ اثر چہرہ سے ایسا ظاہر ہوا جیسے کہ آپ ﷺ کو غصہ آ رہا ہو ۵

ذوالیدین : ..... طحاوی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے لمبے ہاتھوں والا ایک شخص کھڑا ہوا آپ ﷺ نے اس کو ذوالیدین کہہ کر پکارا۔ ان کا اصل نام خرباق ہے مگر آپ ﷺ کے ذوالیدین فرمانے کے بعد یہ اصل نام پر غالب آ گیا ہے ۶ اور بعض حضرات نے اس کا نام عمیر لکھا ہے ۷

ام قصر ت الصلاة : ..... اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے کلام کی اور آپ ﷺ نے بھی کلام فرمائی اور پھر نماز بھی مکمل فرمائی تو کیا نماز میں بولنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے اور چند ایک مذاہب یہ ہیں۔

مذہب (۱) : ..... عند الامام ابوحنیفہؒ نماز میں عاذاً اور ناسیاً کلام کرنا ناقض صلوٰۃ ہے۔

۱ (عمدة القاری ص ۲۶۳ ج ۲) ۲ (عمدة القاری ص ۲۶۳ ج ۲) ۳ (عمدة القاری ص ۳۶۳ ج ۲) ۴ (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲) ۵ (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲)

۶ (عمدة القاری ص ۲۶۳ ج ۲) ۷ (بیاض صدیقی ص ۱۶ ج ۲)

مذہب (۲): ..... عند الشافعی عامد افسدِ صلوٰۃ ہے اور ناسیاً افسدِ صلوٰۃ نہیں۔

مذہب (۳): ..... عند مالک عامد اگر بغرض اصلاحِ صلوٰۃ ہو تو افسدِ نہیں۔

روایت الباب امام شافعی اور امام مالک کی دلیل ہے۔

## دلائل احناف: .....

دلیل (۱): ..... صحیح مسلم ص ۲۰۴ پر زید بن ارقم سے مروی ہے فامرنا بالسکوت۔

دلیل (۲): ..... نسائی ص ۱۸۱ سطر نمبر ۱۱ پر حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث مروی ہے۔ اس کے آخر میں ہے ان لا یتکلم فی الصلوٰۃ۔

دلیل (۳): ..... ابن ماجہ ص ۸۷ سطر نمبر ۵ پر ہے عن عائشۃ فی آخرہ ثم لین علی صلوٰۃ وهو فی ذلک لا یتکلم۔

## روایت الباب کے جوابات: .....

جواب (۱): ..... یہ واقعہ کلام فی الصلوٰۃ کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے حدیث ذوالیدین حدیث عبداللہ بن مسعود سے منسوخ ہے۔

جواب (۲): ..... احادیث مؤخرہ کے معارض ہے لہذا مؤخرہ کو ترجیح ہوگی۔

جواب (۳): ..... ایک واقعہ حال اگر قانون کلی کے معارض ہو تو قانون کلی کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب (۴): ..... واقعہ فعلی ہے اور حدیث قولی ہے لہذا حدیث قولی کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب (۵): ..... یہ حدیث وقت، عدد، موقف النبی ﷺ اور سجدہ سہو کے لحاظ سے مضطرب ہے۔

اضطراب الوقت فی روایۃ صلی الظهر وفی روایۃ صلی العصر وفی روایۃ بشک ای فی الظهر  
او العصر فی روایۃ بالابہام۔

اضطراب العدد :..... فى رواية نسي النبى ﷺ فى ركعتين وفى رواية ثلاث ركعات .

اضطراب الموقف :..... فى رواية انه قام على خشبة معروضة فى المسجد وفى رواية دخل الحجر .

اضطراب السجدة :..... فى رواية البخارى والمسلم انه سجد للسهو وفى رواية ابى داؤد والنسائى انه لم يسجد

جواب (٢) :..... انه منسوخ لكونه قبل النهى وعلم نسخه موقوف على مقدمات .

المقدمة الأولى :..... ان الكلام فى اول الاسلام فى الصلوة كان جائزا كما نقل ابن حجر عن الطبرانى عن ابى امامة كان الرجل اذا دخل المسجد ودخلهم يصلون سئل الذى الى جنبه فيجزي بمافاته فيقضى ثم يدخل معهم حتى جاء يوما معاذ فدخل فى الصلوة فثبت ان الكلام كان جائزا وثبت ان هذه الواقعة وقع بعد الهجرة .

المقدمة الثانية :..... نسخ الكلام فى الصلوة ثبت باية القرآن قَوْمًا لِلَّهِ قَنِينٌ .

المقدمة الثالثة :..... وقوع النسخ وقع فى مكة او فى المدينة؟ فريق يقول ان النسخ فى مكة دليلهم حديث ابن مسعود فلما رجعنا من عند النجاشى فسلمنا عليه فلم يرد علينا .

توجيه الاستدلال :..... ان الرجوع من عند النجاشى كان فى مكة فثبت نسخ الكلام فى مكة .  
والمحققون والاحناف :..... يقولون بنسخ الكلام فى المدينة .

دليلهم :..... ان الروايات متفقة على ان الكلام نسخ بالآية والاية نزلت فى المدينة المنورة فثبت ان النسخ وقع فى المدينة .

دليل الثانى :..... ابى امامة قوله حتى جاء معاذ لانها متأخر الاسلام فاخبارهما بالكلام دليل

على عدم النسخ في مكة واستدلالهم بحديث ابن مسعود لا يتم لان الهجرة الى الحبشة كانت مرتين والمذكور في الحديث الرجعة الثانية هي ثابتة في المدينة لافي مكة. والدليل على كون رجوع الثاني قول ابن حجر في فتح الباري انما اراد ابن مسعود رجوعه الثاني وقد ورد المدينة والنبي ﷺ يتجهز الى البدر وفي مستدرک حاكم عن ابن مسعود كان بعثنا رسول الله ﷺ الى النجاشي ثمانين رجلا والحديث بطوله الى قوله فتعجل ابن مسعود فشهد بدرًا .

المقدمة الرابع : ..... ان راوى الحديث ذواليدين وهو ملقب ذوالشمالين واسمه الخرباق او العمير ونسبته الخزاعي او السلمى .

دليله : ..... رواية النسائي في هذا الحديث ذكر ذوالشمالين وفي طبقات ابن سعد ثقة صحيح ابن حبان ذواليدين ويقال له ذو الشمالين ان ذا اليدين وذا الشمالين واحد كلاهما لقب على الخرباق وفي كامل المبرد ذواليدين هو الشمالين كان يسمى بهما جميعا وفي الطبراني ذكر ذوالشمالين الفاظه ذوالشمالين انقصت الصلوة يا رسول الله قال كذلك يا ذاليدين .

المقدمة الخامسة : ..... ذوالشمالين استشهد ببدر دليله رواية محمد بن اسحق في مغازيه ان ذالشمالين شهد ببدر وقتل بها وفي سيرة ابن هشام ذكر كذلك ٢

المقدمة السادسة : ..... مدار هذا الحديث زهري اكثر روايات مروية من الزهري نقل في ابن حبان قول الزهري كان هذا قبل البدر ثم احكمت الامور ثبت من هذه المقدمات ان واقعة ذى اليدين وقعت في زمان اباحة الكلام فنزلت قَوْمًا لِلَّهِ قَتِيْنٌ فنسخ وهذا النسخ ثبت في المدينة قبل البدر . فالاستدلال من هذا الحديث غير ثابت .

اشكال الاول : ..... ان هذه القصة وقعت بعد النسخ والقرينة عليه ان رواية ابي هريرة وهو متأخر الاسلام فانه يقول صلى بنا ٣ فعلم هذا الصلوة صليت في زمان ابي هريرة والنسخ

كان قبله فعلم ان هذا وقع بعد النسخ!

والجواب: ..... ان النسبة الى الجمع قد يخرج منه المتكلم. فالمراد من قوله صلى بنا اى بمعشر المسلمين هذه النسبة مجازية والقرينة رواية الطحاوى من ابن عمر لما ذكر حديث ذى اليدين فقال كان اسلام ابى هريرة بعد قتل ذى اليدين فعلم ان ابا هريرة لم يكن معه موجوداً بل يرويه سماعاً

اشكال الثانى: ..... ان ذالشمال واليدين ما كانا متحدا الذات.

والجواب: ..... هذا ليس بممنوع ان يكون لرجل واحد اسمان ولقبان ونسبتان لاسيما اذا قالوا به العلماء

نوٹ: ..... يهوه تقرير ہے جسے استاذ محترم دامت فيوھم العالیه نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا خير محمد نور اللہ مرقدہ سے بخاری شريف پڑھتے وقت لکھی تھی حضرت مولانا خير محمد صاحب اردو میں تقرير فرماتے تھے استاذ محترم حضرت مولانا محمد صديق صاحب (امس) برکاتہم (العالیہ) اسے عربی بنا کر سپرد قراں کرتے جاتے تھے اس سے آپ حضرت الاستاذ کی استعداد و ذہانت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ (خورشید احمد تونسوی مدظلہم العالی)

مسائل مستبطلہ: .....

(١): ..... سھو کے لئے دو سجده ہیں۔

(٢): ..... سجده سہو بعد السلام ہے۔

(٣): ..... عند الضرورة تشبيك في المسجد جائز ہے۔



(۳۳۰)

﴿باب المساجد التي على طرق المدينة﴾

﴿والمواضع التي صلى فيها النبي ﷺ﴾

مدینے کے راستے میں وہ مساجد اور مقامات جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی

ترجمة الباب کی غرض : ..... حضرات شراح فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاری آپ ﷺ کے حالات کو بیان فرمانا چاہتے ہیں اس لئے حضور ﷺ کے اسفار کے راستہ کا حال بھی بیان فرما دیا اور مساجد چونکہ اہم تھیں اس لئے ان پر ترجمہ باندھ دیا۔ اس باب میں ایک حدیث مفصل اور ایک مجمل ہے۔ مقصود دونوں کا ایک ہے کہ حضور ﷺ نے کن کن مقامات پر نمازیں پڑھیں جب کہ مدینہ منورہ سے مکہ کو سفر کئے ان میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی رفیق سفر تھے اور وہ اس بات کی جانچ رکھتے ہیں اور ان کو تبرک سمجھ کر اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ حرمین کے درمیان سات دن کا سفر ہوا اور تیس (۳۵) نمازیں راستے میں پڑھیں۔

(۴۶۵) حدثنا محمد بن ابی بکر المَقْدَمِيُّ قال ثنا فضل بن سليمان قال نا موسى بن عقبة

ہم سے سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا

قال رأیت سالم بن عبداللہ یتحرّی اَماکن من الطریق فیصلی فیہا

کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ (مدینہ سے مکہ تک) راستے میں بعض مخصوص مقامات کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے تھے

وِیُحَدِّثُ اِنْ اَبَاهُ كَانَ یُصَلِّیْ فِیْہَا وَاِنَّ رَاِیَ النَّبِیِّ ﷺ یُصَلِّیْ فِی تِلْکَ الْاِمْکِنَةِ

وہ کہتے تھے کہ ان کے والد (ابن عمرؓ) بھی ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان مقامات میں نماز پڑھتے دیکھا تھا

قال وحدثنی نافعٌ عن ابن عمرؓ انه کان یصلی فی تِلْکَ الْاِمْکِنَةِ

اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے ابن عمرؓ کے متعلق بیان کیا کہ وہ ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے

وسألت سالما فلا اعلمه الا وافق نافعا فی الامکنۃ کلها

اور میں نے سالم سے پوچھا تو مجھے خوب یاد ہے کہ انہوں نے بھی نافع کی حدیث کے مطابق ہی تمام مقامات کا ذکر کیا

الا انهما اختلفا فی مسجدِ بَشْرِفِ الرُّوحَاءِ - (انظر ۱۵۳۵، ۲۳۳۶، ۴۳۳۵)

البتہ مقام شرفِ روحاء کی مسجد کے متعلق دونوں کا بیان مختلف تھا

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھراوی ہیں۔ اور چھٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

و یحدث ان اباہ کان یصلی فیہا: ..... سالم بن عبداللہ کہتے تھے کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن

عمرؓ انہی مقامات میں نمازیں پڑھتے تھے یہ مقولہ موسیٰ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ یہ بیان فرماتے

تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے جہاں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

حدثنی نافع عن ابن عمر: ..... اس حدیث کو ذکر فرما کر موسیٰ بن عقبہ نے یہ بتلادیا کہ جیسے حضرت سالمؓ

نے اپنے باپ حضرت عبداللہؓ سے یہ نقل کیا ہے اسی طرح حضرت ابن عمرؓ کے مولیٰ حضرت نافع نے بھی ان سے یہی

نقل کیا ہے تو اس سے حضرت سالم بن عبداللہؓ کی روایت کو تقویت حاصل ہوگئی کہ صرف وہی نہیں بیان فرماتے بلکہ

اور بھی بیان فرماتے ہیں۔ ان دونوں روایات میں صرف اس مسجد میں اختلاف ہے جو شرفِ روحاً و پر واقع ہے اور اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد کس جگہ واقع ہے۔

(۴۶۶) حدثنا ابراهيم بن المنذر الحزامي قال نا انس بن عياض

ہم سے سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا

قال نا موسى بن عقبه عن نافع ان عبدالله بن عمر اخبره

کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا کہا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی

ان رسول الله ﷺ كان ينزل بذي الحليفة حين يعتمر وفي حجته

کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور حج کے موقع پر جب حج کے ارادے سے نکلے تو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا

حين حج تحت سمرة في موضع المسجد الذي بذي الحليفة وكان اذا رجع من غزوة

ذوالحلیفہ کی مسجد سے متصل ایک بول کے درخت کے نیچے اور جب آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس ہو رہے ہوتے

وكان في تلك الطريق او حج او عمرة هبط بطن واد

اور راستہ ذوالحلیفہ سے ہو کر گزرا یا حج یا عمرہ سے واپسی ہو رہی ہوتی تو وادی تیتق کے نشیبی علاقہ میں اترتے

فاذا ظهر من بطن واد اناخ بالبطحاء التي على شفير الوادي الشرقية

پھر جب وادی کے نشیب سے لو پڑتے تو وادی کے بالائی کنارے کس مشرقی حصہ پر پڑاؤ ہوتا جہاں ننگریوں اور ریت کا کشادہ ٹالا ہے

فعرس ثم حتى يصبح ليس عند المسجد الذي بحجارة

یہاں آپ ﷺ رات کو صبح تک آرام فرماتے تھے اس وقت آپ ﷺ اس مسجد کے قریب نہیں ہوتے تھے جو پتھروں کی ہے

ولاعلى الاكمة التي عليها المسجد كان ثم خليج يصلي عبدالله عنده

آپ ﷺ اس ٹیلے پر بھی نہیں ہوتے تھے جس پر مسجد بنی ہوئی ہے وہاں ایک گہری وادی تھی عبداللہؓ وہیں نماز پڑھتے تھے

فِي بَطْنِهِ كُنْتُ كُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى لِدَعْوَاهُ السَّلْبُ بِلَطْحَاءَ حَتَّى فَلَظَنَ ذَلِكَ لِمَكَانٍ الَّذِي كُنَّ عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى فِيهِ

اس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اور رسول اللہ ﷺ یہیں نماز پڑھتے کنگریوں اور ریت کے کشادہ نالہ کی طرف سے سیلاب نے آکر اس جگہ کے آثار و نشانات کو مٹا دیا جہاں عبد اللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے

وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَلَّتْهُ أَنْ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى حَيْثُ الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ الَّذِي دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِشَرْفِ الرُّوحَاءِ

اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی جہاں اب شرفِ روحاء والی مسجد کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے

وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُعْلِمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس جگہ کی نشان دہی فرماتے تھے جہاں حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی

يَقُولُ ثُمَّ عَنْ يَمِينِكَ حِينَ تَقُومُ فِي الْمَسْجِدِ تَصَلِّي

کہتے تھے کہ یہاں تمہاری داہنی طرف جب تم مسجد میں (قبلہ رو ہو کر) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو

وَذَلِكَ الْمَسْجِدَ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ الْيَمْنِيِّ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ

جب تم مکہ جاؤ (مدینہ سے) تو یہ چھوٹی مسجد راستے کے داہنی جانب پڑتی ہے

بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ زَمِيَّةٌ بِحَجْرٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ

اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان پتھر کے پھینکنے کی مسافت یا اس کے قریب

وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرُّوحَاءِ

اور حضرت ابن عمرؓ کا یہ نماز پڑھتے تھے جو مقامِ روحاء کے آخر میں ہے

وَذَلِكَ الْعِرْقُ أَنْتَهَى طَرَفَهُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ دُونَ الْمَسْجِدِ

اور اس عرق (الظہیہ) کا کنارہ اس راستے پر جا کر ختم ہو جاتا ہے جو مسجد سے قریب ہے

الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ وَقَدْ ابْتَنَى ثُمَّ مَسْجِدَ

مسجد اور روحاء کے آخری موڑ پر مکہ جاتے ہوئے اب یہاں ایک مسجد کی تعمیر ہو گئی ہے

فلم یکن عبداللہ ابنُ عمرٌ یصلی فی ذلک المسجد کان یترکہ عن یسارہ وورآءہ

عبداللہ بن عمر اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف مقابل میں چھوڑ دیتے تھے اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے

ویصلی امامہ الی العرق نفسہ وکان عبداللہ یرُوخ من الروحاء فلا یصلی الظہر

اور آگے بڑھ کر خاص وادی عرق الظہیر میں نماز پڑھتے تھے عبداللہ بن عمر رحاء سے چلتے تو ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے

حتی یأتی ذلک المكان فیصلی فیہ الظہر واذا اقبل من مکة فان مرَّ به قبل الصبح بساعة

جب تک اس مقام پر پہنچ جائیں جب یہاں آجاتے پھر ظہر پڑھتے اور اگر مکہ کی طرف آگے ہوتے صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے

او من اخر السحر عرس حتی یصلی بہا الصبح

یا سحر کے آخر میں وہاں سے گزرتے تو صبح کی نماز تک وہیں آرام کرتے اور فجر کی نماز پڑھتے

وان عبداللہ حدّثہ ان النبی ﷺ کان ینزل تحت سرحۃ ضخمۃ

اور عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ راستے کے کافی طرف مقابل میں ایک موٹے درخت کے نیچے سوج اور زمہلاق میں قیام فرماتے تھے

دون الرویثۃ عن یمین الطریق ووجاہ الطریق فی مکان بطح سهل

جو قریب روئیثہ کے قریب (پہلے) تھا راستہ کی دائیں جانب اور راستہ کے سامنے نرم نشیبی جگہ میں

حتی تُفضی من اکمۃ دُوبن برید الرویثۃ بمیلین وقد انکسر اعلاھا فانثنی فی جوفھا

پھر آپ ﷺ اس ٹیلہ سے جو روئیثہ کے راستے تھوڑا سا قریب میل کے ہے چلتے تھے اس کو پورا کا حصہ ٹوٹ کر درمیان میں مڑ گیا ہے

وهی قائمۃ علی ساق وفی ساقھا کُتبت کثیرۃ وان عبداللہ بن عمر حدّثہ

درخت کا تائب بھی کھڑا ہے اور اس درخت کے ارد گرد ریت کے ٹودے بکثرت پھیلے ہوئے ہیں اور عبداللہ بن عمر نے بیان کیا

ان النبی ﷺ صلی فی طرف تلعة من وراء العرج وانت ذاہب الی ہضبة عند ذلک المسجد

کہ نبی کریم ﷺ نے قریب عرج کے قریب اس نالے کے کنارے نماز پڑھی جب تو ہضبہ پہاڑ کی طرف جانے والا ہو پہاڑ کی طرف اس مسجد کے پاس

قبران او ثلثۃ علی القبور رضم من حجارة عن یمین الطریق عند سلّمات الطریق بین اولئک السّلمات

ہیائیں قبریں ہیں ان قبروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں راستے کی بائیں جانب لیکر کھدوتوں کے پاس ان کے درمیان میں دو کھدو پڑھی

کان عبد اللہ یروح من العرج بعد ان تمیل الشمس بالهجرة فیصلی الظهر فی ذلک المسجد

عبد اللہ بن عمرؓ قریہ عرج سے سورج ڈھلنے کے بعد چلتے اور ظہر اسی مسجد میں آ کر پڑھتے تھے

وان عبد اللہ بن عمرؓ حدثہ ان رسول اللہ ﷺ نزل عند سرحات عن یسار الطریق فی مسیل دون ہرشی

اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے راستے کے بائیں طرف ان موٹے درختوں کے پاس قیام کیا جو ہرشی پہاڑ کے قریب نشیب میں ہیں

ذلک المسیل لاصق بکراع ہرشی بینہ وبين الطریق قریب من غلوة

یہ ڈھلوان جگہ ہرشی پہاڑ کے ایک کنارے سے ملتی ہوئی ہے یہاں سے عام راستہ تک پہنچنے کے لئے تقریباً تیر پھینکنے کا فاصلہ پڑتا ہے

وکان عبد اللہ ابن عمرؓ یصلی الی سرحۃ ہی اقرب السرحات الی الطریق وہی اطولہن

عبد اللہ بن عمرؓ ان موٹے درخت کے پاس نماز پڑھتے تھے جو ان تمام درختوں میں راستے سے سب سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لمبا درخت بھی یہی ہے

وان عبد اللہ بن عمرؓ حدثہ ان النبی ﷺ کان ینزل فی المسیل الذی فی ادنیٰ مر الظہر ان

اور عبد اللہ بن عمرؓ نے تابع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس نشیبی جگہ میں اترتے تھے جو ادنیٰ مر الظہر ان کے قریب ہے

قبل المدینۃ حین تہبط من الصفرات تنزل فی بطن

مدینہ کے مقابل جب کہ مقام صفرات سے اتر جائے نبی کریم ﷺ اس ڈھلوان کے بالکل نشیب میں قیام کرتے تھے

ذلک المسیل عن یسار الطریق وات ذہب الی مکة لیس بین منزل رسول اللہ ﷺ وبين الطریق الأرمیۃ بحجر

یہ راستے کے بائیں جانب پڑتا ہے جب کوئی شخص مکہ جا رہا ہو راستے اور رسول اللہ ﷺ کی منزل کے درمیان صرف ایک پتھر پھینکنے کی مقدار ہے

وان عبد اللہ بن عمرؓ حدثہ ان النبی ﷺ کان ینزل بذی طوی و بیث

اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ذی طوی میں قیام فرماتے تھے رات یہیں گزارتے تھے

حتى یصبح یصلی الصبح حین یَقْدُمُ مَكَّةَ ومصلی رسول اللہ ﷺ ذلك علی اکمة غلیظة  
 اور صبح ہوتی تو نماز فجر یہیں پڑھتے مکہ جاتے ہوئے یہاں نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی  
 لیس فی المسجد الذی بُنی ثَمَّه ولكن اسفل من ذلك علی اکمة غلیظة  
 اس مسجد میں نہیں جو اب بنی ہوئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑا ٹیلہ تھا  
 وان عبد اللہ بن عمر حدثہ ان النبی ﷺ استقبل فُرُصَتَی الجبل الذی بینہ وبين الجبل الطویل  
 اور عبد اللہ بن عمر نے حضرت تابع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی ان دو گھاٹیوں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل دراز کے درمیان  
 نحو الکعبۃ فجعل المسجد الذی بنی ثَمَّ یسار المسجد بطرف الاکمة  
 کعبہ کی سمت میں ہیں آپ اس مسجد کو جو اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے تھے ٹیلے کے کنارے  
 ومصلی النبی ﷺ اسفل منه علی الاکمة السوداء  
 اور نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی  
 تَدْعُ من الاکمة عشرة اَنْزِعْ او نحوھا ثم تصلی مستقبل الفُرُصَتَینِ من الجبل الذی بینک وبين الکعبۃ  
 ٹیلے سے تقریباً اس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے

(انظر ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۷۹۹، ۱۷۶۷، ۱۷۶۹)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہیں اور اس حدیث میں دو بحثیں ہیں۔  
 البحت الاول : ..... جب آپ ﷺ نے سفر فرمایا اور نمازیں ادا فرمائیں اس وقت تو مسجد میں نہیں تھیں البتہ  
 بعد میں مسجد میں بن گئیں تھیں اور جب امام بخاریؒ ذکر فرما رہے ہیں اس وقت کچھ بن گئی تھیں کچھ نہیں اس لئے جو بن  
 گئی تھیں ان کو مساجد سے تعبیر فرمایا اور باقیوں کو مواضع سے تعبیر فرمایا اس طویل حدیث میں جن مقامات میں نبی ﷺ  
 کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے ان میں سے اکثر کے آثار و نشانات اب مٹ چکے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ  
 اب ان میں صرف ذی الحلیفہ اور روعاء کی مساجد جن کی اسی اطراف کے لوگ تعین کر سکتے ہیں باقی رہ گئی ہیں۔ اس

کے علاوہ باقی اس حدیث میں جن نمازوں کا ذکر ہے وہ دوران سفر ادا کی گئیں اور یہ سفر سات دن تک جاری رہا۔

**البحث الثاني:** ..... مکہ اور مدینہ کا درمیانی سفر سات دن تک جاری رہا اور آپ ﷺ نے پچیس (۳۵) نمازیں راستے میں پڑھی ہوگی لیکن راویان حدیث نے اکثر کا ذکر نہیں فرمایا ہے اس وقت اس کا کس کو خیال تھا کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے بعد میں جتنا کچھ معلوم ہو اس کو بتلادیا تو وہ سات مقامات یہ ہیں۔

(۱) ذی الحلیفہ (۲) شرف الروحاء (یہ مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل دور ہے) (۳) عرق (۴) رویشہ (۵) ہرشی (۶) مر الظهران (۷) ذی طوی۔

امام بخاری نے مدینہ کے ان مقامات کو ذکر نہیں فرمایا جن میں حضور ﷺ نے نمازیں پڑھیں اس کو وفاء الوفاء کے مصنف نے ضبط فرمایا ہے اور کتاب المراسیل میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ آٹھ مساجد کا ذکر ہے اور آٹھ مساجد کے نام بھی لکھے ہیں اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت بلال کی اذان سب کو کافی ہوتی تھی اور ان آٹھ مساجد کے نام یہ ہیں۔

- (۱) مسجد عمرو بن عوف (مسجد قبا) (۲) مسجد زریق (جہاں سے دوڑ لگی)  
 (۳) مسجد بنی سلمہ (جہاں بعض روایتوں کے مطابق آپ ﷺ نماز پڑھا ہے تھے کہ تحویل قبلہ کا حکم آیا)  
 (۴) مسجد غفار (۵) مسجد اسلم (۶) مسجد رباح بن عبد الاشهل  
 (۷) مسجد بنی عبید (۸) مسجد بنی ساعدہ!

**ذی الحلیفہ:** ..... مدینہ منورہ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

**هبط من بطن واد:** ..... اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں نزول فرماتے تھے بلکہ نیچے اترتے کے معنی چلتے ہوئے۔  
**خلیج:** ..... خاء کے فتح اور لام کے کسرہ کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے بڑی نہر اور بعض اوقات چھوٹی نہر کو بھی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع خلجان آتی ہے خلیج اس حصے کو بھی کہتے ہیں جہاں سے وادی کا آغاز خلیج کا معنی گہری وادی بھی ہے۔  
**کشب:** ..... بضم الکاف وضم الشاء امثلثہ یہ کثیب کی جمع ہے اس کا معنی ہے ریت کا ٹیلا۔

**فدحافیه السیل بالبطحاء:** ..... پس رونے اس میں کنکریاں لاکر ڈال دیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب رو چلتی

ہے تو کوڑا کرکٹ اور ریت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے دوسری جگہ سے تیسری جگہ  
 بطحہ: ..... کا معنی تراب لین معا جرتہ لسیول۔ اور اس کی جمع بطحاوات آتی ہے اور بطحا کا معنی کنکر یلی زمین بھی آتا ہے۔  
 حتی دفن ذلک المكان الذی کان عبداللہ یصلی فیہ: ..... کنکریوں اور ریت کے  
 کشادہ نالہ کی طرف سے سیلاب نے آ کر اس جگہ کے آثار و نشانات کو مٹا دیا جہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز ادا  
 فرمایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اتباع سنت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، لیکن دوسری طرف حضرت عمرؓ کا طرز  
 عمل ہے کہ انہوں نے اپنے سفر میں دیکھا کہ لوگ ایک خاص جگہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے  
 کی کوشش کر رہے تھے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی تھی اس پر آپؐ  
 نے فرمایا کہ اگر کسی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پڑھ لیں ورنہ آگے چلیں کیونکہ اہل کتاب اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ انہوں  
 نے انبیاء کے آثار کو تلاش کر کے ان پر عبادت گا ہیں بنائیں۔ حضرت عمرؓ کا روکنا تو اس لئے تھا کہ انہیں یہ خوف تھا کہ  
 کہیں لوگ ان مقامات پر نماز پڑھنا واجب نہ سمجھ بیٹھیں حضرت ابن عمرؓ جیسے افراد سے اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں  
 ہو سکتا تھا اسی طرح بیعت رضوان جس درخت کے نیچے ہوئی تھی لوگوں نے برکت کے لئے درخت کے نیچے نماز  
 پڑھنا شروع کر دی تو فرمایا کہ اب درخت کی عبادت ہوگی اور یہ کہہ کر کٹوا دیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ جب حجر اسود  
 کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو اولاً فرمایا انی اعلم انک حجر لاتضر ولا تنفع لولا انی رأیت  
 رسول اللہ ﷺ قبلک ما قبلتک ثم قبل ۲

بشرف الروحاء: ..... یہ ایک بڑی بستی کا نام ہے۔ مدینہ سے دودن کی مسافت پر ایک بڑی بستی ہے، اس  
 کے درمیان اور مدینہ کے درمیان چھتیس (۳۶) میل کا فاصلہ ہے ۳

العرق: ..... بکسر العین وسکون الرءاء وبالقاف۔ معنی ہے چھوٹی سی پہاڑی۔ وقال الخلیل العرق  
 الجبل الدقیق من الرمل المستطیل مع الارض۔

دوین: ..... یہ دون کا مصغر ہے اور دون فوق کی نفیض ہے اور بولا جاتا ہے ہودون ذاک ای قریب منه۔

وانت ذاهب الی ہضبه : ..... ہضبه اس پہاڑی کو کہتے ہیں جو اونچی نہ ہو۔

رضم من حجارة : ..... چھوٹے چھوٹے سفید پتھروں کو رضم کہتے ہیں۔ رضم کی جمع رضم اور رضام آتی ہے۔

عند سلمات الطريق : ..... راستے کی کیکروں کے پاس۔

ہرشی : ..... ایک جگہ کا نام ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ تہامہ کے شہروں میں ایک پہاڑ ہے۔

سرحۃ : ..... بہت بڑا کیکر کا درخت۔ برید الروثیۃ : ..... رومیہ میں ڈاکخانہ۔

بکراع ہرشی : ..... ہرشی (جبل من بلاد تہامہ) کا کنارہ۔ بطن : ..... پست زمین۔

شقیق : ..... کنارہ۔ منصرف : ..... موڑ۔ کُثْبٌ : ..... ریت کے ٹیلے۔ کثیب کی جمع ہے۔

صفرواوت : ..... صفراء کی جمع ہے بمعنی وادی۔ ذی طوی : ..... مکہ سے ڈھائی تین میل کے

فاصلے پر جگہ کا نام ہے۔ عوج : ..... چوٹی منزل کا نام ہے۔

(۳۳۱)

### ﴿باب سترة الامام سترة من خلفه﴾

امام کا ستروہ مقتدیوں کا ستروہ ہے

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ چونکہ امام اور مقتدی کی نماز ایک

ہوتی ہے اس لئے امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہوگا۔ مولانا خیر محمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام مالک کا رد مقصود ہے کیونکہ امام مالک فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی کا سترہ الگ الگ ہونا چاہئے۔ مقتدیوں کے لئے سترہ امام کا سترہ نہیں ہوگا بلکہ خود امام مقتدیوں کے لئے سترہ ہوگا تو امام مالک کی تردید کے لئے حدیث نقل فرمائی۔

سوال :..... روایت الباب سے تو سترہ ہی ثابت نہیں، تو سترۃ الامام سترۃ من خلفہ کیسے ثابت ہوگا؟ کیونکہ روایت میں تو یصلی بالناس الی غیر جدار ہے۔ امام بھٹی نے اس حدیث پر باب قائم فرمایا ہے من صلی بغیر سترۃ!

جواب :..... یہ لفظ غیر صفتی ہے سترہ کی نفی نہیں ہے بلکہ جدار کے سترہ ہونے کی نفی ہے۔

سوال :..... امام کا سترہ تو حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن من خلفہ کے لئے ہونا ثابت نہیں؟

جواب (۱) :..... کوئی بات کثیر الوقوع ہو اور نقل کرنے والا کوئی نہ ہو تو نفی کے لئے دلیل بن جاتی ہے اور سترہ من خلفہ کا کہیں علیحدہ ذکر نہیں۔ جب من خلفہ کے لئے الگ سترہ ثابت نہ ہو تو امام کے سترہ کو من خلفہ کا سترہ قرار دے دیا گیا۔

جواب (۲) :..... روایت الباب حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ فررت بین بدی بعض القف میں آپ ﷺ کے سامنے بعض صف سے گزرا تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے کے سترہ کو نمازیوں کا سترہ قرار دیا گیا تھا تب ہی تو ابن عباس نمازیوں کے آگے سے گزر گئے۔

(۳۶۷) حدثنا عبد الله بن يوسف قال نامالك عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة

هم سے عبد الله بن يوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے ابن شهاب کے واسطے سے بیان کیا کہ وہ عبيد الله بن عبد الله بن عتبة سے

ان عبد الله بن عباس انه قال اقبلت راكبا على حمار اتان وانا يومئذ قد ناهزت الاحتلام

کہ حضرت عبد الله بن عباس نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اس زمانہ میں میں قریب البلوغ تھا

ورسول الله ﷺ یصلی بالناس بمنی الی غیر جدار

رسول اللہ ﷺ منی میں دیوار کے سوا کسی اور چیز کا سترہ کر کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے

فمورت بين يدى بعض الصف فنزلت وارسلت الاتان تر تع

صف کے بعض حصے سے گزر کر میں سواری سے اترا گدھی کو میں نے چرنے کے لئے چھوڑ دیا

ودخلت فى الصف فلم ينكر ذلك على احد (راجع ص ۷۶)

اور صف میں آ کر شریک (نماز) ہو گیا کسی نے اس کی وجہ سے مجھ پر اعتراض نہیں کیا

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة تسببط من قوله الى غير جدار لان هذا اللفظ مشعر بان  
ثمه سترة لان لفظ غير يقع دائما صفة الخا

(۴۶۸) حدثنا اسحق قال نا عبدالله بن نمير قال نا عبيدالله بن عمر عن نافع

ہم سے اسحق نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا

عن ابن عمر ان رسول الله كان اذا خرج يوم العيد امر بالحربة

وہ حضرت ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزہ (حرب) کو گانے کا حکم فرماتے

فوضع بين يديه فيصلى اليها والناس وراءه وكان يفعل ذلك فى السفر فمن ثم اتخذها الامراء

جب وہ گاڑ دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کی طرف رخ انور فرما کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے

یہی آپ ﷺ سفر میں بھی کیا کرتے تھے (مسلمانوں کے) خلفاء نے بھی اسی طرز عمل کو اختیار فرمایا

مطابقته للترجمة ظاهرة . (انظر ۴۹۷، ۹۷۲، ۹۷۳)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلم نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال: ..... ترجمہ میں ہے سترة الامام سترة من خلفه ہے امام کا سترة تو حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن

من خلفه کا ذکر نہیں۔ لہذا مطابقت ظاہر نہ ہوئی؟

علامہ بدرالدین عینیؒ نے اس کے تین جواب دے ہیں۔

جواب (۱): ..... ابھی اوپر گزرا ہے۔

جواب (۲): ..... اسی حدیث پاک میں ہے فیصلی الیہا والناس ورائہ یہ عبارت اس بات پر دال ہے کہ مقتدی امام کے سترہ کے تحت داخل ہیں اس لئے کہ وہ تمام افعال میں امام کے تابع ہوتے ہیں اس میں بھی تابع ہوں گے۔

جواب (۳): ..... وراءہ کا جملہ بھی اس بات پر دال ہے کہ سترہ کے پیچھے تھے اگر ان کا الگ سترہ ہوتا تو وراءہ آتا۔ ان تینوں جوابات سے معلوم ہوا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے سترہ ہوگا۔

سوال: ..... سترہ کی مقدار کیا ہونی چاہئے؟

جواب: ..... ایک ہاتھ یا اس سے بڑا ہو۔ حدیث پاک میں ہے طلحہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا اذا جعلت بین یدیک مثل مؤخرۃ الرجل فلا یضرک من یمربین یدیک رواہ مسلم اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہئے۔

۴۶۹) حدثنا ابو الولید قال نا شعبة عن عون بن ابی جحيفة قال سمعت ابی يقول ان النبی ﷺ			
ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا عون بن ابی جحیفہ سے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ نبی کریم ﷺ			
صلی بہم بالبطحاء و بین یدیہ عنزة الظهر رکعتین والعصر رکعتین			
نے ان لوگوں کو بطحاء میں نماز پڑھائی آپ ﷺ کے سامنے عنزة گاڑ دیا گیا تھا ظہر کی دو رکعت، عصر کی دو رکعت۔			
تمر	بین	یدیہ	المرأة والحمار
(راجع ۱۸۷)			
آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے اس وقت گزر رہے تھے			

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں، چوتھے راوی حضرت ابو حنیفہؒ ہیں، اور ان کا نام وہب بن عبد اللہ

السوائی ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوة میں اور باب استعمال وضوء الناس اور سترة العورة

اور اذان اور کتاب صفة النبی ﷺ اور کتاب اللباس وغیرہم میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب

للصلوة میں اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے!

(۳۳۲)

## ﴿باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترة﴾

مصلی اور سترة میں کتنا فاصلہ ہونا چاہئے

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ مُصلیٰ اور سترة کے درمیان ذراع

ڈیڑھ ذراع کا فاصلہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ نمازی کی حفاظت کے لئے ہے اگر اس کو دور رکھ دیا فائدہ کیا ہوا۔

کم: ..... خبر یہ ہو یا استفہامیہ، صدر کلام کا تقاضا کرتا ہے۔

سوال: ..... کم کو شروع میں لانا چاہئے تھا جب کہ یہاں قدر پہلے ہے؟

جواب: ..... لفظ قدر کو کم پر اس لئے مقدم کیا کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ کلمہ واحدہ کے حکم میں ہوا کرتے

ہیں۔ اور کم کا تیز محذوف ہے اس لئے کہ فعل تیز نہیں ہوا کرتا اور تقدیری عبارت اس طرح ہے کم ذراعاً

مصلی: ..... کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

(۱): ..... باب تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہو۔

(۲): ..... اسم ظرف ہو۔

روایت الباب کے قرینہ سے اسم ظرف کا صیغہ ہونا راجح معلوم ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ مُصلیٰ (نماز پڑھنے کی جگہ) کی ابتداء مراد ہے یا انتہا۔ اگر ابتداء مراد ہو تو کوئی بحث نہیں ہے۔ مگر راجح یہ ہے کہ انتہاء مراد ہے کہ موضع سجدہ اور سترہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔ امام مالک فرماتے ہیں مُصلیٰ (موضع صلوة) اور سترہ کے درمیان ممر الشاة (ایک بکری کے گزرے) کا فاصلہ ہونا چاہئے اور جب سجدے میں جائے تو سجدے کے وقت پیچھے ہٹ جائے۔

لفظ مُصلیٰ میں مالکیہ اور جمہور کے درمیان اختلاف: .....

مالکیہ: ..... مُصلیٰ کو اسم فاعل کے وزن پر پڑھتے ہیں۔

جمہور: ..... مُصلیٰ اسم ظرف پڑھتے ہیں جمہور کے نزدیک چونکہ یہ اسم ظرف ہے اس لئے روایت الباب سے معلوم ہوا کہ جتنی دور کے اندر مُصلیٰ سجدہ کرتا ہے اس کو چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک ممر الشاة کا فاصلہ ہونا چاہئے اور مالکیہ کے نزدیک نمازی اور سترہ کے درمیان ممر الشاة کا فاصلہ ہونا چاہئے اب سجدہ کیسے کرے تو مالکیہ فرماتے ہیں کہ سجدے کے وقت پیچھے ہٹ جائے جیسے آپ ﷺ منبر سے نیچے اترتے تھے، سجدہ کرنے کے لئے۔

(۴۷۰) حدثنا عمرو بن زرارہ قال نا عبد العزيز بن ابی حازم عن ابیہ عن سهل بن سعد

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزيز بن ابی حازم نے اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت سهل بن سعد سے

قال كان بين مُصلی رسول الله ﷺ وبين الجدار ممر الشاة (انظر ۷۳۳)

انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ تھا۔

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج

فرمائی ہے۔

(۴۷۱) حدثنا المكي بن ابراهيم قال نا يزيد بن ابى عبيد عن سلمة
هم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے حضرت سلمہؓ کے واسطے سے بیان کیا
قال كان جدار المسجد عند المنبر ما كادت الشاة تجوزها
انہوں نے فرمایا کہ مسجد والی دیوار اور منبر کے درمیان بکری گزر سکنے کا فاصلہ تھا

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔ امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ ثلاثیات بخاری میں سے دوسری

حدیث ہے

جدار المسجد : ..... مسجد سے مراد مسجد نبوی ﷺ ہے۔

(۳۳۳)

### ﴿باب الصلوة الى الحربة﴾

چھوٹے نیزہ (حربہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ نے دو باب باندھے ہیں ایک ”صلوة الى الحربة“

اور دوسرا ”صلوة الى العنزة“ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی رائے یہ

ہے کہ بعض اقوام ہتھیاروں کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس سے شبہ ہوتا تھا کہ ہتھیاروں کا ستروہ بنانا اور ان کی طرف

منہ کر کے نماز پڑھنا شاید جائز نہ ہو۔ جیسا کہ احناف کے نزدیک آگ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممنوع ہے تو امام

بخاری نے یہ باب باندھ کر اس کا جواز ثابت فرمادیا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ ہتھیار سترہ بن سکتے ہیں۔

حَرْبَةٌ : ..... چھوٹا نیزہ جس کے آگے پھل لگا ہوتا ہے اس کو برچھی بھی کہتے ہیں۔

(۴۷۲) حدثنا مسدد قال نا يحيى عن عبيد الله قال اخبرني نافع عن عبد الله بن عمر

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے عبد اللہ کے واسطے سے بیان کیا کہا مجھے نافع نے عبد اللہ بن عمر کے واسطے سے خبر دی

ان النبي ﷺ كان يُرْكزُ له الحربة فيصلي اليها (راجع ۴۹۳)

کہ نبی کریم ﷺ کے لئے حربہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کی طرف رخ انور کر کے نماز ادا فرماتے تھے

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے حربہ یعنی چھوٹا نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کی

طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔

(۱) عکارہ (۲) عصا (۳) عنزہ (۴) حربہ (۵) رُمح میں فرق : .....

عصا بمعنی لائھی جس کے آگے نوک نہ ہو اور پیچھے پھل نہ ہو۔ اگر چھوٹی لائھی ہو اور پیچھے پھل لگا ہو تو عنزہ۔ بڑی

لائھی ہو اور نیچے پھل ہو تو عکارہ۔ اور اگر چھوٹی لائھی ہو اور پر پھل لگا ہو تو حربہ اور اگر بڑی لائھی ہو اور اوپر پھل

لگا ہو تو رُمح کہلاتی ہے۔ جو پھل نیچے لگتا ہے اسے زج اور جو اوپر لگتا ہے اسے فصل کہتے ہیں۔

(۳۳۲)

## ﴿باب الصلوة الى العنزة﴾

عنزة (وہ لاشی جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ عنزة مرکوزہ کی طرف رخ کر کے نماز کے جوا زکو بیان فرما رہے ہیں۔

عنزة : ..... چھوٹی لاشی جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو۔

(۴۷۳) حدثنا ادم قال نا شعبة قال نا عون بن ابى جحيفة
ہم سے آدم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا
قال سمعت ابى قال خرج الينا النبی ﷺ بالهاجرة فأتى بوضوء
کہا کہ میں نے اپنے وطن سے سنا ہے کہ میں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے وقت باہر تشریف لائے آپ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا گیا
فتوضأ فصلى بنا الظهر والعصر
جس سے آپ ﷺ نے وضو کیا پھر ہمیں آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر کی بھی
وبين يديه عنزة والمرأة والحمار يمران من ورائها (راجع ۱۸۷)
آپ ﷺ کے سامنے عنزة گاڑ دیا گیا تھا اور عورتیں اور گدھے اس کے آگے سے گزر رہے تھے



(۴۷۴) حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع قال نا شاذان عن شعبة عن عطاء بن ابي ميمونة

ہم سے محمد بن حاتم بن بزيع نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شاذان نے شعبہ کے واسطے سے بیان کیا وہ عطاء بن ابی میمونہ سے

قال سمعت انس بن مالك قال كان النبي ﷺ اذا خرج لحاجته

کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں

تبعته انا و غلام و معنا عكازة او عصا او عنزة و معنا اداوة

اور ایک لڑکا آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ہمارے ساتھ عکازہ یا لاٹھی یا عنزہ ہوتا تھا اور ہمارے ساتھ ایک برتن بھی ہوتا تھا

فاذا فرغ من حاجته ناولناه الاداوة (راجع ۱۵۰)

جب آنحضرت ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو ہم آپ ﷺ کو وہ برتن دیتے تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال : ..... ومعنا عكازة او عصا او عنزة میں ”او“ تکیک کے لئے ہے اور جب شک ہو گیا تو پھر ترجمہ کیسے ثابت ہوا؟

جواب (۱) : ..... یہ ہے کہ ان اشیاء کی طرف رخ انور فرما کر کے نماز ادا فرماتے تھے جب ہی تو ان اشیاء کے درمیان شبہ ہوا، فثبت المطلوب .

جواب (۲) : ..... شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ”او“ تنویر کے لئے ہے کہ کبھی اس کی طرف، کبھی اس کی طرف، تو اب کوئی اشکال نہیں۔

عکازہ : ..... وہ ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو۔ عصا : ..... کا معنی ہے لاٹھی۔

عنزہ : ..... چھوٹی لاٹھی ہو اور پیچھے پھل لگا ہوا ہو۔ اداوة : ..... کا معنی ہے برتن۔

(۳۳۵)

## ﴿باب السترة بمكة وغيرها﴾

مکہ اور اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر سترہ

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاری فرماتے ہیں کہ سترہ سے مکة المکرمة بھی مستثنیٰ نہیں، مکة المکرمة میں بھی نمازی کے لئے سترہ کا ہونا مستحب ہے جیسے غیر کی کے لئے مستحب ہے۔

مکہ :..... ترجمۃ الباب میں اس مکہ سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو احتمال ہیں اگر تو مراد غیر بیت اللہ ہے تو پھر سترہ کے حق میں مکہ اور غیر مکہ برابر ہے اور اگر بیت اللہ مراد ہے تو پھر فرق ہے کہ طواف کرنے والوں کے لئے جائز ہے کہ نمازی کے آگے سے گزریں۔

سوال :..... مکة المکرمة میں نمازی کے لئے سترہ ہے یا نہیں؟

جواب :..... اس بارے میں اختلاف ہے اور تین مذاہب ہیں۔

مذہب (۱) :..... حنابلہ کے نزدیک مکہ میں بغیر سترہ کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں باب باندھا ہے۔

مذہب (۲) :..... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حدیث پاک کے مطابق بیت اللہ کا طواف بھی نماز ہے لہذا طائفین کی جماعت ایسی ہے جیسے نماز کی جماعت اس لئے بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھنے والوں کے آگے سے طواف کرنے

والوں کا گزرنا جائز ہے۔

مذہب (۳): ..... احناف کے نزدیک تفصیل ہے کہ وہ مسجد صغیر و کبیر کا فرق کرتے ہیں۔ مسجد کبیر میں سترہ کی ضرورت نہیں اور مسجد صغیر میں سترہ کی ضرورت ہے اور مسجد کبیر کی مثال میں یہ حضرات مسجد مکہ المکرمۃ، مسجد مدینہ المنورہ اور مسجد بیت المقدس پیش کرتے ہیں اور ہر وہ شخص جو مکان واسع (کھلی جگہ) میں نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ سترہ کے سامنے نماز پڑھے خواہ مکہ میں ہو یا غیر مکہ میں، ہاں اگر مسجد حرام (جو مسجد کبیر کا حکم رکھتی ہے) میں نماز پڑھ رہا ہو تو سترہ کی ضرورت نہیں لیکن مسجد حرام کا حکم اس سے منفرد ہے کہ مسجد حرام میں طائفین کے لئے مرور بین یدی المصلی جائز ہے۔

(۴۷۵) حدثنا سليمان بن حرب قال نا شعبة عن الحکم عن ابی جحيفة

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطے سے بیان کیا وہ ابو جحیفہ سے

قال خرج علينا رسول الله ﷺ بالهاجرة فصلی بالبطحاء الظهر والعصر ركعتين

انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے اور آپ ﷺ نے بطحاء میں ظہر اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں

وُنصِبَ بين يديه عنزة وتوضأ فجعل الناس يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ (راجع ۱۸۷)

آپ ﷺ کے سامنے عنزہ گاڑ دیا گیا تھا اور جب آپ ﷺ نے وضوء کیا تو لوگ آپ ﷺ کے وضوء کے پانی کو اپنے بدن پر لگانے لگے

مطابقہ للترجمة في قوله "فصلی بالبطحاء" لانها في مكة .

يتمسحون بوضوئه : ..... واؤ کے فتح کے ساتھ ہے لوگ آپ ﷺ کے وضوء کے پانی کو اپنے بدن پر لگانے لگے۔

(۳۳۶)

## ﴿باب الصلوٰۃ الی الأستوانة﴾

ستون کے سامنے نماز پڑھنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جیسے اور چیزوں کو سترہ بنایا جاسکتا ہے ایسے ہی ستون کو بھی سترہ بنایا جاسکتا ہے مسجد کے اندر ستون کو اس لئے سترہ بنانے کا حکم ہے تاکہ گزرنے والوں کو آسانی ہو۔

وقال عمر المصلون احق بالسواری من المتحدثین الیها ورأی ابن عمر رجلا
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں ابن عمرؓ نے
یصلی بین أستوانتین فادناه الی ساریة فقال صل الیها
ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا کہ اس کو سامنے کر کے نماز پڑھو

وقال عمر المصلون : ..... عمرؓ کے اثر کا مطلب یہ ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو ان پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔ اثر کی ترجمہ الباب سے مطابقت ظاہر ہے اس لئے کہ سواری سے مراد ستون ہیں اور سواری، ساریہ کی جمع ہے اور ساریہ کا معنی ہے ستون۔

بخاری کی اس تعلیق کو ابو بکر ابن بی شیبہؒ نے حمدان کے طریق سے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ نمازی اور باتیں کرنے والے دونوں کو ستون کی ضرورت ہے باتیں کرنے والے تو اس سے ٹیک لگانے کے محتاج ہیں اور نمازی اس کو

سترہ بنانے کے ضرورت مند ہیں نمازی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے زیادہ حقدار ہیں۔

رای عمور جلا: ..... اس کی بھی ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ فادناہ الی ساریۃ ترجمہ کے مطابق موافق ہے۔

بین اسطوانتین : ..... دو ستونوں کے درمیان مفرد کے لئے نماز جائز ہے اور امام کے لئے ناجائز ہے یہی حکم محراب اور دروازے کا ہے اور مقتدیوں کے لئے اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ انقطاع صفوف لازم آتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت صمام ابن تمام نے نقل کی ہے کہ اگر دو آدمی ہوں تو کراہت ہے اور اگر تین آدمی ہوں تو ہر ایک متصل صف ہوگی اور نیل الاوطار میں عن ابی حنیفہؒ یہی روایت علامہ شوکانیؒ نے نقل کی ہے!

(۴۷۶) حدثنا المکی بن ابراهیم قال نا یزید بن ابی عیینہ قال کنت اتی مع سلمة بن الاکوع

ہم سے مکی بن ابراهیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہا کہ میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ (مجنبی) حاضر ہوا کرتا تھا

فیصلی عند الاسطوانة التي عند المصحف فقلت یا ابا مسلم اراک

سلمہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے پاس تھا میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مسلم میں دیکھتا ہوں

تتحری الصلوٰۃ عند هذه الاسطوانة قال فانی رأیت النبی ﷺ يتحری الصلوٰۃ عندها

کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں انہوں نے اس پر فرمایا کہ میں نے

حضرت نبی کریم ﷺ کو خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے دیکھا تھا

مطابقہ للترجمة فی قوله فیصلی عند الاسطوانة وقوله يتحری الصلوٰۃ عندها . امام مسلمؒ

اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فیصلی عند الاسطوانة التي عند المصحف : ..... اسطوانہ مصحف یہ ایک اصطلاح ہے

، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں قرآن پاک کے چند نسخے لکھوائے اور مسجد

نبوی ﷺ کے ایک ستون کے پاس رکھوا دیئے تاکہ نماز پڑھنے والوں میں سے جس کا جی چاہے ان میں سے دیکھ کر

پڑھ لے تو اس ستون کو اسطوانۃ المصحف کہتے ہیں۔

(۴۷۷) حدثنا قبيصة قال حدثنا ناسفین عن عمرو بن عمرو عن انس بن مالک
ہم سے قبیسہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے عمرو بن عمرو کے واسطے سے بیان کیا وہ انس بن مالک سے
قال لقد ادرکت کبار اصحاب النبی ﷺ یتدرون السواری عند المغرب
انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے کبار صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کے سامنے جلدی سے پہنچ جاتے تھے
وزاد شعبة عن عمرو عن انس حتى ینخرج النبی ﷺ (انظر ۲۲۵)
شعبہ نے عمرو سے وہ انہوں نے انس سے یہ زیادتی بیان کی ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لاتے

مطابقة للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام نسائی نے بھی نسائی کے اندر اسی باب میں اس کی تخریج فرمائی

ہے یتدرون السواری عند المغرب، یعنی مغرب کی اذان کے وقت ستونوں کے سامنے جلدی سے پہنچ جاتے

تھے مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان ہلکی مختصر دو رکعتیں ابتدائے اسلام میں پڑھ لی جاتی تھیں لیکن پھر اسپر عمل کو

ترک کر دیا گیا کیونکہ شریعت کو مغرب کی اذان اور نماز میں زیادہ سے زیادہ اتصال مطلوب ہے۔

اختلاف :.....

شوافع:..... کے نزدیک اب بھی یہ دو رکعتیں مستحب ہیں۔

مالکیہ:..... کے نزدیک مباح ہیں جب کہ عند الاحناف:..... مکروہ ہیں لیکن نفس جواز ہے۔

(۳۳۷)

## ﴿باب الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ﴾

دوستونوں کے درمیان نماز ادا کرنا جب کہ تنہا پڑھ رہا ہو

ترجمۃ الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ دوستونوں کے درمیان تنہا بدون الجماعۃ نماز پڑھنے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں۔ غیر جماعۃ کی قید لگا کر امام بخاریؒ نے یہ بتلادیا کہ تنہا بدون الجماعۃ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ دوستونوں کے درمیان نماز نہیں پڑھ سکتے۔

اختلاف :..... صلوٰۃ بین السواری کے بارے میں حضرات ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب مالکیہ :..... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مطلقاً مکروہ ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بھی مکروہ کہتے ہیں! مذہب حنابلہ :..... امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ بین السواری امام کے لئے جائز ہے اور مقتدیوں کے لئے مکروہ ہے، ہاں اگر صف کے اندر کھڑے ہونے میں تنگی ہو تو جائز ہے۔

مذہب شافعیہ :..... امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

مذہب حنفیہ :..... احناف کے نزدیک امام کے لئے تو مکروہ ہے اور منفرد اور جماعت (تین آدمی امام کے پیچھے سواری کے درمیان ایک صف میں ہوں) کے لئے جائز ہے۔

مذہبِ امام بخاری: ..... امام بخاری نے غیر جماعۃ کی قید لگائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی منفرد نماز پڑھے تو جائز ہے اور جماعت کی صورت میں دوستوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۳۷۸) حدثنا موسى بن اسمعيل قال نا جویریة عن نافع عن ابن عمر
ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جویریہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن عمر سے
قال دخل النبی ﷺ البیت واسامة بن زید و عثمان بن طلحة و بلال
کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ اور بلال بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے
فاطال ثم خرج و كنت اول الناس دخل علی اثره فسالت بلالا
آپ ﷺ دیر تک اندر رہے پھر باہر تشریف لائے اور میں وہ پہلا شخص تھا جو آپ ﷺ کے بعد داخل ہوا میں نے بلال سے پوچھا
این صلی فقال بین العمودین المقدمین (راجع ۳۹۷)
کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کہاں نماز ادا فرمائی تھی انہوں نے بتایا کہ پہلے دوستوں کے درمیان

مطابقتہ للترجمة فی قوله فسالت بلالا الخ .

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاری اس حدیث کو باب الابواب والغلق للكعبة

والمساجد میں بھی لائے ہیں جو گزر چکی ہیں۔

(۳۷۹) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ان مالک بن انس عن نافع عن عبد الله بن عمر
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک بن انس نے خبر دی نافع کے واسطے سے وہ عبد اللہ بن عمر سے
ان رسول اللہ ﷺ دخل الكعبة واسامة بن زید و بلال و عثمان بن طلحة الحجی فاغلقها علیہ
کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ حجی بھی پھر دروازہ بند کر دیا
ومكث فیها فسالت بلالا حين خرج ما صنع النبی ﷺ قال
اور اس میں ٹھہرے رہے جب بلال باہر تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے اندر کیا تھا انہوں نے کہا

جعل عمودا عن يساره وعمودا عن يمينه وثلاثة اعمدة وراءه وكان البيت يومئذ على ستة اعمدة

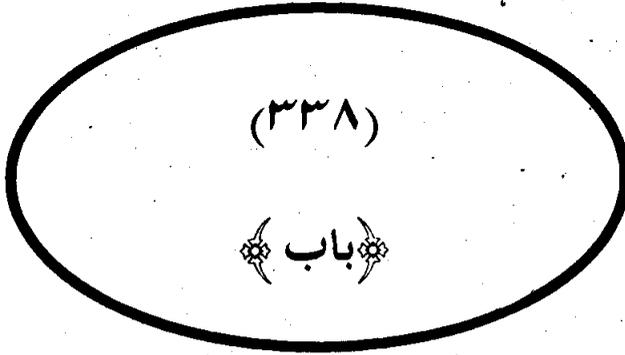
کتاب ﷺ نے ایک ستون کو توبائیں طرف چھوڑا اور ایک کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے اور اس زمانہ میں بیت اللہ کے چھ ستون تھے

ثم صلّى وقال لنا اسمعيل حدثني مالك فقال عمودين عن يمينه (راجع ۳۹۷)

پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی، ہم سماعیل نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا ہے کہ کہا کہ دائیں طرف آپ ﷺ نے دو ستون چھوڑے تھے

مطابقته للترجمة في قوله فجعل عمودا الخ.

ستة اعمدة: ..... بيت الله كے ستونوں کی تعداد: ..... آپ ﷺ کے زمانہ میں چھ تھی جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔



یہ باب پہلے باب کے لئے بمنزل فصل کے ہے، اور پہلے باب کا تمہ ہے۔ پہلے باب میں جیسے صلوٰۃ بین العمودین ثابت فرمایا اس باب سے صلوٰۃ بین السواری کا اثبات بطریق التزام کے فرمایا ہے یہ علامہ عینی کی رائے تھی۔ حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ پہلے باب میں حضور ﷺ کے قیام فی الکعبہ کو باعتبار عمود کے بتلایا تھا اور اس باب میں قیام باعتبار مسافت کو بیان فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا کعبہ کی دیوار سے کتنا بعد تھا یعنی آپ ﷺ نے دیوار کعبہ سے کتنی دور کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی تھی۔

(۳۸۰) حدثنا ابراهيم بن المنذر قال نا ابو ضمرة قال نا موسى بن عقبه عن نافع

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو ضمیرہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا نافع کے واسطے سے

ان عبد اللہ کان اذا دخل الکعبة مشى قبل وجهه حين يدخل وجعل الباب قبل ظهره  
کہ عبد اللہ بن عمر جب بیت اللہ میں داخل ہوتے تو چند قدم آگے کی طرف بڑھتے اور دروازہ پشت کی طرف ہوتا  
فمشى حتى يكون بينه وبين الجدار الذى قبل وجهه قريبا من ثلاثة أذرع صلی  
اور آپ آگے بڑھتے جب ان کے اور ان کے سامنے کی دیوار کا فاصلہ تقریباً تین ہاتھ رہ جاتا تو نماز ادا فرماتے  
یتوخی المكان الذى اخبره به بلال ان النبى ﷺ صلی فیہ  
اس طرح آپ اس جگہ نماز پڑھنا چاہتے تھے جس کے متعلق حضرت بلال نے آپ کو بتایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے یہیں نماز پڑھی تھی  
قال وليس على احدنا بأس ان صلى فى اى نواحي البيت شاء (راجع ۳۹۷)  
آپ فرماتے تھے کہ بیت اللہ میں جس جگہ بھی ہم چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے

مطابقة هذا الحديث للترجمة بطريق الاستلزام وهو ان الموضوع المذكور من كونه مقابلا للباب  
قريبا من الجدار يستلزم كون صلاته بين الساريتين!

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

قربا من ثلاثة أذرع : ..... ان کے اور ان کے سامنے کی دیوار کا فاصلہ تقریباً تین ہاتھ رہ جاتا۔  
سوال : ..... ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مصلے اور دیوار کے درمیان ممر الشاة  
(بکری کے گزرنے جتنا راستہ) کا فاصلہ تھا، تو بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے!  
جواب (۱) : ..... ثلثة اذرع (تین ہاتھ) کا فاصلہ داخل کعبہ کا واقعہ ہے اور ممر الشاة والا واقعہ خارج کعبہ  
کا ہے لہذا کوئی تعارض نہیں اگر خارج کعبہ کے بارے میں بھی کوئی ثلثة اذرع کے فاصلہ کی روایت ہو تو تطبیق یہ ہے کہ  
ثلثة اذرع حالت انفرادی پر محمول ہوگی اور ممر الشاة والی روایت حالت جماعت پر محمول ہوگی۔  
جواب (۲) : ..... حالت افراد اور حالت جماعت کے اعتبار سے فرق ہے آنحضرت ﷺ جب منفرد ہوتے تو  
خلاصہ اذرع کا فاصلہ ہوتا اور جب صحابہ کرام جماعت کے ساتھ ہوتے تو ممر الشاة کا فاصلہ ہوتا۔

(۳۳۹)

## ﴿باب الصلوة الى الراحلة والبعير والشجر والزحل﴾

سواری، اونٹ، درخت اور کجاوے کو سامنے کر کے نماز پڑھنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... یہ ہے اس باب سے امام بخاریؒ حیوان وغیرہ کے سترہ بنانے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں یعنی تعیم بیان کرنا مقصود ہے کہ ان سب چیزوں کو سترہ بنایا جاسکتا ہے ایسے ہی اور چیزوں کو بھی۔

حیوان کو سترہ بنانے کے بارے میں اختلاف :..... حضرات ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ حیوان کو سترہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس بارے میں چند مذاہب ہیں۔

مذہب مالکیہ و شوافع :..... امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ حیوان کو سترہ بنانا مکروہ ہے اس لئے کہ مقصود گزرنے والوں کی سہولت ہے تو اس جانور کا کیا اعتبار جب چاہے اٹھ کر چلا جائے۔

مذہب جمہور :..... یہ ہے کہ حیوان کا سترہ بنانا جائز ہے حضرت امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر جمہور کی تائید فرما رہے ہیں۔ جب کہ شوافع اور مالکیہ پر رد کرنا مقصود ہے۔

سوال :..... ترجمہ الباب میں تو چار چیزوں کا ذکر ہے اور روایت الباب میں صرف راحلہ اور رطل کا تذکرہ ہے

تورایت الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہ ہوئی۔

جواب : ..... امام بخاری کا اصل مقصد حیوان کے سترہ بنانے کے جواز کو بیان کرنا تھا اور حل لکڑی کی ہوتی ہے اس لئے اس سے شجر کا استنباط فرمایا اور حل کو روایت میں ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں ذکر فرمادیا اور شجر کو استنباطاً ذکر فرمادیا۔ حاصل یہ ہے کہ راحلہ تورایت سے ثابت ہے اور اس سے مراد جبر ناقہ ہے اسی طرح شجر کو حل پر قیاس کر لیا جائے گا کیونکہ دونوں لکڑی کے ہیں۔

(۳۸۱) حلثنا محمد بن ابی بکر المقلعی البصری قال نامعتمر بن سلیمان عن عبید اللہ بن عمر						
ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی بصری نے بیان کیا کہا کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا عبید اللہ بن عمر کے واسطے سے						
عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ انه كان يعرض راحلته						
وہ نافع سے وہ ابن عمر سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ اپنی سواری کو سامنے کر کے عرض میں کر لیتے تھے						
فیصلی	الیہا	قلت	افرأیت	اذا	هبت	الركاب
اور اس کی طرف رخ اور کر کے نماز ادا فرماتے تھے عبید اللہ بن عمر نے نافع سے پوچھا کہ جب سواری اچھلنے کو دے لگتی تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے						
قال كان ياخذ الرّحل فيعدّ له فيصلی الی اخیرتہ او قال مؤخره و كان ابن عمر یفعلہ						
نافع نے جواب دیا کہ اس وقت کجاوے کو اپنے سامنے کر لیتے تھے اور اس کے آخری حصے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے ابن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے						

مطابقتہ للترجمة يعرض راحلته فيصلی الیہا وفي قوله كان ياخذ الرّحل الخ. (راجع ۳۳۰)

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام مسلم نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

راحلہ : ..... بمعنی سواری اور حل بمعنی کجاوا۔

(۳۴۰)

## ﴿باب الصلوة الی السریر﴾

چارپائی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

لفظ سریر کبھی فرش پر کبھی فروش پر اور کبھی اصل سریر پر بولا جاتا ہے علامہ عینی اور علامہ کرمائی کی رائے یہ ہے کہ ”الی“ ”علی“ کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ سریر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ الصلوة الی السریر کا مطلب یہ ہے کہ سریر کو سترہ بنا لے یہی مطلب زیادہ واضح ہے اس لئے کہ اگر الی کو علی کے معنی میں لیا جائے تو پھر اس باب کا سترہ کے بابوں سے تعلق نہیں رہے گا بلکہ وہاں ہوگا جہاں صلوة علی السطح کو امام بخاری نے بیان فرمایا ہے۔

(۴۸۲) حدثنا عثمان ابن ابی شیبہ قال نا جریر عن منصور عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا منصور کے واسطے سے وہ ابراہیم سے وہ اسود سے وہ عائشہ سے

قالت أعدتُمونا بالکلب والحمار لقد رأیتنی مضطجعة علی السریر فیجیء النبی ﷺ

آپ نے فرمایا تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنا دیا حالانکہ میں چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی اور حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے

فيتوسط	السرير	فيصلى	فاكره	ان	أسنحة
چارپائی کو اپنے سامنے کر لیا پھر نماز ادا فرمائی مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں سامنے آ جاؤں					
فانسل من قبل رجلى السرير حتى انسل من لحافى (راجع ۳۸۲)					
اس لئے میں چارپائی کے پاؤں کی طرف سے کھک کر اپنے لحاف سے باہر آ گئی					

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اور امام بخاریؒ پانچ بابوں کے بعد عمرو بن حفصؒ سے اس حدیث کو دوبارہ لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اعتدلتمون بالکلب والحمار : ..... کیا تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنا دیا۔ ہمزہ استفہام انکاری ہے عرب میں چارپائی کجھور کی تیلی شاخوں اور رسی سے بنتے تھے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ چارپائی کو بطور سترہ کے استعمال کرتے تھے حضرت عائشہؓ چارپائی پر لیٹی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کے لیٹے رہنے میں کوئی حرج محسوس نہیں فرمایا۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ میرا جسم سامنے آ جائے اس لئے میں چارپائی کے پاؤں کی طرف سے آہستہ سے نکل کر اپنے لحاف سے باہر آ گئی۔

فيتوسط السرير فيصلى : ..... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں الی السرير میں الی بمعنی علی ہے حدیث کے الفاظ فيتوسط السرير فيصلى اس بات پر دال ہے کہ یصلی علی السرير ہے اور بعض نسخوں میں باب الصلوة علی السرير آیا ہے اور حروف جارہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں لہذا یہاں بھی الی بمعنی علی ہے علامہ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ سریر سے نیچے نماز پڑھتے تھے اور درمیان سریر کو سترہ بناتے تھے امام بخاریؒ کی تبویب باب الصلوة الی السرير بظاہر اس کی تائید کرتا ہے ابواب السترہ میں بھی اس کا ذکر کرنا اس بات کی تائید ہے کہ سریر کو سترہ بنایا سریر پر نماز نہیں پڑھی بظاہر یہی راجح ہے۔

مسئلہ : ..... نمازی کے آگے سے اگر عورت گزر جائے تو نماز نہیں ٹوٹی اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کا چارپائی کے

پایوں کی طرف سے آہستہ سے نکل کر اپنے لحاف سے باہر آ جانا مرور (گزرنا) ہی تو ہے اس سے آپ ﷺ کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑا ((اعدلتمونا)) سے حضرت عائشہؓ تقطع الصلوة المرأة والکلب والحمار والی روایت کا جواب ارشاد فرما رہی ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی آنحضرت ﷺ نماز ادا فرماتے تھے۔ عزیز طلباء! یاد رکھئے تقطع الصلوة کا مطلب و مفہوم، تقطع خشوع الصلوة ہے۔ غلام جیلانی برق نے تقطع الصلوة والی روایت پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کیا عورت اور گدھی نماز توڑتی ہے حدیث میں آتا ہے تقطع الصلوة والمرأة والحمار والکلب اس سے معلوم ہوا کہ عورت اور گدھی اور کتا نماز کو توڑ دیتے ہیں لیکن اگر عائشہؓ ہو تو پھر نہیں توڑتی اور اگر ابن عباسؓ کی گدھی ہو تو پھر نماز نہیں توڑتی۔ اس پر ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے۔ غلام جیلانی برق نے دو اسلام میں احادیث کے درمیان تعارض ڈال کر احادیث کا انکار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے غلام جیلانی برق کا اعتراض جہالت پر مبنی ہے اس لئے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خشوع صلوٰۃ کو توڑتی ہے نماز کو نہیں توڑتی!

(۳۲۱)

﴿باب لیردا المصلی من مر بین یدیه﴾

نماز پڑھنے والا اپنے سامنے سے گزرنے والے کو روک دے

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے حدیث کے الفاظ ہی کو ترجمہ الباب بنایا ہے۔

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر فرما رہے ہیں کہ نماز پڑھنے والا اپنے

سامنے سے گزرنے والے کو روکے۔

**حکم دفع المار** :..... اب روکنا مباح ہے یا مستحب یا واجب۔ اس بارے میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے اور اختلاف کی وجہ ترجمۃ الباب میں آنے والے لفظ ”لیرد“ ہے کہ لیرد کا امر کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

**احناف** :..... حنفیہ فرماتے ہیں کہ امر اباحت کے لئے ہے۔

**آئمہ ثلاثہ** :..... کے نزدیک امر استحباب کے لئے ہے۔

**ظاہریہ** :..... کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔

امام بخاریؒ نے اختلاف کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے الفاظ حدیث کو ترجمہ قرار دیا۔ امام بخاریؒ نے جو روایات ذکر فرمائی ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ امام بخاریؒ حرمت کے قائل نہیں تو کم از کم استحباب کے قائل تو ہیں۔

**خلاصہ** :..... یہ ہے کہ موور بین یدی المصلی گناہ ہے آگے امام بخاریؒ نے اثم المار بین یدی المصلی کا باب بھی قائم فرمایا ہے۔

### روکنے کے طریقے :.....

احناف کے نزدیک روکنے کے لئے ایسا طریقہ اپنائے کہ جس میں عمل کثیر نہ ہو اور کتنا جائز ہے۔

(۱)..... اگر جہری نماز پڑھ رہا ہو تو ذرا سی اونچی آواز کر کے گزرنے والے کو روکنے کی کوشش کرے۔

(۲)..... اگر سری نماز پڑھ رہا ہے تو ایک آیت زور سے پڑھ دے۔

(۳)..... سبحان اللہ کہہ دے۔

(۴)..... اگر متوجہ ہو تو اشارہ کر دے پھر بھی نہ رکنے تو نماز سے فارغ ہو کر اس کو تنبیہ کر دے اور اس طریقہ سے روکنا

کہ جدال تک نوبت آجائے کہ وہ گزرنا چاہتا ہے اور آپ روکتے ہیں یا اس کو روکنے کے لئے آپ مشی فی

الصلوٰۃ کا ارتکاب کر لیتے ہیں تو آپ کا گناہ زیادہ ہے اور گزرنے والے کا کم۔ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ تھیار کے

ساتھ اور ایسی چیز کے ساتھ جو مؤدی الی الہلاک (ہلاکت کی طرف لے جانے والی) ہو روکنا جائز نہیں اور

اگر اس کے علاوہ کسی چیز سے روکا اور گزرنے والا ہلاک ہو گیا تو قصاص نہیں آئے گا۔ مار بین الیدی المصلیٰ کے بارے میں روایتوں میں جو شدت معلوم ہوتی ہے کہ اس کو نرم کرنے کے لئے ہم نے یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے گزرنے والے سے لڑائی کے متعلق جو فرمایا ہے اسے احنافؓ مبالغہ پر محمول کرتے ہیں یعنی احنافؓ نماز کی حالت میں گزرنے والے سے مزاحمت کی اجازت نہیں دیتے لیکن شوافعؓ اس کی بھی اجازت دیتے ہیں۔<sup>۱</sup>

**فائدہ:** ..... عزیز طلباء میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ قائل اور فاعل کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں تو اب معلوم ہوا کہ محل کے لحاظ سے بھی معنی بدل جاتے ہیں۔

ورد ابن عمر فی التشهد وفي الكعبة وقال ان ابني الا ان يقاتله قاتله

حضرت ابن عمرؓ نے کعبہ میں جب کہ آپؐ تشہد کے لئے بیٹھے ہوئے تھے روک دیا تھا اور اگر وہ لڑائی پر اتر آئے تو اس سے لڑنا بھی چاہئے

مطابقته، للترجمة ظاهرة.

**سوال:** ..... کعبہ کے اندر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے آگے سے گزرنے والے کون تھے؟

**جواب:** ..... عبدالرزاقؒ نے اپنے مصنف میں اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنف میں گزرنے والے کا نام عمرو بن دینارؒ بتایا ہے۔<sup>۲</sup>

**وفي الكعبة:** ..... علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اس میں واو عاطفہ ہے اور اس کا عطف تقدیری عبارت پر ہے اور وہ اس طرح ہے رد المار بین یدیہ عند کونہ فی الصلوٰۃ فی غیر الکعبۃ فی الکعبۃ ایضاً اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی حالت میں روکنا مقصود ہو یعنی تشہد کی حالت میں کعبہ کے اندر، تو پھر عبارت مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔<sup>۳</sup>

(۳۸۳) حدثنا ابو معمر قال نا عبد الوارث قال نا یونس عن حمید بن ہلال

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الوارثؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یونس نے حمید بن ہلالؒ کے واسطے سے بیان کیا

عن ابی صالح ان ابا سعید قال قال النبی ﷺ ح وحدثنا ادم بن ابی ایاس

وہ ابو صالحؒ سے کہ ابو سعید خدریؒ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحویل اور ہم سے آدم بن ابی ایاسؒ نے بیان کیا کہا کہ

نا سليمان بن المغيرة قال نا حميد بن هلال ر العَدَوِيُّ قال نا ابو صالح السَّمَانُ  
ہم سے سلیمان بن مغیرہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید بن ہلال عدوی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوصالح سمان نے بیان کیا  
قال رأیت ابوسعید الخدریُّ فی یومِ جُمُعۃ یصلی الی شئی یسترہ من الناس  
کہا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ کو جمعہ کن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ کسی چیز کی طرف رخ کئے ہوئے لوگوں کے لئے استرہ بنائے ہوئے تھے  
فاراد شَابٌ من ابی مُعِیْطٍ ان یجتاز بین یدیه فدفع ابوسعیدٌ فی صدره  
ابومعیط کے خاندان کے ایک نوجوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہو کر گزر جائے حضرت ابوسعید خدریؓ نے اس کو باز رکھنا چاہا  
فنظر الشاب فلم یجد مساعا الا بین یدیه فعاد لیجتاز  
نوجوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی راستہ سوائے سامنے سے گزرنے کے نہ ملا اس لئے وہ پھر اسی طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا  
فدفعه ابوسعیدٌ أشدَّ من الاولى فقال من ابی سعیدٌ  
اس دفعہ حضرت ابوسعیدؓ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے روکا اسے حضرت ابوسعیدؓ سے شکایت ہوئی  
ثم دخل علی مروان فشکا الیہ مالقی من ابی سعیدٌ ودخل ابو سعیدٌ خلفه علی مروان  
اور وہ اپنی شکایت مروان کے پاس لے گیا اس کے بعد حضرت ابوسعیدؓ بھی تشریف لے گئے  
فقال مالک و لابن اخیک یا ابا سعیدٌ قال سمعت النبی ﷺ  
مروان نے کہا ابوسعیدؓ آپ میں ہوا آپ کے بھائی کے بچے میں کیا معاملہ پیش آیا آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے  
یقول اذاصلی احدکم الی شئی یسترہ من الناس  
آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی شخص کسی چیز کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اس چیز کو استرہ بنا رہا ہو  
فاراد احد ان یجتاز بین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیتقاتله فانما هو شیطان (انظر ۳۲۷۴)  
پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گزرتا چاہے تو اسے روک دے اگر اب بھی اسے انکار ہو تو اس کو سختی سے روک دے کیونکہ وہ شیطان ہے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں آٹھ راوی ہیں۔ آٹھویں راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو صفت ابلیس میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ اور امام ابو داؤدؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فاراد شاب من بنی ابی معیط : ..... ابو معیط کے خاندان کے ایک جوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہو کر گزر جائے۔

فقال مالک ولا بن اخیک یا اباسعیدؓ : ..... مروان نے کہا اے ابوسعیدؓ آپ میں اور آپ کے بھائی کے بچے میں کیا معاملہ پیش آیا عرب کے اندر رواج ہے کہ بڑے کوچے اور چھوٹے کو ابن الاخ کہہ دیتے ہیں ورنہ یہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے حقیقی بھتیجے نہیں تھے۔

فان ابی فلیقاتله : ..... اس جملے کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں۔

- (۱)..... احنافؒ چونکہ جواز الدفع بالقہر کے قائل نہیں اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز کے اندر یہ فعال جائز تھے اور جب قَوْمُوا لِلَّهِ فَنَبِّئِنَّا آیت شریفہ نازل ہوئی تو یہ سب منسوخ ہو گئے۔
- (۲)..... مالکیہؒ قتال کے معنی کو بددعا پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے قَتَلَ الْخَرَّاصُونَؒ
- (۳)..... اکثر شراحؒ نے اس کو بعد الصلوٰۃ پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے بعد تنبیہ کرے کیونکہ لڑائی عمل کثیر ہے اور عمل کثیر نماز کے اندر ممنوع ہے۔
- (۴)..... بعض حضراتؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ مترد پر محمول ہے جو کسی حال میں مانتا ہی نہ ہو۔

خلاصہ : ..... المنع عندنا الا باحة ، وعند الجمهور مستحب وعند الظاهرية واجب .

فانما هو شیطان : ..... گزرنے والے کو شیطان اس لئے کہا کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کر رہا ہے جو شیطان کا کام ہے۔

سترہ کے بارے میں چند مسائل:.....

(۱)..... واجب ہے یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے جو اوپر گزرا۔

(۲)..... وہ مقدار جہاں سے گزرنا مکروہ ہے کتنی ہے؟

شمس الآئمہ سرخسی، شیخ الاسلام اور قاضی خان:..... موضع سجود تک مراد لیتے ہیں۔

امام شافعی اور امام احمد:..... نے تین ہاتھ مراد لئے ہیں۔

(۳)..... نمازی کے لئے صحراء میں سترہ مستحب ہے۔

(۴)..... سترہ کی مقدار ایک ہاتھ ہونی چاہئے۔

(۵)..... انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہئے۔

(۶)..... سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہئے۔

(۷)..... سترہ اس کی دائیں ابرو یا بائیں ابرو کے سامنے ہو۔

(۸)..... امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

(۹)..... سترہ کو گاڑھنا ضروری ہے ڈالنا اور خط کھینچنا کافی نہیں۔

(۱۰)..... مقصود یہ چیز کو اگر سترہ بنایا جائے تو ہمارے نزدیک یہ (سترہ) معتبر ہے اور ابام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ

اس کی نماز بھی باطل کر دے گا!



(۳۴۲)

## ﴿باب اثم المآر بين يدي المصلي﴾

مصلي کے سامنے سے گزرنے پر گناہ

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا گنہگار ہوگا۔

(۳۸۳) حدثنا عبد الله بن يوسف قال ان مالک عن ابى النضر مولى عمر بن عبید الله

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابو النضرؒ سے بیان کیا

عن بسر بن سعيد ان زيد بن خالد ارسله الى ابي جهيم يسأله

وہ بسر بن سعیدؒ سے کہ زید بن خالدؒ نے انہیں حضرت ابو جہیمؒ کی خدمت میں ان سے پوچھنے کے لئے بھیجا

ماذا سمع من رسول الله ﷺ في المآر بين يدي المصلي

کہ انہوں نے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے والے کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ سے کیا سنا ہے؟

فقال ابو جهيم قال رسول الله ﷺ لو يعلم المآر بين يدي المصلي ماذا عليه

ابو جہیمؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اگر مصلی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس (گزرنے) کا گناہ کتنا بڑا ہے

لکان ان یقف اربعین خیرا له من ان یمر بین یدیه قال ابو النضر

تو اس کے سامنے سے گزرنے پر چالیس وہیں کھڑا رہنے کو ترجیح دیتا ابو النضر نے کہا

لا ادری قال اربعین یوما او شہرا اوسنة

مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن کہا یا مہینہ یا سال

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چھ روای ہیں۔

ماذا عليه : ..... ای من الاثم والخطية ان یقف اربعین . ابن ماجہ کی روایت میں سنة اور شہراً اور صباحاً و ساعة ہے اور مسند بزاز کی روایت میں اربعین خریفاً ہے۔

حدیث کا حاصل : ..... یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتہ ہوتا کہ اس کا گناہ کتنا بڑا ہے تو اس کے سامنے سے گزرنے پر چالیس (سال) وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا آگے سے نہ گزرتا۔ اوسط طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جو شخص نمازی کے آگے سے جان بوجھ کر گزرتا ہے وہ قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ وہ خشک درخت ہوتا

قال ابو النضر : ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ یہ عبارت یا تو مالک کا کلام ہے لہذا مسند ہے یا پھر تعلیقات بخاری سے ہے۔ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ یہ مالک کا کلام ہے تعلق بخاری نہیں ہے!

(۳۴۳)

## ﴿باب استقبال الرَّجُلِ الرَّجُلِ وَهُوَ يَصَلِي﴾

نماز پڑھنے میں ایک مصلیٰ کا دوسرے شخص کی طرف رخ کرنا

وكره عثمانٌ ان يستقبل الرجل وهو يصلي و هذا اذا اشتغل به فاما اذا لم يشتغل

اور مکروہ اوستھان نے نماز کے سامنے سے استقبال کیا جائے اور یہاں وقت ہے جب نماز کے سامنے بیٹھنے لگے جس سے مشغول ہو جائے اور اگر مشغول نہ ہو

به فقد قال زيد بن ثابت ما باليت ان الرجل لا يقطع صلوة الرجل

تو زید بن ثابت فرماتے ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے شک مرد، مرد کی نماز کو نہیں توڑتا

ترجمہ الباب کی غرض:..... غرض بخاری میں تفصیل ہے اگر بیٹھنے والے نے چہرہ نماز کی طرف کیا ہوا ہے تو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر پشت کئے ہوئے ہے تو جائز ہے اگر سامنے آدمی ہونے کی وجہ سے اس کی طرف مشغول ہونے اور نماز سے دھیان کے ہٹنے کا خطرہ ہے تو مکروہ ہے اصل منشاء اشتغال ہے۔ امام بخاری نے تو کوئی حکم نہیں لگایا کیونکہ دونوں طرح کی روایات ہیں۔

و كره عثمانٌ ..... حضرت عثمان کی طرح حضرت عمرؓ سے بھی کراہت منقول ہے اور یہ اپنے اطلاق کی وجہ سے

جمہور کی تائید ہے اور چونکہ یہ مطلق تھا اور امام بخاری اس کے قائل نہیں اس لئے انہوں نے اس کا مطلب بیان فرما دیا۔

وانما هذا اذا اشتغل به :..... صاحب التوضیح فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاری کا مقولہ ہے۔ اور اس کلام

میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام بخاری کے مذہب میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ استقبال الرجل الرجل

فی الصلوة اس وقت مکروہ ہے جب مصلی کے اشتغال کا خطرہ ہو۔

(۳۸۵) حدثنا اسمعيل بن خليل قال انا على بن مسهر عن الاعمش عن مسلم عن مسروق
ہم سے اسمعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا اعمش کے واسطے سے وہ مسلم سے وہ مسروق سے
عن عائشة انه ذكر عندها ما يقطع الصلوة فقالوا يقطعها الكلب والحمار والمرأة
وہ عائشہ سے کہ ان کے سامنے تذکرہ چلا کہ نماز کو کیا چیزیں توڑ دیتی ہیں لوگوں نے کہا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہے
فقلت لقد جعلتمونا كلابا لقد رأيت النبي ﷺ يصلي
عائشہ نے فرمایا کہ تم نے ہمیں کتوں کے برابر بنا دیا حالانکہ میں جانتی ہوں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے
وانى لبينه وبين القبلة وانا مضطجعة على السرير فتكون لى الحاجة واكره
میں آپ ﷺ کے قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی مجھے ضرورت پیش آئی تھی اور یہ بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا
ان استقبله فانسل انسلأوعن الاعمش عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة نحوه (راجع ۳۸۲)
کہ کتاب ﷺ کے سامنے کھلنے میں آہستہ سے نکل آئی تھی اعمش نے ابراہیم سے اس نے اسوس سے اس نے عائشہ سے اس طرح حدیث بیان کی ہے

لقد رأيت النبي ﷺ وانى لبينه وبين القبلة: .....

سوال :..... ترجمہ الباب میں تو استقبال الرجل الرجل ہے جب کہ روایت الباب میں استقبال الرجل المرأة ہے تو بظاہر روایت الباب کو ترجمہ الباب سے مناسبت نہیں؟

جواب (۱) :..... یا تو یہ امام بخاری کے تو سعات میں سے ہے کہ مرد اور عورت کا حکم ان کے ہاں ایک ہے۔

جواب (۲) :..... یا امام بخاری نے قیاس کیا ہے کہ اگر عورت سامنے ہو اور اشتغال نہ ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ روایت الباب میں ہے اور اگر مرد سامنے ہو اور اشتغال نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

فاکرہ ان استقباله: ..... امام بخاری کا استدلال اس سے اس طرح ہے کہ یہ حضرت عائشہ کی طرف سے

سامنے ہونے سے کراہت ہے آنحضرت ﷺ سے اس کی کراہت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضور ﷺ نے تو ان کو منع نہیں فرمایا، جمہور فرماتے ہیں کہ آپ نے درست فرمایا کہ یہ حضرت عابثہ کا فعل ہے مگر انہوں نے استقبال کہاں کیا؟ جس کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو ممانعت کی نوبت آتی وہ تو خود یہ فرما رہی ہیں کہ میں یہ مکروہ سمجھتی تھی اور جبکے سے پیچھے کو کھسک جاتی تھی۔ سامنے ہونے کو ناپسند سمجھتی تھی۔ سامنے لیٹنے کو ناپسند نہیں سمجھتی تھی۔ قرینہ اس پر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو پاؤں دبا دیتے اور میں پاؤں سمیٹ لیا کرتی تھی آئندہ باب میں یہی حدیث آرہی ہے۔ (مرتب)

وعن الاعمش عن ابراهيم: ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق دو احتمال ہیں۔

(۱) تعلیق ہو (۲) علی بن مسہر سے روایت ہو۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس کا ناقبل پر عطف ہے اور امام بخاریؒ اس بات پر تنبیہ فرما رہے ہیں کہ علی بن مسہر نے اس حدیث کو اعمشؒ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) ..... عن مسلم عن مسروق عن عائشة. (۲) ..... عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة.

(۳۴۴)

### ﴿ باب الصلوة خلف النائم ﴾

سوئے ہوئے شخص کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

صلوة خلف النائم مکروہ امام مالکؒ کے نزدیک ہے اور امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا یعنی امام بخاریؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

عند الجمہور مکر وہ لغیرہ ہے کیونکہ نائم کبھی مغطط (خراٹے لے رہا) ہوتا ہے اور کبھی مضطرب (رتخ کا اخراج کرنے والا) ہوتا ہے جس سے نماز کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ میں ہے ان النبی ﷺ قال لا تصلوا خلف النائم ولا المحدث الا من وجہ سے امام مالک صلوة خلف النائم کو مکروہ فرماتے ہیں اور جمہور کے نزدیک فی ذاتہ کوئی کراہت نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری نے جمہور کی تائید فرمائی ہے اور امام مالک پر رد فرمائی ہے اور ابوداؤد کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ نائم کے سامنے ہونے میں تشویش کا احتمال ہے اس لئے کہ شاید اس کو ضراط وغیرہ خارج ہو تو خشوع میں فرق پڑے۔

(۳۸۶) حدثنا مسدد قال نا يحيى قال نا هشام قال حدثني ابي
هم سے مسدّد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے
عن عائشة قالت كان النبي ﷺ يصلي وانا راقدة معترضة علي فراشه
حضرت عائشہ کے واسطے سے بیان کیا وہ فرماتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں عرض میں اپنے بستر پر سوتی رہتی
فاذا اراد ان يوتر ايقظني فاوترت (راجع ۳۸۲)
جب وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگادیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی تھی

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال:..... ترجمہ الباب میں خلف النائم ہے اور حدیث پاک میں خلف النائمة ہے مطابقت کیسے ہے؟

جواب (۱):..... مرد و عورتیں احکام شرعیہ میں برابر ہیں! لہذا یہ کہ کسی لئے دلیل خصوص پائی جائے۔

جواب (۲):..... بطریق قیاس ثابت فرمایا ہے کہ جب صلوة خلف النائمة جائز ہے تو خلف النائم تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔

جواب (۳):..... نائم سے مراد شخص نائم لے رہے ہیں اور شخص مذکور اور مؤنث دونوں کو عام ہے۔

(۳۴۵)

## ﴿ باب التطوع خلف المرأة ﴾

نفل نماز عورت سامنے ہوتے ہوئے پڑھنا

ترجمة الباب کی غرض : ..... ای هذا باب فی بیان حکم صلوة التطوع خلف المرأة  
یعنی يجوز .

روایات میں آتا ہے کہ یقطع الصلوة المرأة والکلب والحمار . امام بخاریؒ اس کے خلاف ثابت فرما رہے ہیں کہ ان کے نمازی کے آگے آنے اور گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی۔ روایت الباب میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سامنے ہو جایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ ﷺ کی طرف پھیلے ہوئے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں تشریف لے جاتے تو پاؤں کو ہلکا سا دبا دیتے اور سو میں انہیں اکٹھا کر لیتی جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا دیتی اس زمانہ میں گھروں میں چراغ نہیں تھے۔

(۴۸۷) حدثنا عبدالله بن يوسف قال انا مالک عن ابى النصر مولى عمر بن عبيدالله

هم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی عمر بن عبد اللہ کے مولى ابو النصر کے واسطے سے

عن ابى سلمة بن عبدالرحمن عن عائشة زوج النبي ﷺ انها قالت

وه ابو سلمة عن عبدالرحمن سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ سے کہ آپ نے فرمایا

كنت انا بين يدي رسول الله ﷺ و رجلاى فى قبلته فاذا سجد

میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو جایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ ﷺ کے سامنے ہوتے تھے پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے

غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتها قالت والبیوت یومئذ لیس فیها مصابیح (راجع ۳۸۲)

تو پاؤں کو معمول سا بادی تے گھر میں نہیں اکٹھا کر لیتی پھر جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا لیتی اس زمانہ میں گھروں کے اندر چراغ نہیں تھے

یہ حدیث بعینہ اسی سند کے ساتھ باب الصلوٰۃ علی الفراش میں گزر چکی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وہ

السعلی عن مالک ہے یہاں عبداللہ بن یوسف عن مالک ہے

(۳۳۶)

﴿باب من قال لا یقطع الصلوٰۃ شیء﴾

جس نے یہ کہا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

مسلم شریف وغیرہ میں ہے یقطع المرأة والکلب الاسود اور ابن ماجہ میں ہے یقطع الصلوٰۃ

الکلب الاسود والمرأة الحائض ۲ امام بخاری نے یہ باب باندھ کر اس کے خلاف ثابت فرمادیا ۳

شئی : ..... شئی سے مراد عام نہیں ہے بلکہ اشیاء ثلاثہ ہیں جن کا روایت الباب میں ذکر آ رہا ہے یعنی حمار، کلب اور

مرأة مراد ہیں۔

(۳۸۸) حدثنا عمرو بن حفص بن غیاث ثنا ابی قال نا الاعمش

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا

قال نا ابراهيم عن الاسود عن عائشة ح قال الاعمش وحدثني مسلم عن مسروق

کہا ہم سے ابراہیم نے اسود کے واسطے سے بیان کیا وہ عائشہ سے تحویل اور اعمش نے کہا کہ مجھ سے مسلم نے مسروق کے واسطے سے بیان کیا

عن عائشة ح ذکر عندها مايقطع الصلوة الكلب والحمار والمرأة فقالت

وہ عائشہ سے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر چلا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں یعنی کتا، گدھا اور عورت اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا

شبهتمونا بالحمر والكلاب والله لقد رأيت النبي ﷺ يصلي واني على السرير

کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کی طرح بنا دیا اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ میں چار پائی پر

بينه وبين القبلة مضطجعة فتبدولي الحاجة فأكره ان اجلس

آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں ناپسند سمجھتی کہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھوں

فاوذي النبي ﷺ فانسل من عند رجله (راجع ۳۸۲)

اور اس طرح آپ ﷺ کو تکلیف ہو اس لئے میں آپ کے پاؤں کی طرف سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

فقالت شبهتمونا بالحمر والكلاب : ..... حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں

اور کتوں کی طرح بنا دیا اور امام بخاری کی ایک اور روایت میں ہے لقد جعلتمونا كلبا اور مسلم شریف کی ایک

اور روایت میں ہے قالت عد لتمونا بالكلاب والحمار مسلم شریف کی ایک اور روایت میں لقد شبهتمونا

بالحمير والكلاب ہے!

تعارض : ..... روایت الباب کا مسلم شریف اور ابن ماجہ شریف کی ان روایات سے بظاہر تعارض ہے جن سے

معلوم ہو رہا ہے کہ عورت، کالے کتے اور گدھے کے نمازی کے سامنے آجانے یا گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی

ہے۔ بظاہر تعارض ہے۔

دفع تعارض : ..... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ قطع صلوة والی روایات ابتداء اسلام پر محمول ہیں لا یقطع الصلوة شنی متأخر ہے لہذا یہ حدیث اس کے لئے ناسخ ہے اکثر علماء اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ قطع صلوة والی روایت متاول ہے کہ قطع خشوع پر محمول ہے عورت کا قطع خشوع ہونا ظاہر باہر ہے اور کتے کی عادت یہ ہے کہ وہ زبان لگاتا ہے تو اس سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں منہ نہ لگا دے اور ناپاک نہ کر دے اور گدھے کی عادت قاعدہ یہ ہے کہ جہاں کوئی چیز دیکھتا ہے اپنے بدن کو اس سے گھبانا شروع کر دیتا ہے اور اس سے الجھتا ہے لہذا ڈر ہے کہ کہیں نمازی سے آ کر کھانے نہ لگ جائے!

(۳۸۹) حدیثی سنح بن ابراہیم قال نا یعقوب بن ابراہیم قال نا ابن اخی ابن شہاب
ہم سے سنح بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا کہ ہم سے میرے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا
انہ سال عمہ عن الصلوة یقطعها شنی قال لا یقطعها شنی
کہ انہوں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ کیا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں اسے کوئی چیز نہیں توڑتی
اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة زوج النبی ﷺ قالت
مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے فرمایا
لقد کان رسول اللہ یقوم فیصلی من الیل وانی لمعترضہ بینہ و بین القبلة علی فراش اہلہ
کہ حضرت نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے اور میں سامنے عرض میں گھر کے بستر پر لیٹی رہتی تھی

مطابقة الحديث للترجمة لصريحة من قول الزهري. (راجع ۳۸۲)

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اس حدیث سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے کہ عورت مرد کی نماز کو نہیں توڑتی۔ عورت اگر سامنے لیٹی ہو اور فتنے کا خوف بھی نہ ہو اور قلب کے اشتغال کا خدشہ بھی نہ ہو تو اس کے برخ پر نماز پڑھنی جائز ہے اور بعض حضرات نے غیر نبی ﷺ کے لئے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(۳۳۷)

## ﴿باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلوة﴾

نماز میں اگر کوئی اپنی گردن پر کسی بچی کو اٹھالے

ترجمة الباب کی غرض : ..... یہ ہے کہ امام بخاریؒ دو مسئلے بیان فرمانا چاہتے ہیں۔

المسئلة الاولى : ..... کہ عمل کثیر مفسد صلوٰۃ نہیں استدلال روایت الباب سے ہے کہ آپ ﷺ نے امامہ بنت زینبؓ یعنی اپنی نواسی کو نماز کے اندر اٹھالیتے تھے تو اٹھانا اور اتارنا عمل کثیر ہے تو معلوم ہوا کہ عمل کثیر سے نماز نہیں ٹوٹی۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بچے اور بچی وغیرہا کو فرض اور نفل نماز میں امام اور منفرد کے لئے اٹھانا جائز ہے۔ اور احنافؒ کے ہاں عمل کثیر کے پائے جانے کے خدشے کے پیش نظر جائز نہیں۔ تو جب احنافؒ کے نزدیک عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو احنافؒ اس حدیث کے کئی جواب دیتے ہیں۔

جواب اول : ..... آپ ﷺ کا بچی کو اٹھانا عمل کثیر کے درجے کو نہیں پہنچتا تھا اس لئے کہ بچی آپ ﷺ سے چمٹ جاتی تھی آپ ﷺ اسے سہارا دے دیتے کہ گرے نہیں۔

جواب ثانی : ..... بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

المسئلة الثانية : ..... حامل نجاست کی نماز جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بچی کو اٹھایا اور عموماً چھوٹے بچوں کے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں۔

جواب اول : ..... بچی کے کپڑے تین حال سے خالی نہیں۔ (۱) یقیناً پاک (۲) یقیناً ناپاک (۳) مشتبہ الحال۔ اب اگر بچی کے کپڑوں کے بارے میں یقین ہو کہ پاک ہیں یا مشکوک ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر یقیناً ناپاک ہوں تو پھر اس حدیث سے استدلال ہو سکتا ہے مگر نجاست پر تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ مدعی ثابت ہو سکے۔

جواب ثانی : ..... اگر بچی کے کپڑے ناپاک ہیں تو دو حال سے خالی نہیں اگر مُصلیٰ نے سنبھالا ہوا ہے تو نماز فاسد کیونکہ حامل نجاست ہوگا اور اگر وہ خود لپٹی ہے تو حامل نجاست نہیں لہذا نماز ہو جائے گی آپ ﷺ حقیقت میں حامل نجاست نہیں تھے بلکہ بچی آپ ﷺ کو خود لپٹی اور چمکی تھی اس لئے آپ ﷺ حامل نجاست کے حکم میں نہ ہوئے۔

مسئلہ : ..... اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امامہ بنت زینبؓ (بچی) آپ ﷺ کو چمبی ہوگی تو آپ ﷺ رفع یدین نہ کر سکے ہونگے تو ترک رفع یدین ثابت ہو گیا تو اہل حدیث (غیر مقلد) کا دائرہ مطلقہ کا دعویٰ کرنا باطل ہوگا۔

مسئلہ ضمنیہ : ..... اگر کسی نے ایسا امامہ باندھ رکھا ہو کہ اس کی ایک طرف نخس ہے اور ایک طرف پاک اور امامہ اتنا طویل ہے کہ پاک طرف تو سر پر باندھی ہوئی ہے نخس جانب زمین پر ہے اگر طرف نخس میں تحرک نہیں آتا تو نماز درست ہے کیونکہ حامل نجاست شمار نہیں ہوگا البتہ تحرک کی صورت میں نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت وہ حامل نجاست سمجھا جائے گا۔

(۴۹۰) حدثنا عبدالله بن يوسف قال انا مالک عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقی
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے عامر بن عبداللہ بن زبیر کے واسطے سے خبر دی وہ عمرو بن سلیم زرقی سے
عن ابی قتادۃ الانصاری ان رسول اللہ ﷺ کان یصلیٰ وهو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ
وہ ابو قتادہ انصاری سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے
ولابی العاص بن ربیعۃ بن عبد شمس فاذا سجد وضعها واذا قام حملها (انظر ۵۹۶)
ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے

مطابقہ للترجمة ظاهرة .

سوال : ..... مطابقت کیسے ظاہر ہے جب کہ ترجمہ الباب میں گردن پر پچی اٹھانے کا ذکر ہے اور روایت الباب میں مطلق اٹھانے کا ذکر ہے یعنی حدیث کے الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں۔

جواب : ..... امام بخاریؒ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث اور طرق سے بھی مروی ہے مسلم شریف میں بکیر بن اشججؒ کے طریق سے عنق (گردن) کی صراحت ہے اور اسی طرح ابو داؤد شریف میں ہے فصلی رسول اللہ ﷺ وہی علی عاتقہ اور بعض روایات میں علی رقبۃ کے الفاظ بھی ہیں!

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابو قتادہ انصاریؓ ہیں اور ان کا نام حارث بن ربیع سلمیؓ ہیں اور بعض حضرات نے ان کا نام نعمان بتایا ہے ہشیم بن عدی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے انہیں (۳۸) ہجری کو کوفہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی!۲

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الادب میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابو داؤدؒ نے اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

زینبؓ : ..... آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراءؓ ہیں آپ ﷺ کے تمام بچے اور بیٹیاں حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے سوائے ابراہیم کے۔ کہ وہ ماریہ قبظیہ کے بطن سے پیدا ہوئے زینبؓ کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا ان سے ایک بچہ علیؓ اور ایک بچی امامہؓ پیدا ہوئیں حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی وفات کے بعد خلیفہ رابع حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جس سے محمدؐ پیدا ہوئے!۳



(۳۳۸)

## ﴿باب اذاصلی الی فراش فیہ حائض﴾

اس بستر کے قریب نماز پڑھنا جس پر حائضہ عورت ہو

جب صلوٰۃ علی فراش الحائض قاطع نہیں تو مزور حائض تو بدرجہ اولیٰ قاطع نہیں ہوگا۔

ترجمہ الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ حائضہ سامنے بسترے پر قبلہ رخ لیٹی ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی جائز ہے۔

(۴۹۱) حدثنا عمرو بن زرارۃ قال ناھشیم عن الشیبانی عن عبداللہ بن شداد بن الھاد
ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشیمؒ نے شیبانیؒ کے واسطے سے بیان کیا وہ عبداللہ بن شداد بن ہاد سے
قال اخبرتنی خالنتی میمونۃ بنت الحارث قالت کان فراشی حیالَ مُصلی النبی ﷺ
انہوں نے کہا کہ مجھے میری خالہ میمونہ بنت الحارثؒ نے خبر دی کہ میرا بستر نبی کریم ﷺ کے مُصلیٰ کے برابر میں ہوتا تھا
فربما وقع ثوبہ علیّ وانا علیّ فراشی (راجع ۳۳۳)
اور اکثر آپ ﷺ کا کپڑا میرے اوپر آجاتا تھا میں اپنے بستر ہی میں ہوتی تھی

مطابقتہ للترجمۃ ظاہرۃ .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کی تفصیل باب اذا ما اصاب ثوب المصلی امرأته فی السجود میں گزر چکی ہے۔

(۴۹۲) حدثنا ابو النعمان قال ناعبد الواحد بن زياد قال نا الشيباني سليمان

ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شیبانی سلیمان نے بیان کیا

قال نا عبدالله بن شداد بن الهاد قال سمعت ميمونة تقول

کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن شداد بن ہاد نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت میمونہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں

كان النبي ﷺ يصلي وانا على جنبه نائمة فاذا سجد اصابني ثوبه وانا حائض (راجع ۳۳۳)

کہ نبی کریم ﷺ نماز ادا فرماتے ہوئے اور میں آپ ﷺ کے برابر میں سوتی رہتی جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھ کو چھو جاتا تھا

یہ دوسرا طریق ابو النعمان سے ہے بعینہ یہ حدیث اس سند سے باب مباشرة الحائض میں گزر چکی ہے۔

حائض : ..... بمعنی حائضہ ہے اصل تو حائضہ واحد مؤنث اسم فاعل ہے حیض آنا چونکہ عورت کی خصوصیت ہے

اور تاء کو ترک کرنے کی صورت میں التباس کا بھی کوئی خطرہ نہیں اس لئے حائض مذکر کے صیغہ کے ساتھ آتا ہے!

(۳۳۹)

﴿باب هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد﴾

کیا مرد اپنی بیوی کو سجدہ کرتے وقت سجدہ کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے چھوسکتا ہے

ترجمة الباب کی غرض : ..... امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ جب غمزہ اور عورت کو ہاتھ سے

چھونا اور ہٹانا قاطع صلوٰۃ نہیں تو کیا مرد یعنی نمازی کے سامنے عورت کا گذرنا قاطع صلوٰۃ نہیں یا قاطع صلوٰۃ ہوگا؟

سوال : ..... روایت الباب میں غمزہ کی تصریح ہے ترجمہ الباب میں لفظ اهل کیوں لائے؟

جواب : ..... جہاں کوئی اختلاف وغیرہ ہوتا ہے تو امام بخاریؒ اس کی طرف باب میں لفظ اهل لاکر اشارہ فرمادیتے ہیں اور چونکہ عورت کا چھوٹا آئینہ تلاش کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے لہذا اس کی طرف اشارہ فرمادیا اور مس مرأہ حنفیہ کے نزدیک وضوء کو توڑنے والا نہیں۔ اور امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(۳۹۳) حدثنا عمرو بن علي قال نا يحيى قال نا عبيدالله قال نا القاسم			
ہم سے عمرو بن علیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عابد اللہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قاسم نے بیان کیا			
عن عائشة " قالت بئسما عذ لتمو نا بالكلب والحمار			
حضرت عائشہؓ کے واسطے سے آپؐ نے فرمایا ہمیں کتوں گدھوں کے برابر بنا کر تم نے بُرا کیا			
لقد رأيتني ورسول الله ﷺ يصلي وانا مضطجعة بينه وبين القبلة فاذا اراد ان يسجد			
خود نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے میں آپ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی جب سجدہ فرمانا چاہتے			
غمز	رجلی	فقبضتهما	(راجع ۳۸۲)
تو میرے پاؤں کو چھو دیتے تھے اور میں انہیں اکٹھا کر لیتی تھی			

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

اس باب میں امام بخاریؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر عورت کا بعض جسم نمازی کو لگ جائے تو نماز صحیح ہوگی اور

گزشتہ باب میں یہ بتایا تھا کہ اگر عورت کا کپڑا نمازی کو لگ جائے تو تب بھی نماز میں فرق نہیں آتا۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں حضرت عائشہؓ ہیں۔

غمز رجلی : ..... غمز سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔

(۳۵۰)

## ﴿باب المرأة تطرح عن المصلی شیئا من الاذی﴾

عورت جو نماز پڑھنے والے سے گندگی کو ہٹا دے

حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ اس باب میں امام بخاری نے سلا جز وروالی روایت ذکر فرمائی ہے جس میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے اونٹ کی اوجھڑی کو دکھیل کر نبی کریم ﷺ کی کمر مبارک سے اتار دیا جب کہ دھکیلتے وقت میں مس ضرور ہوا، ہوگا تو جب مس مرآة للمصلی مفسد صلوٰۃ نہیں تو مرد کیونکر مفسد صلوٰۃ ہو گیا۔

(۳۹۴) حدثنا احمد بن اسحاق السرماری ماری قال ناعبيد الله بن موسى قال ناسرائيل

ہم سے احمد بن اسحاق سراماری نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اسرائیل نے

عن ابی اسحاق عن عمر بن میمون عن عبد اللہ قال بینما رسول اللہ ﷺ قائم یصلی عند الکعبۃ

ابو اسحاق کے واسطے سے بیان کیا وہ عمر بن میمون سے وہ عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے

وجمع قریش فی مجالسہم اذ قال قائل منهم الانتظرون الی هذا المرأۃ

اور قریش اپنی مجالس میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک قریشی بولا اس ریا کار کو نہیں دیکھتے؟

ایکم یقوم الی جزور ال فلان فیعمد الی فرثها ودمها و سلاھا فیجئ بہ ثم یمہلہ

کیا کوئی ہے جو بی بی فلاں کے ذبح کئے ہوئے گوبر، خون اور جیل لائے پھر یہاں انتظار کرے

حتى اذا سجد و ضعه بين كتفيه فانبعث اشقاهم فلما سجد رسول الله ﷺ

جب یہ سجدہ میں جائیں تو گردن پر رکھ دے ان میں کاسب سے زیادہ بد بخت شخص اٹھا اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے

وضعه بين كتفيه وثبت النبي ﷺ ساجدا

تو اس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک پر یہ غلاف تیں ڈال دیں ان کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ سجدہ ہی کی حالت میں سر کو کئے رہے

فضحكوا حتى مال بعضهم على بعض من الضحك فانطلق

مشرکین ہنسنے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹنے پوٹنے لگے ایک شخص چلا

منطلق الى فاطمة وهي جويرة فاقبلت تسعى وثبت النبي ﷺ

فاطمہ کے پاس آیا اور آپ ابھی بچی تھیں آپ دوڑتی ہوئی تشریف لائیں اور حضور اکرم ﷺ ابھی

ساجدا حتى القته عنه واقبلت عليهم تسبهم فلما قضى رسول الله ﷺ

سجدہ میں تھے یہاں تک کہ ان غلاموں کو آپ ﷺ کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو مخاطب کر کے انہیں برا کہا پھر جب آپ ﷺ

الصلاة قال اللهم عليك بقريش اللهم عليك بقريش

نے نماز پوری کر لی تو فرمایا اے اللہ قریش پر عذاب نازل کر۔ اے اللہ! قریش پر عذاب نازل کر

اللهم عليك بقريش ثم سمي اللهم عليك بعمر بن هشام

اے اللہ! قریش پر عذاب نازل کر۔ پھر نام لئے اے اللہ ہلاک کر دے عمرو بن ہشام کو

وعتبة بن ربيعة وشيبة بن ربيعة والوليد بن عتبة

اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ

واميه بن خلف وعقبه بن ابي معيط وعمارة بن الوليد قال عبدالله

اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو عبد اللہ بن مسعود نے کہا

فوالله لقد رأيتهم صرعى يوم بدر ثم سُحِبُوا الى القلب بدر

اللہ کی قسم میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں خاک و خون میں پایا پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا

ثم قال رسول الله ﷺ وأتبعوا اصحاب القلب لعنة (راجع ۲۳۰)

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنوئیں والے اللہ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے ان کے پیچھے لعنت کر دی گئی

السر ماری: ..... احمد بن اسحاق "سرماستی کے رہنے والے تھے جو بخارا کی بستوں میں سے ایک ہے بہت بڑے بہادر تھے ان کی بہادری ضرب الشمل تھی ایک ہزار ترکیوں کو قتل کیا، دو سو بیالیس ہجری (۲۳۲ھ) میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ فانبعث اشقاہم: ..... قوم کا بد بخت اٹھا، اور اس بد بخت کا نام عقبہ بن ابی معیط ہے۔

جویریہ: ..... اس کا معنی ہے صغیرہ، اور یہ جاریہ کی تصغیر ہے۔ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا تو اس وقت حضرت فاطمہؑ کم سن بچی تھیں۔

یہ روایت بخاری شریف ص ۳۷ ج ۱ پر گزر چکی ہے اور اس کی تحقیق و تشریح الخیر الساری ص ۲۷۹ تا ۲۸۵ ج ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

## کتاب مواقیت الصلوٰۃ

ما قبل سے ربط: ..... لما فرغ من بيان الطهارة بانواعها التي هي شرط الصلوٰۃ شرع في بيان الصلوٰۃ بانواعها التي هي المشروط والشرط مقدم على المشروط (عمدة القاری ص ۵۸ ج ۲ دار الفکر)

مواقیت: ..... میقات بروزن مفعال کی جمع ہے اور اس کی اصل موقات ہے۔

(۳۵۱)

## باب مواقیت الصلوٰۃ و فضلها نماز کے اوقات اور ان کے فضائل

﴿تحقیق و تشریح﴾

اشکال: ..... باب اور کتاب جُدا جُدا ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک ہی معنی میں ہیں۔

جواب (۱): ..... کتاب مواقیت الصلوٰۃ عام ہے اور (باب) خاص ہے یعنی وہ مواقیت مراد ہیں جو وحی سے ثابت ہوں۔

جواب (۲): ..... کتاب میں فضل کی قید نہیں اور باب میں فضل کی قید ہے۔  
ترجمہ الباب کے دو جزء ہیں۔

(۱) مواقیت الصلوٰۃ (۲) فضل مواقیت الصلوٰۃ

سوال: ..... ترجمہ الباب کا جزء ثانی (فضلها) حدیث سے ثابت نہیں ہے؟

جواب: ..... جس وقت کو بتلانے کے لئے جبرئیل دس مرتبہ تشریف لے آئیں تو یہ ان اوقات کی فضیلت نہیں ہے تو اور کون سی فضیلت ہوگی۔

فضلها: ..... فضلها کی مؤنث ضمیر لفظ صلوٰۃ کی طرف راجح ہو یا لفظ مواقیت کی طرف، بہر حال دونوں سے یہاں فضیلت ثابت ہو جاتی ہے۔ (اتنی بات جزء ثانی سے متعلق تھی آگے ”جزء اول“ سے متعلق ہے)

و قوله تعالى إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا مَوْقُوتًا عَلَيْهِم.  
خداوند تعالیٰ کا قول ہے۔ بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے یعنی خدا تعالیٰ نے ان کے اوقات کی تعیین کر دی ہے

وقوله تعالى ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً

وقتہ علیہم : ..... امام بخاریؒ نے مواقیت الصلوة پر دو دلیلیں ذکر فرمائی ہیں۔

دلیل اول : ..... قرآنی آیت ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً امام بخاریؒ نے ”موقوتاً“ کی تفسیر وقتہ علیہم سے فرمائی ہے اکثر روایات میں موقوتاً وقتہ علیہم ہے بعض نسخوں میں موقوتاً کا لفظ نہیں ہے۔

دلیل ثانی : ..... حدیث امامت جبرئیلؑ۔ قرآن کریم کی آیت سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ نمازوں کے اوقات مقررہ ہیں۔

چند بحثیں : .....

البحث الاول : ..... تمام مواقیت الصلوة قرآن سے ثابت نہیں ہیں صرف دو نمازوں کے آخری اوقات قرآن سے ثابت ہیں باقیوں کی طرف اشارہ ہے فجر کا آخری وقت طلوع الشمس اور عصر کا آخری وقت قبل الغروب یہ قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ۵۱ یا فجر کا ابتدائی وقت لفظ فجر (سے مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح عشاء یکون ۶ لفظ عشاء سے عشاء کے وقت کی طرف اشارہ ہے) اور ظہر کا وقت تظہرون کے لفظ سے ثابت ہے۔

البحث الثانی : ..... اوقات صلوة مختلف فیہ ہیں یا متفق علیہ؟۔ کل اوقات دس ہیں اس لئے کہ نمازیں پانچ ہیں تو اول و آخر کے لحاظ سے دس اوقات بن جائیں گے ان میں پانچ مختلف فیہ ہیں اور پانچ متفق علیہ۔

اوقات متفقہ : ..... (۱) فجر کا ابتدائی وقت (۲) فجر کا انتہائی وقت (۳) ظہر کا ابتدائی وقت (۴) عصر کا انتہائی وقت (۵) مغرب کا ابتدائی وقت۔ یہ اوقات خمسہ متفق علیہ ہیں ۵

اوقات مختلفہ : .....

(۱) ظہر کا انتہائی وقت (۲) عصر کا ابتدائی وقت (۳) مغرب کا انتہائی وقت (۴) عشاء کا ابتدائی وقت (۵) عشاء

۱ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳) ۲ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳) ۳ (عمدة القاری ص ۲ ج ۵) ۴ (فیض الباری ص ۹۳ ج ۲) ۵ (پارہ ۲۶ سورۃ فرق آیت ۳۹)

۶ (پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۱۶) ۷ (پارہ ۲۱ سورۃ روم آیت ۱۸) ۸ (فیض الباری ص ۹۳ ج ۲)

کا انتہائی وقت۔ یہ اوقات خمسہ مختلف فیہ ہیں۔

تفصیل اوقات اختلافیہ خمسہ: .....

مذہب جمہور: ..... جمہور کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے صاحبین "جمہور کے ساتھ ہیں۔"

مذہب امام اعظم ابو حنیفہ: ..... امام اعظم ابو حنیفہ سے اس سلسلے میں چار روایتیں منقول ہیں۔

(۱) ایک مثل تک۔ جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے (۲) دو مثل تک (۳) ربع مثل مہمل یعنی پونے دو مثل تک۔ عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ (۴) ظہر ایک مثل تک۔ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے مثل ثانی مہمل، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ظہر ایک مثل ختم ہونے سے پہلے اور عصر دوسری مثل کے ختم ہونے کے بعد پڑھی جائے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ دوسری مثل کو مشترک مان لیا جائے یعنی ظہر اور عصر دونوں کا وقت مان لیا جائے بجائے مہمل مان لینے کے کہ معذور اور مسافر ظہر بھی پڑھ لے اور عصر بھی اس تفصیل سے ظہر کی انتہا معلوم ہوگی اور عصر کی ابتدا بھی معلوم ہوگی۔

انتہاء وقت عصر: ..... حنیفہ کے نزدیک عصر کے آخری وقت کے افضل اور غیر افضل ہونے میں تین قسمیں ہیں (۱) ابتدائی وقت میں جائز ہے (۲) تاخیر مستحب ہے (۳) اصفرار کے بعد سے مکروہ ہے۔ شافعیہ کے نزدیک پانچ قسمیں ہیں (۱) اول وقت میں فضیلت، مستحب (۲) درمیانے وقت میں مختار (۳) آخری وقت میں جائز ہے (۴) اصفرار کے بعد مکروہ ہے۔ (۵) عند العذر جمع حقیقی کے طور پر ظہر کے وقت میں پڑھ لی جائے۔

انتہاء وقت مغرب: ..... اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ مغرب کا آخری وقت غروب شفق تک ہے۔

(۱) اقلن قلیل: ..... حضرت امام شافعی کے مشہور مذہب کے مطابق وقت مغرب اتنا ہے کہ اطمینان سے وضو کر کے جس میں تین رکعتیں پڑھ لے۔

(۲) ..... امام صاحب کے نزدیک شفق سے مراد شفق ایض ہے اور عند الجمہور شفق سے مراد شفق احمر ہے تو افضل یہ ہوا کہ مغرب کی نماز غروب شفق احمر سے پہلے پڑھ لی جائے اور عشاء کو غروب شفق ایض کے بعد پڑھا جائے۔

انتہاء وقت عشاء :.....

(۱).....عند الجھور عشاء کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔

(۲).....عند البعض نصف اللیل ہے۔

عند الجھور ثلث اول میں مستحب ہے، نصف لیل تک جائز ہے اور طلوع فجر تک تاخیر مکروہ ہے۔

(۳۹۵) حدثنا عبد الله بن مسلمة قال قرأت علي مالك عن ابن شهاب
هم عن عبد الله بن مسلمة في بيان ما قاله مالك في حديثه (بہ حدیث) پر بھی ابن شہاب کے واسطے سے
ان عمر بن عبد العزيز اخر الصلوة يوما ودخل عليه عروة بن الزبير
کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک دن نماز میں تاخیر کی۔ پھر عروہ بن زبیر ان کے پاس گئے
فاخبره ان المغيرة بن شعبة اخر الصلوة يوما وهو بالعراق
اور بتایا کہ (اسی طرح) مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن نماز میں تاخیر کی تھی جب وہ عراق میں (گورنر) تھے
ودخل عليه ابو مسعود الانصاري فقال ما هذا يا مغيرة اليس قد علمت
اس کے بعد ابو مسعود انصاری ان کی خدمت میں گئے اور فرمایا۔ اے مغیرہ! آخر یہ کیا قصہ ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے
ان جبريل عليه السلام نزل فصلى صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
کہ جب جبریل علیہ السلام آئے تو انھوں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز پڑھی
ثم صلى صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى صلى رسول الله ﷺ
پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی
ثم صلى صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى صلى رسول الله ﷺ
پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی

ثم قال بهذا امرت فقال عمر لعروة
پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اسی طرح حکم ہوا ہے۔ اس پر عمر بن عبد العزیزؓ نے عروہ سے کہا
اعلم ما تحدث به او ان جبریل هو اقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الصلوة
معلوم بھی ہے کیا بیان کر رہے ہو۔ کیا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو نماز کے اوقات (اپنے عمل کے ذریعہ) بتائے تھے
قال عروة كذلك كان بشير بن ابي مسعود يحدث عن ابيه
عروہ نے فرمایا کہ ہاں اسی طرح بشیر بن ابی مسعودؓ اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے تھے
قال عروة و لقد حدثني عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر
عروہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے
والشمس في حجرتها قبل ان تظهر
جب ابھی دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی تھی دیوار پر چڑھنے سے پہلے

(انظر ۳۱۰۳، ۵۴۶، ۵۴۵، ۵۴۴، ۳۲۲۱)

مطابقته للترجمة في قوله (ان جبرئيل عليه السلام نزل فصلى) الى آخره وهي خمس

مرات فدل على ان الصلوة موقنة بخمس اوقات .

اس حدیث کی سند میں نور اوای ہیں۔ نوویں راویہ حضرت عائشہؓ ہیں۔

امام بخاریؒ نے اسی حدیث کو بدء الخلق میں ابو قتیبہؒ سے اور مغازی میں ابو الیمانؒ سے نقل کیا ہے

اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

جبرئیلؑ نے دو دن امامت کرائی اس حدیث کا نام حدیث امامت جبرئیلؑ ہے پہلے دن شروع اوقات میں

نمازیں پڑھائیں اور دوسرے دن آخری اوقات میں اور پھر فرمایا الوقت بین ھذین الوقتین!

سوال: ..... حضرت جبرئیلؑ نے کس جگہ امامت کروائی؟

جواب: ..... انہ امہ عند المقام تلقاء الباب یعنی مقام ابراہیم کے پاس بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے امامت کروائی!

قولہ فصلی رسول اللہ ﷺ: .....

(۱) محمد بن احمّ مغازی میں کہتے ہیں کہ جبرئیل نے جو نماز پڑھائی یہ معراج والی رات کے بعد صبح کی نماز ہے؟  
 (۲) لیکن مشہور روایات میں مذکور ہے کہ جبرئیل نے آپ ﷺ کو پہلے دن ظہر کی نماز پڑھائی مع ظہر کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس میں ظہور ناس آسانی سے ہو جاتا ہے دوسری وجہ تسلسل اوقات ہے کہ ان کے درمیان وقت فارغ نہیں آتا اسی وجہ سے ظہر کی نماز کو پہلی نماز کہا جاتا ہے۔

سوال: ..... فاء تعقیب مع الوصل کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ جبرئیل نے پہلے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو یہ روایت ایک دوسری روایت (جس میں اُمّنی جبرئیل عند البیت ہے) کے معارض ہو گئی؟  
 جواب اول: ..... فاء تعقیب کے لئے ہے مگر کل صلوٰۃ کے اعتبار سے نہیں بلکہ اجزاء کے اعتبار سے ہے کہ جبرئیل نے پہلے نماز شروع کی پھر آپ ﷺ نے نماز شروع کی پھر جبرئیل نے رکوع کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے رکوع کیا الی آخر وہ ۵  
 سوال: ..... بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے آپ ﷺ کو دو دن اول، آخر وقت میں امامت کروائی ہے اور روایت الباب تو ایسے نہیں؟

جواب (۱): ..... راوی نے اقتضاء و اختصار سے کام لیا ہے۔

جواب (۲): ..... فعل مطلق مرۃ واحدہ پر اسی طرح صادق آتا ہے جیسے الف مرۃ پر صادق آتا ہے۔

جواب ثانی: ..... یا یہ فاء جمع کے لئے ہے۔

جواب ثالث: ..... ان الفاء قولہ فصلی لبيان صلوتہ فی عمرہ یعنی ان النبی ﷺ

صلی فیہ بعد کما کان جبرئیل علمہ کے

قولہ ثم قال بهذا امرت: ..... یہ جبرئیل کا مقولہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ مجھے تعلیم کا حکم

۱ (فیض الباری ص ۲۸۸ ج ۲) ۲ (عمدة القاری ص ۲۰۳ ج ۵) ۳ (فیض الباری ص ۸۸ ج ۲) ۴ (عمدة القاری ص ۳۳ ج ۵) (ابوداؤد ص ۶۲ ج ۱) ۵ (عمدة القاری ص ۲۰۳ ج ۵) (تقریر بخاری ص ۸۸ ج ۳) ۶ (فیض الباری ص ۸۹ ج ۲) ۷ (فیض الباری ص ۸۹ ج ۲)

کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کا مقولہ بھی ہو سکتا ہے۔

قولہا علم: ..... امر کا صیغہ ہے یا متکلم کا؟ راجح یہ ہے کہ یہ امر کا صیغہ ہے (بصیغۃ الامر تنبیہ من عمر بن عبد العزیز العروۃ انکارہ ایاہ وقال القرطبی ظاہرہ الانکار) ۲ بظاہر اس میں انکار کا عنوان ہے منشاء انکار تین چیزیں ہیں (۱) امامت جبرئیل کہ غیر افضل کو افضل کا امام بنایا جا رہا ہے۔

جواب: ..... یہ جزوی فضیلت ہے اس سے افضلیت لازم نہیں آتی۔

(۲) یا انکار اس بات پر ہے کہ تعیین اوقات جبرئیل نے بتلائی ہے۔

جواب: ..... یہ ہے کہ جبرئیل کی طرف تعیین اوقات کی نسبت مجازی ہے حقیقت میں تعیین کرنے والے اللہ ہیں۔

(۳) یا یہ مطلب ہے کہ یہ بات سند کے ساتھ بیان کرو اس صورت میں اعلم ہوگا اور آگے سند کی طرف متوجہ ہونا اس پر دلیل ہے۔

قولہو الشمس فی حجر تھا قبل ان تظہر: .....

سوال: ..... اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر بہت جلد پڑھ لیتے تھے۔

جواب: ..... احناف کہتے ہیں اس سے تو تاخیر ثابت ہوتی ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے حجرہ اقدس کی دیواریں

پھوٹی چھوٹی تھیں ۳ ان پر سایہ بہت دیر سے چڑھتا تھا ۴

(۳۵۲)

## باب قول اللہ عز و جل منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوة ولا تكونوا من المشرکین

خداوند تعالیٰ کا قول ہے۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور ڈرو

اور نماز قائم کرو اور مشرکین کے طبقہ میں نہ شامل ہو جاؤ

(۲۹۶) حدثنا قتیبة بن سعید قال نا عباد و هو ابن عباد

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے عباد نے بیان کیا اور یہ عباد کے لڑکے ہیں

(عمدة القاری ص ۵۵ ج ۲) (عمدة القاری ص ۵۵ ج ۳) (فیض الباری ص ۲۹۰ ج ۲)

عن ابی جمرۃ عن ابن عباس قال قدم وفد عبد القیس علی رسول اللہ ﷺ

ابو جمرہ کے واسطے سے وہ ابن عباس سے انھوں نے فرمایا کہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

فقالوا انا هذا الحی من ربیعة ولسنا نصل الیک الا فی الشهر الحرام

انھوں نے عرض کی کہ ہم اس ربیعہ کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں

فمرنا بشیء ناخذہ عنک و ندعوا الیہ من وراءنا

اس لئے آپ کسی ایسی بات کا ہمیں حکم دیجئے جسے ہم سیکھ لیں اور اپنے قبیلہ کے دوسرے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں

فقال آمرکم باربع و انها کم عن اربع الیمان باللہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (حکم دیتا ہوں) خدا پر ایمان لانے کا

ثم فسرہا لہم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ

پھر آپ نے اس کی تفصیل فرمائی ان کیلئے کہ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں

واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و ان تؤدوا الی خمس ما غنمتم

اور نماز کے قائم کرنے کا زکوٰۃ دینے کا اور جو مال تمہیں غنیمت میں ملے اس میں سے خمس ادا کرنے کا (حکم دیتا ہوں)

وانہا کم عن الدباء و الحنتم و المقیر و النقیئر (راجع ۵۳)

اور تمہیں میں کدو کا برتن (سبز رنگ کی مرتبان جیسی گھڑیا جس پر روغن لگا ہوا ہو) اور مقیر یعنی رال ایک قسم کا تیل جو

بصرہ سے لایا جاتا تھا) لگے ہوئے برتن اور نقیر (کھجور کی جڑ سے کھود کر بنایا ہوا برتن) کے استعمال سے روکتا ہوں

حدثنا قتیبۃ بن سعید الخ : .....

مطابقہ ہذا الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ .

آیت الباب میں ہے ”اور نماز قائم کرو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ“ مفہوم مخالف کے قائلین نے اس سے

یہ استدلال کیا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کافر ہے سلف کی ایک جماعت کی رائے یہی ہے اور امام احمد بن حنبل سے بھی یہی

منقول ہے اور شاہ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ (نماز عبادت ہے) عبادت کا چھوڑنا اتباعِ ہوی ہے جو شرک کی نوع ہے  
اس لئے ولا تكونوا من المشرکین فرمایا۔

اس باب کا فضائل صلوٰۃ کے ساتھ تعلق: ..... اس طرح ہے کہ اقیمو الصلوٰۃ میں اقامۃ کی تفسیر  
اداء الصلوٰۃ بارگاہا وشرائطها ومستحباتها وادابها کے ساتھ کی جائے اس تفسیر کی بنا پر اس کے اندر  
وقت خود بخود داخل ہو گیا۔ لہذا اب جہاں اقامت کا لفظ آئے گا وہاں مواقیت خود بخود نکل آئے گا۔

سوال: ..... حدیث الباب آیت الباب کے مطابق نہیں؟ اس لئے کہ آیت الباب میں نفی شرک کا اقامت صلوٰۃ  
کے ساتھ اقتران کا بیان ہے جب کہ حدیث الباب میں اقامت صلوٰۃ کے ساتھ توحید کے اثبات کا اقتران ہے نفی  
اور اثبات تو ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں لہذا مناسبت نہ پائی گئی۔

جواب: ..... جہت تضاد ہی کے لحاظ سے دونوں میں موافقت و مناسبت پائی جا رہی ہے۔

فائدہ: ..... حدیث کی تشریح و تفصیل الخیر الساری ج ۳ ص ۳۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

(۳۵۳)

## باب البيعة على اقام الصلوٰۃ

نماز قائم کرنے پر بیعت

البيعة: ..... اہل عرب بیع کرتے وقت مصافحہ کیا کرتے تھے تو بیعت کا معنی بیع ہوگا لیکن یہاں بیع والا معنی اس  
سے الگ وجد کر لیا گیا ہے اور اب یہاں مطلق معاہدہ کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔

(۳۹۷) حدثنا محمد بن المثنى قال ثنا يحيى قال حدثنا اسمعيل قال

ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے اسمعیل نے بیان فرمایا

(تقریر بخاری ص ۳ ج ۳) ۲ (فیض الباری ص ۱۰۰ ج ۲) ۳ (تقریر بخاری ص ۳ ج ۳) ۴ (عمدۃ القاری ص ۵ ج ۵) ۵ (فیض الباری ص ۱۰۱ ج ۲)

ثنا قیس عن جریر بن عبد اللہ قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ ہم سے قیس نے جریر بن عبد اللہ سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے  
 علی اقام الصلوٰۃ وایتا الزکوٰۃ و النصح لكل مسلم (راجح ۵۷)  
 نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی

مطابقتہ للترجمة ظاهرة . یہ حدیث کتاب الایمان کے آخری باب قول النبی علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام الدین النصیحة لله ولرسوله میں گزر چکی ہے الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۳۳۱ ج ۳ پر اس کی  
 تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ..... اس حدیث سے نماز کی اہمیت اور تا کد معلوم ہوتا ہے اور ضمناً فضل صلوٰۃ کا علم بھی ہو گیا لیکن اس کا  
 مواقیت صلوٰۃ سے کیا تعلق ہے؟

جواب: ..... جب اقامت کی تفسیر یہ کی جائے کہ نماز کو ارکان، شرائط، مستحبات اور آداب کی رعایت کے ساتھ  
 ادا کرنا تو اس میں نماز کا وقت خود بخود آ گیا لہذا سوال ہی نہ رہا۔

(۳۵۲)

## باب الصلوٰۃ کفارۃ

نماز کفارہ ہے

اس باب کا تعلق فضائل کے ساتھ تو بالکل واضح ہے اور اس کو مواقیت الصلوٰۃ میں ذکر فرما کر اس بات کی  
 طرف اشارہ کر دیا کہ وہی نمازیں کفارہ بنیں گی جو اپنے اوقات کے اندر ادا کی گئی ہوں۔

(۳۹۸) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن الاعمش

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے یحییٰ نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا

قال حدثني شقيق قال سمعت حذيفة قال كنا جلوسا عند عمر رضي الله عنه

عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے شقیقؓ نے بیان کیا شقیقؓ نے کہا کہ میں نے حذیفہؓ سے سنا کہ حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے

فقال ايكم حفظ قول رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفتنة

عمرؓ نے پوچھا کہ فتنے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو تم میں سے کس نے یاد رکھی ہے؟

قلت انا كما قاله قال انك عليه او عليها لجرى قلت

میں نے کہا کہ میں نے (اسی طرح یاد رکھا ہے) جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمرؓ نے فرمایا

فتنة الرجل في اهله وماله وولده

تم رسول اللہ ﷺ سے فتنے کو معلوم کرنے میں بہت نڈر تھے میں نے کہا انسان کے گھر والے لہلہاں کی اولاد اور اس کے بڑی فتنے آزمائش کی چیزیں ہیں

وجاره تكفرها الصلوة والصوم والصدقة والامر والنهي

نماز، روزہ، صدقہ اچھی باتوں کے لئے لوگوں سے کہنا اور بری باتوں سے روکنا ان کا کفارہ ہیں

قال ليس هذا اريد ولكن الفتنة التي تموج كما يموج البحر

عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس فتنہ کے متعلق بتاؤ جو سمندر کی طرح ٹھانٹیں مارتا ہوا بڑھے گا

قال ليس عليك منها ياس يا امير المؤمنين ان بينك وبينها

اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین: آپ اس سے خوف نہ کھائیے آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے

لباب مغلق قال يكسر ام يفتح قال يكسر

ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا توڑ دیا جائے گا

قال اذا لا يغلق ابدا قلنا اكان عمر يعلم الباب

عمرؓ پر کاراٹھے کہ پھر تو کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ شقیقؓ نے کہا کہ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا کیا عمرؓ اس دروازہ کے متعلق علم رکھتے تھے

قال نعم كما ان دون الغد الليلة

تو انھوں نے کہا کہ ہاں بالکل اس طرح جیسے دن کے بعد رات آنے کا یقین ہوتا ہے

انی حدثته بحديث ليس بالاغاليط فهنا ان نسال حذيفة

میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط قطعاً نہیں ہے ہمیں اس کے متعلق حذیفہؓ سے کچھ پوچھنے میں خوف ہوتا تھا

فامرنا مسروقاً فسأله فقال الباب عمر (انظر ۱۳۵، ۱۸۹۵، ۳۵۸۶، ۷۰۹۶)

اس لئے ہم نے مسروقؓ سے کہا (کہ وہ پوچھیں) انھوں نے دریافت کیا تو آپؓ نے بتایا کہ دروازہ خود عمرؓ ہی ہیں

حدثنا مسد الخ : ..... مطابقته هذا الحديث للترجمة في قوله ( تكفرها الصلوة ) اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں جب کہ پانچویں حضرت حذیفہ بن یمانؓ ہیں۔

امام بخاریؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں قتیبہؒ سے اور علامات نبوی ﷺ میں عمر بن حفصؒ سے اور کتاب الصوم میں علی بن عبداللہؒ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور امام مسلمؒ نے باب الفتن میں، ابن نمیرؒ وغیرہ سے اور امام ترمذیؒ نے باب الفتن میں اور ابن ماجہؒ نے بھی باب الفتن میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قوله انك عليه او عليها : ..... ”او“ شک راوی ہے اگر (علیہ) فرمایا ہے تو نقل قول رسول ﷺ کی طرف ضمیر راجح ہوگی اور اگر علیہا فرمایا ہے تو شرح مقالہ کی طرف ضمیر راجح کرتے ہیں مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک فتنہ کی طرف ضمیر راجح کرنا اولیٰ ہے۔

قال ایکسرام یفتح : ..... یکسر سے مراد قتل ہے اور یفتح سے مراد طبعی موت ہے۔

قوله فتنة الرجل في اهله وماله وولده وجاره : ..... اہل کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ایسا قول اور عمل کرے جو حلال نہیں ہے اور مال کا فتنہ یہ ہے کہ اس کو غیر ماخذ سے حاصل کرے اور اسے غیر مصرف میں خرچ کرے، اور اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ اولاد کی فرط محبت اور کثرت مشغولیت کی وجہ سے بہت ساری بھلائیوں سے محروم رہے اور ان کے لئے کمانے میں غلو سے کام لے حلال و حرام کی پروا نہ کرے، اور پڑوسی کا فتنہ یہ ہے کہ فتنہ الرجل فی جاره ان یتمنی ان یکون حاله مثل حاله ان کان متسعاً قال تعالیٰ ” وجعلنا بعضکم لبعض فتنه“ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انسان ان کی وجہ سے دین میں نقائص داخل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

قوله ليس بالاغاليط :..... جمع اغلوطه وهي ما يغالط بها قال النووي معناه حديثه حديثاً صدقاً محققاً من احاديث رسول الله ﷺ لا من اجتهاد رأى ونحوه  
قوله مسروقاً :..... یہ مسروق بن اجدع ہیں۔

(۴۹۹) حدثنا قتيبة قال حدثنا يزيد بن زريع عن سليمان التيمي
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا۔ سلیمان تمیمی کے واسطے سے
عن ابی عثمان النهدی عن ابن مسعود ان رجلا اصاب من امرئۃ قبله
وہ ابو عثمان نہدی سے وہ ابن مسعود سے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا
فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فانزل اللہ عزوجل
اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دیدی۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اقم الصلوٰۃ طرفی النهار روزلفا من اللیل ان الحسنات یذهبن السیات
(ترجمہ) نماز دن کے دونوں جانبوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے اور بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں
فقال الرجل یا رسول اللہ النی هذا قال لجمیع امتی کلہم (انظر ۴۶۸)
اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ: کیا یہ صرف میرے لئے ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میری پوری امت کے لئے

مطابقته، للترجمة فی قوله "انَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں۔

امام بخاری نے کتاب التفسیر میں مسدّد سے اور امام مسلم نے توبہ میں قتیبہ اور ابی کامل سے اور امام ترمذی نے کتاب التفسیر میں محمد بن بشر اور امام نسائی نے قتیبہ اور ابن ابی عدی اور اسلمیل بن مسعود اور ابن ماجہ نے کتاب الصلوٰۃ میں سفیان بن کویج سے اور کتاب الزهد میں اسحق بن ابراہیم سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔  
قولہان رجلاً :..... رجل سے مراد ابوالیسر (شیخ الیاء) ہیں جیسا کہ امام ترمذی نے ترمذی شریف میں اس کی

تصریح فرمائی ہے ترمذی میں عن ابی الیسر قال اتتنی امرأة تبسّع تمرًا فقلت ان فی البیت تمرًا طیب  
منہ فدخلت معنی فی البیت فاهویت الیہا فقبلتها الخ  
ان الحسنات : ..... حسنات سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔

الیٰ ہذا : ..... ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور ہذا مبتداء ہے اور لی خبر مقدم ہے اور اس تقدیم کا فائدہ تخصیص ہے۔

(۳۵۵)

## باب فضل الصلوة لوقتہا

نماز وقت پر پڑھنے کی فضیلت

(۵۰۰) حدثنا ابو الولید ہشام بن عبد الملک قال حدثنا شعبہ
ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا
قال الولید بن العیزار اخبرنی قال سمعت ابا عمرو الشیبانی یقول
کہا ولید بن عیزار نے مجھے خبر دی کہ ابو عمرو شیبانی سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ
حدثنا صاحب هذه الدار و اشار الی دار عبد الله قال سالت النبی ﷺ
میں نے اس گھر کے مالک سے سنا آپ عبد اللہ بن مسعود کے گھر کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا
ای العمل احب الی اللہ قال الصلوة علی وقتہا
کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا
قال ثم ائی قال ثم بر الوالدین قال ثم
پوچھا اس کے بعد فرمایا کہ پھر والدین کے ساتھ حسن معاملت رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا

ای قال الجهاد فی سبیل اللہ قال حدثنی بہن ولو استزدتہ لزدنی

کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اتنے مسعودؓ نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بتا دیتے

مطابقہ هذا الحدیث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں حضرت عبداللہؓ ہیں اور عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ امام بخاریؒ نے ادب میں ابوالولیدؒ سے اور توحید میں سلیمان بن حربؒ سے اور جہاد میں حسن بن صباحؒ سے اور توحید میں عباد بن عوامؒ سے اور امام مسلمؒ نے ایمان میں عبید اللہ معاذؒ وغیرہ سے اور امام ترمذیؒ نے کتاب الصلوة میں قتیبہؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوة میں عمرو بن علیؒ وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

الولید بن العیزار: ..... عیزار عین کے فتح اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ عیزار کے باپ خریث کوئی ہیں! علی وقتہا: ..... روایت الباب میں الصلوة علی وقتہا ہے اور ترجمۃ الباب میں لوقتہا ہے تو یہ ترجمۃ الباب ترجمہ شارحہ ہوگا۔ حروف چارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

ای العمل احب: ..... احب اسم تفضیل ہے اکثر اسم فاعل کے معنی میں آیا کرتا ہے اور یہاں احب بمعنی محبوب اسم مفعول کے معنی میں ہے ۲

(۳۵۶)

باب الصلوات الخمس كفارة للخطايا

اذا صلاهن لوقتہن فی الجماعة وغیرها

پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں جب ان کو ان کے

وقت پر ادا کریں جماعت کے ساتھ یا بغیر جماعت کے

اعتراض: ..... باب الصلوة كفارة اور اس باب میں تکرار پایا جا رہا ہے کیونکہ دونوں سے مقصود ایک ہی ہے

یعنی نماز کا کفارہ بننا، اور تکرار اچھا نہیں؟

جواب (۱) : ..... پہلے باب میں اجمال ہے اور اس میں تفصیل ہے۔

جواب (۲) : ..... پہلا باب مطلقاً ہے اور یہ عقیدہ بالخمس ہے حاصل یہ ہے کہ پہلا باب عام ہے اور دوسرا خاص ہے۔

جواب (۳) : ..... باب سابق میں نفس نماز کے کفارہ ہونے کا بیان ہے اور اس میں جماعت اور غیر جماعت

دونوں کے کفارہ ہونے کا بیان ہے لہذا تکرار نہ ہوا ۲

(۵۰۱) حدثنی ابراہیم بن حمزہ قال حدثنا ابن ابی حازم والدر اوردی عن یزید بن عبد اللہ

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن ابی حازم اور درودی نے یزید بن عبد اللہ کے واسطے سے بیان کیا

عن محمد ابن ابراہیم عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی ہریرة انه سمع رسول اللہ ﷺ

وہ محمد بن ابراہیم سے وہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے وہ ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

يقول ارايتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا ما تقول ذلك

کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے تو تمہارا کیا خیال ہے

يبقي من درنه قالوا لا يبقى من درنه شيئا قال فذالك

کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں (یا رسول اللہ) حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہی حال

مثل الصلوات الخمس يمحو الله بها الخطايا

پانچ وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو دھو دیتا ہے

حدثنا ابراہیم بن حمزہ الخ ..... مطابقہ للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں سات راوی ہیں ساتویں حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔

امام مسلم نے الصلوة میں قتیبہ سے امام ترمذی نے امثال میں قتیبہ سے اور امام نسائی نے صلوة میں

قتیبہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے ۱۲ حضرت ابو ہریرہؓ کا اصل نام عبد الرحمن بن صخر ہے ۵ ہجری میں مشرف

باسلام ہوئے۔

يُحَوِّثُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا : ..... معو خطايا سے مراد صغائر ہیں کیونکہ ان کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے بخلاف کبائر کے کہ ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے سے قلب پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر بندہ توبہ نہ کرے تو وہ نقطہ آہستہ آہستہ دل کو گھیر لیتا ہے جب کبائر کا تعلق دل سے ہو تو توبہ کی ضرورت پڑے گی۔

(۳۵۷)

## باب فی تضييع الصلوة عن وقتها

وقت سے نماز کو ضائع کرنا

اس سے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ (آیت ۱) کی طرف اشارہ ہے۔  
اضاعت سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں تین قول ہیں۔

۱: اخراج الصلوة عن وقتها

۲: اخراج الصلوة عن الوقت المستحب

۳: اخراج الصلوة عن كل الوقت

امام بخاری تیسرے نمبر کے قائل ہیں۔ روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

(۵۰۲) حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا مهدي عن غيلان عن انس

هم سے موسیٰ بن اسمعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مہدی نے غیلان کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت انسؓ سے

قال ما اعرف شيئا مما كان على عهدى النبي صلى الله عليه وسلم قيل الصلوة

آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی بات اس زمانہ میں نہیں پاتا۔ لوگوں نے کہا کہ نماز تو ہے

قال اليس صنعتم ما صنعتم فيها

فرمایا کہ اس کے ساتھ بھی تم نے کیا کچھ نہیں کر ڈالا ہے

حدثنا موسى بن اسمعيل الخ: ..... وجه مطابقته للترجمة في قوله " اليس صنعتهم ما صنعتهم فيها"  
اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں جو تھے حضرت انسؓ ہیں۔

(۵۰۳) حدثنا عمرو بن زرارة قال اخبرنا عبد الواحد بن واصل ابو عبيدة الحداد
ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا۔ کہا کہ ہمیں عبد الواحد بن واصل ابو عبیدہ حداد نے
عن عثمان بن ابي رواد اخى عبد العزيز قال سمعت الزهري
عبد العزيز کے بھائی عثمان بن ابی رواد کے واسطے سے خبر دی انھوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا
يقول دخلت على انس ابن مالك بد مشق وهو يكي
کہا کہ میں دمشق میں انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ رو رہے تھے
فقلت ما يبكيك فقال لا اعرف شيئا مما ادركت الا هذه الصلوة
میں نے عرض کی کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی چیز اس نماز کے علاوہ اب نہیں پاتا
وهذه الصلوة قد ضيعت وقال بكر بن خلف حدثنا محمد بن بكر البرساني
اور اس کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے اور بکر بن خلف نے کہا کہ ہم سے محمد بن بکر برسائی نے بیان کیا
قال اخبرنا عثمان بن ابي رواد انه حو
کہا کہ ہم سے عثمان بن ابی رواد نے اسی طرح حدیث بیان کی

حدثنا عمرو بن زرارة الخ: ..... مطابقته للترجمة في قوله "ضيعت"

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت انسؓ ہیں۔

دمشق: ..... دال کے کسرہ اور میم کے فتح کے ساتھ ہے۔ اس کے بانی کا نام دمشق ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے دمشق کہتے ہیں۔

وهويكي: ..... اس حال میں وہ رونے لگے۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ اس نیت سے دمشق تشریف لے گئے کہ وہاں

جا کر ولید بن عبد الملک کے پاس حجاج بن یوسف کی شکایت کریں، وہاں جا کر دیکھا کہ ان لوگوں نے جس طرح اور چیزوں کو ضائع کر رکھا تھا نماز کو بھی ضائع کر رکھا تھا اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انسؓ نے بیٹھ گئے! اشکال: ..... فقال لا اعرف شیاً مما ادرکت الا هذه الصلوٰۃ الخ اور بخاری ص ۱۰۰ پر حضرت انسؓ سے ہی منقول ہے ما انکرت شیاً الا انکم لاتقیمون الصفوف تودونوں میں بظاہر تعارض ہے اس لئے کہ اس باب کی روایت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ ضائع کر دیا اور بخاری ص ۱۰۰ کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک تھا صرف صفوں میں خرابی تھی؟

جواب: ..... روایت الباب جس میں مطلقاً ساری اشیاء کی اضاعت کا ذکر ہے یہ دمشق کا واقع ہے جیسا کہ روایات میں تصریح ہے اور جہاں صفوں کے اندر کوتاہی کا ذکر ہے تو وہ مدینہ منورہ کا واقع ہے!

قال بکر بن خلف حدثنا محمد بن بکر البرسانی قال اخبر عثمان بن ابی روادنحوه

بکر بن خلف نے کہا کہ ہمیں محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عثمان بن ابی رواد نے اسی طرح خبر دی

اور یہ تعلق ہے اس کو اسمعیل نے موصولاً ذکر کیا ہے ۳ اس کو جلی قلم سے لکھنا چاہئے تھا اور لفظ حدثنا بار یک۔ اس لئے کہ روایت کی ابتداء لفظ قال سے ہے (حدثنا) سے نہیں اور جن نسخوں میں اس کے خلاف ہے وہ غلط ہے اور وہم ہے!

برسانی: ..... منسوب الی برسان بطن ازد ۵

(۳۵۸)

باب المصلیٰ یناجی ربہ

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے

اس باب کو کتاب مواقیت الصلوٰۃ سے اس طرح مناسبت ہے کہ اس سے اس بات کا بیان ہے کہ نمازوں

کی ادائیگی کے اوقات اللہ پاک سے مناجات کے اوقات ہیں تو ان کو اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے حضرت شیخ

المحدث مولانا زکریا لکھتے ہیں کہ اللہ پاک کی دو شانیں ہیں۔ (۱) شان مالکیت (۲) شان محبوبیت۔

اب اگر کوئی شخص بادشاہ تک رسائی حاصل کر لے اور اس سے بات کرنے کا موقع مل جائے اور بات شروع ہو جائے اور وہ پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے تو بادشاہ اس کو نکال دے گا اور مطرود و مردود کر دے گا بس یہی حال وہاں کا ہے اسی طرح کوئی ہزار عرق ریزیوں کے بعد محبوب تک پہنچے اور محبوب بات کرنے کو تیار ہو جائے اور پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے تو محبوب کیا کرے گا اس کے منہ پر تھوک کر دوسری طرف متوجہ ہو جائے گا یہی حال حضرت باری کا بھی ہے بلکہ اس سے اعلیٰ و ارفع و اولیٰ ہے کیونکہ وہ تو احب المحبوبین ہیں اور ملک الملوک ہیں! چنانچہ اگر کسی سرکاری عہدہ دار سے ملنا ہو تو پہلے اس کی تیاری کی جاتی ہے اور جب وقت قریب آ جاتا ہے تو پھر نظر ہر وقت گھڑی پر رہتی ہے تو احکم الحاکمین و مالک الملوک کے دربار میں حاضری اور ان سے مناجات کے لئے کتنا اہتمام کرنا چاہئے وہ ظاہر ہے ۲

(۵۰۳) حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام عن قتادة عن انس
هم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام نے قتادہ کے واسطے سے بیان کیا وہ حضرت انس سے
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا صلی یناجی ربہ
کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
فلا یتفلن عن یمینہ و لکن تحت قدمہ الیسری (راجح ۲۳۱)
اس لئے اسے اپنی داہنی جانب نہ تھوکتا چاہیے۔ اور لیکن بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے

اذا صلی یناجی ربہ فلا یتفلن عن یمینہ الخ:.....

اشکال:..... بخاری ص ۵۸ و ۵۹ پر روایت گزری ہے اور وہاں دائیں طرف تھوکنے کی ممانعت کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے اور اس روایت میں علت رب ذوالجلال سے ہرگوشی کو قرار دیا گیا ہے تو بظاہر تعارض ہے؟

جواب:..... کوئی تعارض نہیں کیونکہ ایک چیز کی متعدد علتیں ہو سکتی ہیں ۳

وهذا لحديث قد مضى في باب حك البزاق باليد من المسجد باطول منه  
وقال سعيد الخ: ..... سعيد سے مراد ابن ابی عمرو ہیں ای قال سعید عن قتادة بالاسناد المذكور  
وطريقه موصولة عند الامام احمد وابن حبان .  
وقال شعبة الخ: ..... ای قال شعبة بن الحجاج عن قتادة بالاسناد ايضاً وقد اوصله البخاري  
ايضاً فيما تقدم عن آدم عنه .  
وقال حميد الخ: ..... اوصله البخاري ايضاً فيما تقدم ولكن ليس في تلك الطريقة قوله  
ولا عن يمينه وقال الكزمانى هذه تعليقات لكنها ليست موقوفة على شعبة ولا على قتادة  
ويحتمل الدخول تحت الاسناد السابق بان يكون معناه الخ ۲  
علامہ عینی فرماتے ہیں کہ یہ تمام کی تمام موصولہ ہیں احتمال کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

(۵۰۵) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا يزيد بن ابراهيم
هم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے يزيد بن ابراہیم نے بیان کیا
قال حدثنا قتاده عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم
کہا ہم سے قتادہ نے انس بن مالک کے واسطے سے بیان کیا۔ آپ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے
انه قال اعتد لو افي السجود ولا يبسط احدكم ذراعيه كالكلب
آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کرنے میں اعتدال رکھو اور کوئی شخص اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے
و اذا بزق فلا يبزقن بين يديه ولا عن يمينه فانه يناجي ربه
جب کسی کو تھوکتا ہی ہو تو سامنے یا داہنی طرف نہ تھو کے کیونکہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
وقال سعيد عن قتاده لا يتفل قدامه او بين يديه ولكن عن يساره
سعید نے قتادہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ آگے یا سامنے نہ تھو کے البتہ بائیں طرف تھوک سکتا ہے

او تحت قدمه وقال شعبة لا يبزق بين يديه  
يا اپنے قدموں کے نیچے اور شعبہ نے کہا کہ اپنے سامنے اور نہ اپنی دائیں طرف  
ولا عن يمينه ولكن عن يساره او تحت قدمه  
اور نہ ہی اپنی بائیں طرف اور لیکن اپنی بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے  
وقال حميد عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم لا يبزق في القبلة  
اور کہا حمید نے انس بن مالک سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قبلہ کی طرف نہ تھوکے  
ولا عن يمينه ولكن عن يساره او تحت قدمه (راجع ۲۳۱)  
اور نہ دائیں طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے

حدثنا حفص بن عمر الخ: ..... مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی تشریح الخیر الساری ص ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴ ج ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۵۹)

### باب الابراد بالظھر فی شدة الحر

گرمی کی شدت میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا

اشکال: ..... ظہر کا وقت ذکر کرنے سے پہلے امام بخاری نے اس کے اوصاف کو کیوں شروع فرما دیا حالانکہ اوصاف موصوف کے تابع ہوتے ہیں؟

جواب: ..... حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ جب ابراد کا حکم دے دیا تو زوال تو خود اس میں آ گیا۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ شدت اہتمام ابراد بالظہر کی وجہ سے اس کو مقدم فرمایا۔

**غرض بخاری:** ..... بہت ممکن ہے کہ ظہر کے اندر تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے جو مختلف اقوال ہیں ان پر رد کرنا ہو چنانچہ حنفیہ کے نزدیک موسم گرما میں تاخیر کرنا اولیٰ ہے اور موسم سرما میں تعجیل۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ علت تاخیر حر (گرمی) کا ہونا ہے لہذا اگر گرمی کے موسم میں کہیں گرمی نہ ہو رہی ہو جیسے سلمہ یا منصور (یا مری و بالا کوٹ) پر کوئی رہنے والا ہو تو تاخیر نہ کرے حضرت امام بخاری ان دونوں پر رد فرماتے ہیں کہ موسم اور مکان کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ وجہ ابراد شدت حر ہے ۲

حنفیہ کے نزدیک گرمیوں میں ابراد بالظہر مستحب ہے اور سردیوں میں تقدیم مستحب ہے ۳ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے کیونکہ نفس وقت کے بیان سے پہلے ابراد بالظہر کا باب قائم فرمایا۔

**ایک بحث:** ..... گرمی کی سختی یا سردی کی زیادتی کس وجہ سے ہے؟

جواب: ..... یہ ہے کہ ہر چیز کے دو سبب ہوتے ہیں۔ (۱) ظاہری (۲) باطنی۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے۔

**سبب ظاہری:** ..... تو وہ ہے جو سائنس والے بیان کرتے ہیں کہ سورج جب کسی زمین کے قریب سے گزرتا ہے اور زیادہ دیر تک رہتا ہے تو گرمی زیادہ ہوتی ہے جیسے خط استواء ہے کہ وہ سورج کے زیادہ قریب ہے اور جب سورج دور سے گزرتا ہے تو سردی ہوتی ہے کیونکہ پہلی گرمی ابھی باقی ہوتی ہے رات ابھی تک اسے زائل نہیں کر پاتی کہ دن آجاتا ہے اور سردیوں میں دن ابھی رات کی سردی کو زائل نہیں کر پاتا کہ پھر رات آجاتی ہے۔

**سبب باطنی:** ..... سبب باطنی گرمی فی جہنم سے ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اکل بعضی بعضا الحدیث ۴ تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دوسانس لینے کی اجازت دی ان میں سے ایک سانس اس وقت ہوتا ہے جب کہ گرمی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث قریب آرہی ہے ۵

**اشکال ثانی:** ..... اوپر والی تقریر سے ایک دوسرا اشکال بھی رفع ہو گیا کہ ٹھنڈے علاقوں میں کیا جہنم سانس نہیں لیتی؟ تو جواب یہی ہے جو علاقے سورج کی طرح جہنم کے منہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور جہنم کی گرمی خدا کے غضب سے ہے۔

سوال : ..... سورج میں گرمی کہاں سے آتی ہے؟

جواب : ..... جہنم سے۔ کیونکہ سورج اور جہنم کے درمیان مناسبت اور جوڑ ہے سورج جہنم سے گرمی حاصل کرتا ہے اس سبب ظاہری و باطنی کو مثال سے سمجھیں۔

مثال اول : ..... اس کی مثال بارش ہے کہ گرمی کی وجہ سے بخارات اٹھتے ہیں اور پرجا کر ٹھنڈی ریح (ہوا) لگتی ہے تو کثیف ہو جاتے ہیں اور بارش برسی ہے۔

مثال ثانی : ..... عمل تقطیر اس کو کہتے ہیں جیسے کسی چیز کا عرق نکالتے وقت دیکھتے ہیں۔

سبب باطنی کی مثال : ..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فضا میں سمندر مخفوف ہے اس سے بادلوں میں پانی آتا ہے اور اسی سے بارش برسی ہے۔

مثال ثانی : ..... گاڑیوں کا حادثہ ہو جائے آپس میں ٹکرا جائیں تو لوگ کہتے ہیں کہ حادثہ کانٹے بدلنے والے کی غلطی سے پیش آیا لیکن حقیقت میں گناہوں کا اثر ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزوں کا عذاب پانچ چیزوں سے آتا ہے۔ (۱) مالِ غنیمت میں خیانت کرنے سے اللہ تعالیٰ دلوں میں دشمنوں کا خوف پیدا کر دیتے ہیں۔ (۲) زنا سے اموات (وباؤں) کی کثرت ہوتی ہے۔ (۳) ناپ تول میں کمی سے قحط آتا ہے۔ (۴) ناحق فیصلہ کرنے یا بغیر علم کے فیصلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ قتل و غارت کو زیادہ کر دیتے ہیں۔ (۵) وعدہ خلافی کرنے سے اللہ تعالیٰ دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں! ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تک اعمال درست نہیں کرو گے حالات پر قابو نہیں پاسکو گے ابھی تو ملک عزیز پاکستان میں استغفار، توبہ کرنے والے موجود ہیں سب سے زیادہ و بائیں امریکہ میں واقع ہوتی ہیں سب سے زیادہ خودکشی مغربی جرمنی میں ہوتی ہے روس میں ہر سال فی لاکھ ۱۸ آدمی امریکہ میں فی لاکھ ۲۱ آدمی اور مغربی جرمنی میں فی لاکھ ۲۳ آدمی خودکشی کرتے ہیں۔

ملک عزیز پاکستان میں ہونے والے فسادات پر طرح طرح کے تبصرے کئے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ فسادات سندھیوں کے تعصب کی وجہ سے ہیں کوئی کچھ بتلاتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ پورا ملک اجتماعی طور پر بے غیرتی دکھلا رہا ہے عورت کی حکمرانی ہے (یہ سبق بے نظیر کے دور میں پڑھایا گیا) اور عورت کی حکمرانی عذاب ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے لن یفلح قوم ولو امرهم امرأۃ (سنن النسائی المجتبیٰ جز ۸ ص ۲۲۷ بیروت)

(۵۰۶) حدثنا ایوب بن سلیمان قال حدثنا ابو بکر عن سلیمان

ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے ابو بکر نے بیان کیا سلیمان کے واسطے سے

قال صالح بن کیسان حدثنا الاعرج عبد الرحمن و غیرہ عن ابی ہریرۃ

صالح بن کیسان نے کہا کہ ہم سے اعرج عبد الرحمن و غیرہ نے حدیث بیان کی وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے تھے

ونافع مولى عبد الله بن عمر عن عبد الله بن عمر

عبد اللہ بن عمر کے مولیٰ نافع عبد اللہ بن عمر سے اس حدیث کی روایت کرتے تھے

انہما حدثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال

کہ ان دونوں صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی یہ کہ آپ نے فرمایا

إذا اشتد الحر فابدوا بالصلاة فان شدة الحر من فيح جهنم (انظر ۵۳۶)

جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کے بھڑکنے سے ہوتی ہے

مطابقتہ للترجمة من حيث ان المراد بقوله فابدوا بالصلاة

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں آٹھ راوی ہیں اور آٹھویں حضرت عبد اللہ بن عمر ہیں۔

فان شدة الحر :..... فاء تعلیلہ ہے ابراد کی علت گرمی کی شدت بتاتی ہے۔

سوال :..... تاخیر میں کیا حکمت ہے؟

جواب :..... علامہ عینی نے دو حکمتیں لکھیں ہیں۔

۱: دفع مشقت ہے کیونکہ گرمی کی شدت میں خشوع باقی نہیں رہتا۔

۲: جہنم کے دہکائے جانے کا وقت ہے چنانچہ مسلم شریف میں عمرو بن عبسہ سے مروی ہے کہ ان کو آپ ﷺ نے فرمایا اقصر عن الصلوة عند سوا الشمس فانها ساعة تسجر فيها جهنم!

نے فرمایا اقصر عن الصلوة عند سوا الشمس فانها ساعة تسجر فيها جهنم!

(۵۰۷) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر حدثنا شعبة

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے بیان کیا ان سے شعبہ نے

عن المهاجر ابی الحسن سمع زید بن وهب عن ابی ذر

مہاجر ابوالحسن کے واسطے سے بیان کیا انھوں نے زید بن وہب سے سنا ابو ذر سے روایت کرتے ہیں

قال اذن مؤذن النبي ﷺ الظهر فقال ابرد ابرد

کہ نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے اذان دی نماز ظہر کی تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو، ٹھنڈا ہونے دو

او قال انتظر انتظر وقال شدة الحر من فيح جهنم

یا یہ فرمایا ٹھہر جاؤ ٹھہر جاؤ اور فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی آگ بھڑکنے سے ہے

فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة

اس لئے جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو

حتى رايننا في التلـول (انظر ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷)

(پھر ظہر کی اذان اس وقت کہی گئی) جب ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں چھراوی ہیں چچے حضرت ابو ذر غفاریؓ ہیں جن کا نام جناب بن جنادہ ہے۔

امام بخاری نے صلوة میں آدم سے اور مسلم بن ابراہیم سے اور صفة النار میں ابوالولید سے اس کو نقل کیا ہے۔ اور

امام مسلم نے صلوة میں ابوموسیٰ سے اور ابوداؤد نے صلوة میں ابوالولید سے اور امام ترمذی نے صلوة میں محمود بن

غیلان سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے ۱

اَذْنُ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ ﷺ : ..... مؤذن حضرت بلالؓ ہیں۔

فقال ابرد ابرد: ..... سوال: ..... گرمی جب جہنم کی وجہ سے ہے اور جہنم کی گرمی غضب خدا تعالیٰ کی وجہ سے تو پھر ایسے وقت میں تو عبادت ہونی چاہئے اور دعا مانگی جانی چاہئے۔

جواب (۱): ..... ٹھیک ہے غضب کا تقاضا دعاء و عبادت میں مشغولی ہے یعنی غضب سے بچنے کے لئے عبادت کرنی چاہئے لیکن ادب کا تقاضا ہے کہ غضب کے وقت مواجہہ نہ کیا جائے۔

جواب (۲): ..... بھری فرماتے ہیں کہ اس کو قبول کر لینا چاہئے اگرچہ اس کا معنی سمجھ میں نہ آئے۔

تلول : ..... تل کی جمع ہے بمعنی ٹیلہ والتل من الرمل کومة منه ۲

(۵۰۸) حدثنا علي بن عبد الله المدني قال حدثنا سفیان قال حفظنا ه من الزهري

ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا کہ اس حدیث کو ہم نے زہریؒ سے سن کر یاد کیا

عن سعيد ابن المسيب عن ابي هريرة عن النبي ﷺ انه قال

وہ سعید ابن مسیب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں وہ ابو ہریرہؓ سے وہ نبی ﷺ سے کہ فرمایا

اذا اشتد الحر فابدوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم

جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی تیزی کی وجہ سے ہے

واشتكت النار الي ربها فقالت يا رب اكل بعضي بعضا

جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض نے بعض کو کھالیا

فاذن لها بنفسين نفس في الشتاء و نفس في الصيف

اس پر خداوند تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں

وهو اشد ما تجدون من الحر و هو اشد ما تجدون من الزمهرير (راجع ۵۳۳، وانظر ۳۲۶)

اور وہ انتہائی سخت گرمی اور انتہائی سخت سردی ہے جو تم لوگ محسوس کرتے ہو

مطابقته للترجمة ظاهرة .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام نسائی نے صلوٰۃ میں تہیہ اور محمد بن عبداللہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مسائل مستنبطہ : .....

۱: گرمیوں میں ظہر کی نماز میں ابراد مستحب ہے۔

۲: جہنم کو پیدا کیا جا چکا ہے اس سے معتزلہ کی تردید ہو جاتی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو قیامت کے دن بنائے گا۔

(۵۰۹) حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابي قال حدثنا الاعمش
ہم سے عمر ابن حفص نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا
قال حدثنا ابو صالح عن ابي سعيد قال قال رسول اللہ ﷺ
کہا کہ ہم سے ابو صالح نے ابو سعید خدری کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
ابردوا بالظہر فان شدة الحر من فيح جهنم
کہ ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے
تابعہ سفیان ويحيى و ابو عوانة عن الاعمش (انظر ۳۲۵۹)
اس حدیث کی متابعت سفیان، یحییٰ اور ابو عوانہ نے اعمش کے واسطے سے بیان کی

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ابر دو بالظہر : ..... سوال : ..... خواب کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے پاس گرمی کی شکایت

کی تو آپ ﷺ نے ان کی شکایت نہیں سنی یعنی گرمی میں ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

جواب (۱) : ..... ابراد کی روایات کثیر ہیں جو کہ استحباب ابراد پر دلالت کرتی ہیں لہذا حضرت خواب کی روایت

اس پر محمول ہوگی کہ انہوں نے اس سے بھی زیادہ تاخیر کی تمنا کی۔

جواب ثانی: ..... حضرت خبابؓ نے عرض کیا تھا کہ ظہر کو اس کے وقت ہی سے مؤخر کر دیا جائے اس لئے آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں مانی۔

جواب ثالث: ..... حضرت خبابؓ کی روایت ابراد والی روایت سے منسوخ ہے ابو بکرؓ الاثرم کتاب الناسخ والمنسوخ میں اسی طرف مائل ہوئے ہیں۔

تابعہ سفیانؒ ویحییٰؒ و ابو عوانہؒ عن الاعمشؒ: ..... ”ہ“ ضمیر کا مرجع حفص بن غیاثؒ ہے جو عمرؓ کے والد ہیں ای تابع حفص بن غیاثؒ ۲ حفص بن غیاثؒ کی متابعت (۱) سفیان ثوریؒ (۲) یحییٰ بن سعید القطانؒ (۳) ابو عوانہ و ضاع بن عبد اللہؒ نے کی ہے۔

(۳۶۰)

## باب الابراد بالظہر فی السفر

سفر میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا

غرض بخاری: ..... اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابراد بالظہر حضر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سفر میں بھی ابراد بالظہر مستحب ہے۔

(۵۱۰) حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا مهاجر ابو الحسن مولیٰ لبني تيم الله
هم سے آدمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بنی تیم اللہ کے مولیٰ مهاجر ابو الحسنؒ نے بیان کیا
قال سمعت زید بن وہب عن ابی ذر الغفاری قال کنا مع رسول الله ﷺ فی سفر
کہا کہ میں نے زید بن وہبؒ سے سنا وہ ابو ذر غفاریؒ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے
فاراد المؤمن ان یؤذن للظہر فقال النبی ﷺ ابراد
مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو

ثم اراد ان يؤذن فـ قال لـه ابرـ
مؤذن نے (تھوڑی دیر بعد) پھر دوبارہ چاہا کہ اذان دے لیکن پھر آپ ﷺ فرمایا ٹھنڈا ہونے دو
حتى رأينا فيء التلول فقال النبي ﷺ ان شدة الحر من فيح جهنم
جب ٹیلے کا سایہ ہم نے دیکھ لیا (تب اذان کہی گئی) پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی جہنم کی بھاپ سے ہے
فاذا اشتد الحر فـ ابرـ دوا بـ الصـلـوة
اس لئے جب گرمی سخت ہو جایا کرے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو
وقال ابن عباس یتفیوا یتمیل (راجع ۵۳۵)
ابن عباس نے فرمایا کہ یتفیا کے معنی تمیل (جھکنا) مائل ہونا ہے (یعنی حدیث میں جو لفظ فی (سایہ) آتا ہے وہ تفیاً سے مشتق ہے اور تفیاً کے معنی جھکنے کے ہیں، سایہ چونکہ ایک طرف سے دوسری طرف جھکتا اور مائل ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کو فی کہا گیا)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حتى رأينا في التلول: ..... بخاری شریف کتاب الاذان میں حتی ساوی الظل التلول کے الفاظ ہیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ظر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے، اس لئے کہ تلول (ٹیلے) عام طور پر منبسطہ یعنی منبسطہ ہوتے ہیں شاخصہ (یعنی پہاڑوں کی طرح بلند و بالا) کم ہوتے ہیں ان کا سایہ بڑی دیر بعد ظاہر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ جب منبسطہ چیز کا سایہ اُس کے سایہ کے برابر ہو جائے تو عمودی چیز کا سایہ مثلین (دو گنا) ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت مثلین تک باقی رہتا ہے۔

یہ حدیث ما قبل میں گزر چکی ہے اس کی تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

وقال ابن عباس یتفیوا یتمیل: ..... حضرت عبداللہ بن عباس قرآنی آیت یتفياً ظلالہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یتمیل (مائل ہوتا ہے) ہے۔

سوال: ..... اس کو کتاب التفسیر میں ذکر کیا جاتا تو بہتر تھا اس کو اس مقام سے کیا مناسبت ہے اس کو یہاں

کیوں ذکر فرمایا؟

جواب : ..... حدیث الباب میں (( حتی رأینا فنی التلؤل )) کے الفاظ ہیں۔ لفظ فنی کی مناسبت سے (بتفیاً) کی تفسیر یہاں بیان کر دی!

وقال ابن عباس: "یہ تعلق ہے ابن ابی حاتم" نے اپنی تفسیر میں اس کو موصولاً ذکر فرمایا ہے!

(٣٦١)

### باب وقت الظهر عند الزوال

ظہر کا وقت زوال کے وقت

وقال جابر كان النبي ﷺ يصلي بالهاجرة

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھری دوپہر میں (ظہر کی) نماز پڑھا کرتے

ما قبل سے ربط : ..... پہلے مستحب وقت کا بیان تھا یہاں سے ابتداء وقت کو بیان فرما رہے ہیں۔

وقال جابر كان النبي ﷺ يصلي بالهاجرة : .....

یہ تعلق ہے امام بخاریؒ نے باب وقت المغرب میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

يصلی بالهاجرة : ..... هاجرة كاعتنى نصف النهار عندا اشتداد الحر ہے۔

اشكال : ..... حدیث الباب ان روایات کے معارض ہے جن میں ابراد کا ذکر ہے۔

جواب (١) : ..... حدیث الباب فعلی ہے اور حدیث الابراء فعلی قولی دونوں ہیں لہذا حدیث الابراء کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب (٢) : ..... حدیث الباب حدیث الابراء سے منسوخ ہے اس لئے کہ وہ اس سے مؤخر ہے!

يصلی بالهاجرة : ..... توجیہ یہی ہے کہ ابتداء وقت بیان کرنے کے لئے ہے۔

(۵۱۱) حدثنا ابو الیمان قال حدثنا شعيب عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك  
 ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے شعیب نے زہری کے واسطے کے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ انس بن مالک نے زہری  
 ان رسول اللہ ﷺ خرج حين زاغت الشمس فصلى الظهر فقام على المنبر  
 یہ کہ جب سورج مغرب کی طرف جھکا تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر منبر پر تشریف لائے  
 فذكر الساعة وذكر ان فيها امورا عظيماً ثم قال من احب ان يسئل عن شيء  
 اور قیامت کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قیامت میں بڑے عظیم حادثے پیش آئیں گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو  
 فليسئل فلا تسئلوني عن شيء الا اخبرتكم ما دمت في مقامي هذا  
 تو پوچھ لے، کیونکہ جب تک میں اپنی اس جگہ پر ہوں تم مجھ سے جو بھی سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا  
 فاكثر الناس في البكاء واكثر ان يقول سلوني  
 لوگ بہت زیادہ آہ و زاری کرنے لگے اور آپ ﷺ برابر فرماتے جاتے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو  
 فقام عبدالله بن حذافة السهمي فقال من ابى قال  
 عبد اللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ میرے باپ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا  
 ابوك حذافة ثم اكثر ان يقول سلوني فبرك عمر على ركبتيه  
 کہ تمہارے باپ حذافہ ہیں آپ برابر فرما رہے تھے کہ پوچھو کیا پوچھتے ہواتے میں حضرت عمرؓ کے بل بیٹھ گئے  
 فقال رضينا بالله ربنا وبالاسلام ديننا وبمحمد نبيا  
 اور انہوں نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے خوش اور راضی ہیں  
 فسكت ثم قال عرضت على الجنة والنار انفا  
 اس پر آنحضرت ﷺ چپ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئی تھیں  
 في عرض هذا الحائط فلم ار كالاخير و الشر (راجع ۹۳)  
 اس کی دیوار پر۔ خیر (جنت میں) شر (جہنم میں) جیسا میں نے اس مقام میں دیکھا اور کہیں نہیں دیکھا تھا

## تحقیق و تشریح

حدثنا ابو الیمان الخ: .....

مطابقتہ للترجمة في قوله ( خرج حين زاغت الشمس فصلى الظهر )

فلا تسالوني عن شئ الا اخبر تكلم ما دمت في مقامى هذا.

سوال : اس سے تو بظاہر آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے متعدد جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جواب (۱) : ..... امور عظام جنت جہنم وغیرہ مراد ہیں۔

جواب (۲) : ..... کثیر روایات معارض ہیں۔

جواب (۳) : ..... یہ خبر واحد ہے اور عقیدہ ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی الثبوت و قطعی الدلالت ہونی چاہئے۔

جواب (۴) : ..... نیز ما دمت في مقامى هذا کی قید ہے۔

فاكثر الناس في البكاء : ..... لوگوں کا رونا نبی ﷺ کی ناراضگی پر نزول عذاب کے خوف سے تھا۔

واكثر ان يقول : ..... کلمہ ان مصدریہ ہے تقدیری عبارت اس طرح ہے واكثر النبي ﷺ القول بقوله سلوني .

(۵۱۲) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة عن ابى المنهال عن ابى برزة
ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ ابو منہال کے واسطے سے وہ ابو برزہ سے
قال كان النبي ﷺ يصلى الصبح واحدا يعرف جليسه
انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم میں سے کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچانتا تھا
و يقرأ فيها ما بين الستين الى المائة ويصلى الظهر اذا زالت الشمس
صبح نماز میں حضورؐ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے اور آپ ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا
والعصر واحدا يذهب الى اقصى المدينة رجوع والشمس حية
اور عصر کی نماز اس وقت ہوتی کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے اور پھر واپس آجاتے لیکن دن ابھی بھی باقی رہتا تھا
ونسيت ما قال في المغرب ولا يبالي بتاخير العشاء الى ثلث الليل
اور مغرب کا حضرت انسؓ نے جو وقت بتایا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا اور آنحضرت ﷺ صلوٰۃ العشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے

ثُمَّ قَالَ الْوَلِيُّ شَطْرَ اللَّيْلِ

پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نصف شب تک (مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے)

وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شَعْبَةُ ثُمَّ لَقِيْتَهُ مَرَّةً فَقَالَ أَوْ ثَلَاثَ اللَّيْلِ (انظر ۵۳، ۵۲۸، ۵۹۹، ۷۷۱)

اور معاذؓ کا بیان۔ یہ کہ شعبہؓ نے فرمایا کہ پھر میں دوبارہ ابوہنہالؓ سے ملا تو انہوں نے (شک کے کیساتھ) فرمایا "یا تہائی تک

مطابقتہ لنترجمة فی قوله (و یصلی الظهر اذا زالت الشمس)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں جو تھے حضرت ابوہریرہؓ ہیں آپ کا نام نھلہ بن عبیدہ ہے ابتداء اسلام میں مشرف باسلام ہوئے آنحضرتؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے مرویا بصرہ یا سجستان کے جنگل میں ۶۴ھ میں آپؐ کا انتقال ہوا۔ امام بخاریؒ نے ان کی مرویات میں سے چار کو بخاری شریف میں ذکر فرمایا ہے ۱۔

امام بخاریؒ نے آدم بن ابی الیاس عن شعبہ اور محمد بن مقاتل عن عبد اللہ و عن مسدد عن یحییٰ کلاهما عن عوف کی سند سے اس حدیث کی تخریج بھی فرمائی ہے۔ امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور ابن ماجہ نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

واحدنا يعرف جلیسہ: تعارض: ..... ابوداؤد ص ۶۲ ج ۱ باب وقت صلوة النبی ﷺ و کان یصلیہا میں ہے (وما يعرف احدنا جلیسہ الذی کان یعرفہ و کان یقرأ فیہا من الستین الی المائة) اور مسلم شریف (ص ۲۳۰ ج ۱) میں بخاری کی سند کے ساتھ یہی حدیث مذکور ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں فیصرف الرجل الرجل فینظر الی وجہ جلیسہ الذی یعرفہ فیعرفہ۔ لہذا بخاری و مسلم کی روایتیں ابوداؤد کی روایت کے متضاد ہیں؟

جواب: ..... یہی قصہ اسی سند کے ساتھ شیخین اور امام ابوداؤد سے مروی ہے و ما یعرفہ الخ کے الفاظ فقط ابوداؤد میں ہیں بخاری و مسلم میں نہیں لہذا رواۃ میں سے کسی ایک کا وہم ہے ۲۔

واحدنا یدھب الی اقصى المدینة رجوع: ..... لفظ رجح سے تو آنے جانے کی مسافت معلوم ہوتی ہے اور یہ عصر کی شدت تجیل پر دال ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آنے والے باب کی روایت جانب واحد کی مسافت بتلا رہی ہے

اُس میں فیاتیمم والشمس مرتفعة کے الفاظ ہیں تو رجوع کا مطلب ہوگا رجوع الی اہله فی اقصی المدينة لالی المدينة جیسا چند احادیث بعد حضرت سيارکی روایت میں ہے ثم یرجع احدنا الی آحلہ فی اقصی المدينة والشمس حیا ل

والشمس حیا : ..... و حیا الشمس عبارة عن بقاء حرها لم یغیر و بقاء لونها لم یغیر وانما یدخلها التغیر بدنو المغیب کانه جعل مغیبا موقالها ۲ یہ جملہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کہ تاخیر کی طرف اشارہ ہو۔  
وقال معاذ : ..... اس سے معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری النخعی قاضی البصرہ مراد ہیں۔  
ثم لقیته : ..... ای ابا المنہال .

(۵۱۳) حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد الله قال حدثنا خالد بن عبد الرحمن
ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبد اللہ نے کہا کہ ہم سے خالد بن عبد الرحمن نے بیان کیا
قال حدثني غالب القطان عن بكر ابن عبد الله المزني عن انس بن مالك
کہا کہ مجھ سے غالب قطان نے بکر بن عبد اللہ مزنی کے واسطے سے بیان کیا کہ وہ انس بن مالک سے
قال كنا اذا صلينا خلف رسول الله ﷺ بالظھائر سجدنا علی ثيابنا اتقاء الحر (راجع ۳۸۵)
آپ نے فرمایا کہ جب ہم (گرمیوں میں) نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لئے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے

مطابقتہ للترجمة من حيث ان صلاتهم خلف النبي ﷺ بالظھائر تدل علی انهم كانوا یصلون

الظھر فی اول وقتہ وهو وقت اشتداد الحر عند زوال الشمس کما مر فی باب الاول عن جابر ۳

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاری نے صلوة میں ابو الولید ہشام بن عبد الملک وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ امام مسلم نے صلوة میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور ابو داؤد نے صلوة میں احمد بن حنبل سے اور امام ترمذی نے صلوة میں احمد بن محمد سے اور نسائی نے صلوة میں سوید بن نصر سے اور ابن ماجہ نے الخن بن ابراہیم سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

بالظھائر : ..... ظہیرة کی جمع ہے و اراد بها الظھر و جمعها نظراً الی ظھر الايام ۴

(۳۶۲)

## باب تاخیر الظهر الی العصر

ظہر کی نماز کو مؤخر کرنا عصر کے وقت تک

(۵۱۴) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن عمرو و بن دينار
ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا عمرو و بن دینار کے واسطے سے
عن جابر بن زيد عن ابن عباس ان النبي ﷺ صلى بالمدينة سبعا
وہ جابر بن زید سے وہ ابن عباس سے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں سات رکعتیں (ایک ساتھ)
و ثمانيا الظهر و العصر و المغرب و العشاء
اور آٹھ رکعتیں (ایک ساتھ) پڑھیں۔ ظہر اور عصر (کی آٹھ رکعتیں) اور مغرب اور عشاء (کی سات رکعتیں)
فقال ايوب لعنه في ليلة مطيرة قال عسي (انظر ۵۶۲، ۱۱۷۴)
ایوب نے پوچھا شاید برسات کا موسم رہا ہو۔ جابر بن زید نے جواب دیا کہ غالباً ایسا ہی ہوگا

مطابقته للترجمة في قوله (( سبعا وثمانيا ))

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاری نے صلوة اللیل میں علی بن عبد اللہ سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ امام مسلم نے صلوة اللیل میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے اور ابوداؤد نے سلیمان بن حرب وغیرہ سے اور نسائی نے صلوة اللیل میں قتیہ وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سبعا وثمانيا: ..... سبعا سے مراد مغرب اور عشاء ہے اور ثمانيا سے ظہر و عصر ہے۔

اغراض بخاری (۱): ..... امام بخاریؒ اس باب میں حنفی کی تائید کر رہے ہیں کہ جمع حقیقی جائز نہیں ہے۔

اختلاف: ..... جمہور کے نزدیک جمع حقیقی جائز ہے۔

دلیل: حدیث الباب ہے۔

احناف کے نزدیک جمع حقیقی جائز نہیں۔

حدیث الباب کا جواب: ..... علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ بغیر سفر، بغیر عذر و مطر وغیرہ کے جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں، اور یہاں پر کسی عذر کا ذکر نہیں ہے۔

جمہور کہتے ہیں کہ یہاں کوئی نہ کوئی عذر ہوگا۔ ایوبؒ اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاید یہ عذر

مطر کی وجہ سے ہوگا۔

فائدہ: ..... یاد رہے کہ یہ وہی حدیث ہے جس کے بارے میں امام ترمذیؒ کتاب العلیل میں فرماتے ہیں کہ یہ معمول بہا نہیں۔ اوہاں تو جواب یہ ہے کہ احنافؒ کا اس پر بھی عمل ہے وہ اس طرح کہ اس سے مراد جمع صوری ہے اور احناف جمع صوری کے قائل ہیں احنافؒ کہتے ہیں کہ بوقت عذر سفر ہو یا حضر ہو جمع صوری جائز ہے گو خلاف اولیٰ ہوگا لیکن ممکن تو ہے کہ جمع صوری ہو تو پھر معمول بہا ثابت ہوئی، امام بخاریؒ بھی اس مسئلہ میں احنافؒ کے قول کے موافق ہیں کہ حضر میں جمع کو جائز نہیں سمجھتے اس لئے ترجمہ الباب میں احناف والی تاویل فرما رہے ہیں کہ تسخیر الظهر الی العصر فرما رہے ہیں تو انہوں نے تاویل کر کے معمول بہا بنا دیا، جو لوگ جمع کو جائز کہتے ہیں وہ سفر کا عذر یا سفر و مطر کا عذر یا سفر و مطر و مرض کے عذر کو بیان کرتے ہیں اس لئے حدیث کی توجیہ شوافع و حنابلہؒ پر بہت مشکل ہو گئی کیونکہ مطر کا عذر ایک روایت سے ممنوع ثابت ہوتا ہے تو اس بنا پر امام ترمذیؒ کا قول یہ ہوگا کہ جمع حقیقی بلا عذر کسی کے نزدیک معمول بہا نہیں۔ غیر مقلدین خلاف اجماع اس کے قائل ہیں کہ وہ جمع حقیقی کو بلا عذر جائز سمجھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے اس کی توجیہ اس طرح فرمائی ہے کہ بالمدینہ کالفظ راوی کا کی طرف سے اضافہ ہے اصل میں من غیر سفر ہے اور سفر دو قسم پر ہے (۱) سفر سیر (۲) سفر نزولی۔ تو جمع حقیقی تو سیر میں بھی جائز ہے سفر نزولی میں جائز نہیں مگر جمع صوری وہاں بھی جائز ہے۔

تواصل واقع یہ ہے کہ آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے تو صلوة کو سفر نزولی میں جمع کیا تو جمع صوری تھی تو راوی نے من غیر سفر کی نفی کی اس سے مراد من غیر سفر سیر تھا مگر رواۃ نے اس نفی کو عام سمجھ کر کہہ دیا کہ نفی الاقامة ہے اور بعض نے کہہ دیا کہ آپ ﷺ کی اقامت مدینہ میں تھی اس لئے صلی بالمدينة بول دیا۔

فائدہ: ..... ابوداؤد نے تصریح فرمائی ہے جمع تقدیم کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

غرض ثانی: ..... حنفیہ کی رد مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ مثل ثانی ظہر اور عصر کے درمیان مشترک ہے۔

غرض ثالث: ..... ان لوگوں پر رد ہے جو مثل ثانی کے مہمل ہونے کے قائل ہیں۔

حاصل یہ کہ تین مسائل کی نفی کی ہے۔

۱: ادخال وقت کی نفی ہے۔

۲: اشتراک وقت کی نفی کی ہے۔

۳: اجمال وقت کی نفی ہے ۳

فقال ایوب: ..... ایوب سے مراد سختیابی ہیں ۴

قال عسی: ..... ای قال جابر بن زید عسی ذلك كان في الليلة المطيرة.

باب وقت العصر الاولى: .....

اس لئے کہ یہ سب سے پہلی نماز (ظہر) ہے کہ جبرئیل نے آپ ﷺ کو جس کی امامت کرائی ۵

سوال: ..... اس تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب (۱): ..... رات کو سفر کیا تھا اس لئے صبح آرام کیا۔

جواب (۲): ..... مقصود تعلیم تھی اور ظہر میں سارے شریک ہو سکتے تھے۔

جواب (۳): ..... سورج نکلنے تک اوقات کا تسلسل ظہر سے چلتا ہے۔

۱ (بیاض صدیقی ص ۲۲ ج ۳) ۲ (فیض الباری ص ۱۱۱ ج ۲) (ابوداؤد ص ۹ ج ۱) ۳ (تقریر بخاری ص ۱۸ ج ۳ مکتبہ اشع کراچی)

۴ (عمدة القاری ص ۳۰ ج ۵) ۵ (عمدة القاری ص ۳۵ ج ۵)

(۳۶۳)

## باب وقت العصر عصر کا وقت

(۵۱۵) حدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا انس بن عياض عن هشام عن ابيه  
 هم سے ابراهيم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے  
 ان عائشة قالت كان النبي ﷺ يصلى العصر والعصر والشمس لم تخرج من حجرتها  
 کہ عائشہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ ان کے حجرہ میں ابھی دھوپ باقی رہتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اور یہ حدیث باب مواقیت الصلوة میں گزر چکی ہے۔ اس کی تشریح ما قبل میں ملاحظہ فرمائیں۔

والشمس لم تخرج من حجرتها : ..... اس میں اختلاف ہے کہ یہ جملہ حدیث احناف کی دلیل  
 ہے یا غیر احناف کی۔ امام طحاوی نے اس کو تاخیر عصر کے مسئلہ میں احناف کی دلیل بتلائی ہے۔

قال الطحاوی : ..... ان الشمس لم تكن تخرج من حجرتها الا بقرب غروبها لقصر  
 حجرتها فلا دلالة فيه على التعجيل ۲

والشمس : ..... واؤ حال یہ ہے اور شمس سے مراد سورج نہیں بلکہ دھوپ ہے من حجرتها . ای من حجرة  
 عائشة و كان القياس ان يقال من حجرتها .

(۵۱۶) حدثنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث نے ابن شہاب کے واسطے سے بیان کیا، وہ عروہ سے وہ عائشہ سے

ان رسول الله ﷺ صلى العصر و الشمس في حجرتها لم يظهر الفنى من حجرتها (راجع ۵۲۲)

کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو دھوپ ان کے حجرہ ہی میں تھی۔ سایہ دیوار پر بھی نہ چڑھا تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال: ..... امام بخاری نے وقت عصر کا باب باندھا اور اس پر جتنی احادیث لائے ان میں ایک بھی عصر کے ابتدائی وقت پر دل نہیں۔

جواب: ..... شراح فرماتے ہیں کہ مثل اور مثلین کا جھگڑا امام بخاری کی شرط کے مطابق نہیں ہے یعنی امام بخاری کو اپنی

شرائط کے مطابق ایسی حدیث نہیں ملی تھی جس کو یہاں ذکر فرماتے!

وقال أسامة عن هشام من قعر حجرتها: .....

اور اسامہ نے ہشام سے من قعر حجرتها (کے الفاظ نقل کئے ہیں) ہے۔

یہ تعلق ہے اور اسامہ نے اس کو ابن ماجہ وغیرہ سے مسنداً بیان کیا ہے حضرت عائشہ سے فی قصر

حجرتی کے الفاظ منقول ہیں ۲

(۵۱۷) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا ابن عیینة عن الزهری عن عروة عن عائشة

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن عیینہ نے زہری کے واسطے سے بیان کیا، وہ عروہ سے وہ عائشہ سے

قالت كان النبي ﷺ يصلي صلوة العصر و الشمس طالعة في حجرتي

آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تھے تو سورج ابھی میرے حجرے میں ظاہر ہوتا تھا

و لم يظهر الفنى بعد قال ابو عبد الله وقال مالك و يحيى بن سعيد و شعيب

ابھی سایہ چڑھا بھی نہ ہوتا تھا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) کہتا ہے کہ مالک اور یحییٰ بن سعید اور شعیب

و ابن ابی حفصۃ و الشمس قبل ان تظہر

اور ابن ابی حفصہ کی روایت میں (زہری سے) والشمس قبل ان تظہر کے الفاظ ہیں

(مطلب وہی ہے۔ دونوں روایتوں کی توجیہ حافظ ابن حجر نے تفصیل سے بیان کی ہے۔ عربی دان اصحاب اُس سے ملاحظہ کر سکتے ہیں)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

والشمس ظالعة: ..... ای ظاہرۃ والواؤ فیہ للحال .

بعد: ..... بنی علی الضم ہے۔

قال ابو عبد اللہ: ..... امام بخاری مراد ہیں۔ مذکورہ چار کا نام لے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے حدیث مذکور کو اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۵۱۸) حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ نے خبر دی

قال اخبرنا عوف عن سيار بن سلامة قال دخلت انا و ابی علی ابی برزۃ الاسلامی

کہا کہ ہمیں عوف نے خبر دی سيار بن سلامہ کے واسطے سے انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے باپ ابو برزہ سلمیٰ پر داخل ہوئے

فقال لہ ابی کیف كان رسول اللہ ﷺ یصلی المكتوبة

پس کہا ان کو میرے باپ نے کہ نبی کریم ﷺ فرض نمازیں کس طرح پڑھتے تھے

فقال كان یصلی الہجیر التي تدعونہا الاولیٰ حین تدحض الشمس ویصلی العصر

پس کہا کہ دوپہر کی نماز جسے تم ”نماز اولیٰ“ کہتے ہو سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور جب عصر پڑھتے

ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصى المدینة و الشمس حية

اس کے بعد کوئی شخص مدینہ کے انتہائی کنارہ پر اپنے گھر واپس آجاتا اور سورج اب بھی موجود ہوتا تھا

و نسیت ما قال فی المغرب و كان یستحب ان یؤخر من العشاء التي تدعونہا العتمة

مغرب کے وقت سے متعلق آپ نے جو کچھ کہا تھا مجھے وہ یاد نہیں رہا اور عشاء جسے تم ”عتمة“ کہتے ہو

وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها  
 اس میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے اس سے پہلے ہونے کو اس کے بعد بات کرنے کو ناپسند فرماتے تھے  
 وكان يفتل من صلوة الغداة حين يعرف الرجل جلسه  
 اور صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہو جاتے تھے جب آدمی اپنے قریب بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کو پہچان سکتا  
 ويقرأ بالسيتين السى المائة (راجع ۵۴۱)  
 اور (صبح کی نماز میں) آپ ﷺ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے

مطابقته للترجمة فى قوله (( ويصلى العصر ثم يرجع احدنا الى رحله فى اقصى المدينة ))

### ﴿ تحقيق وتشرح ﴾

امام بخاری نے باب وقت الظهر عند الزوال میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں انما سمیت اولی لكونها اول صلوة ام فيها جبرئیل ولهذا بدأ محمد کتاب الموافقت من وقت الظهر على خلاف دأب المتأخرين !  
 والحديث بعدها: ..... عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے اس لئے کہ شریعت مطہرہ کا تقاضا یہ ہے کہ فاتحہ وخاتمہ (ابتداء و اختتام) خیر کے ساتھ ہو عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد کسی اور عبادت کے لئے جاگنا ہو تو بیدار رہے ورنہ سو جائے ۲

(۵۱۹) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة  
 ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، مالک کے واسطے سے وہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے  
 عن انس بن مالك قال كنا نصلى العصر ثم يخرج الانسان الى بنى عمرو بن عوف فيجلهم يصلون العصر  
 وہ انس بن مالک سے انھوں نے فرمایا کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکے اور اس کے بعد کوئی انسان بنو عمرو بن عوف (قبا) کی مسجد میں جاتا تو لوگ ابھی عصر پڑھ رہے ہوتے

(انظر ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳)

(فيض الباری ص ۱۱۳ ج ۲) (فيض الباری ص ۱۱۳ ج ۲)

مطابقتہً ہذا الحدیث و مطابقتہً احادیث الباب للترجمة من حیث ان دلالتہا علی تعجیل

العصر و تعجیلہ لایکون الا فی اول وقتہ و ہو عند صیورۃ ظل کل شیء مثلہ او مثلیہ علی الخلاف۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے عبداللہ بن یوسفؒ سے اور امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں یحییٰ بن یحییٰؒ سے اور امام نسائیؒ نے سويد

بن نصرؒ سے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۵۲۰) حدثنا ابن مقاتل قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا ابو بكر بن عثمان بن سهل بن حنيف
ہم سے ابن مقاتلؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبداللہؒ نے خبر دی کہا کہ ہمیں ابو بکر بن عثمان بن سهل بن حنیف نے خبر دی
قال سمعت ابا امامة يقول صلينا مع عمر بن عبد العزيز الظهر
کہا کہ میں نے ابو امامہؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبد العزیزؒ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی
ثم خرجنا حتى دخلنا على انس بن مالك فوجدناه يصلي العصر
پھر واپسی میں حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیا دیکھا کہ آپؓ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں
فقلت يا عم ما هذه الصلوة التي صليت قال العصر وهذه صلوة رسول الله ﷺ التي كنا نصلي معه
میں نے عرض کیا کہ اے چچا جان ایہ کونسی نماز آپ پڑھ رہے تھے فرمایا کہ عصر اور اسی وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ نماز پڑھتے تھے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ابن مقاتلؒ: ..... سے مراد محمد بن مقاتلؒ ہیں۔

امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں منصور بن مزاتمؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں سويد بن نصرؒ سے اس حدیث کی

تخریج فرمائی ہے۔

فوجدناه يصلي العصر: ..... حضرت انسؓ نے آپ ﷺ کی اتباع فرمائی۔

سوال: ..... حضرت انسؓ کا عصر کی نماز کو مقدم پڑھنا بظاہر مسلک احناف کے خلاف معلوم ہوتا ہے؟

جواب: ..... احناف کہتے ہیں کہ یہ تقدیم عوارض کی وجہ سے تھی (اور وہ عوارض انصار کا زراعت پیشہ ہونا ہے) اور جب یہ عوارض نہیں رہے تو تقدیم بھی نہیں رہی اس سلسلہ میں احناف نے بہت سارے دلائل پیش فرمائے ہیں صاحب ہدایہ فنی تلؤل والی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور شیخ الحدیث مولانا زکریا نے حضرت عمرؓ کے قول سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اپنے عمال کو لکھا تھا صل الظهر اذا كان ظلك مثلک والعصر اذا كان ظلك مثلک اگر ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے تو گویا حضرت عمرؓ نے سارے ہی لوگوں کو اپنے زمانہ خلافت میں قضاء نماز پڑھوائی حالانکہ یہ بمحضر من الصحابہ ہوا ہے کسی سے اس پر کبیر منقول نہیں باوجودیکہ صحابہ کرامؓ ایک چادر پر حضرت عمرؓ سے اسمعوا واطيعوا کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں لانسمع ولا نطيع نماز جیسی مہتمم بالشان فریضہ کے بارے میں یہ حضرات انکار نہ کریں یہ تو عجیب اور بعید بات ہے!

(۵۲۱) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن انس ابن مالك

هم سے عبد الله بن يوسف نے بیان کیا، کہ ہمیں مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے خبر دی وہ انس بن مالک سے

قال كنا نصلی العصر ثم یذهب الذاهب منا الی قباء فیأتيهم و الشمس مرتفعة (راجح ۵۲۸)

کہ آپ نے فرمایا ہم عصر کی نماز پڑھتے (نبی کریم ﷺ کے ساتھ) اس کے بعد کوئی شخص قبا جاتا اور جب وہاں پہنچ جاتا تو سورج ابھی بلندی پر ہوتا تھا

(۵۲۲) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني انس بن مالك

ہم سے ابو ییمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا

قال كان رسول الله ﷺ یصلی العصر و الشمس مرتفعة حية

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلندی پر اور روشن ہوتا تھا

فیذهب الذاهب الی العوالی فیأتيهم و الشمس مرتفعة و بعض العوالی من الملینة علی اربعة امیال او نحوہ (راجح ۵۲۸)

پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا حالانکہ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج بلند رہتا تھا اور مدینہ کے بالائی علاقہ کے بعض مقامات تقریباً چار میل دور ہیں

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام بن ماجہ نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عوالی : ..... عالیہ کی جمع ہے وہی القرى التي حول المدينة نجد و امامن جهة تهامة فيقال لها

السافلة (عمدة القاری ص ۵۶۳) تسمى العمرانات التي في مشرق المدينة بالعوالی والتي في

جانب غربها بالسوافل۔

(۳۶۳)

باب اثم من فاتته العصر

عصر کے چھوٹ جانے پر گناہ

(۵۲۳) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مالک نے نافع کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ عبد اللہ بن عمر سے

ان رسول الله ﷺ قال الذي تفوته صلوة العصر فكانما و تر اهله و ماله

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال ضائع ہو گیا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا عبد الله بن يوسف الخ: .....

امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ..... اس باب اور آئندہ باب میں کیا فرق ہے؟

جواب: ..... اس باب میں بلا قصد عمر کے فوت ہو جانے پر نقصان کا بیان ہے اور اگلے باب میں قصداً نماز چھوڑنے پر نقصان کا بیان ہے۔

فاتت: ..... فوات کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض نے فوات الجماعة سے اور بعض نے دخولہا فی الاصفراء سے تفسیر کی ہے کما فسر بہ الا و زاعی۔

قال ابو عبد الله يتركم اعمالكم وتوت الرجل اذا قتلت له قتيلا او اخذت له مالا  
امام بخاری نے فرمایا ضائع کر دے گا تمہارے اعمال کو، ہلاک کیا میں نے مر کو (اُس وقت بولتے ہیں) جب تو اسے قتل کر دے یا تو اس سے مال چھین لے

چونکہ حدیث پاک میں وتواہلہ ومالہ اس لئے امام بخاری نے سورۃ محمد پارہ ۲۶ کی آیت شریفہ لن یترکم اعمالکم کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ بھی اسی معنی میں ہے اور پھر اہل عرب کا محاورہ وتوت الرجل الخ بیان فرمادیا۔ حدیث میں وتواہلہ ومالہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ نماز عصر جو قضا ہوتی ہے تو اکثر انہی دو چیزوں کی وجہ سے قضا ہوتی ہے؟

سوال: ..... فوت کے دو معنی ہیں۔

۱: بلا عمد کے چھوٹ جانا

۲: ترک کا معنی میں کہ قصداً اور عمداً چھوڑ دینا۔ جب فوت بلا عمد کے ہو تو اس پر اثم (گناہ) کیوں ہے؟

جواب: ..... فوت ہونے میں کچھ تو کوتاہی ہوگی۔

سوال: ..... عصر کی نماز ضائع ہو جانے پر اس قدر وعید کیوں؟ اور اس کی تخصیص کیوں کی؟ جب کہ دیگر نمازوں کے چھوڑنے کے بارے میں بھی وعید آئی ہے۔

جواب (۱): ..... سائل کے لحاظ سے تخصیص ہے ممکن ہے سائل نے اسی نماز کے بارے میں پوچھا ہو اس لئے عصر کو ذکر کر دیا۔

جواب (۲): ..... اُس وقت مشاغل کا ہجوم ہوتا ہے جس سے عصر کے فوت ہو جانے کا زیادہ احتمال ہے اس لئے اس کی تخصیص فرمائی کہ عصر کی نماز نہیں پڑھو گے تو کچھ نہیں بچے گا گویا اہل و مال ہلاک ہو گئے۔

(۳۶۵)

## باب اثم من ترک العصر

نماز عصر قصداً چھوڑ دینے پر گناہ

(۵۲۴) حدثنا مسلم بن ابراهیم قال حدثنا هشام قال اخبرنا یحییٰ بن ابی کثیر
ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا کہا کہ ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر سے
عن ابی قلابہ عن ابی الملیح قال کنا مع بریدۃ فی یوم ذی غیم
انہوں نے ابو قلابہ کے واسطے سے خبر دی وہ ابو یوسف سے کہا کہ ہم بریدہ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، بارش کا دن تھا
فقال بکروا بصلوٰۃ العصر فان النبی ﷺ قال من ترک الصلوٰۃ العصر فقد حبط عمله
آپ فرمانے لگے کہ عصر کی نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے
(انظر ۵۹۳)

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاری نے معاذ بن فضال سے اور امام نسائی نے صلوٰۃ میں عبید اللہ بن سعید سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔  
سوال: ..... اس باب کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں کیونکہ باب سابق کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی تو پھر امام بخاری اس کو کیوں لائے؟

جواب: ..... تفویض اور ترک کے معنی میں فرق ہے اول میں بلا قصد اور ثانی میں بالقصد والا معنی ملحوظ ہے اس دقیق فرق کو بیان کرنے کے لئے دوسرا باب باندھا گیا۔  
الغیم: ..... بادل (کے دن میں تعجیل افضل ہے)

(۳۶۶)

## باب فضل صلوة العصر نماز عصر کی فضیلت

(۵۲۵) حدثنا الحمیدی قال حدثنا مروان بن معاوية قال حدثنا اسمعيل عن قيس

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اسمعیل نے قیس کے واسطے سے بیان کیا

عن جرير بن عبد الله قال كنا عند النبي ﷺ فنظر الى القمر ليلة فقال

وہ جریر بن عبد اللہ سے، کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ پس آپ ﷺ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا

انکم سترون ربکم کماترون هذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ

کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس دیکھنے میں کوئی بھیڑ نہیں ہوگی

فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها

پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر) اور اور سورج غروب ہونے سے پہلے (عصر) کی نمازوں سے تمہیں کوئی چیز نہ دوک سکے

فافعلوا ثم قرء فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس

تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ ﷺ نے تلاوت کی (ترجمہ) پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کرو سورج طلوع ہونے

و قبل الغروب قال اسمعيل فعلموا لا تفوتنكم

اور غروب ہونے سے پہلے اسمعیل (راوی حدیث) نے کہا کہ ایسا کر لو کہ (عصر اور فجر کی نمازیں) چھوٹنے نہ پائیں

(انظر ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۸۵، ۵۷۳)

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے صلوة اور تفسیر اور توحید میں اور امام مسلمؒ نے صلوة میں اور امام ابو داؤدؒ نے سنت میں اور

امام ابن ماجہؒ نے سنت میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مطابقتہ للترجمة توخذ من قوله (وقبل غروبها)

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

اشکال: ..... شرح یہاں اشکال کرتے ہیں کہ روایت میں تو عصر اور فجر دونوں کا ذکر ہے تو پھر ترجمہ الباب میں عصر ہی کو کیوں ذکر کیا؟

جواب (۱): ..... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ الباب کا مطلب ہے باب فضل صلوة العصر علی سائر الصلوة الا الفجر . اور علامہ عینیؒ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سرا بیل تقیکم الحر کے قبیل سے ہے یعنی یہاں پر بھی ((والفجر)) محذوف ہے!

جواب (۲): ..... شھو دلا نکہ جیسے عصر کے وقت میں ہوتا ہے ایسے ہی فجر میں بھی ہوتا ہے لیکن فجر کا ذکر قرآن میں ہے عصر کا نہیں اسلئے اسکو خصوصیت سے ذکر کیا۔

انکم سترون ربکم : ..... اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت جنت میں ہونا برحق ہے (عمدہ القاری ص ۵۳۳ ج ۵) جبکہ معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے اسکا انکار کیا ہے۔

دلائل اہل سنت (۱): ..... حدیث الباب ہے۔

دلائل اہل سنت (۲): ..... ارشاد باری تعالیٰ ہے وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة ۵

دلائل اہل سنت (۳): ..... کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون یہ کفار کے متعلق ہے کہ رویت باری تعالیٰ سے روکے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ مؤمنین کو رویت باری ہوگی۔

فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس اس آیت سے احناف اسفار فجر پر استدلال فرماتے ہیں۔

(۵۲۶) حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا مالك عن ابي الزناد عن الاعرج

هم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مالک نے ابو زناد کے واسطے سے بیان کیا وہ اعرجؓ

عن ابیہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل و ملائكة بالنهار

وہ ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن میں ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں

ويجتمعون في الصلوة الفجر و صلوة العصر

اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں) ان کا اجتماع ہوتا ہے

ثم يعرج الذين باءوا فيكم فيسألهم ربهم

پھر تمہارے پاس رہنے والے ملائکہ جب رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو خداوند تعالیٰ پوچھتے ہیں

وهو اعلم بهم كيف تركتم عبادي

حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا

فيقولون تركناهم وهم يصلون و اتيناهم وهم يصلون

وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے

(أنظر ۴۲۲۳، ۴۳۲۹، ۴۳۸۶)

مطابقة للترجمة في قوله (ويجتمعون في صلوة العصر)

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے توحید میں اسماعیلؒ اور قتیبہؒ سے اور امام مسلمؒ نے صلوة میں یحییٰ ابن یحییٰؒ سے اور امام

نسائیؒ نے صلوة اور بعوث قتیبہؒ اور حارث ابن سعیدؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

يتعاقبون فيكم ملائكة في الليل وملائكة في النهار:.....

سوال:..... کون سے ملائکہ مراد ہیں۔ ملائکہ حفظہ یا ملائکہ کاتبین؟

جواب:..... دونوں کے بارے میں قول ہیں۔

۱: اکثر علماء کے نزدیک ملائکہ حفظہ مراد ہیں۔

۲: بعض حضرات کے نزدیک دوسرے فرشتے مراد ہیں۔

ثم يعرج:..... یہ عرج، يعرج، عروجا باب نصر سے صعود (چڑھنا) کے معنی میں ہے۔

(۳۶۷)

## باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب

جو عصر کی ایک رکعت غروب سے پہلے پہلے پڑھ سکا

(۵۷۷) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة عن ابی هريرة
ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیبان نے یحییٰ کے واسطے سے بیان کیا وہ ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے
قال قال رسول اللہ ﷺ اذا ادرك احدكم سجدة من صلوة العصر قبل ان تغرب الشمس
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت بھی کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ سکے
فلیتم صلوتہ واذا ادرك سجدة من صلوة الصبح قبل ان تطلع الشمس فلیتم صلوتہ
تو پوری نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھ سکے تو پوری نماز پڑھے

(انظر ۵۷۹، ۵۸۰)

مطابقة للترجمة ظاهرة .

(عمدة القاری ص ۳۵ ج ۵)

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال: ..... ترجمہ الباب میں رکعت کا لفظ ہے اور حدیث الباب میں سجدة ہے لہذا دونوں میں مطابقت نہ رہی؟  
 جواب: ..... روایت الباب میں سجدة سے مراد رکعت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے قال رسول اللہ ﷺ  
 من ادرك من العصر سجدة قيل ان تغرب الشمس او من الصبح قيل ان تطلع فقد ادر كها۔  
 اختلاف: ..... جس شخص نے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی سلام پھیرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا اسکی نماز بالا جماع  
 باطل نہیں ہوگی بلکہ اسے مکمل کر لے ۲ اور ایسی صورت اگر صبح کی نماز میں پیش آئی تو اس بارہ میں ائمہ کے درمیان  
 اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔

مذہب جمہور: ..... امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک عصر کی طرح صبح کی نماز بھی  
 باطل نہ ہوگی ۳

مذہب احناف: ..... امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک طلوع شمس سے فجر کی نماز باطل ہو جائے گی ۴  
 دلیل جمہور: ..... حدیث الباب ہے۔

جواب: ..... علامہ عینی فرماتے ہیں جو شخص امام اعظم کے اصول اور ضابطے پر آگاہی رکھتا ہے وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ  
 یہ حدیث امام صاحب کے خلاف حجت نہیں اور امام صاحب کے اصول کو ابھی بیان کر دیا ہے ۵

اشکال: ..... روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے عصر کی ایک رکعت غروب سے پہلے پڑھ لی تو اسکی نماز صحیح اور  
 پوری ہوگی اور یہی الفاظ فجر کے بارے میں بھی آئے ہیں جب کہ دیگر روایات میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے  
 روکا گیا ہے۔ تو بظاہر تعارض ہوا؟

جواب: ..... عارض کے وقت کبھی ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور کبھی تطبیق کا۔

طریقہ ترجیح (۱): ..... امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس روایت کا روایات نہی کے ساتھ تعارض ہے اور نہی والی

روایات مستفیض اور مشہور ہیں۔ روایت الباب ان کے معارض نہیں ہو سکتی لہذا سورج کے طلوع و غروب کی صورت میں نماز توڑ دی جائے گی۔

طریقہ ترجیح (۲): ..... علامہ ابن قیم حنبلیؒ نے نبی والی روایات اس حدیث سے منسوخ مانتے ہیں لہذا طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھ سکتے ہیں تو ایک نے نبی والی روایات کو ترجیح دی اور دوسرے نے اباحت والی روایات کو جمہور اباحت والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں، صاحبینؒ بھی جمہور کے ساتھ ہیں، لیکن فقہ حنفی میں جزیہ لکھا ہے کہ اگر فجر کی نماز میں سورج طلوع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر عصر کی نماز میں غروب ہو جائے تو پوری کر لے اور دلیل وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ آیا ہے۔

اعتراض: ..... امام صاحبؒ کے مذہب پر اعتراض ہوگا کہ تو منون ببعض الحدیث و تنکرون ببعض الحدیث، امام طحاویؒ والا مذہب اختیار کرو یا ابن قیمؒ والا، حدیث کے بعض حصے کو مان لینا اور بعض کا انکار کرنا یا بعض کو چھوڑ دینا تو اچھا نہیں؟

جواب: ..... فقہاء کرامؒ نے اس کی مختلف توجیحات کی ہیں۔ توجیحات کے علاوہ تطبیق کی کوشش بھی کی ہے طریقہ ترجیح تو بیان ہو چکا اب تطبیقات سمجھیں۔

تطبیق (۱): ..... حدیث الباب میں بیان وقت صلوٰۃ نہیں ہے بلکہ بیان وجوب صلوٰۃ ہے کہ اگر کوئی شخص نابالغ شخص بالغ ہو جائے یا غیر مسلم مشرف باسلام ہو جائے یا حائضہ طاہرہ ہو جائے اور ایک رکعت کا وقت باقی ہے تو پوری نماز پڑھیں گے ۲

تطبیق (۲): ..... قال بعض یہ محمول علی المسبوق ہے کہ امام کے ساتھ جب ایک رکعت پالی تو اپنی نماز پوری کر لے تو اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا ۳

قرینہ: ..... مسلم شریف کی وہ روایت ہے جس میں (( مع الامام )) کے لفظ بھی ہیں عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال من ادرك ركعة من الصلوة مع الامام فقد ادرك الصلوة ۴ اور دارقطنی میں ہے من

۱۔ ایض مدنی (ج ۳) ۲۔ تقریر بخاری (ج ۳) ۳۔ (عمدة القاری ص ۳۹ ج ۵) (فیض الباری ص ۱۱۹ ج ۲) ۴۔ (نسائی ص ۹۵ ج ۲) باب من ادرك ركعة من الصلوة (فیض الباری ص ۱۲۱ ج ۲) ۵۔ (مسلم شریف ص ۲۲۱ ج ۱) ۶۔ (نسائی شریف ص ۶۵ اور ص ۱۶۰) (ابوداؤد شریف ص ۲۰۹)

ادرك من الصلوة ركعة قبل ان يقيم صلبه فقد ادركها الحديث توان سے ثابت ہوا کہ جماعت کی صلوة مراد ہے اور مسبوق کے بارے میں ہے ماخوذ فیہ سے خارج ہے۔

اعتراض : ..... تو پھر قبل ان تغرب الشمس وقبل ان تطلع الشمس کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب : ..... یہ قید نہیں ہے بلکہ یہ نماز کا لقب ہے اور یہ بدل ہے نہ کہ غایت کہ قبل ان تطلع الشمس والی نماز یعنی فجر کی نماز، علیٰ هذا القیاس عصر کی نماز۔

اعتراض : ..... تو پھر ان دو نمازوں ہی کو بیان کرنے میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب (۱) : ..... اول فریضہ ہونے کی وجہ سے ان کو خاص کیا کیونکہ پہلے یہی دو نمازیں فرض ہوئیں تھیں۔

جواب (۲) : ..... زیادہ فضیلت کی وجہ سے ان کو خاص طور سے ذکر فرمایا۔

جواب (۳) : ..... یا تنویر کیلئے ان دو کا ذکر کر کے تعمیم کی طرف اشارہ ہے۔

اس لئے کہ فجر ثنائی ہے اور مغرب ثلاثی اور مراد یہ ہے کہ جو نماز بھی ثنائی ہو یا ثلاثی یا رباعی سب کا یہی حکم ہے باقی ائمہ کے مذہب پر تو بات واضح ہو گئی لیکن امام صاحب کے مذہب پر اشکال باقی ہے اسلئے کہ امام صاحب فجر اور عصر میں فرق کے قائل ہیں عصر میں تو پوری کرے اور فجر میں نماز ٹوٹ جائیگی اسے نئے سرے سے پڑھنی پڑے گی۔

اصول الامام : ..... امام ابوحنیفہ اسی حدیث کی بناء پر اپنا مذہب بناتے ہیں کہ یہ حدیث وقت ہی کو بیان کرنے کے لئے ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب دو روایتوں میں تعارض ہو جائے تو رجوع الی القیاس ہوگا اور یہاں اتنا تعارض ہوا کہ ترجیح میں بھی اختلاف ہو گیا، روایات کا اختلاف بھی ہے لہذا اب رجوع الی القیاس بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

ایک ادب : ..... منطقیوں سے طلباء نے سنا ہوتا ہے اذا تعارضتا تساقطا، یاد رکھئے حدیث کے بارے میں یہ لفظ کبھی نہ بولنا، حدیث کو ساقط نہ کہنا چاہئے بلکہ یوں کہنا چاہئے اذا تعارضتا رجعتنا الی القیاس ای رجعتنا با لقیاس، یعنی رجوع الی القیاس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم حدیثوں کو چھوڑ دینگے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک حدیث کو قیاس کی وجہ سے دوسری حدیث پر ترجیح دینگے۔ (آمدیم برسر مطلب) قاعدة کلیہ یہ ہے کہ ان الاداء مثل

الوجوب - اب دیکھنا یہ ہے کہ فجر میں وجوب کامل ہے یا ناقص تو یاد رکھیے کہ فجر کا سارا وقت کامل ہے لہذا وجوب بھی کامل ہوگا۔ جب وجوب کامل ہو تو ادا بھی کامل ہونی چاہئے۔ اب درمیان میں سورج نکل آیا تو ادا کامل نہ ہوئی لہذا نماز فاسد ہوگئی۔ اور عصر کی نماز کا آخری وقت چونکہ مکروہ ہے لہذا وجوب ناقص ہوگا اور جب وجوب ناقص ہو تو ادا ناقص کفایت کر جائیگی۔

نکتہ: ..... اب رہی یہ بات کہ اس میں نکتہ کیا ہے کہ فجر کا سارا وقت کامل اور عصر کا آخری وقت ناقص یہ کیوں؟

جواب: ..... یہ ہے کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے جب سورج کا ایک کنارہ بھی طلوع ہو گیا تو فجر کا وقت بھی ختم ہو گیا اور عصر کا وقت غروب شمس ہے تو جب ایک کنارہ بھی باقی ہوگا تو اس وقت تک غروب نہیں سمجھا جائے گا لیکن بعض شمس تو غروب ہو چکا اس لئے یہ وقت ناقص ہو گیا لیکن چونکہ عصر یومہ کی قید بھی ہے اس لئے کہ اس دن کی عصر ادا ہو جائیگی۔

تطبیق (۳): ..... اس تطبیق کو اکابر علمائے دیوبند نے پسند کیا ہے۔ اس سے حنفیت بھی متاثر نہیں ہوتی، اور وہ یہ ہے کہ روایات نبی ابتدائے صلوٰۃ پر محمول ہیں کہ ایسے وقت میں نماز شروع نہ کرو۔ لیکن اگر پہلے سے شروع کی ہوئی ہے اور یہ وقت آجائے تو یہ بھی نہیں کہ پوری ہی نہ کرو۔ بلکہ پوری کر لو تو یہ روایت بیان اتمام پر محمول ہے نہ کہ بیان ابتدائے وقت کیلئے۔ ہمارے استاذ (مولانا عبدالرحمن صاحب) فرمایا کرتے تھے اگر کوئی ایسے وقت میں نماز پڑھنے لگے تو اسے بلاؤ اور کہو کہ آئندہ ایسے وقت میں نماز نہ پڑھا کرو کیونکہ ایسے وقت میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ مت کہو کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی، ورنہ اسے اس وقت سے پہلے آنا نہیں اگر تم نے کہہ دیا کہ اس وقت نماز نہیں ہوتی تو کل کو آوے گا ہی نہیں۔

(۵۲۸) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثني ابراهيم عن ابن شهاب

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے ابن شہاب کے واسطے سے حدیث بیان کی

عن سالم بن عبد الله عن ابيه انه اخبره انه سمع رسول الله ﷺ

وہ سالم بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد سے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا

يقول انما بقاؤكم فيما سلف قبلكم من الامم

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم سے پہلے کی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری زندگی (مثلاً صرف) اتنی ہے

كما بين صلوة العصر الى غروب الشمس اوتى اهل التوراة التوراة فعملوا  
 جتنا عصر سے سورج غروب ہونے تک کا وقت ہوتا ہے توراة والوں کو توراة دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا  
 حتى اذا انتصف النهار عجزوا فاعطوا قيراطا قيراطا  
 آدھ دن تک وہ بس ہو چکے تھے ان لوگوں کو ان کے عمل کا بدلہ ایک قیراط (قول بعض دینا کا 46 حصہ بعض کقول کے مطابق دینا کا بیسواں حصہ دیا گیا  
 ثم اوتى اهل الانجيل الانجيل فعملوا الى صلوة العصر ثم عجزوا  
 پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی انہوں نے (آدھے دن سے) عصر تک اس پر عمل کیا اور عاجز ہو گئے  
 فأعطوا قيراطا قيراطا ثم اوتينا القرآن فعملنا الى غروب الشمس  
 انہیں بھی ایک ایک قیراط عمل کا بدلہ دیا گیا پھر (عصر کے وقت) ہمیں قرآن دیا گیا ہم نے اس پر سورج کے غروب تک عمل کیا  
 فاعطينا قيراطين قيراطين فقال اهل الكتابين اى ربنا اعطيت هوء لآء قيراطين قيراطين  
 اور ہمیں دو دو قیراط ملے اس پر ان دو کتابوں والوں نے کہا کہ اے ہمارے رب انہیں تو آپ نے دو دو قیراط دے دیئے  
 واعطينا قيراطا قيراطا ونحن كنا اكثر عملا قال الله عزوجل  
 اور ہمیں صرف ایک ایک قیراط۔ حالانکہ عمل ہم نے ان سے زیادہ کیا تھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا  
 هل ظلمتكم من اجر كم من شئ قالوا لا قال وهو فضلى اوتيه من اشاء  
 کیا میں نے اجر دینے میں تم پر کچھ زیادتی کی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ (زیادہ اجر دینا) میرا فضل ہے جسے چاہوں دے سکتا ہوں

(انظر ۲۲۸۶، ۲۲۶۹، ۲۳۵۹، ۵۰۲۱، ۴۳۶۷، ۷۵۳۳)

مطابقت هذا الحديث للترجمة في قوله ((الى غروب الشمس))

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاری نے باب الاجارۃ الی نصف النهار میں سلیمان بن حربؓ سے باب فضل القرآن

میں مسدّد سے اور توحید میں ابوالیمانؓ سے اور باب ما ذکر عن بنی اسرائیل میں قتیبہؓ سے اس حدیث کو ذکر

فرمایا ہے، اور امام مسلم اور امام ترمذی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے، کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت بعد المثلین شروع ہوتا ہے۔

سوال: ..... حدیث الباب بظاہر ترجمہ الباب کے مطابق نہیں؟

جواب: ..... یہ ہے کہ امام بخاری نے ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے، اور وہ مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ باوجود آخر ہونے مدرک کمال اول ہوگی اور ترجمہ الباب کا حاصل بھی یہی ہے کہ آخر صلوٰۃ کا مدرک اول صلوٰۃ کا مدرک ہوگا۔

نحن کنا اکثر عملا: ..... یہ دلیل ہے کہ عصر کی نماز میں تاخیر کرنی چاہئے ورنہ اکثر عملا نہ ہوگا۔

(۵۲۹) حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسیٰ
ہم سے ابو کریب نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، برید کے واسطے سے وہ ابو موسیٰ اشعری سے
عن النبی ﷺ قال مثل المسلمین و اليهود والنصارى کمثل رجل
وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے
استاجر قوما یعملون له عملا الی اللیل فعملوا الی نصف النهار
جس نے کچھ لوگوں سے اجرت پر رات تک کام کرنے کے لئے کہا، انہوں نے آدھے دن تک کام کیا
فقالوا لاجحة لنا الی اجرک فاستأجر اخرین
اور پھر جواب دے دیا کہ ہمیں تمہاری اجرت کی ضرورت نہیں، پھر اس شخص نے دوسرے لوگوں کو اجرت پر کام کے لئے تیار کیا
فقال اکملوا بقیة یومکم ولکم الذی شرطت
اور ان سے کہا کہ دن کا جو حصہ باقی بچ گیا ہے (یعنی آدھا دن) اس کو پورا کر دو۔ مقررہ مزدوری تمہیں ملے گی
فعملوا حتی اذا کان حین صلوٰۃ العصر قالوا لک ما عملنا فاستأجر قوما
انہوں نے بھی کام شروع کیا لیکن عصر تک وہ بھی جواب دے بیٹھے پھر ایک تیسری قوم کو اجرت پر مقرر کیا

فعملوا بقية يومهم حتى غابت الشمس فاستكملوا اجر الفريقين ( انظر ۲۲۷ )

اور انہوں نے دن کے اس باقی حصہ کو پورا کیا اور سورج غروب ہو گیا۔ پس اس تیسرے گروہ نے پہلے دو گروہوں کے کام کی پوری اجرت کا اپنے آپ کو مستحق بنا لیا

مطابقة هذا الحديث للترجمة بطريق الاشارة لا بالتصريح . بيان ذلك ان وقت

العمل ممتد الى غروب الشمس واقرب الاعمال المشهورة بهذا الوقت صلوة العصر وانما

قلنا بطريق الاشارة بان هذا الحديث قصد به بيان الاعمال لا بيان الاوقات

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

وقالوا لا حاجة لنا الى اجرک : ..... علماء کی رائے ہے کہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق

ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ روایت سابقہ کے اندر عجز و آیا ہے اور اس روایت میں فقالوا لا حاجة لنا کے الفاظ ہیں،

مشائخ نے دونوں کے درمیان جمع اس طرح فرما دیا کہ پہلی حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے توراہ انجیل پر

عمل کیا اور اس حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے توراہ، انجیل کو چھوڑ دیا۔

(۳۶۸)

باب وقت المغرب

مغرب کا وقت

وقال عطاء يجمع المريض بين المغرب والعشاء

عطاء نے فرمایا ہے کہ مریض عشاء اور مغرب کو ایک ساتھ پڑھ سکتا ہے

غرض بخاری: ..... اس سے مقصود ان اصحاب کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت غیر ممتد ہے۔ اسپر استدلال

کیلیے حضرت عطاء ابن ابی رباح کے قول کو ذکر کیا کہ مریض اور عشاء میں جمع صوری کر لے اور یہ تب ہوگی جب

مغرب غروب شفق کے متصل پڑھی جائے، اس سے معلوم ہوا کہ وقت مغرب تمتد ہے، پس قول کی مناسبت معلوم ہوگئی۔  
وقت مغرب کے متعلق اختلاف :..... تفصیل سے تو اختلاف بیان کر دیا ہے، اجمالاً یہ ہے۔

۱: عند الاحناف وقت مغرب کی ابتداء غروب شمس ہے اور انتہاء غروب شفق۔

۲: امام شافعی کے مشہور قول پر وقت مغرب اتنا ہے کہ تین رکعات یا پانچ رکعات پڑھی جا سکیں یعنی مغرب کے وقت میں امتداد نہیں۔

۳: امام احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ کے نزدیک مغرب اور عشاء کا وقت ایک ہے،

۴: جہور کے نزدیک دونوں کے اوقات الگ الگ ہیں اسلئے کہ اصل وقتوں میں علیحدگی ہے نہ کہ اشتراک، پھر جہور میں اختلاف ہے۔ اکثر حضرات کے نزدیک غروب احمر تک ہے اور امام اعظم کے نزدیک غروب ایض تک ہے۔

۵: مذہب امام بخاری، امام بخاریؒ اس باب سے حضرت امام شافعیؒ کے مشہور قول پر رد فرما رہے ہیں۔

وقال عطاء الخ:..... یہ تعلیق ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابن جریرؒ سے اس کو موصولاً ذکر کیا ہے۔

سوال..... اس اثر کو ترجمۃ الباب سے کیا مناسبت ہے؟

جواب..... اس اثر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مغرب کا وقت عشاء تک تمتد ہے اور ترجمۃ الباب مغرب کے وقت کو قائم کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔

(۵۳۰) حدثنا محمد بن مهران قال حدثنا الوليد قال حدثنا الازاعي
ہم سے محمد بن مهران نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اوزاعی نے بیان کیا
قال حدثني ابو النجاشي اسمه عطاء بن صهيب مولی رافع بن خديج
کہا کہ مجھ سے ابو نجاشی نے بیان کیا، ان کا نام عطاء بن صہیب ہے اور یہ رافع بن خدیج کے مولیٰ ہیں
قال سمعت رافع بن خديج يقول كنا نصلی المغرب مع النبي ﷺ
انہوں نے کہا کہ میں نے رافع بن خدیج سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر
فینصرف احدنا وانہ لیصر مواقع نبلہ
جب واپس ہوئے تو (اتنا اجمالا پھر بھی باقی رہتا تھا کہ ہم سے ہر ایک شخص تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا

مطابقتہ للترجمة من حيث انه يدل بالاشارة لا بالالتصريح .

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت رافع بن خدیج انصاری اوسی مدنی ہیں۔

امام مسلم نے اور امام ابن ماجہ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مواقع نبیلہ: ..... اس سے معلوم ہوا کہ قرأت مغرب کے بارے میں سنت متواترہ چھوٹی سورتیں ہیں اگرچہ بعض وقتوں میں تطویل (بڑی سورتیں پڑھنا) بھی ثابت ہے۔

(۵۳۱) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر
ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا ، کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا
قال حدثنا شعبة عن سعد عن محمد بن عمرو بن الحسن بن علي
کہا کہ ہم سے شعبہ نے سعد کے واسطے سے بیان کیا وہ محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے
قال قدم الحجاج فسألنا جابر بن عبد الله
انہوں نے کہا کہ حجاج کا دور آیا (اور وہ نماز بہت تاخیر سے پڑھایا کرتا تھا) ہم نے جابر بن عبد اللہ سے
فقال كان النبي ﷺ يصلي الظهر بالهاجرة
اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز دو پہر کو پڑھایا کرتے تھے
والعصر والشمس نقية والمغرب اذا وجبت والعشاء احيانا
ابھی سورج صاف اور روشن ہوتا تو عصر پڑھاتے ، مغرب پڑھاتے جب سورج غروب ہوتا اور عشاء کو کبھی جلدی پڑھادیتے
واحيانا اذآرآهم اجتمعوا عجل واذآرآهم ابطاوا اخرو الصبح كانوا او كان النبي ﷺ يصليها بغلس (أنظر ۵۶۵)
کبھی تاخیر سے جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے تو پڑھالیتے اور اگر لوگ جلدی جمع نہ ہوتے تو نماز میں تاخیر
فرماتے (اور لوگوں کا انتظار کرتے) اور صبح کی نماز صحابہ یا (یہ کہا) نبی کریم ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے

مطابقتہ للترجمة مثل مطابقة الحديث الاول .

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھٹے جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں۔

قدم الحجاج فسئنا لنا: ..... حجاج سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی والی عراق ہیں۔

حجاج بن یوسف عبد الملک بن مروان کی جانب سے ۴۷ ہجری کو والی بن کر مدینہ منورہ آیا اس کو عبد الملک نے حرین شریفین کا امیر مقرر کیا تھا تو ہم نے جابر بن عبد اللہ سے اوقات صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ کے متعلق سوال کیا۔ صحیح ابو عوانہ میں ابی النضر عن شعبۃ سے طریق سے مروی ہے سألنا جابر بن عبد الله في زمن الحجاج وكان يؤخر الصلوة عن وقت الصلوة. منشاء سوال امراء بنو امية كاتأخير من نماز پڑھنا تھا۔

والشمس نقيه: ..... نقيه کا معنی خالصہ صافیہ ہے یعنی ابھی تک اس میں زردی اور تغیر پیدا نہیں ہوا تھا۔

والمغرب اذا وجبت: ..... مغرب کی باء پر نصب ہے تقدیری عبارت اس طرح ہے وکان یصلی المغرب اذا وجبت اذا غابت الشمس ۲ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مغرب کا وقت غروب شمس کے بعد فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ واجب کو واجب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ساقط عن درجۃ الفرضیۃ و دلیل الفرضیۃ ہے اس کا اصل معنی سقوط ہے،

فائده: ..... یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اوقات ثلاثہ میں مدار بنایا ہے کہ اصل نماز کیلئے استحباب وقت تکثیر مصلین ہے۔

اذا رآهم: ..... اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام کو قوم کے حال کی رعایت رکھنی چاہئے یہی ہے ان النبی ﷺ کان یقوم للصلوة فاذا رآهم لم یجتمعوا قعد ۳ اور ابوداؤد باب الصلوٰۃ تقام الخ میں ہے کان رسول اللہ ﷺ حين تقام الصلوة فی المسجد اذا رآهم قليلاً جلس لم یصل واذا رآهم جماعة صلی ۴

کانوا وکان النبی ﷺ: ..... یہ اوٹک راوی کیلئے ہے یا توبیح کیلئے علامہ کرمائی کہتے ہیں کہ یہ اوٹک

راوی کیلئے ہے۔ ضمیر صحابہ کی طرف راجع ہے یا آپ ﷺ کی طرف ”کانوا“ اور ”کان“ میں ”کانوا“ کی خبر تو مفقود ہے اور ”کان“ کی خبر یصلیہا بغلس ہے۔ اس جملہ کے متعلق علامہ عینی اور علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ ”او“ شک راوی ہے کہ آیا استاذ نے والصبح کانوا یصلیہا بغلس کہا تھا یا والصبح کان النبی ﷺ یصلیہا بغلس کہا تھا۔ درحقیقت ان دونوں کے اندر کوئی تعارض نہیں اسلئے کہ حضرات صحابہ کرام اور حضور اکرم ﷺ صبح کی نماز ایک ساتھ پڑھا کرتے تھے تو جب حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو صحابہ نے بھی پڑھی اور جب صحابہ نے پڑھی تو حضور ﷺ نے بھی پڑھی اور اگر لفظ کانوا ہو تو یصلیہا سے اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کان النبی ﷺ کی وجہ سے فرمایا اگر یہ نہ ہوتا تو یصلو نہ لکھتے۔

قدماء شرح نے او تولى کیلئے مانا ہے ۱

یصلیہا بغلس: ..... یہ ابتداء زمانہ کی بات ہے جب عورتیں نماز پڑھنے مسجد جایا کرتی تھیں تو عورتوں کی رعایت کی وجہ سے غلس (اندھیرے) میں نماز کو اداء کیا جاتا تھا یا تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ تھا اسلئے کہ صحابہ کرام عموماً شب بیداری کرتے تھے ۲

(۵۳۲) حدثنا المکی بن ابراهیم قال حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمة
ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا سلمہ کے واسطے سے
قال کننا نصلی مع النبی ﷺ المغرب اذا توارت بالحجاب
فرمایا کہ ہم نماز مغرب نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈوب جاتا تھا

مطابقته للترجمة ظاهرة .

حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔

امام مسلم نے صلوة میں تھیہ سے اور امام ابوداؤد نے عمرو بن علی سے اور ترمذی نے تھیہ سے اور ابن ماجہ یعقوب بن حمید سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا ابتدائی وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور انتہائی وقت میں

اختلاف ہے جس کو تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

(۵۳۳) حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا عمرو بن دينار
هم سے آدمؓ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبةؓ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن دينارؓ نے بیان کیا
قال سمعت جابر بن زيد عن ابن عباس قال النبى ﷺ
کہا کہ میں نے جابر بن زيدؓ سے سنا وہ ابن عباسؓ کے واسطے سے بیان کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا
سبعاً جمعاً وثمانياً جمعاً (راجع ۵۳۳)
نبی کریم ﷺ نے سات رکعت (مغرب اور عشاء کی نمازیں) ایک ساتھ اور آٹھ رکعت (ظہر اور عصر کی نمازیں) ایک ساتھ پڑھیں

مطابقته للترجمة انما تاتي اذا حمل الجميع في هذا على جميع التأخير.

اور یہ حدیث باب تاخیر الظهر الی العصر میں گزر چکی ہے۔

سبعاً :..... سات رکعتیں مراد ہیں اور یہ مغرب اور عشاء کی رکعتیں ہیں۔

ثمانياً :..... یہ آٹھ رکعتیں مراد ہیں اور یہ ظہر اور عصر کی رکعتیں ہیں !

(۳۶۹)

من کره ان يقال للمغرب العشاء

مغرب کو عشاء کہنا ناپسندیدہ ہے

(۵۳۳) حدثنا ابو معمر هو عبد الله بن عمرو و قال حدثنا عبد الوارث عن الحسين

ہم سے ابو معمرؓ نے بیان کیا، وہ عبد اللہ بن عمروؓ ہیں کہا کہ ہم سے عبد الوارثؓ نے حسینؓ کے واسطے سے بیان کیا

قال حدثنا عبد الله بن بريدة قال حدثني عبد الله المزني ان النبي ﷺ

كها کہ عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ مزنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

قال لا يغلبنكم الأعراب على اسم صلوتكم المغرب قال ويقول الأعراب هي العشاء

تم پر اعراب غالب نہ آئیں تمہاری مغرب کی نماز کے نام رکھنے پر کے متعلق فرمایا کہ اعراب (بدوی) مغرب کو عشاء کہتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی ہیں۔ انکی کل مرویات تتالیس

ہیں۔ امام بخاری نے ان میں سے پانچ کو بخاری شریف میں ذکر فرمایا ہے۔ ساٹھھجری میں انکا انتقال ہوا۔

لا تغلبنکم الاعراب : ..... یعنی یہ دیہات کے لوگ تم پر غلبہ نہ پا جائیں اس بات میں کہ جیسے وہ مغرب کو

عشاء کہتے ہیں حالانکہ وہ مغرب ہے اور تم بھی عشاء کہنے لگو۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث میں اسکا نام مغرب آیا ہے

عشاء کی نماز اس امت کی خصوصیت ہے تو اس نام کو بھی باقی رکھنا نہ کہ مغرب کو عشاء کہنا شروع کر دینا۔

بیاض صدیقی میں ہے کہ اس باب سے شرعی کراہت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کراہت ادبی ہے کہ ادب کے

خلاف ہے کہ شریعت کے مجوزہ ناموں کو چھوڑ کر اور نام لئے جائیں۔ تو مغرب کو عشاء کہنا آداب الفاظ شرعیہ کے خلاف

ہے ۳ حضرت انور شاہ صاحب نے فرمایا ہذا من باب تعلیم الآداب لا من باب الامر والنہی ۴

(۳۷۰)

## باب ذکر العشاء والعتمة ومن راه واسعاً

عشاء اور عتمہ کا ذکر اور جو یہ دونوں نام لینے میں حرج خیال نہیں کرتے

غرض بخاری : ..... اس باب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ شرعی نام عشاء ہے اور عتمہ

نام لغت کے اعتبار سے ہے۔ شرعی نام عشاء ہی ہے۔ اور مستحب بھی یہی ہے کہ عشاء کے لفظ کا اطلاق کیا جائے۔ بعض حضرات نے کہا کہ عتمہ نام رکھنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کا معنی ہے تاخیر کرنا۔ اندھیرا کرنا عشاء چونکہ دیر سے پڑھی جاتی ہے اسلئے اس کو عتمہ کہہ دیتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے اس قول کے بعض دلائل نقل کئے ہیں۔

وقال ابو هريرة عن النبي ﷺ
ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے فرمایا
اثقل الصلوة على المنافقين العشاء والفجر وقال لو يعلمون مافي العتمة والفجر
کہ منافقین پر عشاء اور فجر تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہیں اور آپ نے فرمایا کہ کاش وہ سمجھ سکتے کہ عتمہ (عشاء) اور فجر کی نمازوں میں کتنا بڑا ثواب ہے
قال ابو عبد الله والاختيار ان يقول العشاء لقول الله تعالى ومن بعد صلوة العشاء
ابو عبد اللہ (بخاری) کہتے ہیں عشاء کہنا ہی پسندیدہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے من بعد صلوة العشاء (پس قرآن نے اس کا جو نام رکھا ہے اس سے پکنا چاہئے)
ويذكر عن ابي موسى قال كنا نتناوب النبي ﷺ عند صلوة العشاء
ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی مسجد میں پڑھنے کے لئے باری مقرر کر لی تھی
فاعتم بها وقال ابن عباس وعائشة اعتم النبي ﷺ بالعشاء
ایک مرتبہ آپ نے اسے بہت رات گئے بعد پڑھا اور ابن عباسؓ اور عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کو تاخیر سے پڑھا
وقال بعضهم عن عائشة اعتم النبي بالعتمة وقال جابر كان النبي ﷺ يصلي العشاء
بعض نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عتمہ کو تاخیر سے پڑھا جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء پڑھتے تھے
وقال ابو برة كان النبي ﷺ يؤخر العشاء وقال انس اخر النبي ﷺ العشاء الاخرة
اور ابو برةؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء میں تاخیر کرتے تھے انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے آخری عشاء کو دیر سے پڑھتے تھے
وقال ابن عمر و ابو ايوب وابن عباس صلى النبي ﷺ المغرب والعشاء
اور ابن عمرؓ، ابو ایوبؓ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب اور عشاء پڑھی

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

من راه و اسعاً: ..... عشاء کو عتمہ کہنا دو وجہ سے جائز ہے۔

۱: مغرب پر عشاء کا اطلاق کرنے میں تو التباس ہے؛ اور عشاء پر عتمہ کا اطلاق کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

۲: مغرب کے بارے میں کوئی روایت ایسی نہیں جس سے اس پر عشاء کا اطلاق جائز معلوم ہوتا ہو، بخلاف

عشاء کے کہ کثرت سے روایات میں عشاء پر عتمہ کا اطلاق کیا گیا ہے لیکن چونکہ قرآن پاک میں من بعد صلوة العشاء (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ البقرہ) مذکور ہے اسلئے امام بخاری فرماتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ عشاء کو عتمہ کہا جائے!

آثار نقل کرنے کا مقصد: ..... امام بخاری کا مقصود ان آثار کو نقل کرنے سے یہ بتلانا ہے کہ اطلاق عتمہ علی العشاء جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے

وقال ابو ہریرۃ الخ: ..... یہ امام بخاری فضل العشاء فی جماعة میں مسند الائمہ میں اور ثانی کو باب الآذان میں مسند الائمہ میں۔

قال ابو عبد اللہ الخ: ..... ابو عبد اللہ سے مراد خود امام بخاری ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرآن میں آنے کی وجہ سے مختار اور پسندیدہ یہ ہے کہ عتمہ کی بجائے عشاء کہا جائے

ویذکر عن ابی موسیٰ الخ: ..... یہ تعلق ہے امام بخاری نے اس باب کو فضل العشاء میں مطولاً بیان فرمایا ہے

سوال: ..... امام بخاری کے نزدیک جب عتمہ کا اطلاق عشاء پر صحیح ہے تو ”یذکر“ فعل مجہول لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: ..... غرض بخاری یہ ہے کہ عشاء اور عتمہ اطلاق کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں، خواہ بصیغہ تریض ہو (یذکر فعل مجہول) یا بصیغہ تصحیح ہو (یذکر فعل معروف)۔

وقال ابن عباس وعائشۃ الخ: ..... یہ تعلق ہے امام بخاری نے اس کو بصیغہ تصحیح (قال اعتم) ذکر فرمایا

ہے اس کے بعد آنے والے چھوٹے باب ”باب النوم قبل العشاء“ میں حدیث ابن عباس کو موصولاً نقل کیا ہے (عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۵) اور حدیث عائشہ کو باب فضل العشاء میں موصولاً نقل کیا ہے اور اسی طرح باب النوم قبل

العشاء میں اس کو موصولاً ذکر کیا ہے۔

وقال بعضهم عن عائشة الخ : ..... یہ تعلق ہے امام بخاریؒ نے اس کو باب خروج النساء الی

المسجد باللیل میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

فائدہ : ..... یاد رکھیں کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ بالا تعلیقات تین صحابہ (۱) بوموسیٰ اشعریؒ، (۲) ابن عباسؒ، (۳)

حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے ذکر فرمائیں جن میں عشاء پر عتمہ کا اطلاق کیا گیا ہے آگے پانچ صحابہ کرام سے تعلیقاً ان آثار کو لارہے ہیں جن میں عشاء کا لفظ بولا گیا ہے عتمہ کا لفظ نہیں اور پانچ صحابہ کرام کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو بزرہؓ (۲) انسؓ۔ (۳) ابن عمرؓ (۴) ابو ایوبؓ۔ (۵) ابن عباسؓ۔

وقال جابر الخ : ..... یہ تعلق ہے کہ جس میں مغرب کے بعد آنے والی نماز پر عشاء کا لفظ بولا گیا ہے اور اس

تعلق کو امام بخاریؒ باب وقت المغرب میں موصولاً بیان کیا ہے۔

وقال انس : ..... یہ تیسری تعلق ہے جس میں لفظ عشاء کا لفظ بولا گیا ہے امام بخاریؒ نے باب وقت العشاء

الی نصف الیل (جو کہ چار باب بعد آ رہا ہے) اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

وقال ابن عمر و ابو ایوب و ابن عباس رضی اللہ عنہم یہ تعلق ہے جو تین صحابہؓ کے حوالہ سے ہے امام بخاریؒ

نے حدیث ابن عمر (حج) میں موصولاً بیان فرمایا اور حدیث ابو ایوب کو جمع النبی ﷺ فی حجة الوداع بین

المغرب و العشاء میں موصولاً ذکر فرمایا اور حدیث ابن عباس کو بتاخیر الظهر الی العصر میں موصولاً بیان فرمایا۔

(۵۳۵) حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا يونس عن الزهري قال سالم

ہمیں عبدان نے بیان کیا کہا کہ ہم عبد اللہ نے خبر دی کہا کہ ہمیں یونس نے خبر دی زہری کے واسطے سے کہ سالم نے کہا

اخبرني عبد الله قال صلى لئنا رسول الله ليلة صلوة العشاء

کہ مجھے عبد اللہ بن عمر نے خبر دی کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی

وهي التي يدعوا الناس العتمة ثم انصرف فاقبل علينا فقال ارايتكم ليلتكم هذه

یہی جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں پھر ہمیں خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ تم اس رات کو جانتے ہو؟

فان رأس سنة منها لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض احد (راجع ۱۱۶)

آج لوگ زندہ ہیں ایک سو سال کے بعد روئے زمین پر ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث پاک میں عشاء اور عتمہ دونوں کا ذکر ہے۔ حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب العلم باب السمر بالعلم میں بیان فرمایا ہے امام مسلم نے فضائل میں عبداللہ بن عبدالرحمن سے اس حدیث کی تخریج کی ہے!

لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد:.....

۱: انسان مراد ہیں پھر وہ انسان جو زمین پر اور آباد علاقہ میں رہتے ہیں یا حضرت محمد ﷺ کی امت مراد ہے اور جو امت نہیں وہ مراد نہیں۔

۳: یا ارض مدینہ مراد ہے اور ممن الخ سے ارض مدینہ کے باشندے مراد ہیں۔

۴: یا اکثریت مراد ہیں لہذا اوقات عیسیٰ علیہ السلام اور وفات دجال علیہ العتہ اور فی شیطان پر استدلال درست نہیں۔ ۲

(۳۷۱)

باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا

عشاء کا وقت جب لوگ جمع ہو جائیں یا تاخیر کریں

(۵۳۶) حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم عن محمد بن عمرو

ہم سے مسلم بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے سعد بن ابراہیمؒ کے واسطے سے بیان کیا وہ محمد بن عمروؒ سے

وهو ابن الحسن بن علی بن ابی طالب قال سالنا جابر بن عبد الله عن صلوة النبی ﷺ  
 اور وہ حسن بن علی بن ابوطالب کے صاحبزادے ہیں فرمایا کہ ہم نے جابر بن عبد اللہ سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا  
 فقال كان النبی ﷺ يصلي الظهر بالهاجرة والعصر والشمس حية  
 آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ظہر دوپہر میں پڑھتے تھے اور جب عصر پڑھتے تو سورج صاف اور روشن ہوتا  
 والمغرب واذا وجبت والعشاء اذا اكثر الناس عجل  
 اور مغرب پڑھتے جب سورج غروب ہوتا اور عشاء میں اگر لوگ جلد زیادہ تعداد میں جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھتے  
 واذا اقلوا اخر والصبح بفلس (راجع ۵۶۰)

غرض بخاری اول: ..... امام بخاری عشاء کی نماز کے متعلق یہ بیان فرما رہے ہیں کہ عشاء کی نماز میں کوئی  
 تحدید نہیں بلکہ جب لوگ جمع ہو جائیں اسی وقت پڑھادی جائے۔

غرض بخاری دوم: ..... کچھ حضرات نے کہا تھا کہ عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے تو اس کو عشاء کہتے ہیں اور  
 اگر تاخیر سے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں۔ امام بخاری نے انکار فرمایا ہے کہ خواہ مؤخر ہو یا مغل بہر صورت اس کو  
 عشاء ہی کہتے ہیں! حدیث الباب باب وقت المغرب میں گزر چکی ہے۔ اس کی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۷۲)

باب فضل العشاء

عشاء کی فضیلت

(۵۳۷) حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب عن عروة

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے عقیل کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے وہ عروہ سے

ان عائشة اخبرته قالت اعتم رسول الله ليلة بالعشاء  
 کہ عائشہ نے انہیں خبر دی فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی  
 وذلك قبل ان يفشو الاسلام فلم يخرج  
 یہ اسلام کے (اطراف عرب میں) پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے آپ ﷺ اس وقت تک باہر تشریف نہیں لائے  
 حتى قال عمر نام النساء والصبيان فخرج فقال  
 جب تک حضرت عمرؓ نے یہ نہ فرمایا کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا  
 لاهل المسجد ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم (انظر ۵۶۹، ۸۶۲، ۸۶۳)  
 مسجد والو کو کہ تمہارے علاوہ دنیا کا کوئی فرد بھی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاری نے باب النوم قبل العشاء میں اور امام مسلم نے بھی اس  
 حدیث کی تخریج فرمائی ہے ۱

اعتم: ..... ای دخل فی العتمة ومعناه آخر صلوة العتمة

قبل ان يفشو الاسلام: ..... کیونکہ غیر مدینہ میں اسلام فتح مکہ کے بعد پھیلا اور عام ہوا۔

ما ينتظرها: ..... آپ ﷺ نے یہ جملہ تسلی کیلئے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگ ہو کہ تمہارے سوا کوئی انتظار نہیں کرتا ایک تو  
 اس وقت مدینہ سے باہر مسلمان نہیں تھے۔ دوسرا یہ کہ باقی اویان میں اس وقت نماز نہیں پڑھی جاتی تھی ۲ طحاوی شریف ص ۱۰۴  
 باب الصلوة الوسطیٰ میں ہے ان اول من صلى العشاء الآخرة نبينا ﷺ ۳

۱: حصر کفار کے لحاظ سے ہے ۲: بیت مخصوصہ یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مدینہ کے علاوہ  
 کہیں اور نہیں۔ حافظ ابن حجر نے یہی فرمایا ہے ۳: مسجد نبوی کے لحاظ سے فرمایا یعنی مسجد نبوی کے علاوہ ہیں کہیں  
 اور اس طرح لوگ جماعت کے انتظار میں نہیں ۴

(۵۳۸) حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن بريد عن ابى بردة عن ابى موسى

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا بريد کے واسطے سے وہ ابو بردہ سے وہ ابو موسیٰ سے

كنت انا واصحابى الذين قدموا معى فى السفينة نزولا فى بقیع بطحان

آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان ساتھیوں کی معیت میں جو کشتی میں میرے ساتھ (جہشہ سے) آئے تھے بقیع بطحان میں قیام کیا

والنبي ﷺ بالمدينة فكان يتأوب النبي ﷺ عند صلوة العشاء كل ليلة نفر منهم

اس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف دے رہے تھے ہم میں سے کوئی نہ کوئی عشاء کی نماز میں روزانہ بار بار مقرر کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا

فوافقنا النبي ﷺ انا واصحابى وله بعض الشغل فى بعض امره

اتفاق سے میں اور میرے ایک ساتھی ایک مرتباً آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اپنے کسی کام میں مشغول تھے (مسائل کے مسائل میں)

فاعتم بالصلوة حتى ابهار الليل ثم خرج النبي ﷺ فصلى بهم

جس کی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوئی اور تقریباً آدھی رات ہو گئی پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھائی

فلما قضى صلواته قال لمن حضره على رسلکم ابشروا

نماز پوری کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ اپنے حال پر بیٹھے رہو اور ایک بشارت سنو!

ان من نعمة الله عليكم انه ليس احد من الناس يصلى هذه الساعة غيركم

بے شک تم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے کہ تمہارے سوا دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس وقت نماز پڑھتا ہو

او قال ما صلى هذه الساعة احد غيركم لا يدري اى الكلمتين قال

یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہارے سوا اس وقت کسی نے بھی نماز نہیں پڑھی تھی یہ یقین نہیں کہ آپ ﷺ نے ان دونوں جملوں میں سے کون سا جملہ فرمایا تھا

قال ابو موسى فرجعنا بما سمعنا من رسول الله ﷺ

کہا کہ ابو موسیٰ نے فرمایا پس ہم نبی کریم ﷺ سے یہ سن کر بہت خوش خوش ہوئے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام مسلمؒ نے صلوة میں ابو بکر بن ابی شیبہؓ سے اور ابن ماجہؓ نے ابو سعیدؓ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے

سوال :..... روایات الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہیں کیونکہ ذکر کردہ روایات سے عشاء کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ انتظار عشاء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جبکہ باب فضل العشاء ہے؟

جواب :..... باب میں مضاف مقدر ہے علامہ عینیؒ نے تقدیری عبارت اس طرح ذکر فرمائی ہے باب فضل انتظار العشاء اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے باب فضل صلوة العشاء التي تنشر لها الانتظار۔

قدموا معی فی السفینة..... مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات اصحاب البحر تین تھے حبشہ کی طرف ہجرت کی جب مدینہ منورہ آئے تو کشتی میں بیٹھ کر آئے۔

نزولا :..... نازل کی جمع ہے جیسے شہودا شاہد کی جمع ہے۔

بقیع بطحان، بقیع بفتح الباء و کسر الالف و سکون الیاء ہے و هو من الارض المکان المتسع و لیس منی بقیعا الا و فیہ شجر او اصولها بطحان بضم الباء و سکون الطاء ہے۔ مدینہ منورہ کی ایک وادی کا نام ہے اور اہل لغت نے اسے باء کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔

بعض الشغل :..... معجم طبرانی میں بعض شغل کی تصریح ہے کان فی تجهیز جیش لشکر کی تیاری میں مصروف تھے۔

اعتم بالصلوة ای اخرها عن اول وقتها :.....

ابہار الیل راء کی تشدید کے ساتھ افعیلال یعنی احمار کے وزن پر ہے معنی آدمی رات گزر چکی تھی

رسلکم :..... راء کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ ہے لیکن کسرہ زیادہ فصیح ہے اس کا معنی ہے اپنی ہیئت پر رہو۔

مسئلہ مستنبطہ :.....

۱: عشاء کے بعد باتیں کرنا جائز ہے لوگ انتظار کر سکتے ہوں تو عشاء کی تاخیر مباح ہے۔

فائدہ: ..... فجر حضرت آدم علیہ السلام پر اور ظہر حضرت عزیر علیہ السلام پر اور عصر حضرت یونس علیہ السلام اور مغرب حضرت داؤد علیہ السلام پر فرض تھی اور عشاء کے متعلق مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر فرض ہوئی۔

(۳۷۳)

## باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء

عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے

نوم قبل العشاء کے متعلق دونوں طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں۔

(۱) نبی کی۔ (۲) جواز کی امام بخاری فرماتے ہیں نیند کا غلبہ نہ ہو تو قبل العشاء سونا مکروہ ہے اور جب نیند کا غلبہ ہو کہ بجائے دعاء کے بددعاء نکلے تو قبل العشاء سونا جائز ہے۔ حضرت انور شاہ صاحب نے فرمایا ولا بأس به اذا کان عنده من یوقظہ او کان من عادته انه لا یتفرق وقت الاختیار بالنوم وحمل الطحاوی الرخصة علی ما قبل دخول وقت العشاء والکراهة علی ما بعد دخوله۔ امام بخاری نے اگلے باب میں قبل العشاء سونے کے جواز کو بیان کیا ہے۔

(۵۳۹) حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا عبد الوهاب الثقفي قال حدثنا خالد الحذاء
ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبد الوهاب ثقفی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا
عن ابی المنہال عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ کان یکرہ النوم قبل العشاء
ابو منہال کے واسطے سے وہ ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے
والحدیث بمعہدہ (راجع ۵۴۱)
اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

حدیث پاک میں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

۱: نوم قبل العشاء  
۲: محاذیہ بعد العشاء۔

یاد رکھئے عشاء کے بعد ایسی باتیں مکروہ ہیں جن میں کوئی مصلحت نہ ہو اگر ان میں دینی یا دنیوی مصلحت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا ۲ کہ اکثر اہل علم حضرات نے نوم قبل العشاء کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(۳۷۴)

## باب النوم قبل العشاء لمن غلب

اگر نیند کا غلبہ ہو جائے تو عشاء سے پہلے بھی سویا جاسکتا ہے

(۵۴۰) حدثنا ايوب بن سليمان قال حدثني ابو بكر عن سليمان قال صالح بن كيسان

هم سے ايوب بن سليمان نے بيان کیا کہا کہ ہم سے ابو بكر نے سليمان کے واسطے سے بيان کیا ان سے صالح بن كيسان نے بيان کیا

اخبرني ابن شهاب عن عروة ان عائشة قالت اعتم رسول الله ﷺ بالعشاء

کہ مجھے ابن شهاب نے عروہ کے واسطے سے خبر دی کہ عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی

حتى ناداه عمر الصلوة نام النساء والصبيان فخرج فقال

آخر کار حضرت عمر نے پکارا نماز! عورتیں اور بچے سو گئے تب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا

ما ينتظرها من اهل الارض احد غيركم قال ولا يصلي يومئذ الا بالمدينة

کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا فرمایا کہ اس وقت یہ نماز مدینہ کے سوا اور کہیں نہیں پڑھی جاتی تھی

قال وكانوا يصلون فيما بين ان يغيب الشفق الى ثلث الليل الاول (راجع ۵۶۶)

کہا اور صحابہؓ اس نماز کو شفق کے غائب ہونے کے بعد رات کے پہلے تہائی حصہ تک پڑھتے تھے

مطابقتہ للترجمہ فی قوله نام النساء والصبيان.

حدیث کی سند میں سات راوی ہیں یہ حدیث باب فضل العشاء میں گزر چکی ہے اسکی تشریح و تفصیل

وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵۴۱) حدثنا محمود قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جريج

ہم سے محمود نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہا کہ ہمیں ابن جریج نے خبر دی

قال اخبرني نافع قال حدثنا عبد الله بن عمران رسول الله ﷺ شغل عنها ليلة

کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی کہا کہ مجھے عبد اللہ بن عمر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی کام میں مشغول ہو گئے

فاخرها حتى رقد نافي المسجد ثم استيقظنا ثم رقدنا ثم استيقظنا

اور بہت دیر کی ہم نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے مسجد ہی میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے

ثم خرج عليه النبي ﷺ ثم قال ليس احد من اهل الارض ينتظر الصلوة غيركم

پھر کہیں جا کر نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص بھی تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کرتا

وكان ابن عمر لا يسالي اقدمها ام اخرها اذا كان لا يخشى ان يغلبه النوم عن وقتها

اگر نیند کے غلبہ کا ڈر نہ ہو تو ابن عمر نماز عشاء کو پہلے پڑھنے یا بعد میں پڑھنے کو اہمیت نہیں دیتے تھے

وقد كان يرقد قبلها قال ابن جريج قلت لعطاء قال سمعت ابن عباس

نماز سے پہلے آپ سو بھی لیتے تھے ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن عباس سے سنا تھا

يقول اعتم رسول الله ﷺ ليلة بالعشاء حتى رقد الناس واستيقظوا وارقدوا واستيقظوا

کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی جس کے نتیجے میں لوگ مسجد ہی میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے

فقام عمر بن الخطاب فقال الصلوة قال عطاء قال ابن عباس فخرج نبی الله ﷺ

آخر عمر بن خطاب اٹھے اور پکارا! نماز اعطاء نے بیان کیا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے

كانني انظر اليه الآن يقطر راسه ماء واضعا يده على راسه

وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ ہاتھ سر مبارک پر رکھے ہوئے تھے

فقال لولا ان اشق على امتي لامرتهم ان يصلوها هكذا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لئے دشواری نہ ہو جاتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ عشاء کو اسی وقت پڑھیں
فامسبت عطاء كيف وضع النبي ﷺ على راسه يده كما انباه
میں نے عطاء سے مزید تحقیق چاہی کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سر پر رکھنے کی کیفیت کیاتھی
ابن عباس فبدلى عطاء بين اصابعه شينا من تبديد ثم وضع اطراف اصابعه على قرن الرأس
ابن عباس نے انہیں اس سلسلے میں کس طرح بتایا تھا اس پر حضرت عطاء نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی سی کھول دیں
ثم ضمنها يمرها كذلك على الرأس حتى مست ابهامه
اور انہیں سر کے ایک کنارے پر رکھا پھر انہیں ملا کر یوں سر پر پھیرنے لگے کہ ان کا انگوٹھا
طرف الاذن مما يلي الوجه الصدغ وناحية اللحية لا يقصر ولا يبطش
کان کے اس کنارے پر جو چہرے سے متصل ہے اور داڑھی سے جاگنا نہ سستی کی اور نہ جلدی
الا كذلك وقال لولا ان اشق على امتي لامرتهم ان يصلوا هكذا (انظر ۷۳۹)
بلکہ اسی طرح کیا اور فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں حکم دیتا کہ اس نماز کو اسی وقت پڑھو

مطابقته للترجمة في قوله حتى رقدنا في المسجد“

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام مسلم نے صلوٰۃ میں محمد بن رافع سے اور امام ابوداؤد نے طہارت

میں احمد بن حنبل سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

فبدل: ..... ای فرق کیونکہ تبدیلا کا معنی تفریق ہے۔

مسائل مستنبطه: .....

۱: جس پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کیلئے قبل العشاء سونا جائز ہے۔

۲: یہ حدیث عشاء کی فضیلت پر دال ہے۔

(۳۷۵)

## باب وقت العشاء الی نصف اللیل

عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے

وقال ابو بزرّة كان النبی ﷺ يستحب تاخيرها

ابو بزرّة نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس میں تاخیر پسند فرماتے تھے

عشاء کے وقت اخیر کے بارے میں اختلاف ہے۔

۱: بعض نے کہا لٹ اللیل تک ہے

۲: بعض نصف الیل تک کے قائل ہیں۔

۳: جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عشاء کا وقت صبح تک ہے کذا قال الکرمانی ۱

۴: امام بخاری نصف الیل تک عشاء پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں جیسا کہ ترجمہ الباب سے ثابت ہے اور

اگر امام بخاری کا وہی مذہب تسلیم کیا جائے جو جوہور کا ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ امام بخاری وقت مستحب کو بیان فرما رہے

ہیں۔ کذا قال العینی ۲

آخر وقت عشاء تین قسم پر ہے۔

۱: لٹ الیل تک مستحب ہے آپ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔

۲: نصف الیل تک بلا کراہت جائز ہے ۳

۳: آخر لیل یعنی صبح صادق تک عشاء کا وقت کراہت تزیہیہ میں داخل ہے۔

وقال ابو بزرّة: ..... یہ حدیث ابی بزرّة کا حصہ ہے جو باب وقت العصر میں گزر چکی ہے۔

سوال ..... یہ تو ترجمہ الباب کے مطابق نہیں تو پھر امام بخاریؒ نے اس کو یہاں کیوں ذکر فرمایا۔

جواب ..... اس بارہ میں دو طرح کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۱: وہ جو ثلث الیل کے ساتھ مقید ہیں۔

۲: اور وہ جو نصف الیل کے ساتھ مقید ہیں تو نصف الیل غایت تاخیر ہوئی اور ترجمہ الباب میں بھی نصف الیل

ہی ہے لہذا دونوں میں واضح طور پر مطابقت ہوئی ہے

(۵۴۲) حدثنا عبدالرحیم المجاری قال حدثنا زائدة عن حميد الطويل عن انس
ہم سے عبدالرحیم مجاریؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زائدہؒ نے بیان کیا حمید طویلؒ سے وہ انسؒ سے
قال اخر النبي ﷺ صلوة العشاء الى نصف الليل ثم صلى ثم قال
آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن عشاء کی نماز نصف شب میں پڑھی اور فرمایا
قد صلى الناس وناموا اما انكم في صلوة ما انتظرتموها وزاد ابن مريم
لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہوں گے اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے نماز ہی پڑھتے رہے ابن مریمؒ نے اس میں یہ زیادتی کی ہے
قال اخبرنا يحيى بن ايوب قال حدثني حميد سمع انسا
کہ ہمیں یحییٰ بن ایوبؒ نے خبر دی کہا کہ مجھ سے حمیدؒ نے بیان کیا انہوں نے انسؒ سے یہ سنا
كانني انظر الي وبص خاتمه ليلتند (انظر ۲۰۰، ۲۱۱، ۲۲۷، ۲۳۷، ۲۴۹، ۵۸۶)
گویا اس رات آپ کی آنکھوں کی چمک کا منظر اس وقت میری نظروں کے سامنے تھا

مطابقت للترجمة ظاهرة صريحا .

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

اما انکم ..... میم کی تخفیف کے ساتھ حرف تنبیہ ہے۔

وزاد ابن ابی مریم ..... یہ تعلق ہے اور امام بخاری نے اس تعلق کو لباس میں بھی ذکر فرمایا ہے اور امام مسلم نے اس کی تخریج فرمائی ہے علامہ بغوی نے اس کو موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

خاتم ..... اس کو چار طرح پڑھا جاتا ہے۔ (۱) خاتم (بکسر التاء) (۲) خاتم (فتح التاء) (۳) خاتم (۴) ختام۔  
لیلتئذ: ..... ای لیلۃ اذ اخر الصلوٰۃ . والتونین عوض عن المضاف الیه .

(۳۷۶)

## باب فضل صلوٰۃ الفجر والحديث نماز فجر کی فضیلت اور باتیں کرنا

والحدیث: ..... یہ بھی چیتانوں میں سے ہے۔ حدیث سے مراد حدیث اصطلاحی ہے یا لغوی؟ اور عطف صلوٰۃ پر ہے یا فضل پر کل چار احتمال بن گئے ہیں۔

۱: حدیث اصطلاحی مراد ہو اور عطف صلوٰۃ پر ہو تو معنی یہ ہوگا فضل صلوٰۃ الفجر وفضل الحدیث الوارد فیہ یعنی فضیلت حدیث مقصود ہے اور فضیلت اس حدیث کی اس میں وارد ہے جس میں رویت باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۲: فضل صلوٰۃ پر عطف ہو تو عبارت اس طرح ہوگی باب فضل صلوٰۃ الفجر و بیان حدیث الوارد فیہ۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر باب میں حدیث ہوتی ہے۔

۳: عطف تو فضل پر ہی ہو باب فضل صلوٰۃ الفجر والحديث الوارد فیہ ہو الحدیث الذی ورد فی العصر۔

۴: گزشتہ تین معنی تو حدیث کے اصطلاحی معنی کے اعتبار سے ہیں اور اگر لغوی معنی مراد لئے جائیں تو بتلانا چاہتے ہیں کہ فجر کے بعد باتیں کرنا صحیح ہے۔

والحدیث: ..... سوال: ..... اس جملے کا ماقبل سے تعلق معلوم نہیں ہوتا؟

جواب (۱) :..... بعض نے کہا کہ یہ کاتب کا وہم ہے

جواب (۲) :..... اس جملے کا ماقبل سے ربط ہے وہ اس طرح کہ تقدیری عبارت یہ ہے والحدیث الوارد فی صلوة الفجر کیونکہ جس حدیث میں فجر کی فضیلت مذکور ہے اسی میں عصر کا ذکر بھی ہے

جواب (۳) :..... علامہ انور شاہ نے اس کی توجیہ میں فرمایا والحدیث ای الحدیث بعد العشاء اگرچہ مناسب نہیں مگر اس کو انجام آؤ ذکر فرمایا

سوال :..... پھر تو العصر بھی کہنا چاہئے تھا؟ والعصر کیوں نہیں کہا؟

جواب :..... چونکہ عصر کی فضیلت کا باب پہلے مذکور ہو چکا تھا تو تکرار کا اندیشہ ہے علامہ عینی نے کہا ہے کہ اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ والحدیث فی فضائل الفجر مشہورہ ۵ یاد رکھیں کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث متدل سے جو بات مفہوم ہو اس کو کبھی کبھی علیحدہ باب میں ذکر کرنے کی بجائے دوسرے باب کے تحت ذکر کر دیتے ہیں تو اس جگہ مقصود یہ ہوگا والحدیث بعد الفجر کہ بعد الفجر کلام جائز ہے کیونکہ حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ کلام بعد الفجر جائز ہے

(۵۳۳) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن اسمعيل قال حدثنا قيس قال
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے اسمعیل کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے قیس نے بیان کیا کہا
قال لي جرير بن عبد الله كنا عند النبي ﷺ اذا نظر الى القمر ليلة البدر
کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ نے بیان کیا کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی ماہ کامل تھا
فقال اما انكم بسترون ربكم كما ترون هذا لا تضامون
پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو کسی مزاحمت کی ضرورت نہیں ہوگی
او لا تضاهون في رؤيته فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
یا فرمایا کہ تمہیں اس کی رویت میں شبہ نہ ہوگا اس لئے اگر تم میں اس کی قدرت ہو کہ سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے کی نمازوں میں کوتاہی نہ ہو سکے

۱ (بیاض مدنی ص ۲۵ ج ۲) ۲ (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲) ۳ (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲) ۴ (بیاض مدنی ص ۲۵ ج ۲) ۵ (عمدة القاری ص ۷۰ ج ۵)  
۶ (بیاض مدنی ص ۲۵ ج ۲) ۷ (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲)

فافعلوا ثم قال فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها

تو ایسا ضرور کرو پھر تلاوت فرمائی ”پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو سورج نکلنے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے

قال ابو عبد الله زاد ابن شهاب عن اسمعيل عن قيس عن جرير

ابو عبد اللہ نے کہا کہ ابن شہاب نے اسمعیل کے واسطے سے وہ قیس سے بواسطہ جریر کے یہ زیادتی کی

قال النبي ﷺ سترون ربكم عيانا (راجح ۵۵۴)

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے رب کو صاف دیکھو گے

مطابقتہ للترجمة في قوله على صلوة قبل طلوع الشمس .

یہ حدیث باب فضل صلوة العصر میں گزر چکی ہے۔ اس کی تفصیل و تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تضاهون : ..... یہ مضامات بے مشتق ہے اور اس کا معنی مشابہت ہے۔ کنا عند النبی ﷺ۔ ظاہر یہ ہے

کہ جریر بن عبد اللہ عمشاء کی نماز کے آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے کو بتلا رہے ہیں۔

(۵۴۴) حدثنا هذبة بن خالد قال حدثنا همام قال حدثني ابو جمره عن ابى بكر بن ابى موسى

ہم سے ہذبہ بن خالد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو جمرہ نے بیان کیا ابو بکر بن ابی موسیٰ کے واسطے سے

عن ابىه ان رسول الله ﷺ قال من صلى البردين دخل الجنة

وہ اپنے والد سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں پڑھیں تو وہ جنت میں جائے گا

وقال ابن رجاء حدثنا همام عن ابى جمره ان ابابكر بن عبد الله ابن قيس اخبره بهذا

ابن رجاء نے کہا کہ ہم سے ہمام نے ابو جمرہ کے واسطے سے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے انہیں یہ حدیث پہنچائی

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

البردين : ..... برد کا تشبیہ ہے۔ اس سے فجر اور عصر کی نماز مراد ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ٹھنڈے وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔

قال ابن رجاء الخ :.....

یہ تعلق ہے۔ طبرانی نے اپنی معجم میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے اور البخاری هذا التعلیق عن شیخ  
عبدالله بن رجاء (بفتح الراء والجیم وبالمد) الغدانی البصری یفید بذلك ان نسبة ابی بکر  
الی ابیه ابی موسی الاشعری لان الناس اختلفوا فیہ ۱

(۵۴۵) حدثنا اسحاق قال حدثنا حبان قال ثنا همام

هم سے اسحاق نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حبان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا

قال حدثنا ابو جمره عن ابی بکر بن عبد الله عن ابیه عن النبی ﷺ مثله

کہا کہ ہم سے ابو جمرہ نے بیان کیا ابو بکر بن عبد اللہ کے واسطے سے وہ اپنے والد سے وہ نبی کریم ﷺ سے پہلی حدیث کی طرح

اشار البخاری بهذا بان شیخ ابی حمزہ هو ابو بکر بن عبد الله بن قیس وهو ابو موسی

الاشعری رداً علی من زعم انه ابن عماره بن رؤیة ۲

اسحاق :..... غسانی نے اپنی کتاب تقیید میں لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے اسحاق بن منصور مراد ہوں۔

ابن اسکن کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں جہاں بھی اسحاق بغیر نسبت کے آئے تو مراد اسحاق بن راہویہ ہوتے ہیں۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ یہاں اسحاق بن منصور مراد ہیں ۳

مثله :..... ای مثل هذا الحدیث المذكور .

(۳۷۷)

باب وقت الفجر

فجر کا وقت

ما قبل سے ربط :..... لما فرغ عن فضلها شرع فی وقتها.

(۵۴۶) حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا همام عن قتادة عن انس

ہم سے عمرو بن عاصم نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی قتادہ کے واسطے سے وہ حضرت انسؓ سے کہ

ان زید بن ثابت ثابت حدثہ انہم تسحروا مع النبی ﷺ

زید بن ثابتؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ ان لوگوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی

ثم قاموا الى الصلوة قلت کم بینہما قال قدر خمیسین او ستین یعنی آية (انظر ۱۹۲)

پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان میں کتنا فاصلہ رہا ہوگا فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیت

مطابقتہ للترجمة من حيث انہم قاموا الى الصلوة بعد ان تسحروا بمقدار قراءة

خمیس آية او نحوہا وذلك اول ما يطلع الفجر وهو اول وقت الصبح واستدل البخاری بهذا

ان اول وقت الصبح وهو طلوع الفجر فحصل التطابق بين الحديث والترجمة

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صوم میں مسلم بن ابراہیم سے اور امام مسلمؒ نے صوم میں ابی بکر بن ابی شیبہؓ سے اور امام

ترمذیؒ نے صوم میں یحییٰ بن موسیٰؓ سے اور امام نسائیؒ نے اسحاق بن ابراہیمؓ سے اور امام ابن ماجہؒ نے علی بن محمدؓ سے اس

حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

کم بینہما: ..... اس سے اشارہ ہے کہ آپ ﷺ سحری کو مؤخر اور فجر کو مقدم کرتے تھے یہ عادت اکثر رمضان

المبارک رہتی تو اکثر روایات رمضان المبارک پر محمول ہوں گی کیونکہ رمضان المبارک میں تقلیل جماعت کا اندیشہ نہیں

ہوتا۔ علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں ہکذا ینبغی عندنا اذا اجتمع الناس وعلیہ العمل فی دار العلوم

بديوبند من عهد الأکابر

(۵۴۷) حدثنا الحسن بن الصباح سمع روح بن عبادة قال حدثنا سعيد عن قتادة

ہم سے حسن بن صباح نے حدیث بیان کی انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا کہ ہم سے قتادہ کے واسطے سے حدیث بیان کی

عن انس بن مالک ان النبي ﷺ وزيد بن ثابت تسحرارو فلما فرغا من سحرهما قام النبي ﷺ الى الصلوة

وہ انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ اور زید بن ثابت نے سحری کھائی اس سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ نماز کے لئے اٹھے

فصلی قلنا لانس کم کان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلوة

اور نماز پڑھی ہم نے انس سے پوچھا کہ سحری سے فراغت اور نماز کی ابتداء میں کتنا فاصلہ رہا ہوگا

قال قال قار ما یقرو الرجل خمین اية (انظر ۱۱۳)

تو انہوں نے فرمایا کہ اتنا کہ ایک شخص پچاس آیتیں پڑھ سکے

مطابقته للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

(۵۳۸) حدثنا اسمعيل بن ابي اويس عن اخيه عن سليمان عن ابي حازم

ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی اپنے بھائی کے واسطے سے وہ سلیمان سے وہ ابی حازم سے

انه سمع سهل بن سعد يقول كنت اتسحر في اهلي

کہ انہوں نے سہل بن سعد سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر سحری کھاتا تھا

ثم تكون سرعة بي ان ادرك صلوة الفجر مع رسول الله ﷺ (انظر ۱۹۲)

پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے کے لئے مجھے جلدی کرنی پڑتی تھی

مطابقته للترجمة بطريق الاشارة ان اول وقت صلوة الفجر طلوع الفجر .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

(۵۳۹) حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے لیث نے حدیث بیان کی عقیل کے واسطے سے وہ ابن شہاب سے

قال اخبرني عروة بن الزبير ان عائشة اخبرته قالت كن نساء المؤمنات

فرمایا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ عائشہ نے انہیں خبر دی فرمایا کہ مسلمان عورتیں

يشهدن مع رسول الله ﷺ صلوة الفجر متلفعات بمروطهن

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے چادریں اوڑھ کر آتی تھیں

ثم ينقلبن الى بيوتهن حين يقضين الصلوٰۃ لايعرفهن احد من الغلس (راجع ۳۷۲)

پھر نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو انہیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ اس حدیث کو باب کم تصلى المرأة من الثياب میں ابو الیمانؒ سے ذکر کر چکے ہیں اس کی

تشریح الخیر الساری ص ۱۲۳ ج ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ..... نماز صبح غلس میں یا اسفار میں؟ جب کہ احادیث الباب تو غلس پر دال ہیں۔

جواب (۱): ..... علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نماز صبح کی ابتداء غلس سے ہوتی اور اس کی انتہا اسفار میں

ہوا کرتی تھی!

جواب (۲): ..... ابتداء اسلام میں بڑی سختی سے اسلام پر عمل کیا جاتا تھا اور صحابہ کرامؓ صلوٰۃ اللیل کے شیدائی تھے

جب اسلام پھیلا، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا مسلمانوں میں سستی اور کمزوری آنے لگی تو صحابہؓ کے زمانہ میں ہی

اسفار میں صبح کی نماز ادا کی جانے لگی تاکہ تکلیل جماعت نہ ہو ۲

جواب (۳): ..... مایعرفن الغلس میں لفظ غلس حضرت عائشہؓ سے مروی نہیں بلکہ کسی اور راوی کا قیاس ہے

جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے الفاظ ہیں وتعنی من الغلس ۳

خلاصہ: .....

غلس و اسفار دونوں میں صبح کی نماز درست ہے احنافؒ کے نزدیک مختار اور پسندیدہ یہ ہے کہ اسفار میں صبح

کی نماز پڑھنی چاہئے حضرت علیؓ وغیرہ کا عمل اسی طرح تھا ۴

(۳۷۸)

## باب من ادرك من الفجر ركعة

فجر کی ایک رکعت کا پانے والا

(۵۵۰) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار

هم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا مالک کے واسطے سے وہ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار

وعن بسر بن سعيد وعن الاعرج يحدثونه عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال

بسر بن سعید اور اعرج سے کہ انہوں نے ابو ہریرہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من ادرك من الصبح ركعة قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح

کہ جس نے فجر کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی اس نے فجر کی نماز (کے وجوب) کو پایا

ومن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر (راجع ۵۵۶)

اور جس نے عصر کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز (کے وجوب) کو پایا

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس کی تشریح باب من ادرك ركعة من العصر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۷۹)

## باب من ادرك من الصلوة ركعة

نماز میں ایک رکعت کا پانے والا

(۵۵۱) حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا مالك عن ابن شهاب

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے مالک نے ابن شہاب کے واسطے سے حدیث بیان کی

عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن ابی هريرة أن رسول الله قال من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك الصلوة  
 وہ ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے وہ ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک رکعت نماز (باجامعت) پالی اس نے نماز (کے وجوب کو) پایا

(راجح ۵۵۶)

مطابقته للترجمة ظاهرة .

گزشتہ باب اور اس میں فرق یہ ہے کہ یہ باب خاص ہے اور وہ عام۔ اس لئے کہ صلوة لفظ پانچوں نمازوں  
 کو شامل ہے۔ علامہ انور شاہ فرماتے ہیں اخرجہ اولاً بتخصیص العصر ثم بتخصیص الفجر ثم اخرجہ  
 مطلقاً باب من ادرك من الصلوة ركعة فامکن ان يكون اشارة الى ان الحديث فى العصر  
 والفجر ايضاً فى حق المسبوق كالحديث المطلق!

(۳۸۰)

باب الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس  
 فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھنی چاہئے

(۵۵۲) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا هشام عن قتادة عن ابى العالية عن ابن عباس

ہم سے حفص بن عمر نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشام نے قتادہ کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ ابو العالیہ سے

قال شهد عندى رجـال مـرضيـون

وہ ابن عباس سے فرمایا کہ میرے پاس چند پسندیدہ حضرات حاضر تھے

وارضاهم عندى عمر ان النبى ﷺ نهى عن الصلوة بعد الصبح

اور جن میں سب سے زیادہ میرے محبوب حضرت عمرؓ تھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد

حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب

سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا

(فيض الباری ص ۱۳۶ ج ۲)

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

سوال : ..... حدیث تو فجر اور عصر دونوں پر مشتمل ہے ترجمہ الباب میں فجر پر کیوں اختصار و اقتصار فرمایا؟

جواب : ..... لان الصبح ہی المذکورة اولاً فی سائر احادیث الباب ولان العصر صلی بعدها النبی ﷺ بخلاف الفجر .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلم اور امام ابوداؤد اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مسائل مستنبطہ: .....

۱: ..... صلوة الفجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک نوافل مکروہ ہیں۔

۲: ..... نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک نوافل مکروہ ہیں۔

تعارض : ..... بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، فرمایا لم یکن رسول اللہ ﷺ یدعها سرا ولا علانية رکعتان قبل صلوة الصبح ورکعتان بعد العصر ۲ جبکہ روایات الباب سے بعد العصر دو رکعتوں کی نہی وارد ہے تو بظاہر تعارض ہوا؟

جواب (۱) : ..... بعد العصر دو رکعتوں کے ذکر والی اکثر روایات حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں۔ اور ان میں اضطراب ہے لہذا قابل حجت نہیں ۳

جواب (۲) : ..... آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

جواب (۳) : ..... روایات میں مرجوح ہیں نفی کے مقابلہ میں ۴

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں استقرت القاعدة ان المبیح والحاضر اذا تعارضا جعل الحاضر متأخراً وقد ورد

نہی کثیر فی احادیث کثیرة ۵

جواب (۴): ..... قبل النہی پر محمول ہے۔

جواب (۵): ..... آپ ﷺ سے معلوم کرنے سے قبل پر محمول ہے۔

فائدہ: ..... ابراہیم نخعیؒ نے بعد العصر دو رکعتوں کو بدعت فرمایا ہے۔

(۵۵۳) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن شعبة عن قتادة
ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰ نے شعبہ کے واسطے سے بیان کیا وہ قتادہ سے
سمعت ابا العالية عن ابن عباس قال حدثني ناس بهذا (انظر ۵۷۵، ۵۸۹، ۱۱۹۲، ۱۶۲۹، ۳۲۷۳)
کہ میں نے ابو العالیہ سے سنا کہ ابن عباس کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا مجھ سے چند لوگوں نے یہ حدیث بیان کی (جو اوپر مذکور ہوئی)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ یہاں سے حدیث الباب کا دوسرا طریق بیان فرما رہے ہیں اور اس سے مقصد بتلانا ہے کہ قتادہ نے اس حدیث کو ابو العالیہؒ سے خود سنا ہے پہلے طریق میں اس کی تصریح نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے یہاں سے اوقات منہیہ کے ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ اوقات منہیہ میں زوایات مختلف وارد ہوئی ہیں۔

اوقات منہیہ پانچ ہیں۔

۱: طلوع آفتاب ۲: غروب آفتاب ۳: استواء آفتاب ۴: بعد صلوٰۃ

الفجر ۵: بعد صلوٰۃ العصر یاد رکھئے کہ پہلے تین اوقات اور آخری دو میں فرق ہے اور ائمہ کے درمیان اس

میں اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

اختلاف ائمہ: .....

مذہب احناف: ..... پہلے تین اوقات میں فرض، نفل، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، سب مکروہ تحریمی ہیں

اور آخری دو میں نفل مکروہ ہیں فرض مکروہ نہیں ۳

مذہب امام مالک: ..... امام مالک کے نزدیک استواء شمس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ باقی چار

اوقات میں فرائض کو جائز کہا ہے ۴

۱ (عمدة القاری ص ۸ ج ۵) ۲ (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲) ۳ (عمدة القاری ص ۷ ج ۵) ۴ (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲) ۵ (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲)

دلیل مالکیہ : ..... یصلیٰ بالہاجرة۔ اور اس کا ترجمہ استواءِ شمس کرتے ہیں۔

جواب (۱) دلیل امام مالک : ..... ہاجرة سے مراد استواءِ شمس نہیں بلکہ اول وقت مراد ہے۔

جواب (۲) دلیل امام مالک : ..... یہ کہنا ہے کہ نماز جلدی پڑھتے تھے۔

مذہب امام شافعی : ..... امام شافعی جمعہ کے دن کی تخصیص کرتے ہیں یعنی باقی ایام میں استواءِ شمس کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں لیکن جمعہ کے دن مکروہ نہیں۔

دوسری تفصیل : ..... ان کے نزدیک یوں ہے کہ مذکورہ تمام اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن فرائض مکروہ نہیں، اسی طرح نوافل بھی جو ذوات الاسباب ہیں وہ بھی مکروہ نہیں یعنی جن کے اسباب پائے گئے ہوں مثلاً وضو کر لیا ہے تو اب تحیۃ الوضو پڑھ لیے، طواف کر لیا ہے تو دو رکعت طواف کے بعد والی پڑھ لے مسجد میں داخل ہوا تو تحیۃ المسجد پڑھ لے، اسی طرح اگر سجدہ والی آیت پڑھی ہے تو سجدہ تلاوت کر لے یعنی جن کے اسباب مقتضی ہوں ان اوقات میں کر لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(۵۵۳) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى بن سعيد عن هشام قال اخبرني ابي قال اخبرني ابن عمر قال

ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے ہشام کے واسطے سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھے ابن عمر نے خبر دی انہوں نے فرمایا

قال رسول الله ﷺ لا تحروا بصلواتكم طلوع الشمس ولا غروبها

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے کے لئے سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو (کہ سورج ابھی طلوع ہونے یا غروب ہونے کے قریب ہے)

قال وحدثني ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا طلع حاجب الشمس فاخروا الصلوة

حضرت عروہ نے کہا کہ مجھ سے ابن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ظاہر ہو جائے سورج کا کنارہ تو مؤخر کر دو نماز کو

حتى ترتفع واذا غاب حاجب الشمس فاخسروه الصلوة حتى تغيب تابعه عبدة

یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جب سورج غروب ہونے لگے اس وقت بھی نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ غروب

ہو جائے اس حدیث کی عہدہ نے متابعت کی ہے

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے صفحہ ایلیس میں محمد بن عبدہ اور امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس

حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

وقال حدثني ابن عمر الخ :.....

ای قال عروة وحدثني ابن عمر.

یہ بھی اول کی طرح مستقل حدیث ہے۔

سوال :..... گزشتہ حدیث میں تو خبرنی ابن عمرؒ ہے اور یہاں حدثنی ابن عمرؒ ہے، ایسا کیوں؟

جواب :..... فرق کی رعایت نہ کرتے ہوئے ایسے کہا کیوں کہ ان کے ہاں حدثنا اور اخیرنا میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حاجب الشمس :..... جوہری نے حاجب الشمس کا معنی نواحیہا کیا ہے۔

تابعه عبدة :..... ”ة“ ضمیر کا مرجع ای تابع عبدة بن سلیمان یحیٰ بن سعید القطان علی روایتہ

لهذا الحديث عن هشام ورواية عبدة هذه اوصلها البخاري في بدء الخلق ۳

(۵۵۵) حدثنا عبيد بن اسمعيل عن ابي اسامة عن عبيد الله عن خبيب بن عبد الرحمن

ہم سے عبید بن اسمعیلؒ نے ابی اسامہؒ کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ عبید اللہؒ سے وہ خبیب بن عبد الرحمنؒ سے

عن حفص بن عاصم عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ نهى عن بيعتين وعن لبستين

وہ حفص بن عاصمؒ سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کی بیع و فروخت اور دو طرح کے لباس

وعن صلوتين نهى عن الصلوة بعد الفجر حتى تطلع الشمس

اور دو طرح کی نمازوں سے منع فرمایا ہے۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک

وبعد العصر حتى تغرب الشمس وعن اشتمال السماء وعن الاحتباء في ثوب واحد

اور نماز عصر کے بعد غروب ہونے تک (نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور کپڑوں میں) اشتمال السماء اور ایک کپڑا اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لینا

يفضى بفرجه الى السماء وعن المنايلة والملامسة (راجع ۳۰۱۸)

کہ شرمگاہ کھل جائے سے منع فرمایا (اور بیچ و فروخت میں) آپ ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا

مطابقتہ للترجمة ظاهرة.

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاری نے لباس میں محمد بن بشار سے اور امام مسلم نے بیوع میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے اور نسائی نے بیوع میں محمد بن عبدالاعلیٰ سے اور ابن ماجہ نے صلوة اور تجارت میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

بیعتین : ..... بیعت کا ثنیہ ہے اس سے مراد (۱) لماس (۲) نباذہ ہے۔

یہ دونوں زمانہ جاہلیت کی دو بیعتیں ہیں یعنی بیع منابذہ، بیع ملامسہ۔

منابذہ : ..... تو یہ ہے کہ کنکری پھینک کر بیع کرتے تھے۔

ملامسہ : ..... خاص طور پر چھو دیتے تھے جس سے بیع تام سمجھی جاتی۔

دونوں کی تفصیل باب ما یستر من العورة میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

لبستین : ..... بکسرا للام الهيئة والحالة۔ اور وہ دو یہ ہیں۔

۱: اشتمال صماء  
۲: احتباء۔

اشتمال صماء : ..... تو یہ ہے کہ اس طرح سے ایک کپڑے کو لپیٹے کہ اس میں ہاتھ وغیرہ نہ نکل سکیں یعنی خوب لپیٹ لے۔

احتباء : ..... یہ ہے کہ گوٹھ مار کر بیٹھ جائے۔

مزید تفصیل باب ما یستر من العورة الخیر الساری ص ۳۷ ج ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

صلاتین : ..... (۱) الصلوة بعد الفجر حتى تطلع الشمس (۲) بعد العصر حتى تغرب الشمس.

(۳۸۱)

## باب لا تتحرى الصلوٰۃ قبل غروب الشمس

سورج ڈوبنے سے پہلے نماز نہ پڑھنی چاہئے

اشکال: ..... بعض روایات میں جو ارتفاع شمس وغروب شمس کا ذکر ہے اُس کا تعلق فجر و عصر دونوں سے ہے ایسے ہی جن روایات میں تحری سے ممانعت ہے وہ ممانعت بھی فجر و عصر دونوں کو شامل ہے تو جب دونوں جگہ یعنی فجر اور عصر میں دونوں فعلوں کو شامل ہیں تو پھر امام بخاریؒ نے صلوٰۃ فجر کا باب باندھ کر اس میں تو طلوع کا صیغہ استعمال کیا اور صلوٰۃ العصر کا جو باب باندھا اس میں تحری کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ احادیث کے مضمون کا تقاضا ہے کہ سب ایک ہیں لہذا جیسے یہ باب قائم کیا کہ الصلوٰۃ بعد العصر حتی ترفع تو ایسے ہی عصر میں اس طرح باب قائم فرماتے کہ باب الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب یا پھر جیسے یہ باب قائم کیا کہ باب لا تتحرى الصلوٰۃ قبل غروب الشمس اسی طرح یہ باب قائم فرماتے، الغرض کہ امام بخاریؒ نے یہ جدت کیوں اختیار فرمائی؟

جواب (۱): ..... مشائخ فرماتے ہیں کہ تفہین عبارت ہے۔

جواب (۲): ..... اختلاف علماء کی طرف اشارہ ہے باب اول سے جمہور کے مذہب کی طرف اشارہ ہے اور اس باب سے ظاہر یہ ہے کہ مذہب کی طرف اشارہ ہے۔

جواب (۳): ..... مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ مجتہد ہیں اور روایات تحری و مطلقہ دونوں طرح کی وارد ہیں الخ

ائمہ کے نزدیک وجوہ ترجیح: .....

امام مالکؒ: ..... اہل مدینہ کے عمل کو ترجیح دیتے ہیں۔

احناف: ..... اوق بالقرآن اور راوی کے افتہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

شوافع: ..... سند کے قوی ہونے یا رواۃ کے ثقہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں!

جواب (۴): ..... علامہ انور شاہ فرماتے ہیں امام بخاری تحریری اور عدم میں تفصیل کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ

حدیث پاک میں لایتحوی یعنی تحریری کا لفظ آجانے پر ترجمۃ الباب میں وہی لفظ ذکر کر دیا ہے!

(۵۵۶) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں مالک نے نافع کے واسطے سے خبر دی وہ ابن عمر سے

ان رسول اللہ ﷺ قال لایتحوی احدکم فیصلی عند طلوع الشمس ولا عند غروبها (راج ۵۸۲)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نماز میں نہ بیجا ہے کہ صبح طلوع ہونے ہی نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اسی طرح صبح کے ڈوبنے کا نماز میں بھی نہ بیجا ہے

مطابقتہ للترجمة فی قوله (ولا عند غروبها)

یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی ہے۔

(۵۵۷) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن صالح

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے صالح کے واسطے سے حدیث بیان کی

ابن شهاب قال حدثني عطاء بن يزيد الجندعي انه سمع اباسعيد الخدری

وہ ابن شہاب سے کہا کہ مجھ سے عطاء بن زید جندی نے حدیث بیان کی کہ انہوں ابو سعید خدری سے سنا

يقول سمعت رسول الله ﷺ يقوم لاصلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس

انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرمادے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج کے بلند ہونے تک نہ پڑھنی چاہئے

ولاصلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس (انظر ۱۱۸۸، ۱۱۹۷، ۱۸۶۴، ۱۹۹۵)

اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج کے ڈوبنے تک کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے

مطابقتہ للترجمة بطريق الاشارة لانه يلزم من نفى الصلوة بعد الصبح قبل ارتفاع الشمس وبعد

العصر قبل غروبها ان الایتحراھا فی ہذین الوقتین ۳

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھ حضرت ابو سعید خدری ہیں جن کا نام سعد بن مالک ہے۔

(۵۵۸) حدثنا محمد بن ابان قال حدثنا غندر قال لنا شعبة
ہم سے محمد بن ابان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے غندر نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے شعبہ نے حدیث بیان کی
عن ابی التیاح قال سمعت حمران بن ابان یحدث عن معاویة
ابوالتیاح کے واسطے سے انہوں نے کہا کہ میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ معاویہ کے واسطے سے حدیث بیان کرتے تھے
قال انکم لتصلون صلوة لقد صحت عن رسول اللہ ﷺ
کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں
فما رأیناہ یصلیہم ما ولقد نہی عنہما
لیکن ہم نے کبھی آپ ﷺ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا تھا
بعننی العصرین بعد العصر
حضرت معاویہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعتیں تھیں (جسے آپ ﷺ کے زمانہ میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

(۵۵۹) حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا عبدة عن عبيد الله عن خبيب
ہم سے محمد بن سلام نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں عبیدہ نے عبید اللہ کے واسطے سے خبر دی وہ خبیب سے
عن حفص بن عاصم عن ابی ہریرة قال نہی رسول اللہ ﷺ عن صلوتین بعد الفجر
وہ حفص بن عاصم سے وہ ابو ہریرہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے دو وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا نماز فجر کے بعد
حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الشمس (راجع ۳۶۸)
سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک

یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی ہے اس کی تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۸۲)

## باب من لم یکره الصلوٰۃ الا بعد العصر والفجر

ان لوگوں کا بیان جو مکروہ نہیں سمجھتے نماز کو مگر عصر اور فجر کے بعد

رواہ عمر والنخ : ..... ای روى عدم کراهة الصلوٰۃ الا فی هذین الوقتین المذكورین عمر بن الخطاب وابنه عبدالله بن عمر النخ ا

(۵۶۰) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع
هم سے ابو نعمان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ نافع سے
عن ابن عمر قال اصلى كما رأيت اصحابي يصلون
وہ ابن عمر سے آپ نے فرمایا کہ جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھتے دیکھا میں بھی اسی طرح نماز پڑھتا ہوں
لا انهى احدا يصلى بليل او نهار ما شاء غير ان لا تحروا طلوع الشمس ولا غروبها (راجع ۵۸۲)
کسی کو میں روکتا نہیں دن اور رات کے جس حصہ میں جی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے بلکہ سورج کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھا کرو

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال : ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ حدیث الباب امام مالک کی دلیل ہے اور احناف کے خلاف ہے کیونکہ امام

مالک استواء شمس کے وقت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جبکہ احناف کے ہاں مکروہ ہے؟

جواب : ..... روایت نبی سے یہ روایت مخصوص ہے۔

(۳۸۳)

## باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها

عصر کے بعد قضا وغیرہ پڑھنا

وقال کریب عن ام سلمة صلی النبی ﷺ بعد العصر الركعتین

کریب نے ام سلمہ کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں

وقال شغلنی ناس من عبد القیس عن الركعتین بعد الظهر

پھر فرمایا کہ بنو عبد القیس کے وفد سے گفتگو کی وجہ سے ظہر کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا تھا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

نحوها :..... سے مراد ذوات الاسباب ہیں اور پر رکعتین بعد العصر والی روایت گزری ہے تو اس سے امام بخاری استثناء کر رہے ہیں کہ نبی نوافل پر محمول ہے اور فوائت جائز ہیں۔

شوافع کے نزدیک نحوها کا مطلب :..... شوافع نے نحوها کا مطلب یہ لیا کہ ذوات الاسباب (تحیة المسجد صلوة الکسوف وغیرہ) مراد ہیں کیونکہ وہ بھی ان اوقات میں پڑھی جائیں گی۔

احناف کے نزدیک نحوها کا مطلب :..... حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ذوات الاسباب نوافل ہیں تو وہ فوائت کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں اس لئے (ونحوها) سے مراد وہ نمازیں ہیں جو فوائت کے مثل ہیں (تقریر بخاری ص ۳۳۳) جیسے صلوة الجنائزہ و سجدہ تلاوت

وقال کریب الخ :..... کریب بضم الکاف ہے یہ حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام ہیں۔

ام سلمہؓ: ..... آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اُن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ قرشہ مخزومیہ ہے شوال ۵۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔  
یہ تعلق ہے سہو میں اس کو مسنداً ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ حدیث الباب امام شافعیؒ کی دلیل ہے اس مسئلہ میں کہ بعد العصر ذوات الاسباب کو بلا کراہت ادا کرنا جائز ہے۔

جواب: ..... علامہ کرمائی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ امام شافعیؒ کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کی خصائص میں سے ہے ۲

(۵۶۱) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا عبدالواحد بن ایمن قال حدثنی ابی ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی انہ سے سمع عائشة قالت والذی ذہب بہ کہ انہوں نے عائشہؓ سے سنا آپؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں بلا لیا مآثر کھا حتی لقی اللہ ومالقی اللہ حتی ثقل عن الصلوة آپ نے عمر کے بعد کی رکعتوں کو بھی ترک نہیں فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہیں ملے اللہ تعالیٰ سے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو نماز میں شواہی ہونے لگی وکان یصلی کثیراً من صلواتہ قاعدات عنی الرکتین بعد العصر اور اکثر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ عصر کے بعد کی دو رکعتیں مراد لیتی تھیں وکان النبی ﷺ یصلیہما ولا یصلیہما فی المسجد مخافة اور نبی کریم ﷺ انہیں پڑھتے تھے اور انہیں آپ ﷺ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ان یثقل علی امتہ وکان یحب ما یخفف عنہم (انظر ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۱۶۳۱) امت پر گراں ہو۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے تخفیف پسند کرتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة.

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

سوال: ..... اس حدیث سے بعد العصر مطلقاً نفل پڑھنا معلوم ہو رہا ہے جب کہ احناف کے نزدیک بعد العصر نوافل مکروہ ہیں۔

جواب: ..... اس کے تین جواب گزر چکے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت پر محمول ہے! علامہ انور شاہ فرماتے ہیں ان دو رکعتوں کے بارے میں کئی وجوہ سے اضطراب ہے ترمذی شریف میں ابن عباسؓ سے مروی ہے قال انما صلی رسول اللہ ﷺ الرکتین بعد العصر لانه اتاه مال فشغله عن الرکتین بعد الظهر فصلاهما بعد العصر ثم لم يعد لهما . امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن عباسؓ اصبح حیث قال ثم لم يعد لهما ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ایک مرتبہ آپ ﷺ دو رکعتیں بعد العصر پڑھی ہیں مداوت نہیں فرمائی ۲ حدیث ابن عباسؓ حدیث عائشہؓ (روایت الباب) سے اصح ہے کیونکہ روایت الباب میں اضطراب ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابویوب انصاریؓ کو بعد العصر دو رکعتیں پڑھنے پر سخت ست کہا ۳

(۵۲۲) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى قال حدثنا هشام

ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشام نے حدیث بیان کی

قال اخبرني ابي قال قالت عائشة ابن اختي ماترك النبي ﷺ السجنتين بعد العصر عندى قط (راجع ۵۹۰)

کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہا کہ عائشہ نے فرمایا بھانجے! نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں میرے یہاں کھی ترک نہیں کیں

مطابقته للترجمة ظاهرة.

امام نسائی نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

السجدين: ..... رکعتیں مراد ہیں اسم الجزء علی الكل کے قبیل سے ہے۔

(۵۲۳) حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا عبد الواحد

ہم سے موسیٰ بن اسمعیل نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالواحد نے حدیث بیان کی

قال حدثنا الشيباني قال ثنا عبد الرحمن ابن الاسود عن ابيه  
 کہا کہ ہم سے شیبانی نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبد الرحمن بن اسود نے حدیث بیان کی وہ اپنے والد کے واسطے سے  
 عن عائشة قالت ركعتان لم يكن رسول الله ﷺ يدعهما سرا ولا علانية  
 وہ عائشہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ دو رکعتوں کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا پوشیدہ ہوں یا عام لوگوں کے سامنے  
 ركعتان قبل عبادة الصبح و ركعتان بعد العصر (راجع ۵۹۰)  
 صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں

امام مسلم اور امام نسائی نے صلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۵۲۴) حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنا شعبة عن ابي اسحاق  
 ہم سے محمد بن عرعرة نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے شعبہ نے ابو اسحاق کے واسطے سے حدیث بیان کی  
 قالت رأيت الاسود مسروقا شهدا على عائشة قالت ما كان النبي ﷺ  
 کہا کہ میں نے اسود اور مسروق کو دیکھا کہ وہ عائشہ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ  
 يأتيني في يوم بعد العصر الاصلى ركعتين (راجع ۵۹۰)  
 جب بھی میرے پاس عصر کے بعد تشریف لاتے تو دو رکعت ضرور پڑھتے

امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے صلوة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

الحاصل: ..... عصر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کا دو رکعتیں پڑھنا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے چنانچہ ابوداؤد  
 شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس میں صراحت کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ حضور ﷺ نماز عصر کے بعد  
 رکعتیں پڑھتے تھے اور ہم لوگوں کو منع فرمایا کرتے تھے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ان رسول الله ﷺ كان يصلي  
 بعد العصر وينهى عنها

(۳۸۴)

## باب التبکیر بالصلوٰۃ فی یوم غیم

بارش کے دنوں میں نماز جلدی پڑھ لینی چاہئے

(۵۲۵) حدثنا معاذ بن فضالة قال حدثنا هشام عن يحيى هو ابن ابي كثير عن ابي قلابه ان ابا المليح
ہم سے معاذ بن فضل نے حدیث بیان کی کہا ہم سے ہشام نے حدیث بیان کی یحییٰ سے یحییٰ وہ ابو کثیر کے بیٹے ہیں وہ قلابہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو الملیح نے
حدثه قال كنا مع يرسلة في ويوم ذي غيم فقال بكمروا بالصلوة فان النبي ﷺ قال
ان سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم بارش کن ایک مرتبہ بریدہ کے ساتھ تھے انہوں نے فرمایا نماز جلدی پڑھ لو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے
من ترك صلاة العصر جط عمله
کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل غارت گیا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

یہ حدیث باب اثم من ترك العصر میں گزر چکی ہے۔

اشکال : ..... حدیث الباب اور ترجمہ الباب میں دو وجہ سے مطابقت نہیں؟

وجہ اول : ..... یہ استدلال حدیث موقوف سے ہوا کیونکہ یہ قول حضرت بریدہ ہے حالانکہ مصنف (امام

بخاری) حدیث مرفوع سے استدلال کیا کرتے ہیں!

وجہ ثانی : ..... حدیث میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ ہیں جب کہ ترجمہ الباب میں مطلق صلوٰۃ ہے عصر کی تخصیص نہیں۔

جواب : ..... حضرت امام بخاری کا استدلال حدیث مبارکہ کے جملہ (بکروا بالصلوٰۃ) سے ہے اور یہ جملہ

آپ ﷺ کے ارشاد سے ماخوذ ہے پس یہ حکماً مرفوع ہے!

خلاصہ: ..... یا تو استدلال قول بریدہ سے ہی ہے یا اس کو مرفوع کے حکم میں سمجھ لیا گیا ہے من ترک صلوٰۃ العصر الخ ترک صلوٰۃ سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور یوم الغیم میں ترک صلوٰۃ کا خوف ہے تو مرفوع روایت سے استدلالاً ترجمہ ثابت ہو گیا اور موقوف سے صراحتاً۔

تعجیل یا تاخیر: ..... اس بارے میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے۔

مذہب احناف: ..... ہمارے نزدیک مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں مطلقاً تاخیر مستحب ہے عصر اور عشاء کی نمازوں میں بھی غیم کے دن تاخیر مستحب ہے۔

مذہب شوافع: ..... حضرات شوافع کے نزدیک عشاء کے علاوہ تمام نمازوں میں تعجیل مستحب ہے۔

(۳۸۵)

### باب الاذان بعد ذهاب الوقت وقت نکل جانے کے بعد اذان

ای ہذا باب فی بیان حکم الاذان بعد خروج الوقت.

(۵۲۶) حدثنا عمران بن میسرۃ قال حدثنا محمد بن فضیل قال

ہم سے عمران بن میسرہ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے محمد بن فضیل نے حدیث بیان کی کہا

حدثنا حصین عن عبداللہ ابن ابی قتادۃ عن ابیہ قال

کہ ہم سے حصین نے عبداللہ بن ابی قتادہ کے واسطے سے حدیث بیان کی انہوں نے اپنے والد سے کہ آپ نے فرمایا

سرنامع النبی ﷺ لیلۃ فقال بعض القوم لو عرست بنا یارسول اللہ ﷺ

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات چل رہے تھے کسی نے کہا کہ یارسول اللہ! کاش آپ ہمارے ساتھ آرام کر لیتے

قال اخاف ان تناموا عن الصلوة

فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں نماز کے وقت بھی سوتے نہ رہ جاؤ (کیونکہ رات بہت گزر چکی تھی اور تمام لوگ تھکے ماندے تھے)

قال بلال انا اوقظکم فاضطجعوا واسند بلال ظهره الى راحلته

اس پر حضرت بلالؓ بولے کہ میں آپ لوگوں کو جگا دوں گا چنانچہ سب حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلالؓ نے بھی اپنی پیٹھ کباہ سے لگا لی

فغلبته عيناه فنام فاستيقظ النبي ﷺ وقد طلع حاجب الشمس فقال يا بلال

پھر کیا تھا ان کی بھی آنکھ لگ گئی اور جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا آپ ﷺ نے فرمادے بلال!

اين ما قلت قال ما القيت على نومة مثلها قط قال

تمہارا دعویٰ کہاں گیا بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اللّٰه قبض ارواحكم حين شئنا

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ارواح کو جب چاہتا ہے قبض کر لیتا ہے (جس کے نتیجے میں تم سو جاتے ہو)

وردھا عليكم حين شاء يا بلال قم فاذن بالناس بالصلوة فتوضا

اور واپس کر دیتا ہے جس وقت چاہتا ہے (جس کے نتیجے میں تم جاگ جاتے ہو) اے بلال اٹھو اور اذان دو پھر آپ ﷺ نے وضو کیا

فلما ارتفعت الشمس وابيضت قام فصلى (انظر ۷۷۱)

اور جب سورج بلند ہو گیا اور خوب روشن ہو گیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی

مطابقته للترجمة في قوله ((قم يا بلال فاذن)) .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابو قتادہؓ ہیں جن کا نام حارث بن ربیع بن

بلد یہ الانصاریؓ ہے امام بخاریؒ نے توحید میں محمد بن سلام سے اور ابوداؤد نے صلوٰۃ میں عمرو بن عون اور نسائی نے

صلوٰۃ میں ہناد سے اور تفسیر میں محمدؒ کامل مروزی سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

غرض بخاری: ..... اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ فائتہ کے لئے اذان اس وقت کہی جائے جب قضا انقضاء وقت کے بعد متصل ہی ہو۔

لو عرس بنا: ..... لیلۃ التعریس کا واقعہ ہے جمہور کی رائے ہے کہ ایک مرتبہ ہوئی اور محققین کی رائے ہے کہ دو مرتبہ ہوئی اور بعض علماء کی رائے ہے کہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ ہوئی۔

قبض ارواحکم: .....

سوال: ..... جب روح قبض کر لی جائے تو انسان مرجاتا ہے لیکن نام تو مردہ نہیں کہلاتا؟

جواب: ..... قبض روح سے مراد یہاں روح کا فقط ظاہر بدن سے انقطاع ہے اور موت تو روح کے بدن سے ظاہر ابطناً انقطاع کو کہتے ہیں ۲

سوال: ..... آپ ﷺ کو ذہول کیسے ہوا؟ جب کہ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے تو صبح کی نماز کیسے رہ گئی؟

جواب: ..... اکثر اور عادت تو یہی تھی کہ دل بیدار رہتا لیکن اُس دن اللہ پاک نے اُسے بھی سُلا دیا تھا جیسا کہ حدیث الباب میں ان اللہ قبض ارواحنا اور آخر حدیث میں لو شاء اللہ لا یقظنا کے الفاظ دال ہیں۔ بعد والوں کی آسانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا کر دی ۳

یابلال قم فاذن بالناس بالصلوٰۃ: .....

## فائتہ نماز کے لئے اذان کا حکم

ائمہ کرامؒ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر جماعت کی نماز فوت ہو جائے اور جماعت سے قضا (ادا) کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس کے لئے اذان کہی جائے گی؟

مذہب احناف و حنابلہ: ..... اذان کہی جائے گی جیسا کہ حدیث الباب میں ہے (عمدۃ القاری ص ۸۸ ج ۵)

(۵) اور اوقات بھی جیسا کہ ابوداؤد میں ہے ثم اقام ثم صلی الفجر (عمدۃ القاری ص ۸۸ ج ۵)

(۱) تقریر بخاری ص ۳۶ ج ۳ (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲) ۲ (عمدۃ القاری ص ۸۸ ج ۵) ۳ (بخاری ص ۸۲ ج ۵ احادیث)

مذہب مالکیہ<sup>۱</sup>: ..... امام مالکؒ کے نزدیک اذان نہیں کہی جائے گی۔

مذہب شوافع<sup>۲</sup>: ..... امام شافعیؒ کے یہاں دو قول ہیں (۱) اذان دی جائے (۲) اذان نہ دی جائے!

فائدہ (۱): ..... اگر کئی نمازیں فوت جائیں تو پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور اقامت بھی باقی نمازوں میں اسے اذان دینے کا اختیار ہے اقامت بہر حال کہے ۲ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو غزوہ خندق میں چار نمازوں کی قضاء پر نماز سے پہلے اقامت کا حکم دیا تھا<sup>۳</sup>

فائدہ (۲): ..... فوت شدہ نمازوں کی قضاء فوری ضروری نہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ علی الفور قضاء کرے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

فائدہ (۳): ..... اوقات منہیہ میں فوت شدہ کی قضاء (ادا) نہ کی جائے۔

### فجر کی سنتوں کے بارے ائمہ کا اختلاف:.....

امام محمد<sup>۴</sup>: ..... کے نزدیک فجر کی سنتوں کو ارتفاع نہار سے زوال کے وقت تک قضا (ادا) کر لینا چاہئے۔

شیخین<sup>۵</sup>: ..... کے نزدیک اگر صرف دو سنتیں رہ گئی ہوں تو ان کی قضاء نہیں اور اگر فرض بھی رہ گئے ہوں تو بالاتفاق ان کو بھی قضاء کیا جائے۔

فلما ارتفعت الشمس وایضاقت قام فصلی: ..... حنفیہ کہتے ہیں کہ نفس وقت میں کراہت تھی

اس لئے بیاض شمس کا انتظار فرمایا<sup>۶</sup>

مسائل مستنبطہ:.....

۱: امام کو خود جہاد پر تشریف لے جانا چاہئے۔

۲: امام کو چاہئے کہ مصالح دیدیہ کی رعایت رکھے۔

۳: قانتہ کے لئے اذان دی جائے۔

(۳۸۶)

## باب من صلی بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت جس نے وقت نکل جانے کے بعد باجماعت نماز پڑھی

(۵۶۷) حدثنا معاذ بن فضالة قال حدثنا هشام عن يحيى عن ابي سلمة
ہم سے معاذ بن فضالہ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشام نے یحییٰ کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ ابو سلمہ سے
عن جابر بن عبد اللہ ان عمر بن الخطاب جاء يوم الخندق بعد ما غربت الشمس
وہ جابر بن عبد اللہ سے کہ عمر بن خطابؓ غزوہ خندق کے موقعہ پر ایک مرتبہ سورج غروب ہونے کے بعد تشریف لائے
فجعل يسب كفار قريش قال يا رسول الله ﷺ ما كدت اصلي العصر حتى كادت الشمس تغرب
آپؐ لگا کر قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہو گیا اور نماز پڑھنا میرے لئے ممکن نہ ہو سکا
قال النبي ﷺ والله ما صليتها فقمنا الي بطحان فتوضأ للصلوة
اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ہے پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا
فتوضأ نالها فصلی العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعد ما المغرب (انظر ۶۳۱، ۵۹۸، ۶۳۵، ۶۳۶)
اور آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا سورن ڈوب چکا تھا پہلے آپ ﷺ نے عصر پڑھی اس کے بعد مغرب

مطابقته للترجمة استفيدت من اختصار الراوى فى قوله ((فصلی العصر)).

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ زاوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ الخوف ص ۱۲۹ ج ۱ اور مغازی میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے اور امام مسلم، امام

ترمذیؒ اور امام نسائی نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ..... حدیث الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہیں کیونکہ ترجمہ الباب میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ اور حدیث الباب میں جماعت کا ذکر ہی نہیں؟

جواب (۱) : ..... یہاں مختصر ہے اگر بقیہ اور مکمل حدیث کو دیکھا جائے جو ترمذی شریف میں مذکور ہے تو اس میں جماعت کا ذکر ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان المشرکین شغلوا رسول اللہ ﷺ عن اربع صلوات يوم الخندق حتى ذهب من الليل ماشاء الله فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ثم اقام فصلى المغرب ثم اقام فصلى العشاء ۲

جواب (۲) : ..... حضرات صحابہ کرامؓ جب ساتھ تھے تو پھر آپ ﷺ نے اکیلے کیسے پڑھی ہوگی۔

يوم الخندق : ..... ای یوم حفر الخندق . خندق یہ عجمی لفظ ہے۔ اور یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال پیش آیا اسی کو غزوة احزاب بھی کہتے ہیں ۳ خندق حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے کھودی گئی تھی۔

ماکدت اصلی العصر : .....

سوال : ..... اس سے معلوم ہوتا ہے قریب غروب شمس میں نماز پڑھی اور جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نہیں پڑھی۔

جواب : ..... یہ مجاورہ کے طور پر ہے۔

فصلی العصر بعد ما غربت الشمس الخ : .....

اشکال : ..... روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق کے دن صرف عصر کی نماز قضاء ہوئی جب کہ نساء میں ہے

حُبَسَ عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ۶ اور ترمذی شریف میں ہے عن ابی عبیدہ بن

عبداللہ بن مسعود قال قال عبداللہ ان المشرکین شغلوا النبی ﷺ عن اربع صلوات يوم

الخندق (الحدیث ۴) تو ان میں بظاہر تعارض ہے اور طحاوی میں ہے انه فاتته الظهر والعصر والمغرب ۵

جواب : ..... یوم خندق ایک ہی دن نہیں ہوا، ممکن ہے کسی ایک دن عصر کی نماز فوت ہوئی ہو اور دوسرے کسی دن

۱ (عمدة القاری ص ۵۶۹) ۲ (ترمذی ص ۱۴۳) ۳ (عمدة القاری ص ۵۶۹) ۴ (فیض الباری ص ۳۶۶ ج ۲) ۵ (ترمذی ص ۳۳ ج ۱) ۶ (عمدة القاری ص ۹۱ ج ۵)

۵ (فیض الباری ص ۳۶۶ ج ۲) ۶ (.....)

چار نمازیں فوت ہوئی ہوں اور عصر والی روایت بخاری کی شرط کے مطابق تھی اس لئے اس کو ذکر فرما دیا!

ثم صلی بعدها المغرب: ..... وقتیہ اور فائتہ کے درمیان ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔

مذہب احناف و مالکیہ و حنابلہ: ..... ترتیب واجب ہے ۱

مذہب شوافع و ظاہریہ: ..... ترتیب واجب نہیں۔

حدیث الباب آئمہ ثلاثہ کی دلیل ہے۔

فائتہ قدیمہ و حدیث کی تفصیل ہدایہ شریف میں گزر چکی ہے اور آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۳۸۷)

باب من نسی صلوة فلیصل اذا ذکر ولا یعید الا تلک الصلوة

اگر کسی کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے تو جب بھی یاد آئے پڑھ لے اور قضا صرف ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے گی

غرض بخاری: ..... امام بخاری نے یہاں دو مسئلے بیان کئے ہیں۔

۱: قضا کے لئے کوئی وقت متعین نہیں۔ اوقات مکروہ میں یاد آ جائے تو اس وقت پڑھ لے۔

۲: کہ قضا میں ایک ہی نماز پڑھی جائے گی اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ قضا دو مرتبہ پڑھی جانی

گی ایک قضا جب یاد آئے اور ایک اس سے اگلے دن اسی نماز کو پڑھے گا ۳

مسئلہ: ..... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں اگر رہی ہوئی نماز یاد آ جائے تو اوقات صالحہ

کا انتظار کرے اور اسے اوقات صالحہ میں پڑھے۔

جمہور کہتے ہیں کہ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے اوقات صالحہ کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

دلیل جمہور: ..... حدیث الباب ہے فلیصل اذا ذکرھا (الخ) اس کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لینی چاہئے۔

جواب: ..... حدیث کا جملہ اذا ذکرھا بالا جماع اپنے عموم پر نہیں ہو سکتا تو جب پہلے ہی اس کے اندر تخصیص ہے تو کچھ اور تخصیص کر لو مثلاً نہاتے ہوئے یاد آ گیا تو کیا کپڑے پہننے کی مہلت نہیں دو گے؟ بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے رہی ہوئی نماز یاد آ جائے تو کیا بے وضوء نماز پڑھ لو گے؟ تو جب کپڑا پہننے کے لئے، وضوء کرنے کے لئے، پاک جگہ ڈھونڈنے کے لئے تاخیر کو جائز کہتے ہو تو وقت صالحہ کے لئے بھی انتظار کر لینے میں کیا حرج ہے؟ علامہ انور شاہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اذا ذکرھا سے مذہب شافعیہ کے اختیار کی طرف اشارہ مقصود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اذا ذکرھا کے جملہ کے حدیث مبارکہ میں آ جانے کی وجہ سے ترجمۃ الباب میں اسے ذکر کر دیا ہوں

وقال ابراہیم من ترک صلوة واحد عشرین سنة لم يعد الا تلك الصلوة الواحدة

ابراہیم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیس سال تک ایک نماز برابر چھوڑتا رہا تو صرف ایک نماز کی قضا ہوگی

وقال ابراہیم الخ: ..... مراد ابراہیم نختی ہیں۔

مطابقة هذا الاثر للترجمة ظاهرة.

عشرین سنة: ..... عام ہے کہ ایک ماہ بعد یاد آئے یا ایک سال بعد یاد آئے، بیس سال کی قید مبالغہ ہے مقصود اسی نماز کا اعادہ ہے جو رہ گئی جب یاد آئے اسے قضاء (ادا) کرے۔

اس اثر کو ثورنی نے اپنی جامع میں موصولاً ذکر کیا ہے ۲

(۵۶۸) حدثنا ابو نعیم وموسى بن اسمعيل قال حدثنا همام عن قتادة

ہم سے ابو نعیم اور موسیٰ بن اسمعیل نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے ہمام نے قتادہ کے واسطے سے

عن انس بن مالك عن النبي ﷺ قال من نسي صلوة

حدیث بیان کی وہ انس بن مالک سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے

فَلِيصَل إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِذَا ذَلِك
توجب بھی یاد آ جائے پڑھ لینی چاہئے اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا اور خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي قَالَ مُوسَىٰ قَالَ هَمَامٌ سَمِعْتَهُ يَقُولُ بَعْدَ وَقِيمِ الصَّلَاةِ لِذِكْرِي
کہ نماز میرے ذکر کے لئے قائم کرو موسیٰ نے کہا کہ ہم سے ہمام نے کہا کہ میں نے اس کو سنا اس کے بعد کہہ رہے تھے اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي
وَقَالَ حَبَانٌ لَنَا هَمَامٌ لَنَا فَتَاةٌ قَالَ حَدَّثَنَا انسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ
اور حبان نے کہا کہ ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی ان سے نقل ہے کہ ہم نے کہا کہ ہم سے انس نے نبی کریم ﷺ سے نقل کر کے حدیث بیان کی اسی حدیث کی طرح

مطابقتہ للترجمة ظاهرة .

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلم نے صلوٰۃ میں ہدیہ بن خالد سے اور ابوداؤد نے صلوٰۃ میں محمد بن کثیر سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (الایۃ): .....

آیت کی تشریح و مطلب: ..... اس آیت پاک کا پہلا مطلب یہ ہے کہ نماز قائم کرو میرے یاد دلانے کے وقت اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ یہاں پہلا مطلب مراد ہے اس لئے کہ امام بخاری نے اس کو یہاں استدلالاً ذکر کیا ہے تو ترجمہ و مطلب بھی اسی کے مطابق کیا جائے گا ای لو وقت ذکر نماز کا وقت یاد آ جانا اللہ تعالیٰ کا یاد آ جانا ہے اس لئے نماز کی یاد کو اللہ پاک کی یاد سے تعبیر کر دیا اس لئے ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں لاقامۃ ذکر یعنی میرے ذکر کو قائم کرنے کے لئے نماز قائم کرو۔ علماء نے لکھا ہے افضل ترین ذکر نماز ہے جتنی کوئی چیز زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے اس کے لئے اتنی زیادہ قیدیں ہوا کرتی ہیں لسانی ذکر کے لئے تو جنابت سے پاکی کی بھی قید نہیں ہے اور نماز میں تو تمام بدن کو ذکر کرانا اور ذکر میں مصروف رکھنا ہوتا ہے۔

سوال: ..... اس آیت پاک کو ما قبل سے کیا مناسبت ہے؟ بظاہر تو مناسبت کوئی نہیں؟

جواب: ..... آیت اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے مگر آپ ﷺ نے اس کو یہاں

(اس موقع) پر تلاوت کر کے بتلایا کہ نماز اللہ پاک کی یاد کے لئے پڑھی جاتی ہے اور ذکر ہر وقت کیا جاسکتا ہے اُس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں اسی طرح جو نماز قضا ہو جائے وہ ذکر کی طرح غیر موقت ہو جایا کرتی ہے جب ادا کی جائے گی تو قضاء ادا ہو جائے گی!

وقال موسى: ..... اس سے مراد موسیٰ بن اسماعیل ہیں جو گزشتہ حدیث کی سند میں مذکور ہیں۔  
بعث: ..... بضم الدال ای بعد زمان روایت الحدیث.

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہمام (راوی) نے اُسے قنادہ سے ایک مرتبہ تو لفظ لیلذکری (بقراءة ابن شہاب) ذکر کیا اور دوسری مرتبہ لفظ لذکری (بالقراءة المشہور) ذکر کیا۔ اب اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ قنادہ کا کلام ہے یا نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ کا کلام ہے ۲

وقال حبان: ..... یہ تعلق ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قنادہ نے حضرت انسؓ سے اس کو سنا ہے کیونکہ اس میں لفظ حدیث کے ساتھ تصریح موجود ہے اور اس تعلق کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں موصولاً نقل کیا ہے ۳

(۳۸۸)

## باب قضا الصلوٰۃ الاولیٰ فالاولیٰ

متعدد نمازوں کی قضا میں ترتیب قائم رکھئے

(۵۶۹) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى قال حدثنا هشام

ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشام نے حدیث بیان کی

قال حدثنا يحيى هو ابن ابى كثير عن ابى سلمة عن جابر

کہا کہ ہم سے یحییٰ نے جو ابو کثیر کے صاحبزادے ہیں حدیث بیان کی ابو سلمہ کے واسطے سے وہ جابرؓ سے

قال جعل عمرٌ یوم الخندق یسب کفارهم فقال ما کدت اصلی العصر حتی غربت الشمس

انہوں نے فرمایا کہ عمرؓ روزہ خندق کے موقع پر کفار کو برا بھلا کہنے لگے فرمایا کہ صبح غروب ہو گیا لیکن میں لڑائی میں مشغولیت کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکا

قال فنزلنا بطحان فصلی بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب (راجع ۵۹۶)

جابرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے (عصر کی نماز) غروب شمس کے بعد پڑھی پھر اس کے بعد مغرب پڑھی

یہ حدیث ((باب من صلی بالناس جماعۃ)) میں گزر چکی ہے اس کی تفصیل گزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

کفارہم: ..... ای کفار قریش۔ معلوم ہونے کی بنا پر اضمار قبل الذکر والی خرابی لازم نہیں آتی کیوں کہ معاذ بن فضالہ کی روایت میں ((فجعل یسب کفار قریش)) کے الفاظ مراد کی تعیین پر دال ہیں۔

ثم صلی المغرب: ..... اگر متعدد نمازیں فوت ہو جائیں تو ان سب کو کس ترتیب سے ادا کیا جائے اس بارے میں آئمہ کرامؓ کے درمیان اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب شوافع: ..... امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب نہیں ہے۔

مذہب حنابلہ: ..... امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب ہے اگر دس برس بعد یاد آئے کہ میری فلاں نماز قضاء ہو گئی تھی تو ساری قضاء کرنی ہوں گی۔

مذہب حنفیہ و مالکیہ: ..... احنافؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ترتیب واجب ہے نیز حنفیہؒ کے نزدیک جب قضاء نمازیں چھ سے زائد ہو جائیں تو ترتیب ساقط ہو جائے گی۔ نیز حنفیہؒ کے نزدیک نسیان سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ اور مالکیہؒ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتی ۲

مذہب امام بخاریؒ: ..... امام بخاریؒ نے یہ باب منعقد فرمایا کہ اپنی طرف سے فیصلہ فرمادیا کہ میں شافعیہؒ کے ساتھ نہیں ہوں بلکہ حنفیہؒ و مالکیہؒ کے ساتھ ہوں اور جو روایت الباب کے اندر ہے اس سے معلوم ہوا کہ خندق کے موقع پر قضاء ہونے والی نمازیں پانچ سے کم تھیں (یعنی چار تھیں حدیث یاک میں ہے شغلوا النبی ﷺ عن اربع

صلوات يوم الخندق ۱۔ لہذا ترتیب سے ادا فرمائیں ۲۔ حدیث پاک سے وقفہ اور فائتہ کے درمیان جب ترتیب ثابت ہوگئی تو فوائت کے درمیان بھی ثابت ہوگئی۔

فائدہ:..... فوائت اور وقتی نماز کے درمیان ہمارے نزدیک ترتیب واجب ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے ۳۔

(۳۸۹)

## باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء

عشاء کے بعد باتیں کرنا پسندیدہ نہیں

السامر من المسر والجمع السمار والسامر ہنفا فی موضع الجمع

سامر سے مشتق ہے سمار اس کی جمع ہے یہاں پر سامر جمع کے موقع میں آیا ہے (یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے)

واصل السمر ضوء لون القمر وکانوا یتحدثون فیہ

امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ لفظ سامر کبھی مفرد آتا ہے اور اس کی جمع سمار (بضم سین و تشدید المیم)

آتی ہے جیسے طالب اور طلاب کاتب اور کتاب۔ اور کبھی جمع آتا ہے سامرا تہجر و ن۔ میں سامر جمع ہے لفظ

سامرا قرآن مجید میں جمع کے معنی میں ہے ۵۔

سمر:..... اصل میں چاندنی رات کو کہتے ہیں عام طور پر چاندنی رات کو لوگوں کی باتیں کرنے کی

عادت ہے اور اب ہزرات کی بات کو سمر کہہ دیتے ہیں اور اگر سمر (فتح المیم) ہو تو معنی رات کو باتیں کرنا سمر

سے مراد امر مباح میں سمر ہے اور محرم (امر حرام) میں سمر تو جمع اوقات میں حرام ہے ۶۔

غرض بخاری:..... حدیث شریف میں ہے نہی النبی ﷺ عن النوم قبل العشاء والحديث

بعدها اس پر امام بخاریؒ نے السمر کا ترجمہ باندھ کر اشارہ فرما دیا کہ ممانعت مطلق بات کرنے کی نہیں بلکہ سمر سے

ممانعت ہے ۷۔

۱ (ترغیب ص ۱۷۳ ج ۱) ۲ (تقریر بخاری ص ۳۲۸ ج ۳ حاشیہ ۲) ۳ (ہدایہ ص ۱۵۳ ج ۱ مکتبہ شرکت علیہ السلام) ۴ (پارہ ۱۸ سورہ مؤمنون آیت ۶۷)

۵ (تقریر بخاری ص ۳۳۹ ج ۱) ۶ (عمدة القاری ص ۹۵ ج ۵) ۷ (عمدة القاری ص ۹۵ ج ۵) ۸ (تقریر بخاری ص ۳۲۸ ج ۳)

(۵۷۰) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى قال حدثنا عوف
ہم سے مسدد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عوف نے حدیث بیان کی
قال حدثنا ابو المنہال قال انطلقت مع ابی الی ابی برزہ الاسلمی
کہا کہ ہم سے ابو منہال نے حدیث بیان کی کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابو برزہ اسلمی کی خدمت میں حاضر ہوا
فقال لہ ابی حدثنا کیف کان رسول اللہ ﷺ یصلی المکتوبہ
ان سے میرے والد نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کس طرح پڑھتے تھے (ہم سے اس کے تعلق حدیث بیان فرمائیے)
قال کان یصلی الہجیر وہی الی تدعونہا الاولیٰ حین تدحض الشمس
انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ ہجیر (ظہر) جسے تم صلوٰۃ اولیٰ کہتے ہو سورج کے زوال کے بعد پڑھتے تھے
ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی اہلہ فی اقصیٰ المدینہ
اور آپ ﷺ کے عصر پڑھنے کے بعد کوئی بھی شخص اپنے گھر واپس ہوتا اور وہ بھی مدینہ منورہ کے سب سے آخری کنارہ پر
والشمس حیا ونسیت ما قال فی المغرب قال
تو سورج ابھی صاف اور روشن ہوتا مغرب سے متعلق آپ ﷺ نے جو کچھ بتایا تھا مجھے یاد نہیں رہا اور فرمایا
وکان یستحب ان یؤخر العشاء قال وکان یکرہ النوم قبلہا
کہ عشاء میں آپ تاخیر پسند فرماتے تھے اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے
والحدیث بعدہا وکان یفتل من صلوٰۃ الغداۃ حین یرف احدنا جلیسہ ویقرأ من الستین الی المائۃ
صبح کی نماز سے جب آپ خلدے ہوئے تو ہم اپنے قریب بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کو پہچان لیتے تھے آپ فجر میں ماٹھ سے سوکے آیتیں پڑھتے تھے

(راج ۵۴)

مطابقہ للترجمة فی قوله ((وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا)) حدیث کا کچھ

حصہ ((باب وقت الظہر عند الزوال)) میں گزر چکا ہے۔

(۳۹۰)

## باب السمر فی الفقه والخیر بعد العشاء

عشاء کے بعد دین کے مسائل اور خیر کی باتیں کرنا

یہ باب سابق سے استثناء ہے کہ سمر فی الفقه والخیر جائز ہے۔

سوال: ..... فقہ اور خیر کو الگ الگ لانے میں کیا حکمت ہے جب کہ خیر عام ہے جو فقہ کو بھی شامل ہے تو پھر لفظ خیر پر اکتفاء کر لیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

جواب: ..... وانما خصه بالذكر وان كان داخلا في الخیر تنویہا بذكره وتنبیہا علی قدره لـ

(۵۷۱) حدثنا عبد الله بن الصباح قال حدثنا ابو علي الحنفي قال

ہم سے عبد اللہ بن صباح نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ابو علی حنفی نے حدیث بیان کی کہا

حدثنا قرة بن خالد قال انظرنا الحسن وراث علينا

کہ ہم سے قرہ بن خالد نے حدیث بیان کی کہا کہ ایک دن حضرت حسن بصریؒ نے بڑی دیر کی اور ہم آپ کا انتظار کرتے رہے

حتى قربنا من وقت قيامه فجاء فقال دعانا جيراننا هؤلاء

جب آپ کے اٹھنے کا وقت قریب ہو گیا تو تشریف لائے اور فرمایا (بطور معذرت) کہ میرے ان پڑوسیوں نے مجھے بلا لیا تھا

ثم قال قال انس بن مالك نظرنا النبي ﷺ ذات ليلة

پھر فرمایا کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کا (عشاء کے وقت نماز کے لئے) انتظار کرتے رہے

حتى كان شطر الليل يلفه فجاء فصرى لنا ثم خطبنا فقال

تقریباً آدھی رات ہو گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے پھر ہمیں نماز پڑھائی اسکے بعد خطبہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا

الان الناس قد صلوا ثم رقدوا وانكم لم تزلوا في صلوة ما انتظرتم الصلوة

آگاہ رہو دوسروں نے نماز پڑھی اور سو گئے اور بے شک تم لوگ جب تک نماز کے انتظار میں رہو اور حقیقت نماز ہی کی حالت میں ہوتے ہو

قال الحسن وان القوم لا يزالون في خير ما انتظروا والخير

حسن نے فرمایا کہ اور بے شک اگر لوگ کسی خیر کے انتظار میں بیٹھیں رہیں تو وہ بھی خیر کی حالت ہی میں ہیں

قال قررة هو من حديث انس عن النبي ﷺ (راجع ۵۷۲)

قرہ نے کہا کہ حدیث کا یہ آخری ٹکڑا بھی حضرت انسؓ کی حدیث میں داخل ہے (جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا)

مطابقته للترجمة في قوله ((ثم خطبنا))

لم تزلوا في صلوة: ..... سوال: ..... نماز کا انتظار کرنے والے کے لئے تو کلام، اکل، شرب جائز ہیں یا تو پھر یہ نماز کے معنی میں کیسے ہوگا؟

جواب: ..... حصول ثواب کے لحاظ سے نماز کے حکم میں ہے تمام جہات کے لحاظ سے نہیں!

قال قررة: ..... یعنی قرہ بن خالد.

هو من حديث انس: ..... فان القوم لا يزالون في خير (الي آخره) قول حسن ہے حدیث

نبی کریم ﷺ نہیں اس لئے کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس کو مرفوع ہونے کی تصریح نہیں فرمائی

(۵۷۲) حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني سالم بن عبد الله بن عمر

ہم سے ابو یمان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری کے واسطے سے خبر دی کہا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ بن عمر

وابو بكر ابن ابي حنيفة ان عبد الله بن عمر قال صلى النبي ﷺ صلوة العشاء في اخر حياته

اور ابو بکر بن ابی حنیفہ نے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں

فلما سلم قام النبي ﷺ فقال ارايتكم ليلتكم هذه

سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس رات کو یاد کر لو

فان رأس مائة سنة لا يبقى من هو اليوم على ظهر الارض احد فوهل الناس في مقالة النبي ﷺ  
 اس رات جو ظہر ارض پر زندہ ہیں بعد سوسال کے وہ باقی نہیں رہیں گے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا مقصد سمجھنے میں غلطی کی  
 الی مايتحدثون في هذه الاحاديث عن مائة سنة وانما قال النبي ﷺ لا يبقى ممن  
 هو اليوم على ظهر الارض يريد بذلك انها تحزم ذلك القرن (راجع ۱۱۶)  
 اور مختلف باتیں کرنے لگے حالانکہ آپ ﷺ کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آج  
 (اس گفتگو کے وقت) سے ایک صدی بعد باقی نہیں رہے گا اور یہ صدی پوری ہو جائے گی

مطابقتہ للترجمة في قوله (فلما سلم قام النبي ﷺ) الی قوله ( فوهل الناس) یہ حدیث

کتاب العلم ، باب السمر بالعلم میں گزر چکی ہے۔

لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض الخ:..... اس جملہ کی تشریح کتاب العلم باب السمر بالعلم میں موجود ہے  
 فوهل الناس:..... لوگ ڈر گئے، خوف اس وجہ سے ہوا کہ وہ حضرات یہ سمجھے کہ آج کے دن سے سوسال بعد  
 قیامت آجائے گی۔

(۳۹۱)

## باب السمر مع الاهل والضيف

گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ رات میں گفتگو کرنا

یہ باب بھی از قبیل استثناء ہے کہ مہمان اور بیوی اور بچوں کے ساتھ بعد العشاء بات چیت جائز ہے اس لئے  
 کہ عام طور پر بیوی سے بعد العشاء ہی بات چیت کا موقع ملتا ہے اور اس کا حق بھی ہے وان لزوجک علیک حق  
 اور مہمان کے لئے کوئی وقت متعین نہیں جب چاہے آجائے عشاء کے بعد اگر آجائے تو مہمان نوازی کرنی ہوگی اس  
 سے کھانے پینے کے متعلق بات چیت بھی کرے گا۔

سوال: ..... اس کو باب سابق سے الگ کیوں ذکر فرمایا؟ حالانکہ وہ باب اس باب کو بھی تو متضمن ہے؟

جواب: ..... اس لئے کہ یہ از قبیل ضرورتہ انسانیہ سے اور وہ ضرورتہ دینیہ سے ہے۔

(۵۴۳) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا معتمر بن سليمان ثنا ابی
ہم سے ابو نعمان نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے بیان کیا
قال حدثنا ابو عثمان عن عبدالرحمن بن ابی بکر ان اصحاب الصفة كانوا اناسا فقراء
کہا کہ ہم سے ابو عثمان نے عبدالرحمن بن ابی بکر کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے
وان النبی ﷺ قال من كان عنده طعام اثنين فليذهب بشالٹ
اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو تیسرے میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیتا جائے
وان اربع فخماس اوسادس وان ابابکر جاء بثلاثة وانطلق النبی ﷺ بعشرة
اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہے تو پانچویں یا چھٹے کو اپنے ساتھ لیتا جائے ابو بکر تین آدمی اپنے ساتھ لائے اور نبی کریم ﷺ دس صحابہ کو لے گئے
قال فهو انا وابی وامی ولا ادری
عبدالرحمن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ گھر کے افراد میں والد، والدہ اور میں تھا راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ یاد نہیں
هل قال وامراتی وخدام بین بیتنا ویت ابی بکر
کہ انہوں نے یہ کہا یا نہیں کہ میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور ابو بکر دونوں کے گھر کے لئے تھا یہ بھی تھے
وان ابابکر تعشی عند النبی ﷺ ثم لبثت حیث صلیت العشاء
خود ابو بکر نبی کریم ﷺ کے یہاں ٹھہر گئے (اور غالباً) کھانا بھی وہیں کھایا صورت یہ ہوئی کہ نماز عشاء تک آپ وہیں رہے
ثم رجعت فلبثت حتی تعشی النبی ﷺ
پھر آئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے آرام فرمایا اور کھانا کھایا
فجاء بعد ما مضی من اللیل ما شاء اللہ
اور رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ گھر تشریف لائے

قالت له امراته ما حسبک عن اضیافک او قالت ضیفک  
بیوی نے کہا کہ کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی یا یہ کہا کہ مہمان کی خبر نہیں لی  
قال او ما عشیتم قال ابوا حتی تجنی ء قد عرضوا فابوا  
آپ نے پوچھا کیا تم نے ابھی نہیں کھانا نہیں کھلایا انہوں نے کہا کہ آپ کے آنے تک انہوں نے کھانے سے انکار کیا کھانا پیش کیا گیا انہوں نے انکار کیا  
فلا فذهبنا فاخبات فقال یاعشر فجدع و سب  
(عبدالرحمن بن ابی بکر) نے بیان کیا کہ میں بھاگ کر چھپ گیا تھا ابو بکرؓ نے پکارا اے غنم! آپ نے برا بھلا کہا  
وقال کلو لاهینا لکم فقال واللہ لا اطعمہ ابد او ایم اللہ ما کنا ناخذ من لقمة ال ربامن اسفلها اکثر منها  
لو فرمایا کہ کھاؤ تمہیں مبارک نہ ہو خدا کی قسم میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور اللہ کی قسم ہم پھر ایک لقمہ لیتے تھے اور نبیؐ سے کھانا پہلے سے بڑھ جاتا تھا  
قال یعنی حتی شیعو اوصارت اکثر مما کانت قبل ذلک فنظر الیہا ابو بکر فاذا ہی کماہی او اکثر  
بیان کیا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا ابو بکرؓ نے دیکھا تو کھانا پہلے ہی اتایا اس سے بھی زیادہ تھا  
فقال لامرأته یا اخت بنی فراس ما هذا قالت لا وقرۃ عینی لہی الان اکثر منها قبل ذلک بثلاث مرار  
اپنی بیوی سے بولے ہو فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ تو پہلے سے تگنا ہے  
فاکل منها ابو بکر وقال انما کان ذلک من الشیطان یعنی یمینہ ثم اکل منها لقمة  
پھر ابو بکرؓ نے بھی وہ کھانا کھایا اور کہا کہ میرا قسم کھانا ایک شیطانی وسوسہ تھا پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا  
ثم حملہا الی النبی ﷺ فاصبحت عنده  
اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بقیہ کھانا لے گئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے  
وکان بیننا و بین قوم ع ق قد  
ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت پوری ہو چکی تھی (اس قبیلہ کا ہند معاہدہ سے متعلق بات چیت کرنے آیا ہوا تھا)  
فمضى الاجل ففرقنا الی عشر رجلا مع کل رجل منهم اناس  
ہم نے وفد کو بارہ سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا ہر سردار کے ساتھ کچھ قبیلہ کے دوسرے افراد تھے  
واللہ اعلم کم مع کل رجل فاکلوا منها اجمعون او کما قال (انظر ۶۱۳۰، ۶۱۳۱، ۶۱۳۲)  
جن کی تعداد خدا کو معلوم کتنی تھی پھر سب نے وہ کھانا کھایا اور ک

مطابقہ للترجمة توخذ من قول ابی بکرؓ لزوجه ((او ما عشیتم))

## تحقیق و تشریح

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں۔

امام بخاری نے علامات النبوة میں موسیٰ بن اسماعیل سے اور ادب میں ابی موسیٰ محمد بن شیبہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ امام مسلم نے اطعمہ میں عبید اللہ بن معاذ سے اور امام ابو داؤد نے ایمان اور ندور میں محمد بن شیبہ اور موسیٰ بن ہشام سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اصحاب الصفة: اصحاب صفہ طلبہ تھے۔ اور وہ علم سیکھتے تھے۔ علامہ نووی نے فرمایا ہم زہاد من الصحابة فقراء غرباء كانوا یا وون الی مسجد النبی ﷺ اور ان کی تعداد بڑھتی اور کم ہوتی رہی۔ اور ایک وقت میں کم سے کم ستر ہوا کرتے تھے۔ صفہ: ہو موضع مظلل فی المسجد کان للمساکین والغریبۃ وان اربع فخماس او سادس۔ ای وان کان عنده طعام اربع فلیذهب بخامس او سادس۔ ((او)) شک کے لئے یا تنوع کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر طعام زائد ہو تو سادس کو لے جائے ورنہ خاص کو کم فلا ادری: یہ ابو عثمان نجدی راوی کا کلام ہے۔ و خادم الخ: ..... واؤ عاطف ہے اور اس کا عطف امرائی پر ہو گا یا امی پر، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس کا عطف امی پر ہے۔ یعنی وہ کھانا جو آخر نہار میں کھایا جائے۔ ضیفک: سوال: مہمان تو تین تھے تو ضیف مفرد کیوں فرمایا جمع کیوں نہیں استعمال فرمایا۔ جواب ۱: ضیف جنس ہے جو قلیل و کثیر سب کے لئے آتا ہے۔ جواب ۲: یا یہ مصدر ہے جو تثنیہ و جمع دونوں کے کوشاں ہے۔ یا غنثر: بضم الغین و سکون النون و فتح التاء المثلثہ و ضمها ایضا۔ اس لفظ کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں: (۱) اے کینے (۲) اے جاہل (۳) اے گرے ہوئے کے جدع: ناک کئے (تقریر بخاری ص ۳۰ ج ۳) سب: سخت کہا۔ ایم اللہ: مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای ایم اللہ قسمی، ہمزہ وصلی ہے اس کی اصل یمین اللہ ہے۔ یمین کی جمع ایمن آتی ہے جب کثرت سے اس کا استعمال ہونے لگا تو تخفیف کی غرض سے نون کو حذف کر دیا گیا۔ ربا: بمعنی زاد یعنی بڑھتا گیا۔ یا اخت بنی فراس: بنی فراس کی بہن اس لئے کہا کیونکہ زینب بنت دھمان، بنی فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ میں سے ایک ہیں ۹ یعنی ابو بکرؓ کی بیوی قبیلہ بنو فراس کی تھیں۔ قالت لا: لا کے متعلق دو احتمال ہیں: ۱: زائد تاکید کے لئے ہے۔ ۲: نافیہ اس کا اسم محذوف ہے ای لاشئ غیر ما قول وهو قولها وقره عینی ۱۰ ففرقنا اثنی عشر رجلاً: اگر اس کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ لوگ جہاد پر جانے والے تھے تو کھانے والے مسلمان ہوں گے اور اگر اس بات پر محمول کیا جائے کہ صلح کی میعاد ختم کرانے کے لئے جو آئے تھے ان کو کھانے کے لئے ٹولیوں (گروپوں، جماعتوں) میں تقسیم کر دیا تو کھانا کھانے والے غیر مسلم ہوں گے۔ فائدہ: اس روایت میں تقدیم و تاخیر ہوگی ہے اصل واقعہ درج ذیل ہے:

واقعہ: ..... اس طرح ہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ مہمانوں کو گھر لے گئے گھر والوں نے مہمانوں کی تو ضیع کرنا چاہی تو انہوں نے کہہ دیا کہ جب تک ابو بکرؓ نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے تو معلوم فرمایا کہ کھانا کھایا؟ کہا گیا نہیں بیٹے کو بلا یا اور پوچھا کہ مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا انہوں نے کہا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے ہم نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی اللہ قسم کھائی اللہ قسم کھائی اللہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک تم نہیں کھاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم توڑ دی اور فرمایا انما کان ذلک من الشیطان اور پھر کھانا کھالیا اور ان مہمانوں نے بھی کھالیا۔ (تقریر بخاری ص ۳۰ ج ۳)

۱) (عمدة القاری ص ۵۹۸ ج ۲) ۲) (عمدة القاری ص ۵۹۸ ج ۲) ۳) (عمدة القاری ص ۹۹ ج ۲) ۴) (تقریر بخاری ص ۳۳۹ ج ۳) ۵) (عمدة القاری ص ۹۹ ج ۲) ۶) (تقریر بخاری ص ۳۳۹ ج ۲) ۷) (عمدة القاری ص ۱۰۰ ج ۲) ۸) (عمدة القاری ص ۱۰۰ ج ۲) ۹) (عمدة القاری ص ۱۰۰ ج ۲) ۱۰) (عمدة القاری ص ۱۰۰ ج ۲)